

محمد بن عبد الله بن محمد

كتاب في فقه الشافعي

الحمد لله الذي جعل في كتابه  
الحق والعدل والبر والعدل  
الحق والعدل والبر والعدل

کتابخانه عمومی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَبِالْإِسْلَامِ الْإِيمَانِ

سيرة نبوی ہدی اللہ علیہ وسلم کا بیش بہا خزانہ

صلی اللہ علیہ وسلم

# سیرت ابنی

ابن ہشام

مُصَنَّفٌ

محمد عبد الملک ابن ہشام

مُتَّحِبٌ

لمؤی قطب الدین احمد رضا محمودی

(کامل تفسیر)

سابق لکچر ارجاؤ گھاٹ کالج بلدہ

محمد علی

کارخانہ اسلامی کتب و کان

گڈوانی بلڈنگ نمبر بازار

کراچی

_____	مطبع
_____	تعداد
_____ 390 _____ مکمل روپے	ہدیہ
_____ محمد علی دیوانے	ناشر
بی کام - ایم - اے معاشیات	

# فہرست مضمین

سیرت ابن ہشام

حصہ دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت -	۱	اسرا یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان
۲۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ -	۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طیبہ معراج اور ان نشانوں کا بیان جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں ملاحظہ فرمایا -
۵۰	حالات جن اور اللہ عز و جل کے قول واذ صرقتا الیاء تفسراً من الجن کا نزول -	۱۳	ہنسی اٹھانے والوں کی نرا اللہ کی طرف سے -
۵۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو قبیلے والوں پر پیش کرنا -	۲۴	ابو ازہر الدوسی کا قصہ -
		۳۰	ابوطالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات -
		۳۹	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۳	عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف	۵۶	سوید بن الصامت کا حال -
۱۲۵	ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لیے نکلنا -	۶۰	اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی اکیسر
۱۲۶	مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرو دگا میں اسد ان سب سے راضی رہے -	۶۱	انصار میں اسلام کی ابتداء -
۱۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت -	۶۲	واقعہ عقبہ الاولیٰ اور مصعب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات
۱۲۹	قریش کے سربراہ اور وہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا -	۶۴	مدینے میں جمعہ کی پہلی نماز -
۱۲۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑنا -	۶۸	سعد بن معاذ اور اسید بن حنفیہ کے اسلام کا حال -
۱۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی جانب ہجرت کے واقعات -	۷۲	بیان عقبہ ثانیہ -
۱۳۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ	۸۱	بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام -
۱۳۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸	سویسے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو
		۸۹	قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا
		۹۲	عمر و بن الجحوج کے بت کا قصہ -
		۹۴	عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں -
		۹۸	فصل - حاضرین عقبہ کے نام -
			رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول -
		۱۰۹	مدینے کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر
		۱۱۱	(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینے کی طرف عیاش کے جانے کے حالات -



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین		کے سفر کی سمت کے متعلق ایک
	و انصار کے باہمی تعلقات کی	۱۴۲	جن کی غلبہ آواز کی خبریں۔
	نسبت اور یہود سے مصالحت	۱۴۳	ابو قحافہ کا اسعاد کے پاس آنا۔
۱۶۷	کے طور پر لکھ دی۔		سراقہ کی حالت اور اس کا سوار
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم		ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
	کا مہاجرین اور انصار میں	۱۴۴	وسلم کے پیچھے جانا۔
۱۸۱	بھائی چارہ قائم کرنا۔		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
	ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی ہوت	۱۴۸	ہجرت کے وقت کی منزلیں۔
	اور بنی النجار کی سرداری کے		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
	متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ		کا مدینے میں قیام اور وہاں آپ
۱۸۶	وسلم کا فرمان۔		کے نزول کے مقامات اور
	تمازواں کے لیے اذان کی ابتداء	۱۵۰	مسجد کی تعمیر۔
۱۸۶	ابو قیس بن ابی انس کا حال۔	۱۵۵	مسجد کی تعمیر۔
۱۸۹	یہودیوں میں کے دشمنوں کے		مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ
۱۹۶	نام۔		صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی
۱۹۹	عبداللہ بن سلام کا اسلام۔	۱۵۶	کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔
۲۰۱	مخیر بنی کا اسلام۔		مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
۲۰۲	صفیہ کی گواہی۔	۱۶۰	وسلم سے مدینے میں آنا۔
	یہود کے ساتھ انصار میں کے		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا
۲۰۳	ملنے جلنے والے منافق۔	۱۶۳	خطبہ۔
	یہود کے عالموں میں سے		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
	صرف ظاہر داری سے اسلام	۱۶۵	دوسرا خطبہ۔
۲۱۷	اختیار کرنے والے۔		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۱	جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر توہین بنائی تھیں۔	۲۱۹	منافقوں کی اہانت و ذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جاتا۔
۳۰۳	نزول (قرآن) سے ان کا انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق۔	۲۲۱	سورہ لقہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا۔
۳۰۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع ختم ہونے پر ان لوگوں کے مطالبہ۔	۲۶۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا۔
۳۰۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ۔	۲۷۲	کنعہ کی جانب تھول قبلہ کے وقت یہود کی باتیں۔
۳۱۳	عینی علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار۔	۲۷۶	یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا۔
۳۱۴	منافقوں کے کچھ حالات۔	۲۷۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پر ان کا جواب۔
۳۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان۔	۲۷۸	بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جھگڑنا۔
۳۶۵	تاریخ ہجرت۔	۲۷۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادت گاہ میں تشریف لے جانا۔
۳۶۶	غزوہ فودان آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے۔	۲۸۶	انصار کو آپس میں لڑا دینے کی (یہود) کی کوشش۔
		۲۹۳	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتیاح کا حادثہ۔
		۲۹۶	یہود کا لوگوں کو کینوسی کا حکم دینا۔
		۲۹۸	صداقت سے یہود کا انکار۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۵	سائبان کی تیاری -	۳۶۶	عبیدہ بن الحارث کا سر پہ اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا تھا۔
۴۱۶	قریش کی آمد -	۳۶۷	سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنه کا سر پہ -
۴۱۸	جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ	۳۶۸	غزوہ بواط -
۴۱۹	الاسود المخرومی کا قتل -	۳۶۹	غزوہ العثیرہ -
۴۲۱	عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لیے	۳۷۰	سر پہ سعد بن ابی وقاص -
۴۲۱	دونوں جماعتوں کا مقابلہ	۳۷۱	غزوہ سفوان اور اسی کا نام غزوہ بدر الاولیٰ بھی ہے۔
۴۲۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو امداد کے لیے قسمیں دینا	۳۸۳	کعبے کی جانب قبلے کی تحویل -
۴۲۳	یا تباکید دعا کرنا -	۳۸۴	غزوہ بدر کبریٰ -
۴۲۶	آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا -	۳۹۲	عاتکہ بنت عبد المطلب کا وفات کنازہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا
۴۲۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا -	۳۹۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا قریش کے پیچھے پڑنے کے متعلق حکیم بن الصلت کا خواب -
۴۲۸	مشرکین کو قتل کرنے سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا -	۳۹۸	قریش کی طرف ابوسفیان کا خط -
۴۳۲	امیہ بن خلف کا قتل -	۴۰۱	بنی زہرہ کو لیکر اخیس کی واپسی -
۴۳۵	جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری	۴۱۱	ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا
۴۳۶	ابو ہیل بن ہشام کا قتل -	۴۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
۴۴۱	عکاشہ کی تلوار -	۴۱۳	
۴۴۲	مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا -		
	ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق الذین استوفوا هم الملائکہ		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۳	سورۃ انفال کا نزول -	۴۵۰	ظالمی انفسہم نازل ہوا -
۵۲۴	فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے -	۴۵۲	بدر میں اور قیدیوں کے عوض جو مال ملا اس کا بیان -
۵۳۴	انصار اور ان کے ساتھی -	۴۵۳	ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوشخبری کی روانگی -
۵۵۴	جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے -	۴۵۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی -
۵۵۵	بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے -	۴۵۶	التضر اور عتبہ کا قتل -
۵۶۳	جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام	۴۵۹	قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا -
۵۶۴	جنگ بدر کے متعلق اشعار -	۴۶۴	سہیل بن عمرو کا حال -
۶۲۵	مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ -	۴۶۸	ابو العاص بن الربیع کی قید -
۶۲۶	غزوۃ السویق -	۴۷۱	زمینب کا مدینے کی جانب سفر
۶۳۸	غزوۃ ذی امر -	۴۷۸	ابو العاص بن الربیع کا اسلام -
۶۴۹	بحرین کا غزوۃ الفرع -	۴۸۳	عمیر بن وہب کا اسلام -
۶۴۹	بنی قینقاع کا واقعہ -	۴۹۱	قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے
۶۵۵	نجد کے شہدوں میں مقام القروۃ کی طرف	۴۹۲	بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام -
۶۵۶	زید بن حارثہ کا سر -		
۶۶۸	کعب بن اشرف کا قتل -		
	محیصہ اور حویصہ کا حال		



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

—————

لے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبد الملک

ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے ریا دین عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحق السطحي سے (یہ) روایت (بیان) کی کہ

ابن اسحق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیار میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبد اللہ بن مسعود ابو سعید خدری محل نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سیدتنا) عائشہ، معاویہ بن ابی سفیان۔ حسن بن ابی الحسن بصری۔ ابن شہاب زہری اور قتادہ وغیرہ اہل علم اور ابوطالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں کا ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمائش اور

لے۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)



(کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عزوجل کی قدرت و سلطنت کے معاملوں میں کا ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عسرت ہے۔ ہدایت و رحمت ہے۔ اور ایمانداروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے۔ فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرمالیا۔ غرض مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا اسم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے۔ آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ حِينَ عُرِضَتْ عَلَيَّ إِنْ أَخَذَ الْمَاءُ غَرِقْتُ

وَعَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَرِقْتُ وَعَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ

اللَّبَنَ هَدَيْتُ أُمَّتُهُ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ

۱۔ (الف) میں فغرق ہے۔ ۲۔ (الف) میں فغوی ہے۔ ۳۔ (الف) میں فہدی ہے۔ (امجد محمدی)



مِنْهُ، فَقَالَ لِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هَدَيْتَ وَهَدَيْتَ أُمَّتُكَ  
يَا مُحَمَّدُ۔

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے تو میں نے  
کسی کہنے والے کو کہتے سنا، کہ اگر اس نے پانی لیا (تو خود بھی)  
دوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی اور اگر اس نے شراب لی  
(تو خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی اور  
اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پانی اور اس کی  
امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے  
دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریل نے مجھ سے  
کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے راہ راست پانی اور  
آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔

ابن اسحاق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَنِي جَبْرِيلُ، فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ  
فَجَلَسْتُ، فَلَمْ أَرِ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّانِيَةُ فَهَمَزَنِي

بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ فَلَمْ أَرِ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّالِثَةُ

فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ، فَأَخَذَ بَعْضُ دُنِي، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَخَرَجَ نِي

إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ نِي فَنَزَلَنِي

نہ۔ (الف) میں فجلسا کہہ رہا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)



جَنَاحَانِ يَخْفِرُ بِمَا رَجُلِيهِ يَصْعُكُ فِي مَنْتَهَى طَرَفِهِمْ فَخَمَلَنِي عَلَيْهِ  
ثُمَّ خَرَجَ مَعِيَ لَا يَفُوتُنِي وَلَا أَفُوتُهُ

اس اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریل آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ کر) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لیکر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خجرو گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کو کرید رہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

ابن اسحق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لَا رُكْبَةَ شَمْسٍ فَوَضَعَ جِبْرِيلُ يَدَهُ عَلَى مَعْرَفَتِهِ

۱۔ (ب) میں محقر تائے مجھ سے ہے جس کے معنی میں ٹر ٹکیل رہا ہے چھو رہا ہے۔  
(احمد محمودی)



ثُمَّ قَالَ: لَا تَسْتَحْيِي يَا بَرَّاقُ مِمَّا تَصْنَعُ، فَوَاللَّهِ مَا رَكِبْتُ عَبْدٌ لِلَّهِ  
 قَبْلَ مُحَمَّدٍ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ، قَالَ: فَاسْتَحْيَا حَتَّى ارْفَضَ عَرَقًا،  
 ثُمَّ قَرَّ حَتَّى رَكِبَتْهُ

جب میں اس پر سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا  
 تو شوخی کرنے لگا تو جبریل نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا اور  
 کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی۔  
 اللہ کی قسم! محمد سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار  
 نہیں ہوا جو اس کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا  
 تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا  
 ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے  
 اور جبریل بھی آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لیکر بیت المقدس پہنچے  
 تو اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو اور دوسرے چند انبیاء (علیہم السلام) کے  
 ساتھ پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کی اور انھیں نماز  
 پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے  
 میں دودھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور اس  
 میں سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔  
 راوی نے کہا تو جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت کی راہ پالی اور  
 آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام  
 کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب  
 لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپ قریش کے پاس پہنچے تو اس واقعے



کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ توصاف خلاف عقل یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کر لے گا اور واپس مکہ بھی آ جائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا میرے ہو گئے اور لوگ ابو بکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابو بکر! کیا تمھیں تمھارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حزن ظن) ہے۔ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابو بکر نے کہا۔ تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انھوں نے کہا۔ کیوں نہ جھٹلائیں۔ لو وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ واللہ اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمھیں اس میں حیرت کیوں ہے۔ واللہ انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی زیادہ عقل سے دور ہے جس سے تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا نعم ہاں عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے فرمایا۔

فَرَفِيعَ لِي حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ

وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے

دیکھنے لگا۔



پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابو بکر عرض کرتے جاتے تھے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپ ان سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔

”أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ“

اے ابو بکر تم صدیق ہو۔ غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔  
حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے اللہ نے نازل فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنَخَوْفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابو بکر کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المؤمنین) عائشہ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



کا جسم (مبارک مکہ سے) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المخرمہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا خواب تھا اور حسن شے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو  
ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ  
نے اپنے فرزند سے کہا۔

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ

بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے  
ذبح کر دیا ہے۔

پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب  
سے انبیاء پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب  
میں بھی۔

ابن اسحق نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم فرمایا کرتے تھے۔

نَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْضَانُ

میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں یعنی بیت المقدس کو (تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو چیزیں دیکھیں خواہ وہ کسی حالت میں ہوں چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔ غرض یہ واقعہ حق اور سچ ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو جب اس رات دیکھا تو صحابہ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا :-

”أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَلَمْ أَرِ رَجُلًا أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبِكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ وَأَمَّا مُوسَىٰ فَرَجُلٌ أَدَمُ طَوِيلٌ ضَرْبُ جَعْدٍ أَقْنَىٰ كَأَنَّ لَهُ مِنْ رِجَالٍ شَنْوَةً وَأَمَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيرِ وَالطَّوِيلِ سَبَطُ الشَّعْرِ كَثِيرٌ خِلَافَ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ حَتَّىٰ كَانَتْ رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءٌ وَلَيْسَ بِهِ مَاءٌ أَشْبَهَ رِجَالَكُمْ بِهِ عُرْوَةٌ ابْنُ مَسْعُودٍ التَّقِيُّ“

ابراہیم (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی نسبت تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی

لہ۔ (الف) میں بجائے یقطر کے یقطر بظاہر سمجھ لکھا ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔

(احمد محمودی)



بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔ اور موٹی تو ایک  
گندم گوں لمبے۔ وبلے پتلے۔ گھرونگروالے بال والے بلند  
یعنی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شزوہ کے لوگوں میں کی ایک  
فرد ہے اور عیسیٰ بن مریم تو ایک سرخ (وسپید) میانہ قد  
سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کرو گے کہ  
ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔  
تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروہ بن سعود الشقی ہیں۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ جس کا ذکر غفرہ  
لکے آزاد غلام عمر نے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا  
ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
سر پایا بیان کرتے تو کہتے کہ آپ نہ بہت دراز قامت تھے نہ بہت پست قد۔  
میانہ قامت لوگوں میں تھے اور نہ بہت گھونگروالے بال والے۔ اور نہ سیدھے  
بال والے بلکہ سیدھے اور گھونگروالے بال والے تھے۔ اور نہ بہت موٹے اور  
نہ بہت وبلے پتلے۔ سفید رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی۔ سرگینیں آنکھیں۔  
پونٹوں کے کنارے دراز۔ بڑے بڑے جوڑ بستہ۔ شاتوں کے درمیان  
کا حصہ بڑا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر۔ تمام جسم بالوں سے  
خالی ہتیلیاں اور تلوے پر گوشت۔ رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر  
ٹپکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں جب کسی  
جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپ کے دونوں شانوں کے

برمیان ہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
سخاوت میں سب سے زیادہ سخی جرأت میں سب سے زیادہ توری دل۔  
گفتگو میں سب سے زیادہ سچے معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے  
اور سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ  
کریمانہ اخلاق۔ پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا مرعوب ہو گیا۔ اور جس نے آپ کے  
ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا  
ہے کہ میں نے آپ کا سنا آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو (صلی اللہ علیہ وسلم)  
ابن اسحق نے کہا مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی سے جن کا نام ہند  
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی  
اس میں یہ تھا کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
جس رات سفر کرایا گیا آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام  
فرمایا تھا۔ آپ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب  
فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جگایا اور جب آپ  
نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا۔

يَا اُمُّ هَانِي لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمْ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا

الْوَادِي ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ

صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمْ الْاَن كَمَا تَرَيْنَ۔

اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں  
کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھا پھر میں  
بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز بھی پڑھی  
ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

پھر آپ گھر سے ہو گئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی



چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطنی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپ سے عرض کی اسے اللہ کے نبی یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمائیے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰهُ لَا أَحَدٌ شَتَّاهُوهُ

واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

تو میں نے اپنی ایک جشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جاتا کہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی علامت کیسی ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں آپ نے فرمایا۔

آيَةُ ذَلِكَ اَنِّي مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا فَانْفَرَّ هُمْ

حَسَّ الدَّائِبَةُ فَتَدَلَّ هُمْ بِعِيرٍ فَدَلَّ لَهُمْ عَلَيْهِ وَاَنَا مُوجَّهٌ إِلَى الشَّامِ

ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِضَيْحَنَانَ مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ فَوَجَدْتُ

الْقَوْمَ نِيَامًا وَلَهُمْ إِنَاءٌ فِيهِ مَاءٌ قَدْ عَطَرُوا عَلَيْهِ شَيْءٌ فَكَشَفْتُ غِطَاءَهُ

وَشَرِبْتُ مِمَّا فِيهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ عَيْرَهُمُ

الْآنَ نَصُوبٌ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةٌ تَتَّعِمُ يَدْمَهَا جَلُّ أَوْسَرُ

عَلَيْهِ غَرَانِ تَانِ احْدَا هُمَا سَوْدَاءُ وَالْاُخْرَى بَرَقَاءُ۔

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جبکہ میں شام کی طرف جارہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضحان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیصار کے کوہ تنعیم سے اتر چکا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو بھیلے ہیں جن میں کا ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپ نے بیان فرما دیا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان قافلے والوں سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک دیا بھی تھا اور جب وہ اسے تو اس کو انھوں نے اسی طرح ڈھنکا ہوا پایا جس طرح انھوں نے اسے ڈھانک دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آچکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک ٹھن کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے



اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اور ان نشانیوں کا بیان جنہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں  
ملاحظہ فرمایا

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں  
سمجھتا ابو سعید خدری کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا:۔

لَمَّا فَرَعْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَتَى بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ

أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَمْدُ إِلَيْهِ مِيَتَكُمْ عَيْنُهُ إِذَا حَضَرَ

فَأَصْعَدَ فِي صَاحِبِي فِيهِ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ

يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفْظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ

تَحْتَ يَدَيْهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدِي كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ

اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ۔

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا اس سے جب میں فارغ ہوا

تو سیرھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں  
 دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی  
 آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہے اس کے  
 بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا یہاں تک کہ  
 مجھے لیکر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک  
 پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا  
 اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہے جس کا نام  
 اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے  
 ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں  
 راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان  
 فرماتے تو فرمایا کرتے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَنِي قَالَ مَنْ هُوَ

هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا لِي  
 بِخَيْرٍ وَقَالَ۔

تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔  
 فرمایا۔ پھر جب وہ مجھے لیکر داخل ہوئے اس نے کہا اے  
 جبریل یہ کون ہے۔ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے  
 کہا کیا بلوائے گئے ہیں۔ کہا ہاں تو اس نے میرے لیے بھلائی کی  
 دعا کی اور بھلی بات کہی۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر  
 جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ  
 آپ نے فرمایا:۔



تَلَقَّيْنِي الْمَلَائِكَةُ حِينَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَلَمْ يَلْقَيْنِي مَلَكٌ  
إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُولُ خَيْرًا وَيَدْعُو بِهِ حَتَّى لِقَيْتِي مَلَكٌ  
مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلُ مَا قَالُوا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُو بِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَضَحْكَ  
وَلَمْ أَرِ مِنْهُ مِنَ الْبَشَرِ مِثْلَ مَا رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهِ فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ  
يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا الْمَلِكُ الَّذِي قَالَ لِي كَمَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ  
وَلَمْ يَضَحْكَ وَلَمْ أَرِ مِنْهُ مِنَ الْبَشَرِ مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ قَالَ  
فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ أَمَّا إِنَّهُ لَوْ كَانَ ضَحِكَ إِلَى أَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ  
أَوْ كَانَ ضَاحِكًا إِلَى أَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنَّهُ لَا  
يَضَحُّكَ هَذَا مَالِكُ خَازِنِ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ وَهُوَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْمَكَانِ الَّذِي وَصَفَ لَكُمْ  
"مَطَاعٌ تَبْمُ أَمِينٌ إِلَّا تَأْمُرُهُ أَنْ يُرِيَنِي النَّارَ فَقَالَ بَلَى يَا مَالِكُ  
أَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ قَالَ فَكَشَفَ عَنْهَا عِظَاءَهَا فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتَّى

ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرَى، قَالَ: فَقُلْتُ: لِجِبْرِيلَ، مَرَّةً قَلِيلًا وَهَآءُ  
إِلَى مَكَانِهَا، قَالَ: فَأَمْرُهُ، فَقَالَ لَهَا: انْجِي فَرَجَبْتُ إِلَيْ  
مَكَانِهَا الَّذِي خَرَجْتُ مِنْهُ، فَمَا شَبَّهْتُ رُجُوعَهَا إِلَّا وَقُوعَ  
الظِّلِّ، حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتُ رَدَّ عَلَيَّ غَطَاءُهَا

جب میں دنیوی آسماں میں داخل ہوا تو مجھ سے  
فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے  
اور خوشی خوشی ملتا، اچھی بات کرتا اور اچھی دعا دیتا تھا یہاں تک  
کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مجھ سے ملا اور اس نے بھی  
ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی  
ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا  
اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے  
چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریل سے کہا اے جبریل یہ  
کوئی فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام  
فرشتوں نے کی (لیکن) نہ اس نے مجھ سے ہنس کر (بات) کی اور  
نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے  
چہرے پر۔ فرمایا: تو جبریل نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو  
سچ ہے) لیکن اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات  
کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا  
ہوتا تو ضرور آپ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے  
کہ وہ ہنس کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے



کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے۔ کیا تم اسے حکم نہ دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا)۔ اسے مالک! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوزخ (کے عجائبات) دکھا۔ فرمایا تب تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں آگیا اور بلند ہو گیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں کو جنہیں میں دیکھ رہا ہوں وہ ضرور پکڑے گا۔ میں نے جبریل سے کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا۔ تو انہوں نے اسے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا دھانک دیا۔

اور ابوسعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا۔

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلًا جَالِسًا تَرَضُّ عَلَيْهِ  
 أَرْوَاحُ بَنِي آدَمَ فَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذْ عَرِضْتُ عَلَيْهِ خَيْرًا وَيُسَرِّبُهُ  
 وَيَقُولُ رُوحٌ طَيِّبٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُولُ لِبَعْضِهَا  
 إِذْ عَرِضْتُ عَلَيْهِ أُمَّةٌ وَيَعْبِسُ بِوَجْهِهِ وَيَقُولُ رُوحٌ خَبِيثٌ  
 خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ۔ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ

هَذَا ابْنُكَ آدَمُ تَعْرِضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ  
رُوحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرِبَ بِهَا وَقَالَ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدِ  
طَيِّبٍ وَإِذَا مَرَّتْ بِهِ رُوحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ أَفَفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا  
وَسَاءَ ذَلِكَ وَقَالَ رُوحٌ خَبِيثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدِ خَبِيثٍ.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْإِبِلِ فِي أَيْدِيهِمْ  
قِطْعٌ مِنْ نَارٍ كَالْأَفْهَارِ يَقْدِفُونَهَا فِي أَنْفِهَا هُمْ فَتَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ  
فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامَى ظُلُمًا  
قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بَطْرُونَ لَمْ أَرِ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيلِ آلِ فِرْعَوْنَ  
يَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ كَالْإِبِلِ الْمَهْيُومَةِ حِينَ يُعْرَضُونَ عَلَى النَّارِ يَطْوُونَهُمْ  
لَا يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ مَكَانِهِمْ ذَلِكَ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا

جَبْرِئِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّيَاءِ

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ سَمِينٌ طَيِّبٌ إِلَى  
حَنَنِهِ لَحْمٌ عَيْتٌ مَنَنْتُ نَاكِلُونَ مِنَ الْغَتِّ الْمَبْنِيِّ وَيَتَرَكُونَ  
السَّمِينَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ



قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَتْرَكُونَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ مِنَ النِّسَاءِ وَيَذْهَبُونَ إِلَى مَا حَرَّمَ  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُنَّ قَالَتْ لَمْ رَأَيْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِشُدِّيهُنَّ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ

يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الْأَتَى ادْخُلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَوْلَادِهِمْ -

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں  
ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی رو میں پیش کی جاتی  
ہیں تو جب ان میں کی بعض رو میں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان  
کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا  
ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے  
دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے تھو ہے اور  
تیوری چڑھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث  
جسم سے نکل آئی ہے فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔  
انھوں نے کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی بد میں  
پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی  
روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح  
اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر  
کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھ کر تھو تھو کرتے ہیں اور نفرت  
کرتے ہیں اور وہ انھیں برا، معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے  
جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

فرمایا۔ پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں  
کے ہونٹوں کے سے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں  
کی طرح ہیں وہ انھیں اپنے منہوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی مقعدوں  
میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا

یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا۔  
 پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ میں نے ان کے سے پیٹ کبھی  
 نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونوں کے راستے میں ہیں وہ جب وزخ  
 پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے  
 ہیں اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی  
 بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا۔  
 اے جبریل یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا۔  
 پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت  
 ہے اور ان کے بازو دبے جانور کا سٹرا ہوا گوشت ہے۔  
 جس میں چکنا ئی نہیں اور وہ لوگ وہی سٹرا ہوا دبے جانور کا  
 گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔  
 میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ  
 ہیں جو عورتوں میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں  
 جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور ان میں سے جن کو ان پر  
 حرام کیا ہے وہ انھیں کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے  
 ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے  
 کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں  
 جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو  
 ان کی اولاد میں سے نہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث  
 بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَشْتَدُّ غَضَبِ اللّٰهِ عَلٰی اِمْرَاةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مِّنْ لِّیْسَ

مِنْهُمْ فَاَكَلَ حَرَامَهُمْ وَاَطْلَعَ عَلٰی عَوْرَاتِهِمْ



اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی  
خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔ پھر  
اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھا لیا اور ان کی پوشیدہ چیزیں  
دیکھ لیں۔

یہ بھر حدیث ابی سعید الخدری کے جانب مراجعت کی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ —

ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا ابْنُ الْخَالَةِ

عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ

الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ صُورَتُهُ كَصُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ

قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا أَخُوكَ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ

قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ فُتًى لَتَهُ

مَنْ هُوَ قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ

الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا كَهْلٌ أَبْيَضُ الرَّأْسِ وَاللَّحْيَةِ عَظِيمِ الْعُشُونِ

لَمْ أَرَ كَهْلًا أَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا

الْحَبِيبُ فِي قَوْمِهِ هَارُونَ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ

السادسة، فاذا فيها رجل آدم طویل اُفتی کانتہ من رجال  
 شؤۃ فقلت له من هذا یجبریل قال هذا أخوک موسی بن  
 عمران ثم اُصعدنی الى السماء السابعة فاذا فيها کهل جالس  
 علی کرسی الى باب البیت المغمور یدخله کل یوم سبعون ألف  
 ملک لا یرجعون فیہ الى یوم القيامة لم أر رجلاً أشبه  
 بصاحبکم ولا صاحبکم أشبه به منہ قال قلت من هذا یا  
 جبریل قال هذا أبوک ابراهیم قال ثم دخل بی الى الجنة  
 فرأیت فیها جاریة فسألتهما لمن أنت وقد أعجبتهن حین  
 رأیتها فقالت لزید بن حارثة فبشیر بها رسول الله صلی الله  
 علیہ وسلم زید بن حارثة۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا  
 کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا موجود  
 ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ  
 ایک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی  
 ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا



یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا پھر مجھے  
 چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا  
 تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ اللہ  
 ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
 کرتے۔ ورفعناہ مکانا علیا (یعنی کلام مجید میں جو یہ  
 الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے  
 بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا  
 تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میاں سال۔ سفید۔ سر  
 سفید بڑی داڑھی والا۔ کسی میاں سال شخص کو اس سے زیادہ  
 خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ میں نے کہا اے  
 جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون  
 ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا  
 تو اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت بلند بینی  
 ہر گویا کہ وہ قبیلہ شموۃ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا  
 اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی  
 موسیٰ بن عمران ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا  
 دیکھتا ہوں کہ ایک میاں نہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے  
 کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے  
 داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے  
 واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشاہدہ تمہارے دوست  
 (یعنی خود ذات مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ  
 کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست سے مشابہ کسی  
 اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ  
 کون ہے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی داؤد) ابراہیم ہیں  
 فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا تو اس میں میں نے

ایک چھو کرمی دیکھی اور جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ مجھے بہت  
بھلی معلوم ہوئی میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے۔ اس نے  
کہا زید بن حارثہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید  
ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن مسعود کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریل جاتے  
اور اندر آگے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ کہتے تھے اے جبریل یہ  
(تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریل کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ کہتے  
کیا بلوائے گئے ہیں۔ یہ کہتے ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو  
زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر آپ کو  
آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس ناریں  
فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعًا، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعَمَ

الصَّاحِبِ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِي كَمْ فَرَضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ خَمْسِينَ

صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ إِنَّ الصَّلَاةَ ثَقِيلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ ضَعِيفَةٌ

فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ ۝

فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّي وَعَنْ أُمَّتِي فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ

انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ لِي مِثْلُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ

فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لِي مِثْلَ ذَلِكَ كُلَّمَا

رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَأَرْجِعْ فَلِ رَبِّكَ حَتَّى أَتَمِّيتُ إِلَى أَنْ وَضَعَ ذَلِكَ  
عَنِّي الْأَخْمَسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ  
عَلَى مُوسَى -

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے  
گزرا۔ اور وہ تمھارے لیے بڑے اچھے فتنے نکلے۔ انھوں نے  
مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے  
کہا روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا۔ نماز بڑی بوجھل چیز  
ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپ اپنے پروردگار  
کے پاس لوٹ کر چلیے اور اس سے درخواست کیجئے کہ آپ  
پر سے اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے۔  
پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے درخواست کی  
کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے  
دس (نمازیں) کم کر دیں۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے  
گزرا۔ انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا۔ تو پھر میں لوٹ کر گیا  
اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں۔ پھر  
جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ  
آپ لوٹ جائیے اور اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے یہاں تک  
کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں لوٹا اور  
موسیٰ کے پاس سے گزرا۔

فَقَالَ لِي مِثْلُ ذَلِكَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّي وَسَاءَ لَتُهُ  
حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا أَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ أَذَاهُنْ مِنْكُمْ أَلَيْمَانَا



وَاحْتِسَابًا لَهُمْ كَانَ لَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً صَلَوَاتُ اللَّهِ  
عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا۔  
میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست  
کی حتیٰ کہ مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں  
ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص  
ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو  
پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا۔  
محمد اور آل محمد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

## ہنسی اڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے



ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے جھٹلانے  
اور تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب  
سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے  
حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں  
پانچ تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبد العزی بن قحطی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن  
اسد ابو زمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی  
ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بد عافرائی تھی اور فرمایا تھا:۔

لف۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اللَّهُمَّ اغْنِمْ بَصْرَةَ وَاتَّكِلْهُ وَكَذَلِكَ

یا اللہ اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت پر دلا

اور بنی زہرہ بن کلابہم میں سے الاسود بن عبد یغث بن عویب بن عبد مناف

بن زہرہ -

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے المولید بن المغیرہ بن عبد اللہ

ابن عمر بن مخزوم -

اور بنی سہم بن عمرو بن مصعب بن الکعب میں سے العاص بن وائل

ابن ہشام -

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی

خزاعہ میں سے الحارث بن التلاطلہ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن بوی

ابن لکھان -

جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری -

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ اِنَّا كَفَيْنَاكَ

المستمرین الذین یجعلون مع اللہ الہا اخر فسوف یعلمون

(اے نبی) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف

(دٹکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ

مٹانے - تیری حفاظت کے لیے ان بھنسی اڑانے والوں کو ہم

دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی

ادعا رکھتے ہیں - پس وہ قریب میں جان لیں گے کہ ان کا

کیا خیر ہونے والا ہے -

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علما سے روایت

کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جبکہ وہ

لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپ نے یا جبریل نے) اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کی چھٹی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ بلند کی ہماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ پھول کر مرا اور ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے تختے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے ہتھ میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ نمراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن مال آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہاں کوئے کر ایک خاردار درخت پر بیٹھ گیا۔ تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور عارث بن اللہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مڑا چکا دیا۔

۱۷۔ دمی فعل ہے جس کی ضمیر غائب دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریل نے پھینکی ہوگی (احمد محمودی)

۱۸۔ (الف) میں جینا کے بجائے جینا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

۱۹۔ (بج د) میں ویض ضاء مجھ سے ہے جس کے معنی ہیں میٹھ گیا (الف) میں دبعو صاد ہلہ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ محذول ہے (احمد محمودی)



## ابو ازہرالدوسی کا قصہ



ابن اسحق نے کہا کہ جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید، ولید بن الولید اور خالد بن الولید۔ اور ان سے کہا۔ اے میرے بچو! میں تمہیں عین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے تہج کے بعد تمہیں گالیاں دی جائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابو ازہر دوسی پر شرمگاہ کے متعلق جو میرا خون بہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابو ازہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خون بہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمہارے آدمی کے تیرے اس کو مار ڈالا اور بنی کعب عبد المطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیاں اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات کے سلسلے سے اختیار کو حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن

لہ۔ (ربیع د) میں فلا قطلنہ ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا قطلنہ لکھ دیا جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آئے انہی عبارات کے بالکل خلاف ہیں۔ ولکی اخشی ان تسبوا بہ۔ یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لو گے تو رگ تم کو صدماتیں سنائی گئے اور تمہیں بزدل کہا جائے گا اس لیے نسخہ (الف) غلط ہے۔

مخزوم نے کہا:۔

إِنِّي زَعِيمٌ أَنْ تَسِيرُوا قَهْرُؤًا وَأَنْ تَتْرَكُوا الظَّهْرَانَ تَعْوِي ثَعَالِبِيَّةً

میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ اور بھاگ جاؤ اور مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑ دو کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) شیخی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وَأَنْ تَتْرَكُوا مَاءَ بَجْرَعَةَ أَطْرَقًا وَأَنْ تَسْأَلُوا أَيُّ الْأَرَاكِ أَطَايِبِيَّةً

اور وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو اور پیلو کے درختوں کے مقلات میں سے کسی اچھے مقام کی تلاش کرو

فَإِنَّا أَنَاسٌ لَا تُظَلُّ دِمَائُنَا وَلَا يَتَعَالَى صَاعِدًا مِّنْ مَّخَارِبِيَّةً

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم برسر جنگ ہوتے ہیں وہ سر پر آور وہ نہیں ہو سکتا۔

اور ظہران وارا کہ۔ بنی خزاعہ کی شلخ۔ بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے۔ اس کے بعد اس کا جواب ابنون بن ابی انجون۔ بنی کعب بن عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیا وہ کہتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا تُؤْتِي الْوَكِيدَ طُلَامَةً وَلَمَّا تَرَوْا يُؤْمَأْتِزُولُ كَوَاكِبِيَّةً

ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا

۱۔ (افت) میں خان پر نے نہیں ہے۔ اس صورت میں وزن کے لیے واو عطف محذوف ماننا پڑے گا۔ (احمد محمودی)

عوقس تو واسطہ ہم نہیں دیں گے اور ابھی تم نے ایسا سخت  
سعر کہ تو دیکھا ہی نہیں جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَيُصْرِعَ مِنْكُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ ۖ وَتُفْتَحُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرٌ امْشَارِيهِ ۲

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے  
پچھڑتا چلا جائے۔ اور (اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالا خانہ  
زبردستی کھولا جائے۔ یعنی اس کے محل پر دوسروں کا قبضہ  
ہو جائے۔

إِذَا مَا أَكَلْتُمْ خَبْرَكُمْ وَحَرِيرَكُمْ ۖ فَالَكُمْ بَاكِي الْوَلِيدِ وَنَادٍ بَيْتُهُ

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھا لو گے تو پھر تم میں کا  
ہر ایک ولید پر گریہ و زاری کرے گا۔

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ  
صرف بدنامی سے ڈر کر ایسا کر رہے ہیں۔ اس لیے بنی خزاعہ نے انہیں  
خونہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے اور جب ان  
لوگوں میں صلح ہو گئی۔ تو جون بن ابی الجون نے کہا۔

وَقَائِلَةٍ لِّمَا أَصْطَلَعْنَا تَعْجَبًا ۖ لِّمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِيدِ وَقَائِلِ

جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور  
بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خونہا کا)  
بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تَقْسِمُوا تَوْتُوا الْوَلِيدَ ظُلَامَةً ۖ وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا كَثِيرًا الْبَلَاءِ

(انہوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ  
ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو



نا پسند کرو گے۔ اور ابھی تو تم نے ایسا (صحت) معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و اندوہ سے پر ہو۔

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسَّلَامِ فَاسْتَوَتْ وَفَأَمَّ هَوَاهُ آمِنًا كُلَّ رَاحِلٍ  
ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور  
ہر ایک مسافر بے خوف و خطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل  
کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا اور ولید کے قتل پر فخریہ  
اشعار لکھے اور بیان کیا کہ اٹھیس لوگوں نے اس کو قتل کیا حالانکہ یہ سب غلط  
بات تھی۔ غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اور اس کے بچوں اور  
اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی اور جون بن ابی الجون نے یہ  
شعر کہے۔

۲۱ أَلَا زَعَمَ الْمُضِرَّةُ أَنَّ كَعْبًا  
بِمَكَّةَ وَنَحْنُ قَدْ رُكَّشِيرُ

سن لو! کہ بنی معیرہ نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ  
مکہ میں بنی کعب کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فَلَا تَفْخَرِ مُضِرَّةُ أَنَّ تَرَاهَا  
بِهَامِشَى الْمُعْلَجِ وَالْمَهِيرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی معیرہ فخر نہ کریں کہ  
مکہ میں آبر و باختہ بھی چلتے پھرتے ہیں اور صحیح النسب  
(شریف لوگ) بھی۔

بِهَامِ آبَاؤُنَا وَبِهَامَا وَلِدُنَا  
كَمَا أَرَسَى بِمَثْبِتِهِ ثَبِيرُ

ہمارے بزرگ ہمیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی  
یہیں کی ہے جس طرح کہ وہ ثبیر اپنی جگہ پر لنگر انداز ہے۔

وَمَا قَالَ الْمَغِيرَةُ ذَاكَ إِلَّا لِيَعْلَمَ شَأْنَنَا أَوْ يَسْتَشِيرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری  
اہمیت کا ہر شخص کو علم ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں  
کو) ابھارے۔

فَإِنَّ دَمَ الْوَلِيدِ يُطَلُّ إِنَّكَ تَطْلُ دِمَاءُ أَنْتَ بِهَا خَبِيرٌ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے اور ہم اسی طرح  
بہت سے خون مباح کر رہے ہیں جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الثَّانِيَةُ الْمَيُّونُ سَهْمًا دُعَا فَا وَهُوَ مُتَلَيُّ بَهِيرٌ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر  
آلود تیر دیوست کر دیا اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ پڑھا۔

فَخَرَّ بَيْطُنْ مَسَكَةً مُسَلِّبًا كَانَتْهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيرٌ

پس وہ وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا اس کے  
گرتے وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِينِي مِطَالُ أَبِي هِشَلَمٍ صَعَارُ جَعْدَةٍ الْأَوْبَارِ خُورٌ

ابو ہشام (کے غنہا کی ادائی) کے وعدوں کو مٹانے  
کے لیے چھوٹی چھوٹی گھونگر والے بال والی بہت دودھ دینے والی  
چند اونٹنیاں میرے لیے کافی ہو جائیں گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے ان اشعار میں سے ایک شعر چھوڑ دیا  
ہے جس میں اس نے نخش گوئی کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ پھر ہشام بن الولید نے ابو ازیہر پر حملہ کر دیا جبکہ

وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابو ازیہر کی بیٹی ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابو ازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے غوہنہا کے بدلے میں قتل کر دیا جو حرم گاہ سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور جنگ بدر میں مشرکین قریش میں کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے تو یزید بن ابی سفیان نکلا اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسران کے لیے امداد روانہ کی ہے اور وہ اب اس کا بدلہ لینے والے ہیں لیکن جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بڑے پوشیار اور متین شخص تھے اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً مکہ آئے اور انھیں خوف ہوا کہ کہیں ابو ازیہر کے متعلق قریش میں کوئی بڑا جھگڑا نہ ہو جائے اور اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطہیین میں مسلح ہو چکا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے برچھالے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور کہا اللہ تیرا منہ کالا کرے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ دوس میں کے ایک شخص کے لیے قریش کو آپس میں لڑا دے اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں غوہنہا دے دیں گے اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت اٹھے اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو ابھارا اور ابوسفیان پر ترک یاری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا۔

غَدَا أَهْلُ ضَوْجِي ذِي الْمَجَازِ كُلِّهِمَا وَجَارِ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَسِّ مَا يَغْدُو

ذی المجاز کے دونوں نکرٹ کے لوگ صبح سویرے

نکل کھڑے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغس ہی میں ہیں



اور نکلے نہیں ۔

وَلَمْ يَمْنَعْ الْعِيرَ الضَّرْوَ طُذْمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ خِزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور پد وڑے گدے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا ۔

كَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيدِ ثِيَابَهُ قَابِلٌ وَاخْلِفَ مِثْلَهَا جِدًّا بَعْدَهُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنا دیے ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس لیں کراڑیں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملے رہیں (پہنا نصیب ہو)

قَضَى، وَطَرَأَ مِنْهُ فَاصْبَحَ مَا جِدًّا وَأَصْبَحَتْ رِجَالُ مَا تَحْتَ وَمَا تَعْدُ

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کرنی اور عزت و شان والا ہو گیا اور توبے و قوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے ۔

فَلَرَأَى أَشْيَا خَائِبًا بِدُرِّ شَاهِدُوا لَيْلٌ نَعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرُدُّ

پس اگر بدر کے بوڑھے اس کو دیکھتے تو تمام قوم کے جو توں کو تازہ گلابی خون تر کر دیتا ۔

جب ابو صفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دوس کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے ۔ یہ خیال جو اس نے کیا ہے بدترین خیال ہے ۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے سود کے بارے میں جو بی ثقیف پر تھا گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان باتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبِّ إِن

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو اس بیان کے آخر تک (جو اس بارے میں ہے)

اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا جس کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ بجز ایک واقعہ کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو دوس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی نگہبانی کرتی اور دہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابو ازیہر کے بدلے میں بار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا تو ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے۔

جَزَا اللَّهُ عَنَّا امَّ غَيْلَانَ صَلِحًا  
وَلَسَوْنَهَا إِذْ هُنَّ شَعَثْنَ عَوَاطِلَ

ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ  
ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور

بے زیور و آرایش تھیں۔

قَهْنٌ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَافِهِ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِينَ الْمُقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

وَعَتَّ دَعْوَةً دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا بِوَعِزِّ وَادِّهَا الشَّرَاحُ الْقَوَائِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو رصلح کی جانب بلایا تو تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابل کے ناموں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب رصلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمَرَ اجْزَاءَ اللَّهِ خَيْرًا فَمَا وَنَى وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَى الْمُنَاصِلِ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بندہ سرور نہیں ہوئے یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَزَدَتْ سَيْفِي ثُمَّ قَعْتُ بِنَصْلِهِ وَعَنْ أَيْ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِي أُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا اور میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا۔

۱۔ (الف) میں اسراج سین ہمد سے ہے جس کی اس مقام سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)



ابن ابی اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی اس کا نام ام جمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام فیلان تھا اور کہا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام فیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام فیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطاب (خلافت پر) فائز ہو گئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ پھر جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے اس سے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں ہے اور وہ غازی ہے۔ (پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا حسان جو اس پر ہے (یعنی ضرار بن الخطاب پر) میں اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے اس کاٹ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔ ابن ہشام نے کہا، ضرار، عمر بن الخطاب سے (جنگ) احد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے کے عرض سے مارنے لگے اور کہا، اے ابن الخطاب! بچو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمران کے اسلام کے بعد انھیں پہچانتے تھے۔

## ابوطالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن ابی اسحق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آکر ملتے تھے وہ ابولیب۔ الحکم بن ابی العاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ہدی بن حمراء الشقی اور ابن الصداق الہذلی تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈالتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن جب پکانے کے لیے رکھے جاتے تو اس میں دان ڈالتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرمایا تھا کہ جب نماز

ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر لے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے ۔

### أَيُّ عَبْدٍ مَنَافٍ أَيْ جَوَارِهَاذَا

اے عبد مناف یہ کیسی ہمایگی ہے۔

دینی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے (پھر اسے راستے پر والدینے جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبد اللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ابن اسحق نے کہا کہ پھر خدیجہ بنت خویلد اور ابوطالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لئے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابوطالب کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے آپ کے کاموں میں قوت بازو اور نگران کار اور آپ کی قوم کے مقابلے میں محافظ اور مددگار تھے بے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔ اور یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقع حاصل ہو گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں ان کی وہ امید بھی نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ قریش کے بے وقوفوں میں سے ایک بیوقوف آپ کے راستے میں آٹے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈالی۔

۲۶

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب اس بے وقوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر وہ مٹی ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی بیت الشرف میں

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تشریف لائے تو صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ  
(کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے

لَا تَبْكِي يَا بِنْتُ فَإِنَّ اللَّهَ مَانِعُ أَبَاكَ

اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے  
اور اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے:۔

مَا نَأَلْتُ مِنْ قُرَيْشٍ شَيْئًا اَكْرَهَهُ حَتَّى مَاتَ ابُو طَالِبٍ

ابو طالب کے مرنے تک قریش میرے ساتھ ایسا  
کوئی برتاؤ نہ کر سکے جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر  
قریش کو ہوئی تو ان کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ حمزہ اور عمرو دونوں نے  
اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمد کی تبلیغ پھیل چکی  
ہے۔ ہم کو چاہئے کہ ہم ابو طالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے  
ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کچھ معاہدہ) لے کر اسے  
دین کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہم سے ہماری امارت  
چھین لیں گے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبد اللہ بن مصعب بن عباس نے  
اور انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے  
روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے  
گفتگو کی۔ ان میں قوم کے سربراہ اور وہ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔  
ابو جہل بن ہشام۔ امتیہ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ  
قوم کے اور سربراہ اور وہ افراد تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو طالب  
آپ سے ہمارے ایسے تعلقات ہیں جس کو آپ خوب جانتے ہیں اور



اب آپ کے پاس وہ چیز آپ کی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں  
 آپ کے متعلق (آپ - کہہ کر جانے کا) خوف ہے۔ آپ کے بھتیجے اور  
 ہمارے درمیان جیسے تعلقات ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں اس لیے  
 انہیں بلائیے اور ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجئے اور ہمارے لیے  
 ان سے (عہد) لیجئے کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں  
 اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور وہ ہمیں ہمارے  
 دین پر چھوڑ دیں اور ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ تو  
 ابوطالب نے آپ کو بلوایا اور آپ ان کے پاس آئے تو کہا اسے  
 تیرے بھائی کے بیٹے یہ لوگ تمہاری قوم کے سہراور وہ ہیں  
 اور تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ تمہیں دیں۔  
 راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ذَمُّ كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِينُ

لَكُمْ بِهَا الْجَعَمُ

اچھا ایک بات (کا) تم مجھے (قول) دو جس کے

عرض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے  
 عجم بھی تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے۔

راوی نے کہا۔ تو ابوبہل نے کہا بہت اچھا تمہارے باپ کی قسم!

(ایک نہیں) دس باتیں فرمایا۔

تَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

(قواتر کر دو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں

کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اس  
 کو چھوڑ دو گے۔

راوی نے کہا۔ تو وہ تائیاں بجانے لگے۔ پھر اس کے بعد کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو۔ تمہاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمہیں قول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ اِدھر اِدھر چلے گئے اور پھر ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تابیَا! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید ہو گئی۔ راوی نے کہا۔ تو آپ ان سے کہنے لگے۔

أَيُّ عَمٍّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا اسْتَحِلَّ لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجئے تاکہ اس کے سب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش دیکھی تو کہا۔ بابا اگر میرے بعد تم پر اور تمہارے بھائیوں پر یہ طعت زنی کا خوف نہ ہوتا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیے ہیں تو ضرور کہتا اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تم کو خوش کر دوں۔

راوی نے کہا کہ جب موت ابوطالب کے قریب ہو گئی تو راوی نے کہا کہ ان کے ہونٹوں کو عباس نے دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا۔ تو عباس نے ان کی جانب اپنا کان لگا دیا۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد

عباس نے کہا۔ اسے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔  
راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ أَسْمَعْ

میں نے نہیں سنا۔

راوی نے کہا کہ اللہ عز و جل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ

إِنِّي قَوْلُهُ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمَلَةِ الْآخِرَةِ۔

ص۔ نصیحت دالے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (دو بے ہوئے) ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی۔ تک

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ

یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے (ایجاد

بندہ ہے)

اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔





## بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت

ابن اسحق نے کہا کہ جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا جو آپ کے چچا ابوطالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی محافظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کر لیں اور آپ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربراہ اور وہ تھے ابوہریرہ بن بھائی تھے۔ عبد یلیل بن عمرو بن عمیر۔ مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر۔ عوف بن عتقہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے اور انھیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپ ان کے پاس تشریف لے گئے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ کعبۃ اللہ کا خلاف ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ

رسول بنا کر بھیجے کے لیے کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ اور تیسرے نے کہا کہ واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر حیا کہ تو کہتا ہے حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا:۔

إِذْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَأَكْتُمُوا عَنِّي

جب کہ تم نے (ایسا جواب ادا کیا) جو کیا (جو تمہیں  
زیبا نہ تھا تو خیر) مجھ سے (جو کچھ سنا ہے اس کو) راز میں رکھو۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ  
آپ سے متعلق آپ کی قوم کو ایسی خبریں پہنچیں کہ وہ خبریں ان لوگوں  
میں آپ سے نفرت و برکشتگی پیدا کر دیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یذثرہم کے معنی یجر شہم ہیں یعنی منفرد  
و برگشتہ کر دے۔ عبید بن الابرص نے یہ شعر کہا ہے:۔

وَلَقَدْ أَنَا نِي عَنْ تَمِيمٍ أَنَّهُمْ ذُرُّ وَالْقَتْلَى عَامِرٍ وَتَعْصِبُوا  
مجھے بنی تميم کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ وہ بنی عامر کے

۱۔ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ حالانکہ ہونا چاہئے تھی کیونکہ عبید کا جو شعر آگے  
آ رہا ہے وہ (الف) میں موجود ہے جو یذثرہم کے معنی کی سند ہے۔ (احمد محمودی)  
۲۔ (الف) میں تعصبا کے بجائے تعصبوا لکھا ہے یعنی انھوں نے اس معاملے کا ایک بھاری بھر  
سمجھا ہے۔ (احمد محمودی)

مقتولوں کے سبب سے متنفر و برگشتہ ہو گئے ہیں اور ان میں جماعت  
بندی ہو گئی ہے۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انہوں نے  
اس گفتگو کے ذریعے سے اپنے یہاں کے شہدوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا  
کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے حتیٰ کہ لوگ  
آپ کے پاس جمع ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ کے باغ میں اس وقت چلنے پر  
آپ مجبور ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی نضیف کے  
شہدے جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپ نے ایک انگور  
کے منڈوے کے سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور ربیعہ  
کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ طائف کے شہدوں  
کے برتاؤ کو بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں)  
بنی جمح میں کی ایک عورت ملی تو آپ نے اس سے فرمایا:۔

مَاذَا لَقِينَا مِنْ أَهْمَائِكَ

تو نے دیکھا کہ (ہیں تیری سسرال سے کیا ملا دیکھی بات  
انہوں نے ہم پر ڈھائی) مجھ سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو  
آپ نے فرمایا:۔

اللَّهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُرُ ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِي

عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِينَ وَأَنْتَ

رَبِّي إِلَى مَنْ تَكَلَّمْتُ إِلَى بَعِيدٍ يَتِمُّ شَأْنِي أُمُّ إِلَى عَدُوٍّ وَمَلَكَتْهُ أُمْرِي

إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أَبَانِي وَلَكِنْ عَافَيْتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي



أَعُوذُ بِنُورٍ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ  
أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبِكَ أَوْ تُخِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ  
لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

یا اللہ! میں اپنی کمزوری۔ بے تدبیری اور لوگوں میں  
اپنی ذلت کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں۔ اسے رحم کرنے والوں  
میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا  
ہے اور تو میری بھی پرورش کرنے والا ہے تو مجھے کس کے حوالے  
کر رہا ہے؟ (کیا) ایسے دور والے کے جو میرے ساتھ ترش روئی  
سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جس کو میرے معاملے کا مالک  
بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو پھر میں کوئی پروا نہیں  
کرتا مگر تیرا احسان میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے  
چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے دنیا و آخرت کا  
معاملہ درست ہو گیا۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل  
ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضا مندی کی طلب  
ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر  
دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
عداس نصرانی کا واقعہ

کہا کہ جب ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتیہ اور شبیبہ نے آپ کو اور

آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انہوں نے اپنے ایک نصرانی چھو کرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا۔ اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ سے کہا کہ کھائیے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا۔ بسم اللہ۔ پھر تناؤل فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

وَمِنْ أَهْلِ أُمِّي الْبَلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِيْنُكَ

اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور

تیرا دین کیا ہے۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نیوئی کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

اِمِنْ قَرِيْبَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى

کیا اس نیک شخص کی بستی کا جس کا نام یونس بن متی تھا تو عداس نے آپ سے کہا تمہیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَاكَ اَخِي كَانَ نَبِيًّا وَاَنَا نَبِيٌّ

وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

پس عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑا اور آپ کا سر۔

ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہارے چھو کرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کبخت عداں! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر۔ ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سرور! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جسے بنی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کبخت عداں! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

## حالات جن اور اللہ عز و جل کے قول "وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ" کا نزول

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے تو طائف سے مکہ تشریف لائے یہاں تک کہ جب آپ مقام ثخلفہ میں تھے اور رات میں آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے۔ وہ آپ کی تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو اپنی قوم کو ڈرایا اور خود انہوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا اس کو قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْمَعُونَ الْقُرْآنَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى



وَيُجْزِكُمْ مِنْ عَذَابِ آلِيمٍ

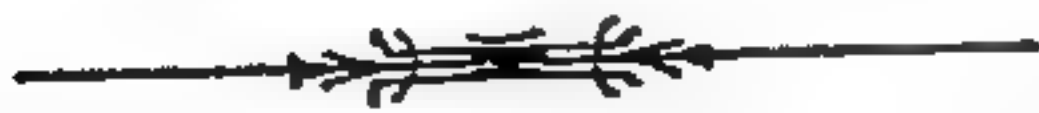
(اے نبی) اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب  
جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔  
سے اس کے قول۔ اور وہ تمہیں دردناک عذاب سے  
پناہ دیگا۔ تک۔  
پھر فرمایا:۔

قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ مِنْ

خبرهم في هذه السورة

(اے نبی) کہہ کہ میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی  
ایک جماعت نے قرآن سنا۔ قصہ کے آخر تک جو اس سورۃ میں  
ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپکو  
قبیلے والوں پریش کرنا



ابن اسحاق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ  
تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی قوم کی حالت آپ کے خلاف اور  
آپ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی بجز چند  
کنزور لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جب کبھی کوئی مجمع حج وغیرہ کا ہوتا تو اپنے آپ کو قبیلے والوں کے آگے

پیش فرماتے۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں  
اگاہ کر سکتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں اور ان  
سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے  
احکام صاف صاف ان سے بیان کریں جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث  
فرمایا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو  
میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے، اور انھوں نے ربیعہ بن عباد اللؤلؤی  
سے بیان کیا اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابو زناد نے انھیں (ربیعہ)  
سے روایت کی،

ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عباد کا بیٹا تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس  
نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا جن سے میرے  
والد بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے  
ساتھ مہجری میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کی  
منزلوں میں ٹھہرنے ہوئے فرما رہے تھے،

يَا بَنِي فَلَانٍ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ، يَا مَرْكَمَ أَنِّي تَعْبُدُوا اللَّهَ

وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

هَذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تَوَمِّنُوا بِئِي وَتَصَدَّقُوا بِئِي وَتَمْنَعُونِي حَتَّى أُبَيِّنَ

عَنِ اللَّهِ مَا بَعَثَنِي بِهِ

اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا  
 بھیجا ہوا آیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو  
 اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا اس کے  
 مقابل ٹھیرائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش  
 کرتے ہو ان کے لیے ٹھیرائے ہوئے عہدوں سے معزول  
 کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری خطاقت  
 کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دیکر مجھے بھیجا ہے میں اسے صاف صاف  
 بیان کروں

راوی نے کہا اور آپ کے پیچھے ایک ڈھیر سرخ و سپید  
 شخص تھا جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی چادریں زیب بدن جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں اور تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا۔  
 اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمہیں دعوت دیتا ہے کہ  
 تم اپنی گردنوں سے لات و عزی (کے جوے) کو نکال پھینکو اور اپنی مالک  
 بن اقیس کے جن جو تمہارے حلیف ہیں ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت  
 و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس تم اس کی اطاعت  
 نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا بابا جان! یہ کون ہے  
 جو اس شخص کے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا رو کرتا  
 جاتا ہے۔ میرے والد نے کہا یہ اس شخص کا چچا ابو لہب عبد العزی بن  
 عبد المطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نابغہ نے یہ شعر کہا ہے:۔

كَأَنَّكَ مِنْ جَمَالِ بَنِي أَقِيْسٍ      يَقَعُّ حَلْفَ رَجُلٍ بِشَرٍّ

گویا کہ تو بنی اقیس کے اونٹوں میں کا ایک اونٹ ہے  
 جس کے پاؤں کے پیچھے مشک کھڑکھراتی رہتی ہے۔



ابن اسحق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار طبع تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو انھوں نے بھی انکار کیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے۔

يَا بَنِي عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحْسَنَ اسْمَ ابْنِكُمْ

اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا

نام دیا ہے۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جواب انھوں نے دیا عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ نکلا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا تو ان میں سے ایک شخص نے جو بجرۃ بن فراس کہلاتا تھا ابن ہشام نے کہا کہ فراس بن عبداللہ بن سلمہ الخزرجی تشریف کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قرشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھانگوں یا فنا کردوں یا مسکین کر لوں۔ پھر

۱۔ (الف) میں لاکھت کے بجائے لاکھت لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کر لی اور پھر اللہ نے تمہیں ان لوگوں پر غلبہ دیدیا جنہوں نے تمہاری مخالفت کی ہے تو کیا تمہارے بعد حکومت ہمیں ملے گی آپ نے فرمایا :-

الْأَمْرُ إِلَى اللَّهِ يُضَعُّ حَيْثُ يَشَاءُ

حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے۔  
راوی نے کہا تو اس نے کہا کیا ہم تمہاری حفاظت کے لیے اپنے گلوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بنا دیں اور پھر جب اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہم کو ملنے کے بجائے اغیار کو ملے۔ ہمیں تمہاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انہوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ درج کے مجمع سے واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی حتیٰ کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جاسکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے (تو) جو کچھ حج کے موقع پر حادثے ہوتے اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس حج کے واقعات دریافت کئے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قرشی جوان جو بنی عبدالمطلب میں کا تھا آیا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ بنی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیر ہا تھا کہ ہم اس کو اس کے دشمنوں سے بچا میں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کو ہم اپنی بستی میں لے آئیں۔  
راوی نے کہا پھر تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیے اور کہا اے بنی عامر کیا اس (تمہاری کوتاہی) کی کوئی تلافی ممکن ہے۔ کیا اس کے انجام کا کوئی مطلب ہے۔ یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

میں فلاں شخص کی جان ہے۔ اب تک ایسا دعویٰ بنی اسمعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بے شبہ وہ سچا ہے۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

## سنوید بن الصامت کا حال

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سربر آوردہ ہے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری النطقی نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ سنوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج و عمرہ کے لیے مکہ آیا اور سنوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی۔ اس کی شاعری۔ اس کا سربر آوردہ ہونا اور اس کا ذہنی ثبوت ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں۔

أَلَا رَبِّ مَنْ تَدْعُو صَدِيقًا وَكَوْتَرِي مَعَالَتَهُ بِالْغَيْبِ سَاءَ مَا يَفْرِي

۱۔ فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہوئے سے فلاں کہا گیا ہے (احمد محمودی)



ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو تو درست  
(کہکے) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کی تجھے  
خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو بڑا لگتا۔

مَقَالَتُهُ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِدًا      وَبِالْغَيْبِ مَا ثَوَّرَ عَلَى ثَغْرِ النَّخْرِ

جب وہ رو برہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (زم)  
اور پیٹھ پیچھے دگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

۳۵ كَسْرُكَ بِأَدِيهِ وَتَحْتَ أَدِيمِهِ      نَمِيمَةٌ غَشِيَتْ بَنِي عَقِبِ الظَّهِيرِ

اس کا ظاہر تجھ کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے  
پچھے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے جو پیٹھ کے پچھے کاٹ دیتی ہے۔

بَيِّنُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ      مِنَ الْغَيْلِ وَالْبِقْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّوَرِ

بعض وکینہ جنہیں کس آنکھوں میں چھپائے رکھتا ہے۔  
اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَرِشْتِي بِحَيْرِ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِي      وَخَيْرُ الْمَوَالِي مَنْ يَرِيشُ وَلَا يُدِيرِي

موتے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا کچھ تو بھلائی سے  
میری امداد کر کیونکہ دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو امداد  
و اصلاح کرتا ہے اور کاٹ میں نہیں رہتا۔

اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں (ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے  
کہ) بنی سلیم میں کی شاخ بنی زغب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سواوتوں  
کے متعلق عرب کے کاہنوں میں سے ایک کاہنہ کے پاس اس نے فیصلہ ثالثی  
طلب کیا تو اس کاہنہ نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے  
یہ اور وہ بنی سلیم کا شخص دونوں لوٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی

تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دیدے۔ اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے بکھل جاؤ گے تو اس کو کھینچنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے جدا نہیں ہو سکتا پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بنی سلیم نے اس کا حق اس کو ادا کر دیا۔ اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

لَا يَحْسَبُنِي يَا ابْنَ زَعْبٍ بَنِي مَالِكٍ  
كَمَنْ كُنْتَ تُرْدِي بِالْغُيُوبِ وَتَمُثِّلُ

اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سامنا سمجھ  
جن کو تو مخافت کر کے ہلاکت میں ڈالتا اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَوَّلْتَ قَرْنًا إِذْ صَرَعْتَ بَعْرَةً  
كَذَلِكَ إِنَّ الْخَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے بچھاڑا تو اپنے مقابل کو  
پیٹھ پر اٹھا لیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل  
ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِإِبْطِ الشَّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ  
عَلَى كُلِّ حَالٍ خَذُهُ هُوَ أَسْفَلُ

اس کو میں نے بائیں بٹلی ماری تو اس کے بعد اس کا  
رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

لے۔ (الف) میں یا بن بئیراٹ کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔  
 پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو  
 اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو اسلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید  
 نے آپ سے کہا۔ شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی  
 ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمَا الَّذِي مَعَكَ۔

وہ کیا چیز ہے جو میرے پاس ہے۔  
 تو اس نے کہا جملہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ صلی اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

أَعْرِضْهَا عَلَيَّ

اسے میرے سامنے پیش کر  
 تو اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ هَذَا الْكَلِمَ حَسَنٌ وَالَّذِي مَعِيَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا قُرْآنٌ  
 أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ هُوَ هَذِي وَنُورٌ

بے شک یہ کلام تو اچھا ہے اور جو چیز میرے پاس ہے  
 وہ اس سے (بھی) بہتر قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے  
 وہ (مستزایا) ہدایت و نور ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور  
 اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور  
 کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم  
 کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا

اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

## اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی کبیر

— — — — —

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے محمد بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب ابوالحسین اس ابن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبد شہل کے چند نوجوان بھی تھے۔ انھیں میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے خلاف قریش سے عہد و پیمان کرنے کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان سے فرمایا۔

هَلْ لَكُمْ فِي خَيْرٍ مَّا جِئْتُمْ لَهُ

جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کسی چیز

کی تمھیں توفیق ہے۔  
روایتی نے کہا وہ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:۔

أَنَا رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَخْبُدُوا اللَّهَ

وَلَا يَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ۔

میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ اس امر کی جانب بلاؤں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر



کتاب بھی اتاری ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھکر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے کہا اے قوم! وہاں یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابوالخیر اش بن رافع نے یہ سن کر ندی کی مٹی دوڑوں ہاتھوں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا۔ ہمارے پاس سے نکل میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹا گئے۔ اس کے بعد اوس و خزرج میں جنگ بعات ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید نے کہا کہ یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی جو ان کی قوم میں سے تھا اور ان کے انتقال کے وقت موجود تھا کہ لوگ سسل ان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ سنتے رہے حتیٰ کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس میں جو کچھ آپ نے فرمایا سن لیا تھا۔

## انصار میں اسلام کی ابتداء



ابن اسحق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبی سے جو کچھ وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں مکہ میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے

قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثناء میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا:۔

مَنْ أَنْتُمْ۔ تم کون ہو۔ انھوں نے کہا بنی خزرج میں کے لوگ ہیں فرمایا اَمِنْ مَوَالِیِّ يَهُودَ۔ کیا یہودیوں کے دوست۔ انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:۔

أَفَلَا تَجْلِسُونَ أَكَلَيْكُمْ۔ کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کریں گے) پھر وہ آپ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھی کہ یہود ان (مشرکوں) کے ساتھ انھیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ ال کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اور اپنی بستیوں میں پونے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے۔ جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عادی و آرم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو اللہ ضرور

۱۔ موالی کے کئی معنی ہیں جیسے۔۔ رشتہ دار و دست۔ آزاد شدہ غلام۔ مالک۔ حلیف میں یہاں اس کے معنی رشتہ دار یا دوست کے سمجھتا ہوں۔ (احمد محمودی)

یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں۔ اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی۔ انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جو ان پر پیش کیا گیا اسے قبول کر لیا اور آپ سے عرض کی۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔ شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے۔ ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے اور ان کے سامنے بھی اس آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج میں کے چھ آدمیوں کی جماعت تھی۔ ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے جو تیسیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار میں کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے) اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو ابن عفران کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عفران عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی۔

ابن اسحق نے کہا اور بعض بنی زریق میں کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شلخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غنم بن عامر بن الخزرج کے۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔

اس شاخ میں کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن خزیمہ بن  
 جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں کے قطیبہ بن عامر  
 ابن حلیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا  
 نہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے  
 عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔  
 اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبد اللہ  
 بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس  
 مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور انہیں  
 اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے  
 گھروں میں سے کوئی گھرا لیا نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

## واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور معصب بن عمیر کا نفوذ

### اور اس سے متعلقہ واقعات

کہا جاتا ہے کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ  
 آدمی پہنچے اور مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے۔  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی

۱۔ یعنی اس بیعت میں مارنے مرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ عورتوں سے جیسی بیعت لینے کا کلام مجید



اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی انجار کی شاخ بنی مالک بن النجاد میں کے ذمارۃ بن عدس بن صید بن ثعلبہ بن غنم بن غنم بن مالک بن النجار بھی تھے جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و معاذ۔ حارث رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عسراء تھا اور بنی عامر بن ذریق میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن ذریق بھی تھے اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن ذریق بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان ہاجری بھی ہیں اور انصاری بھی اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے، جو قواقل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابو عبد الرحمن جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ تھا اور بنی غصینہ کی شاخ بلی میں کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قواقل یہ شربت حیث شدت۔ اس تیر کو لے کر شرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قواقل ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔ ابن اسحق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ میں ذکر ہے کہ فلاں فلاں بری باتوں سے بچیں۔ اسی طرح کی بیعت لی گئی کیونکہ اس وقت تک جہاد فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (احمد محمودی)  
۱۔ یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور حبیب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ مبارک پر بیعت کی تو کہ چچا میں رہنے لگے اور پھر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مکہ بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے (احمد محمودی)



کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے، نہ چوری کریں گے۔ نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے، اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے (تو) ہزاروں (زاور) چاہے (تو) بخش دے۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف ابن عبد الدار بن قصی کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اسی لیے مصعب کا نام قری المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابوامامہ، سعد بن زرارہ بن عدس کے پاس تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ وہ انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے کہ اوس و خزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

## مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد ابوامامہ سے اور انھوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا جب ابوکعب بن مالک کی بیٹائی جاتی رہی تو

۲۳ میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہؓ بن زرارہ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذان سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابوامامہؓ ابن زرارہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہؓ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھر سے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام حشرہ خضعات تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھانی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے۔ کہا چالیس۔

## سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما

### کے اسلام کا حال

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن المغیرہ بن حبیب اور عبید اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہؓ مصعب بن عمیرؓ کو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے لیے نکلے اور سعد بن معاذ بن النعمان بن امر القیس بن زید بن عبد الاشہل کو لے کر، جو

۱۔ (الف) میں اسعد بن زرارہؓ ہے۔ (احمد محمودی)



اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں راویوں نے کہا کہ اس باوی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں اپنی قوم بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انہوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ مر جائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں کے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انہیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انہیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارہ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرات نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمر سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا ارے پاس آ رہا ہے لہذا اللہ کے حقوق کا تسخیر سے بچاؤ رکھنا۔ یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعب نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آکر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم

۱۔ لا ابالک۔ کبھی۔ بد دعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس طرح اردو کے مجاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام منکر کہتے ہیں۔ کینخت نے کیا خوب کہا ہے۔

(احمد محمودی)

دونوں کو تمھاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو مصعب نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجئے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچائیے انھوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے تو مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجئے اور پاک صاف ہو جائیے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجئے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجئے اور پھر نماز ادا کیجئے تو اسید کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے بیٹھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا۔ میں ابھی اسے تمھارے پاس بھیجتا ہوں۔ اور وہ سعد بن معاذ ہے۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب واپس گئے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمھارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل جدا حالت میں آ رہا ہے۔ اور جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعد نے ان سے کہا تم نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو

ہم ویسا ہی کریں گے اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ۔ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمھارا ۴۵ خالہ زاد بھائی ہے۔ اس کو قتل کر کے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ راوی نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واٹھ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے اور جب انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہ نے (سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زہیر سے کہہ دیا تھا کہ مصعب! واٹھ! تمھارے پاس ایسا سردار آرہا ہے جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمھاری پیروی کر لے تو تم سے ان میں کے دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے۔ راوی نے کہا تو مصعب نے ان سے کہا کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کر لیجئے اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدہ شے کو دور کر دیں گے۔ سعد نے کہا۔ تم نے انصاف کی بات کہی۔ اس کے

نہ۔ (بی ج د) میں نفع ما احببت ہے (الف) نفع ما احببت ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

۲۷ (بی ج د) میں یحقروک ہے۔ (الف) میں لیحقروک جس کے معنی تاکہ تم سے بد عہدی کریں۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

بعد انھوں نے اپنی چھوٹی بچھی زمین میں گاڑی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی بچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا۔ کہا ہم اشذ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ اگر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبدالاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں سے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اشذ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اشذ کی قسم! پھر بنی عبدالاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارہ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں بجز بنی امیہ بن زید۔ خطبہ۔ وایل اور واقف کے گھروں کے



جو اوس اللہ کے ملائے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا اسلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابوقیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قاصد بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انہیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکار باحتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر اور خندق (کا زمانہ) ہی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے لگے متعلق کہا۔

أَرَبَ النَّاسِ أَشْيَاءُ أَلَمْتُ يَلْفُ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈ بگڑی ہیں جن میں دشواریاں آسانیوں کے ساتھ غلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَرَبَ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَكْنَا فَيَسِّرْنَا لِمُصْرُوفِ السَّيْلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

قُلُوا لَا رَبَّنَا كُنَّا يَهُودًا وَمَا دِينُ الْيَهُودِ بِذِي شَكُولٍ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَقُلُوا رَبَّنَا كُنَّا نَصَارَى مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلِ الْجَلِيلِ

۱۔ اوس اللہ کے معنی غطا و اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)  
۲۔ سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

اور اگر ہماری پرداخت کرنیوالا نہوتا تو ہم نصرانی ہوتے  
اور راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلَكِنَّا خَلَقْنَا إِذْ خَلَقْنَا حَنِيفًا دِينَ تَعَنَّى كُلٌّ جَيْلٍ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا  
کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

نَسُوقُ الْهَدَى تَرْسُفُهُ مَذْعَنَاتٍ مَكْشَفَةُ الْمَنَاقِبِ فِي الْجُلُودِ

ہم قربانی کے جانوروں کو لیجاتے ہیں تو وہ جھولوں  
میں کھلے بازو اس طرح فرمان برداری سے چلتے ہیں گویا مقید ہیں  
ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار جن کی ابتدا فلولاً ربنا اور  
ولولاً ربنا اور مکشفة المناقب ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص  
نے مجھے سنائے۔

## بیان عقبہ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے گئے اور مسلم انصار میں سے حج کو جانیوالے  
اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور مکہ  
پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے  
درمیانی دن ملنے کی قرار داد کرنی (اور یہ کچھ ہوا اس وقت ہوا) جب کہ  
اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے نبی کی مدد کرنا اور آپ کو معزز بنانا اور  
اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور مشرک اور اہل مشرک کو ذلیل کرنا چاہا۔  
ابن اسحق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن  
القین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبد اللہ بن کعب جو

نصاری میں کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی اور ہمارے ساتھ براہین معرور ہم میں کے بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براہ نے ہم سے کہا لوگو! میری ایک رائے ہے نہ معلوم تم سب اس سے موافقت کرتے ہو یا نہیں۔ راوی نے کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبہ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے بنی شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے۔ راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ راوی نے کہا تو ہم نے کہا لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے اور وہ کعبہ کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے۔ کہا کہ ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں بایبھلا کہا لیکن وہ اس پر غصے رہے اور اس سے رجوع کرتے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا بابا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو کہ اس سفر میں میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب میں نے اپنے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شہسہ سا) پیدا ہو گیا ہے۔ کہا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبد المطلب کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں۔ کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا:۔

هَلْ تَعْرِفُ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ۔

اے ابو الفضل کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو۔

انھوں نے کہا جی ہاں۔ یہ برادر بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا الشاعِر۔ کیا (وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے) انھوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا کہ پھر برادر بن معرور نے آپ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب پٹی پیچھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (خبر) پیدا ہو گیا پس اے اللہ کے رسول آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

قَدْ كُنْتَ عَلَى قِبْلَةٍ كَوَصَّيْتُ عَلَيْهَا۔

تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔



کہا کہ پھر تو براؤ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔ کہا کہ ان کے متعلقین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرے تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جانتے والے ہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے۔

وَمِنَّا الْمُصَلِّيُّ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلًا عَلَى كَعْبَةِ الرَّحْمَنِ بَيْنَ الْمُشَاعِرِ ۲۹

مقامات حج میں کعبۃ الرحمن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں کا ہے اور اس سے شاعر کی مراد براؤ بن المعرور ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرار داد کر لی۔ کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرار داد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سردار اور وہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرار داد کی تھی۔ انھیں اس کی بھی خبر دی۔ کہا

آخر انھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب پہاڑی رات گزر گئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار دہ پر اپنی سواریوں سے تیر کی چال سے دیے پاؤں پھینکتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دو راہے کے پاس جمع ہو گئے اور ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بنی مازن بن النجار کی عورتوں میں کی ایک عورت اور ام شعیبہ اسماء بنت عمرو بن عدی بن ابی بنی سلمہ کی عورتوں میں کی ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا پس ہم اس دو راہے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے مفاد کی خاطر کی کرنے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبد المطلب تھے۔ انھوں نے کہا۔ اے گروہ خزرج! راوی نے کہا کہ عرب انصار کے اس قبیلے کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس۔ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو اور ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان کے متعلق ہماری رائے کے موافق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمھاری طرف جانے اور تمھارے ساتھ مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ لو اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمھارا خیال ہو تو پھر اسی وقت سے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں (راوی نے) کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ گفتگو فرمائیے اور اپنی ذات کے

متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں  
لیجئے۔ کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن  
کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔  
پھر فرمایا :-

أَبَايُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي بِمَا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَائِكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان  
تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور  
اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

کہا تو براہین معرور نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات  
کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بنی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور  
ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں  
کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اسے اللہ کے رسول ہم سے بیعت الے لیجئے۔  
واللہ ہم سپاہی اور ہتھیار بند لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث  
میں ملی ہے کہا کہ برا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہے  
تھے کہ ابوالہیثم بن الیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اسے اللہ کے رسول  
ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم  
ان تعلقات کو ان سے قطع کر لیں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپ سے اس بات کی امید  
رکھیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا اس پر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا :-

بَلِ الدِّمُ الدِّمُ وَالرِّهْدُمُ الرِّهْدُمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أَهَارِبُ مَنْ

لے۔ پہلی سننے ابوقتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہدہ اور کسی کو پناہ دینے کے وقت کہا

حَارِیْتُمْ وَأَسَالِمُ مَنْ سَأَلْتُمْ -

(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون  
(کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون (کا مساف کرنا) تمہارا خون (کا مساف کرنا) ہوگا  
یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متخذو جاؤ گے) اور میں تم سے  
جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے بوسہ پیکار ہوں گا اور تم جس سے  
صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الہدم الہدم (بتحرک وال کہا  
ہے جس سے مراد عزت و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت آبرو  
ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا تھا -

أُخْرِجُوا إِلَى مِنْكُمْ اثْنِي عَشَرَ نَقِيْبًا لِيَكُوْنُوا عَلٰی قَوْمِهِمْ بِأَنْفُسِهِمْ فَلْيُخْرِجُوا

مِنْهُمْ اثْنِي عَشَرَ نَقِيْبًا تَسْعَاهُ مِنَ الْخَرْجِ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْسِ

تم لوگ اپنے میں سے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ  
وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس میں (حکم) ہوں تو انہوں  
نے اپنے میں سے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خراج میں سے  
اور تین اوس میں سے۔

بقیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ:- کرتے تھے کہ دمی دمیك وهدمی هدمك ای ما هدمت  
من الدماء هدمت انا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور ہری کی تلاش میں اکثر  
سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہتا ہوتا وہاں خیمے گاڑ دیتے اور جب سفر کرتا ہوتا انہیں خیموں کو  
اکٹھڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ہدم کے معنی سفر کے ہیں یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔  
(امد محمودی)



## بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا

## اجتہاد

—————

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیادہ عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابوالامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیم اسد بن عمرو بن النخزرج تھا اور سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن النخزرج بن الحارث بن النخزرج اور عبید اسد بن رواحہ بن امر القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن النخزرج بن الحارث ابن النخزرج اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زید بن عبد حارثہ بن مالک بن غصب بن حشم بن النخزرج اور براد بن معرور بن صخر بن ضناہ بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن ترید بن حشم بن النخزرج اور عبید اسد بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن ترید بن حشم بن النخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن النخزرج ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن النخزرج کا بھائی تھا ۔

ابن اسحق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن وکیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ ابن ثعلبہ بن طریف بن النخزرج بن ساعدہ بن کعب بن النخزرج اور المنذر بن ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لؤذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن النخزرج بن ساعدہ بن کعب بن النخزرج ۔

اور اوس میں سے اسد بن حفیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن  
امر القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن  
مالک بن الاوس

اور اسعد بن قیس بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب  
بن حارث بن غنم بن السلم بن اہرار القیس بن مالک بن الاوس اور رفاعہ بن  
عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف  
ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انھیں میں ابو الیثم بن الیثم ان کا شمار  
کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کرتے اور ابو زید الانصاری نے مجھے  
کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے

فَأَبْلَغُ أَبْيَا أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ وَحَانَ غَدَاةَ الشَّعْبِ وَالْحَيْنَ وَاقِعٌ

ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور  
اور شعب راہی طالب کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے

إِنِّي اللَّهُ مَا مَنَّكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ بِمُرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَأِيٍّ وَسَامِعٍ

تیرے نفس نے (مجھے خوش کرنے کے لئے) جن چیزوں کا  
آرزو مند بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا۔  
وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے دیکھنے والا بھی اور  
سننے والا بھی۔

لہ (الف) میں قارقات سے ہے (ب) میں فال فار سے ہے۔ پہلی صورت میں قیلولہ  
سے لیتا ہو گا یعنی اس کی رائے سو گئی لیکن فال جو بطل کے معنی میں ہے وہ بہتر ہے  
(احمد محمود)

لہ (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کر دیا۔ (احمد محمود)

وَأَبْلَغَ أَبَاسُفِيَّانَ أَنَّ قَدْ يَدُ الدَّاءِ بِأَحَدٍ نُورٌ مِنْ هُدَى اللَّهِ سَاطِعٌ

ابو سفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تُرْعَيْنِ فِي حَشْدٍ أَمْرٍ تَرِيدُهُ وَالْبَّ وَجَمْعُ كُلِّ مَا أَنْتَ جَامِعٌ

لوگوں کو فساد پر ابھارا اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے۔ جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُونِكَ فَاعْلَمْ أَنَّ نَقْصَ عَهْدِنَا أَبَا عَالِيكَ الرَّحْمَاطِ حِينَ تَبَايَعُوا

اس (بات) کو (مگرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے ترے آگے الٹ کر دیا ہے۔ (ہم نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

أَبَا الْبَرَاءِ وَأَبْنِ عُمَرَ وَكِلَاهُمَا وَأَسْعَدُ يَا أَبَا عَلِيكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمر دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَسَعْدُ أَبَا السَّاعِدِ وَنَذِيرٌ لَأَنْفِكَ إِنْ حَادَلْتَ ذَلِكَ جَامِعٌ

۱۔ نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو لایا ہے اور و ساطع لکھا ہے۔ جو وزن شعر میں فساد پیدا کرنے کے ملا وہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔ (احمد محمودی)

اور اُس سعد نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار  
کیا اور مندر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی  
تو (یا درکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا  
ہوگا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ اِنْ تَنَاولْتَ عَهْدَهُ بِمُسْلِمٍ لَا يَطْمَعَنَّ ثُمَّ طَامِعٌ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد  
بھی لے لے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کرے۔  
غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہئے۔

وَاَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَ ابْنُ رَوَاحَةَ وَاخْتَارَهُ مِنْ دُونِهِ السَّمُّ نَاقِعٌ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے  
حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا  
توڑنا اس کے لئے زہر قاتل ہوگا۔

وَقَاءُ يَهْدِيهِ وَالْقَوَلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا تَحَاوُلُ يَكَا فِجْ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے قو قلی بن صامت  
کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے  
جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُو هَيْثَمٍ أَيْضًا وَفِي مِثْلِهِمَا وَقَاءُ بَمَا أُعْطِيَ مِنَ الْعَهْدِ خَائِفٌ

ابو ہیتھم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں  
وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ اِنْ اُرِدْتَ بِمَطْعٍ فَهَلْ اَنْتَ عَنْ اُخْوَقَةَ النَّخْلِ نَازِعٌ



اگر تو (کوئی چال بازی کرتا) چاہے تو ابن حنبل کے پاس  
بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی امتی اور گمراہی سے اب  
بھی (الگ ہوگا) یا نہیں)

وَسَعْدُ أَخُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُ ضُرُوحٌ لِمَا حَادَثَتْ مِلَّةَ مَرَمَائِهِ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ  
تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو توتہ ہونے دینے والا ہے۔

أُولَٰئِكَ يَجُومُ لَا يُغْنِيكَ مِنْهُمْ عَمَلُكَ بِخَيْرٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ ظَالِمٌ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر غومت لے کر نکلنے میں کوئی  
انہمیری رات نافع نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابو الہیثم بن الہیثم کا ذکر  
کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا۔

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كَفَلَاءُ كَقَالَةِ الْخَوَارِجِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ

مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي۔

تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی حادثہ) ہو اس کے متعلق تم اپنی  
قوم کے ذمہ دار ہو گے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے پاس خوارجین  
ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انہوں نے  
کہا بہت خوب۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لے گئے تھے جمع ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عوف والے عباس بن عبادہ بن فضلہ الانصاری نے کہا۔

اے گروہ خنزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر

بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس

بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں کے سیاہ و سرخ سب کے خلاف

جنگ کرو گے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارا مال (کسی) آفت سے

برباود ہو جائے اور تم میں کے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کی لداؤ

پھوٹو دے گے تو ابھی سے (چھوڑ دو)۔ کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ

دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس طرف

دعوت دی جا رہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں

کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ

یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی

اور سربراہان و لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں لیکن

یا رسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں

کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھائیے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے

بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لئے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو

اور عبد اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ

لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پساکردے کہ شاید اس کے

بعد عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی

شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تعالیٰ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ میں کی ایک عورت کا نام ہے

اور وہ ابی بن مالک بن اسحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن ختم بن عوف

بن اسحازج کی ماں تھی۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شخص

جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ تھے اور بنی عبد الاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابو امیثم بن الیہان تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے معید بن کعب نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن المعرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے متعلق تمہیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هَذَا أَزْبُ الْعَقَبَةِ هَذَا ابْنُ أَزْيَبٍ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَيَقَالُ

أَزْيَبٌ اسْتَمَعَ أَيْ عَدُوَّ اللَّهِ أَمَّا وَاللَّهِ لَا فَرْعَنَ لَكَ

یہ اس گھائی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازب کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازب کہا ہے۔ اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے ریختہ تیری سرکوبی کے لیے بھی) وقت فرصت نکالوں گا۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ارْقَضُوا لِي رِحَالَكُمْ

۱۔ ازب کے معنی کوتاہ قد یا بخیل کے ہیں۔ (احمد محمودی ازہر سبلی)  
۲۔ (الف) میں اسمع ہے یعنی اے دشمن خدا کیا تو سن رہا ہے (احمد محمودی)

اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔  
 (راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن قنصلہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے  
 آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو مٹی میں جو لوگ  
 ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔  
 (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كَمْ نُؤْمِرُ بِذَلِكَ وَلَكِنْ اُتِجِعُوا اِلَى رِجَالِكُمْ

ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی  
 جانب لوٹ جاؤ۔

(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور  
 صبح تک سوئے رہے۔

سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا  
 اور بیعت کے متعلق گفتگو

(راوی نے) کہا کہ جب صبح ہوئی تو قریش کے سربراہ اور وہ اصحاب سویرے ہی  
 ہمارے پاس ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا۔ اے گروہ خنجر باہیں خبر لی ہے کہ  
 تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کو ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ  
 اور اس لیے آئے تھے کہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔  
 واللہ اعراب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں ابجھا  
 رہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں اچھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند  
 ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں سے ہماری قوم میں کے چند مشرک اٹھے اور  
 قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔



(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انھیں اس کا علم ہی نہ تھا۔  
 (راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے۔  
 (راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حادثہ بن ہشام  
 بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جو نئی نعلیں (جوئی کا جوڑا) پہنے تھا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اس ارادے سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں  
 میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے جابر! تم  
 تو ہماری قوم کے سردار ہو کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس  
 جوان مرد کی سی ایک نعلین بنوا لو۔

(راوی نے) کہا حادثہ نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤں سے نعلین  
 اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔  
 (راوی نے) کہا کہ ابو جابر نے کہا خاموش رہو وانشاء اللہ تم نے تو اس جوان کو  
 غصے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھر دو۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا وانشاء اللہ سے واپس نہ دوں گا وانشاء  
 اللہ یہ تو ایک نیک شکون ہے۔ وانشاء اللہ اگر یہ شکون ٹھیک نکلا تو میں اس نے  
 (سب کچھ) چھین لوں گا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ  
 عبد اللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب  
 نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا وانشاء اللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی  
 چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کر لے والی نہ تھی اور میں  
 نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ (راوی نے) کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

## قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منی سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی

۱۔ (ب ج د) میں فاعل واللہ صالح ہے اور (الف) میں قال واللہ صالح اس کے معنی  
 یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

خبر کی چھان بین میں لگ گئے تو انھیں معلوم ہوا کہ ضروریہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادہ اور بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والوں نے منذر بن عمرو کو مقام اذخر میں جا ملا یا اور یہ دونوں کے دونوں ہمداران قوم تھے۔ منذر نے اتوان لوگوں کو تنگ کر دیا لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا اور ان کی سواری کے قسمے سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دئے اور انھیں لے کر مکہ آئے ان کو مار تے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے اور وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا کہ واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا تھا کہ ایک ایک ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص پاک صاف گورالسا حسین لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ زاوی نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایک ایک ان میں سے ایک شخص نے مجھ پر ترس لگایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن معط ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری نسبتوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے۔

۱۔ (بج د) میں اوی لی ہے جس کے معنی رحم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ (الف) میں اوی الی ہے جس کے معنی آنے یا مائل ہونے کے لیے جاسکتے ہیں لیکن پہلا نسخہ مزج ہے۔ (احمد محمودی)

ان سے انھیں بچاتا رہا ہوں اور عمارت بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچاتا رہا ہوں تو اس نے کہا ارے کعبخت! تو پھر ان دونوں شخصوں کا نام لیکر انھیں پکار اور تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں انھیں یاد دلا۔

(راوی نے) کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انھیں مسجد میں کعبہ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام النبط میں بیٹ رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمھارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادہ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے دمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

(راوی نے) کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوی میں کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کہا یا تھا وہ ابو الجہنی بن ہشام تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ پہلا شعر جو حیرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیں ہیں جو بنی محارب بن فہر میں سے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں۔

تَذَاكَرْتُ سَعْدَ أَعْوَةٍ فَأَخَذْتُهُ  
وَكَانَ شِفَاءً لَوْ تَذَاكَرْتُ مُنْذَرًا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کو پکڑ لیا اور میرے

دل کو تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جاملاتا۔

وَلَوْ نَلِيتُهُ طَلْتُ هُنَاكَ جِرَاحَهُ  
وَكَانَ جِرَاحًا أَنْ تَهَانَ وَهْدَا

۱۔ (دب ج) میں وہاں حیران ایمان بھلا۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص ہے بھی

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا)۔ اور وہ زخم سم تھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انہیں جائز کیا جائے (اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ”وکان حقیقان تھان ویحد رائے۔“

ابن اسحق نے کہا اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ إِلَى سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٌ إِذَا مَا مَطَايَا الْقَوْمِ أَصْبَحَ ضَمْرًا

”نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خاص کر جب کمان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔“

فَلَوْلَا الْوُوهِبُ لَمَرَّتْ قَصَائِدُ عَلَى شَرَفِ الْبَرْقَائِیِّ هَوَيْنَ حُسْرًا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر تک پہنچائے) تو (تیرے) قصیدے پتھر میں اور کبھی کبھی مسافت تک پہنچ کر تھک کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پا کر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

أَفْخَرُ بِالْكَثَانِ لَمَّا لَبِستُهُ وَقَدْ تَلَبَّسُ الْأَنْبَاطُ رِيطًا مَقْصُورًا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون جراح کر دیا جائے اور یہی نسخہ مرثعہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو ذلیل کر کے ان کے معنی ہو سکتے ہیں کہ زخمی کر لے کو اہمیت نہ دجائے۔ قلتیدیں (احمد محمودی) لہ۔ (بج د) میں بھان و بھنہ زادوں میں ملے جانے تھانی سے ہے (الف) میں تھان یا جاد نو قانی اور بھنہ را یا باغ تھانی ہے۔ جراحا کے ساتھ تھان با تا و قانی کی جمع ہو سکتا تھا لیکن حقیقتا کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکیگا۔ میری سمجھ میں تو نہ آسکا۔ (احمد محمودی)



کیا تو کتان۔ کالباس پہن کر اترتا ہے حالانکہ نمبلی توم  
کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں  
(کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ  
حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَا تَكُ كَالْوَسَّانِ يَحْمِلُ أَثَرَهُ  
بِقَرِيَّةٍ كَسْرِي أَوْ بِقَرِيَّةٍ قَصِيرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا  
ہے کہ وہ کسری کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ كَالشَّكْلِ وَكَانَتْ بِمَعَزِلٍ  
عَنِ الشَّكْلِ كَوَكَانَ الْفَرَادُكَفَ كَوَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مر گیا ہو اور  
وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج و غم میں مبتلا رہتی ہو اگر  
اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم و اندوہ  
کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَ حَمْفُهَا  
يَحْفَرُ ذَرَايِعُهَا فَلَمْ تَرْضَ مُحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سانہ ہو جا جس کی موت اس کے  
ہاتھوں سے کھو دی ہوئی چیز سے ہوئی اور وہ (اپنے) کھودنے  
سے خوش نہ ہوئی۔

۱۔ (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کا تب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرب کا  
صلہ علی سے نہیں آتا (احمد محمودی)

۲۔ اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبیح کر لے  
کے لیے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے  
زمین کھدی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبیح کرنے میں کام آئی  
تو یہ قصہ مزید اہل ہو گیا۔ (احمد محمودی)

وَلَا تَكُ كَالْغَاوِي فَاقْبَلْ خَرَدَ ۖ وَكَمْ يَخْشَى سَهْمًا مِّنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا

اور اس جیسے ہونے بھونکنے والے کا سانس ہو جا جس سے تیروں میں سے کسی تیر نے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تیر اگر اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

فَاِنَّا وَهَنٌ يُهْدِي إِلَى الْقَصَائِدِ مَحْوَنًا ۖ كَمْ تَبْضِعُ تَمْرًا لِيْ اَرْضٍ خَيْرًا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے طور پر فروخت کے لیے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے۔)

## عمر بن الجحوم کے بت کا قصہ

بسم اللہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے لوگ اپنے دین شرک پر باقی تھے جن میں سے عمر بن الجحوم بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن سلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا اور عمر بن الجحوم بنی سلمہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور ان میں سے سربراہ و رہبر لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربراہوں کے افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام مناة تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اور اس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی سلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو

ابن الجحوح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر بنی سلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں اسے الٹا سر کے بل ڈال دیتے اور جب عمرو صبح میں اٹھتا تو کہتا ارے کبختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی۔ پھر وہ سویرے ہی دھونڈنے نکلتا اور جب وہ اسے پالتا تو اس کو دھوٹتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سویرے اٹھتا اور اس کو ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو اس کو دھوٹتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ پھر جب شام ہوتی تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انھوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لایا جہاں انھوں نے اسے ڈال دیا تھا تو اسے دھو دھلا کر خوشبو لگا کر رکھا اور ایک تلوار لاکر اس کے گلے میں لٹکادی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کر رہا ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر چھاپہ مارا اور اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتے کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجحوح صبح اٹھا اور اس کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو دھونڈنے نکلا یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا

پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے بچا لایا۔ شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهُ كَوْنَتَ الْهَالِمُ تَكُنْ  
أَنْتَ وَكَلْبٌ وَسَطِ بَرْ فِي تَرَن  
اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں گتے  
کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

أَفْ لَمَلَقَاكَ إِلَهًا مُّسْتَدِنٌ  
الآن فَتَشْنَاكَ عَنْ سُوءِ الْغَيْنِ  
یا وجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے  
پر تفسیر۔ تیرے مشعلق اب ہیں اپنی راے کی بدترین غلطی  
کی تحقیق ہو گئی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمَنِّ  
الْوَاهِبِ الرِّزَاقِ دِيَانِ الدِّينِ  
تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور  
صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنْ قَبْلِ أَنْ  
أَكُونَ فِي ظُلْمَةٍ قَبْرِ مُرْهَنٍ  
وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسے سے  
پہلے ہی مجھے (شریک و کفر سے) بچا لیا۔



## عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں



ابن اسحق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں کی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ و سرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لئے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لئے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے فتنہ) سرداروں میں سے تھے۔ حدیث بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادۃ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنھوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تنگدستی اور بھوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گری کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔



## فصل حاضر بن عقبہ کے نام

ابن اسحق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس و خزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس ہیں سے تین شخص اسید بن جھین بن سماک بن عتیک بن رافع بن امر القیس بن زید بن عبد الاشہل جو منتخب سردار تھے یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور شکستہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراد بن عبد الاشہل۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے اور ابو الہیثم بن الیثمہ بن جن کا نام مالک تھا اور بدر میں بھی یہ موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراد کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ۔ اور ابو بردہ بن نیاز جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دھیمان بن غنم بن ذہل بن ہبیم بن کاہل بن ذہل ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ جو ان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے۔ اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السوات بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدہ بن حارثہ میں سے تھے۔ اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سعد ابن خبیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امر القیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت

کا مرتبہ حاصل کیا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی  
جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن المسلم میں کے تھے کیونکہ بعض وقت  
کوئی شخص کسی قوم میں مبتنی ہوتا تھا تو وہ انھیں امیں رہتا تھا اور انھیں کی  
جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ  
ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے  
اور احد کے روز شہید ہوئے اور عبد اللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن  
البرک اور برک کا نام امراء القیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن  
الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے امیہ بن البرک کہا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور معن بن عدی بن الجعد بن العجلان بن حارثہ بن  
صبیعہ جو ان کے حلیف بنی یثرب میں سے تھے بدر واحد و خندق اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے اور ابو بکر الصدیق کے  
عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویم بن ساعدہ بدر واحد و خندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ  
آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

۶۶ اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں  
سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابوالیوب خالد  
بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر  
واحد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم  
میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا

اور معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک  
بن النجار بدر واحد و خندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفرہ کے

بیٹے تھے۔

اور ان کے بھائی عوف بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے اور یہ بھی عوف کے فرزند تھے۔  
اور ان کے (ایک دوسرے) بھائی معوذ بن الحارث تھے اور بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ابو جہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عوف کے فرزند تھے۔  
اور ابن ہشام کے قول کے مطابق بعضوں نے کہا کہ رفاعہ بن الحارث ابن سواد۔

اور عمارہ بن حزم بن زید بن لؤذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار بدر واعد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔  
اور اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جو منتخب سردار تھے بدر کے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی انتقال کیا اور یہ ابوامامہ سے مشہور تھے۔  
اور بنی عمرو بن مہذول بن عامر بن مالک بن النجار میں سے۔  
پہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بدر میں موجود تھے ایک ہی شخص۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ مالک بن زید مناة بن حبیب بن عبد عارث بن مالک بن غضب بن حشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں موجود تھے۔

اور ابو طلحہ بن کاہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة



ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے۔  
اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم  
بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس روز انھیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

اور عمرو بن خزیمہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن  
عمرو بن غنم بن مازن۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار میں کئے عقبہ میں حاضر تھے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء  
جس کا ذکر ابن اسحق نے کیا ہے وہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء  
ہے اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔  
سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امیر القیس بن مالک  
بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے  
اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امیر القیس بن مالک  
بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں  
شہید ہوئے۔

۱۔ اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے۔

۲۔ اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کالظہ نہیں ہے۔

۳۔ خط کشید الفاق صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور خط معلوم  
ہوتے ہیں۔ اصل مقصد ابن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحق نے جو قبیل نام بیان  
کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں ”ابن عطیہ“ اور  
”عمرو بن“ کے الفاظ کے حذف اور ”اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے“ کی زیادتی  
سے عبارت کچھ بے ربط سی ہو گئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا اور (بج و) کا نسخہ  
مائل واضح ہے۔ (احمد عمر دی)

اور عبد اللہ بن رواحہ بن امر القیس بن عمرو بن امر القیس بن مالک  
ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث منتخب سردار بدر واحد و خندق اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے  
بعد کی جنگوں کے موجود رہے اور جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب  
ابن الخزرج بن الحارث ابوالنعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے

اور عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربیع بن زید مناة بن الحارث بن  
الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنہیں خواب میں اذان دینے  
کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کیا  
تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا۔

اور خلا دین سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امر القیس بن مالک  
بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بدر واحد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے  
روز شہید ہوئے۔ بنی قریظہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے ان پر  
چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ لَأَجْرًا شَهِيدِينَ۔

ان کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن غبیرہ بن جدارہ بن عوف بن  
الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابو مسعود تھی اور یہ حاضرین عقبہ میں سب  
سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔  
اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

۱۔ خط کشیدہ اسماء (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اور فروہ بن عمرو بن ووقہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ووقہ کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الحزرج میں سے چار شخص۔

رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ منتخب سردار۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مجلد بن عامر بن زریق یہ صاحب مدینہ سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آگئے تھے۔ اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبادہ بن قیس بن عامر بن خلدہ بن مجلد بن عامر بن زریق نے بدر میں حاضری دی۔

اور الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ بدر میں بھی حاضر رہے۔

اور بنی نکلہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن تزیذ بن جشم بن الحزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنو سلہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لیے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو

تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اور ان کے فرزند بشر بن البراء بدر اعدا و خندق میں حاضر رہے اور  
ضمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذہرا کو و بکری کے گوشت  
کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے جب دریافت فرمایا۔ مَن سَيِّدُكُمْ۔ تم میں  
کا سردار کون ہے تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الحد بن قیس ہے  
اگرچہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق  
فرمایا تھا۔

وَأَيُّ دَاءٍ أَكْبَرُ مِنَ الْخُلِّ، سَيِّدُكُمْ سَلِيَّةُ الْأَبْيَضِ الْجَعْدِ بَشَرُ

ابن البراء

کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا

سردار گودا۔ گھونگر والے بابل والا بشر بن البراء ہے۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں رہے  
اور خندق کے روز شہید ہوئے

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں  
موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن شرح بن عبید۔ بدر میں بھی تھے

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے

اور شعوبہ بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور النخاک بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور حبار بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی

موجود تھے۔



ابن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خثاس بھی کہتے ہیں  
ابن اسحق نے کہا اور تطفیل بن مالک بن غنساؤ بن سنان بن عبید بدر  
میں بھی تھے۔

۱ اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں  
سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔  
اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔  
سلیم بن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔  
اور قطیبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔  
اور ان کے بھائی زید بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم جنکی کنیت  
ابو المنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔

اور ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر  
میں بھی تھے۔  
اور صفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا صفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد کو غنم نامی  
کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ  
میں سے پانچ آدمی۔  
ثعلبہ بن غنم بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے اور خندق  
میں شہید ہوئے۔

اور عمرو بن غنم بن عدی بن نابی۔  
اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔  
اور ان کے حلیف عبداللہ بن انیس جو قضاہ میں سے تھے۔  
اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔

اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔  
عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود

تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے فرزند جابر بن عبد اللہ۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔  
اور ثنابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبہ بن زید بن الحارث بن  
حرام۔ طاہف میں شہید ہوئے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔  
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لیدہ بن ثعلبہ۔  
ابن اسحق نے کہا اور ان کے حلیف خدیج بن سلامہ بن اوس بن عمرو  
ابن الفزارقہ قبیلے بلی میں سے تھے۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عاذ بن عدی بن کعب بن عمرو  
ابن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساروۃ بن تیزید بن جشم بن الخزرج جو  
بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب  
رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال مقام  
عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنو سلمہ نے انھیں اپنا مستثنیٰ کر لیا تھا اور  
یہ پہل بن محمد بن الجعد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی  
ابن غنم بن کعب بن سلمہ کے مادری بھائی تھے۔  
ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی  
ابن سعد۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن  
عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔  
عبادۃ بن الضامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سلم  
ابن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔  
ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن  
الخزرج کے بھائی تھے۔  
ابن اسحق نے کہا اور عباس بن عبادۃ بن نضلة بن بالک بن العجلان

ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں آپ کی جانب ہجرت کی تھی اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لیے انہیں مہاجر انصاری کہتے تھے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔  
 اور ان کے حلیف ابو عبد الرحمن بن زید بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ جو بنی عیینہ کی شاخ بنی میں سے تھے۔

اور عمرو بن انحرث بن لبیدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قواقل کہلاتے تھے اور بنی سلیم ابن غنم بن عوف بن انحرث بن جرج میں سے جو بنی اخیلی کہلاتے تھے دو آدمی۔  
 ابن ہشام نے کہا اخیلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے اخیلی نام پڑ گیا۔  
 ابن اسحق نے کہا رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔  
 ابن ہشام نے کہا بعض رفاعہ بن مالک کہتے ہیں اور مالک ابو الولید بن عبد اللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور ان کے حلیف حقیقہ بن وہب بن کلدہ بن ابجد بن ہلال بن انحرث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن ہبشہ ابن عبد اللہ بن عطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں کے یہ) دو ہی شخص تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن انحرث بن جرج میں سے دو ہی شخص سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن انحرث بن جرج بن ساعدہ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن نوذان بن عبد وود بن زید بن ثعلبہ بن انحرث بن جرج بن ساعدہ۔ سردار منتخب۔ بدر واحد میں حاضر رہے اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر

مقرر فرمایا تھا اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اخفق لیونٹ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے  
 ابن ہشام نے کہا کہ بعض مندر بن عمرو بن خنشل کہتے ہیں۔  
 غرض جملہ اشخاص جو بیعتہ العقبہ میں اوس و خذرج میں سے حاضر  
 تھے ہر مرد و تھے اور انھیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق دعویٰ  
 کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے  
 اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے۔

### اِذْ هَبْنِیْ تَدْبِیْعَتِیْ وَ کُنْ

جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔  
 (یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں کی (ایک) نسیبہ بنت کعب بن  
 عمرو بن عوف بن مبدول بن عمرو بن خنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارۃ تھی  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں  
 اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور  
 ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عید اللہ بن زید بھی حاضر رہے  
 ہیں اور ان کے بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسلمانہ الکذاب الحنفی نے گرفتار  
 کر لیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ یہ کہتے ہاں۔ پھر وہ کہتا کیا تو گواہی  
 دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے ہیں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک  
 ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ان  
 الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب  
 مسلمانہ کا ذکر آتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ  
 یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے



سیلہ کو قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے وہاں سے واپس ہوئیں کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انھیں لگے تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسبت ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنا ہے۔

اور بنی سلہ میں سے (ایک عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلہ (شریک بیعت عقبہ تھیں)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول

محمد بن اسحق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی آپ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی۔ آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی جانب بلائے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگردانی کرنے کا حکم تھا تو قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و زیادتی کرتے تھے حتیٰ کہ انھیں ان کے دین کے متعلق صبر آزمائیاں دیتے رہتے رہتے اور اور انھیں ان کی بستیوں سے نکالا۔ غرض آپ کے پیروں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزمائیاں دیتے رہتے اور بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسنے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو سرزمین حبشہ میں چلے گئے تھے اور بعض مدینہ پہلے گئے تھے اور ہر طرف (تشریف)

۱۔ (الف) میں فی کل وجہ کے بجائے فی کل وجہ لکھا ہے جو نمایاں تحریف مسلم ہوئی ہے (احمد محمودی)

تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو عظمت دینا چاہا تھا انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو ٹھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انھیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بذریعہ کی اجازت و پدائی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ کی اجازت دیتے اور آپ کے لئے عزیزی حلال ٹھیکرانے اور ان پر ظلم کرنیوالوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے

(دب وستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے

اور بے شمار اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتیٰ کہ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ تک

پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے

ان کے لئے جنگ صرف اس لئے حلال کر دی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور

لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ

اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا تو انھوں نے

نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اس سے

مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد

آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھائیں۔

وَيَكُونُ الدِّينُ لِلَّهِ

اور دین صرف اللہ کے لیے رہے یعنی تاکہ قانون الہی پوری ہو اور  
اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی پرستش باقی نہ رہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی  
اور انصار کے مذکور بالا قبیلوں نے فرماں برداری اور آپ کی اور آپ کے  
مبعوثین کی امداد پر آپ سے بیعت کی اور مسلمانان ان کے پاس جا کر پناہ گزین  
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے مہاجرین اور ان  
مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت  
کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جانے کا حکم دیا اور فرمایا۔  
إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ إِخْوَانًا وَدَارًا تَأْمِنُونَ بِهَا۔

اللہ نے تمہارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم  
کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو مکہ مکرمہ کی تکرریاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم مکہ میں ہی اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار  
مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے  
ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم میں کے ابوسلمہ بن عبدالاسد  
ابن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبد اللہ تھا۔ اصحاب  
عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور

یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آگئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں اور انھیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحق بن یسار نے سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی دادی ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابو سلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے بجاواگسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے اور جب انھیں بنی مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف چھپے اور انھوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا کہ تم کو اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کر وہاں چاہو جو دین چاہو اختیار کر لو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمھاری بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر یہ شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انھوں نے اونٹ کی تھارا ابو سلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے لے لیا کہا کہ تب تو ابو سلمہ کی جماعت بنی عبد اللہ غصے میں آگئی اور انھوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (ذکی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس (ذکی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشمکش ہوئے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑے سے ہٹ گیا اور بنی عبد اللہ اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابو سلمہ مدینہ چلے گئے۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے میں جدائی

۱۔ (الف) میں خطام کے بچے خطام جیم سے لکھا ہے جو تعریف کا تہ ہے (احمد محمودی)



ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ میں کا ایک شخص جو میرے چچا زاد بھائیوں میں سے تھا میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آ گیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ و دل محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور اس کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا کہا کہ جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو اس وقت بنی عبد الاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچے کو لے لیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ کہا اور میرے ساتھ امّہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو بھی مل جائے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبد الدار والے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی۔ اس نے کہا۔ اے ابو امیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں اس نے کہا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ امّہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے کہا واللہ ابجھے (تہنا) چھوڑا

۱۔ (ب) تخرجون من هذه المسکينة حائے حلی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے لکھا ہے (الفج) میں تخرجون خاء معجم سے ہے اور (الف) میں تورک مہملہ کو مشدّد بھی کر دیا ہے جس کے معنی مشکل بنانا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لیے تم کوئی مشکل کیوں نہیں نکالتے لیکن اس کے من کا صلہ اس مشکل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ فلیتداین۔ (احمد محمودی)

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور القرعہ بنت ابی ہنیان بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیرہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا ہاجس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبد المطلب اور ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا . يَوْمَ اسْتَدْرَكَهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آگھرے گی اگرچہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابو ذؤاد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابو جہل نے کہا ایک اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ قتل کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِي حَرْثٍ مَصِيرُهُمْ . قُلُّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَبْدِ

۱۔ اہل بن قتل بن قتل ہے۔ (احمد محمودی)

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور المقرع بنت ابی سہیل  
بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیرہ بنت عبد المطلب  
بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس  
کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے  
عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبد المطلب اور ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ  
کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے  
دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے  
اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت  
میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا  
يَوْمَ اسْتَدْرَكَهَا النَّكْبَاءُ وَالْحَوْبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دروناک حالت  
آگھرے گی اگرچہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دروناک حالت)  
کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور  
حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابو ذؤاد الایادی کے ایک قصیدے  
کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے  
رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابو جہل نے کہا ایک اکیلے شخص اور اکیلے  
باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ قل کے معنی واحد کے ہیں۔ لعید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمْ  
قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

۱۔ اصل میں قل بن قل ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہوتا ہے اگرچہ وہ

شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابو سلمہ بن عبد اللہ عامر بن ربیعہ، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش (محلہ) بنی عمرو بن عوف میں، بشر بن عبد المنذر بن زبیر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جو جوق جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش۔ حکاشہ بن محسن۔ شجاع و عقبہ وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حمیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حمیرہ کہتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا اور منذ بن نبثہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن فضلہ۔ یزید بن رقیش۔ قیس بن خابر۔ عمرو بن محسن۔ مالک بن عمرو ثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن الکم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ بنجرہ بن عبیدہ۔ محمد بن عبد اللہ بن جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ ام حبیب بنت جحش۔ جدامہ بنت جندل۔ ام قیس بنت محسن۔ ام حبیب بنت تمام۔ آمنہ بنت رقیش۔ بنجرہ بنت نیمر۔ حمہ بنت جحش۔

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کی اپنی قوم کی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر لی اور جب انھیں ہجرت کی دعوت دی گئی تو ان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَمَرَوْهَا بِاللَّهِ بِرِثَیْمِہَا

وَلَوْ حَلَفَتْ بَيْنَ الصَّفَاءِ أَحْمَدُ



اگر ام احمد صفا و مروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے  
تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلاے گی۔

لَتَحْنُ الْأُولَىٰ كُنَّا بِهَآثِمٍ لَّمْ تَزَلْ بِمَكَّةَ حَتَّىٰ عَادَعْنَا سَمِيْنَهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے  
اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہاں کے موٹے  
مُبلے نہیں ہو گئے (یا عزت وار ذلیل نہیں ہوئے)۔

بِهَآثِمٍ غَنَمٍ بَنٍ دُوْدَانَ وَابْنَتِ رَمْلًا غَدَتُ غَنَمٌ وَخَفَّ قَطِيْنَهَا

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈال دیے اور گھس  
بنالے اور پھر اپنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا اور  
وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا۔

إِلَى اللَّهِ تَعْدُو بَيْنَ مَشْنَى وَوَاحِدٍ وَدَيْنُ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِّ دِيْنَهَا

ایک ایک دو دو اللہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے  
جا رہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔  
اور ابواحمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے۔

لَمَّا رَأَتْهُ أُمُّ أُحْمَدَ عَكَدِيًّا بِذِمَّةٍ مِّنْ أَخْشَىٰ بَغِيْبٍ وَأَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے

۱۔ (الف) میں ابن کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی) ۲۔ (ب ج د)  
میں منہا کے بجائے "وما ان" ہے۔ اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ بنی غنم میں سے  
وہاں کوئی بھی نہ چھوٹا اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر آسان ہو گیا۔ (احمد محمودی)  
۳۔ (الف) میں قَطِيْنَهَا کے بجائے قَطِيْتَهَا لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔  
(احمد محمودی)۔

بھروسے صبح سویرے سفر کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا جس سے  
میں بے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُولُ فَأَمَّا كُنْتُ لَا بَدَّ فَأَعْلَا فَيَعْمُ بِنَا الْبُلْدَانِ وَلَسَّ يَثْرِبُ  
تو کہتی ہے کہ تمہیں سفر کرتا ہی ہے تو یثرب سے دور  
دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ وَجَهَنَّا وَمَا شَاءَ الرَّحْمَنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ  
تو میں نے اس سے کہا (میں دوسرے ممالک کو ہم  
نہ جائیں گے) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبیلہ کا ہے اور (حقیقت تو  
یہ ہے کہ) رحمن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللَّهِ وَجْهِي وَالرَّسُولِ وَمَنْ يَقُمُ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ وَجْهَهُ لَا يَخِيبُ  
میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب  
جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيمٍ مُنَاصِحٍ وَنَاصِحَةٍ تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْذِبُ  
اور ہم نے کتنے خیر خواہ گارے دوستوں کو اور خیر خواہ  
آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرَى أَنَّ وَثْرًا نَائِنًا عَنْ بِلَادِنَا وَمَنْ تَرَى أَنَّ الرِّعَاءَ نَطْلُبُ  
وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں کے سے دور ہونا اکیسے ہو جانا

۱۔ ”بل یثرب الیوم وجہنا“ کے بجائے (الف) میں ”یثرب منا مظنة“ ہے جس کے  
معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے (احمد محمد علی)

ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں۔

۸۳ دَعَوْتُ بَنِي غَنَمٍ لِحَقِّ دِمَائِهِمْ وَلِحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبٌ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی جانب اور حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لیے صاف راستہ ظاہر ہو گیا۔

أَجَابُوا بِحَمْدِ اللَّهِ لَمَّا دَعَاَهُمْ إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالْجَنَّةِ فَأَوْعَبُوا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں بلانے والے نے حق کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب ان کے سب نے اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّا وَأَصْحَابُنَا فَرَقُوا الْمُهْدَى أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسَّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جھوٹے حق سے علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی امانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفُوجَيْنِ أَمَّا مِنْهَا فَوَفَوْهُ عَلَى الْحَقِّ مَهْدًى وَفَوْجٌ مَعَذَّبٌ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک منراؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَعُوا وَتَمَنَّا كَذِبَةً وَأَزَلَّهُمْ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسُ فَنَابُوا وَخَسِبُوا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دئے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دیئے گئے۔

وَرَعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ قَطَابٌ وَلَا إِلَهَ إِلَّا الْحَقُّ مِنَّا وَطَقِيوْا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے اور حق کی سرپرستی کرنے والے پاک و صاف ہو گئے اور پاک و صاف کر دیئے گئے۔

تَمَّتْ بِأَرْحَامِهِمُ الْيَهُودُ قَرِيبَةً وَلَا قُرْبَ إِلَّا بِالْأَرْحَامِ إِذَا لَا تَقْرُبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے قریب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قریب حاصل نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَأَيُّ ابْنٍ أُخْتُ بَعْدَ نَايَا مَنَّتْكُمْ وَأَيَّةُ صَهِرٍ بَعْدَ صَهِرٍ تَرَقَّبُ

پھر اس کے بعد کونسا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا اور میرے سمدھیانے کے (سے تعلقات ان کے) بعد کس سمدھیانے سے امید کی جائے گی۔

سَتَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ أَنَّا إِذْ تَزَابِلُوا وَزَيْلُ أَمْرِ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصَوْبُ

جب لوگ مشرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے تو اس روز تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم میں کاکون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے جن اشعار میں "وَلِقَاءُ يَثْرِبَ" اور "إِذَا لَا تَقْرُبُ" ہے وہ ابن اسحق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس کے شعر میں جو "إِذَا" ہے اس کے معنی "عِذَا" کے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِذَا الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ



یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا۔  
ابو النعمان العجلی نے کہا ہے:۔

ثُمَّ جَزَاهُ اللَّهُ عَنَّا إِذْ جَبَزَىٰ جَنَاتٍ عَدْنٍ فِي الْعَلَالِي وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو  
بالا خانوں میں سدا بہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ

مدینہ کی طرف عیاش کے جانے کے حالات

— ( ) —

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ  
الخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ مجھ سے عبد اللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام  
نافع نے عبد اللہ بن عمر سے اور انھوں نے اپنے والد عمر بن الخطاب کی روایت  
بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب ہم نے یعنی میں اور عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن  
العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام ہرم سے  
اور پر بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناصب (میں ملنے) کا وعدہ کیا اور  
ہم نے کہا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو (سمجھ لیتا چاہئے کہ) وہ  
گرفتار ہو گیا تو اس کے دونوں ساتھیوں کو چاہئے کہ چلے جائیں۔ آپ نے  
کہا کہ (دوسرے روز) صبح میں اور عیاش بن ربیعہ مقام تناصب پہنچ گئے  
اور ہشام ہم سے (ہمارے) پاس آنے سے روک لے گئے اور بڑی آفتوں  
میں پھنس گئے اور کافروں کی باتیں قبول کر لیں اور ہم جب مدینہ پہنچے تو بنی  
عمر و بن عوف کے پاس قیام میں اترے اور ابو جہل بن ہشام اور حارث بن  
ہشام نکلے اور عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے

۸۶  
 چچا زاد بھائی بھی ہوتے تھے اور ماوری بھائی بھی۔ وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے۔ ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کرے گی جب تک کہ تمہیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی جب تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا انہی عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو تمہارے دین سے روگردان کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمہاری ماں کو جو نہیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہوگی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔ (حضرت) عمرؓ نے کہا کہ ہشام نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمرؓ نے کہا کہ میں نے (ان سے) کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں میں تمہیں اپنا آدھا مال دینے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ نہ جاؤ (حضرت) عمرؓ نے کہا کہ انھوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور جب انھوں نے جانے کے سوا کوئی دوسری صورت نہ اختیار کی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی کے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے تم اس کی پیٹھ پر سے نہ اترو اگر تمہیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بیچ نکلو۔ اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابوہریرہؓ نے کہا بابا! واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لا دیا ہے۔ کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لیے نہ بیٹھنے دو گے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیٹھو)۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے اونٹ بٹھایا اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تاکہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے اور جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان

دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انھیں رسی میں باندھ لیا اور انھیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انھیں بڑی تکلفیں دیں تو انھوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انھیں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انھیں باندھے ہوئے لائے تو انھوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے یہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس یہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

## عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحق نے کہا کہ نافع نے عبد اللہ بن عمر سے اور انھوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزمائیوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فراموش قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی تو یہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عز و جل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ

یہ خط کشیدہ حصہ کلام مجید (الف) میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے تم قرأتی بلغ یا تیمم العذاب بغتة وانتم لاتشعرون ہے۔ (احمد محمودی)۔

وَأَسْلَمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ  
مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ  
لَا تَشْعُرُونَ۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے اپنی جانوں پر  
زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ  
تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہ وہ بڑا خطا پوش اور  
بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے  
پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بنو ورنہ  
عذاب آنے کے بعد) پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور جو  
بہترین چیز تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف  
اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کر لو کہ تم  
پس چانک عذاب آجائے اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک  
خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا کہ ہشام  
ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انہیں  
مقام ذی طوی میں پڑھتا جاتا تھا اور (نسیب و فراز میں) چڑھتا  
اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا یہاں تک  
کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ  
پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت  
اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہماری نسبت جو  
کچھ لوگ کہا کرتے تھے اسی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے  
پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔



## ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لئے نکلنا



ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا:۔

مَنْ لِي بِعِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَهَشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کون

میرے (یعنی میری امداد کے) لیے (تیار) ہے۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انھیں لانے (کے لئے تیار)

ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپکر مکہ پہنچے اور

ایک عورت سے ملے جو کھانا لیجارہی تھی تو انھوں نے اس عورت سے

کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں

قید میں گرفتار شخصوں کے پاس جا رہی ہوں اور اس نے انھیں دونوں

کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس

مقام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر

چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاڑ کر ان کے پاس پہنچے اور ایک

سفید سخت پتھر (مرۃ) لے کر ان کی پیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے

ان پر مار کر انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمرۃ کہا جاتا تھا۔

پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ

کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہو گئی تو کہا۔

مَا أَنْتَ إِلَّا أَصْبَعٌ دَمِيتَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتَ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (دھڑا سا) خون بہہ گیا اور یہ جو تجھے  
(تکلیف) پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لیے اس سے کوئی

ناغوش ہونا نہ چاہئے)

پھر ان دونوں کو لئے ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

## مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی

## فروگاہ میں اشدان سب سے راضی رہے



ابن اسحق نے کہا کہ جب عمر بن الخطابؓ اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آئے، اور آپ کے قبیلے کے لوگ، اور آپ کے بھائی زید بن الخطابؓ، اور سرافہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبد اللہ اور خنیس بن حذافہ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے، جن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی زوجیت میں لیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، اور ان کے حلیف واقد بن عبد اللہ بھی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی، اور مالک بن ابی خولی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن نجیم بن صعب بن علی بن یکر ابن وائل میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس ابن بکیر اور عاتل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے، یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے۔ اس کے بعد مہاجرین کا تائبندہ گیا تو طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف

کے پاس مقامِ رخ میں اترے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحق کی روایت جو مجھے سنائی اس میں یساف بتایا۔

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنو نجار واسے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انھوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھک منگوں کی (دسی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمھیں دے دوں پھر تو تم میری راہ میں حائل نہ ہو گے۔ انھوں نے کہا ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

رَجَعَ صُهَيْبٌ رَجْعَ صُهَيْبٍ۔

صہیب فائدے میں رہے۔ صہیب فائدے

میں رہے۔

- ۹۰ ابن اسحق نے کہا کہ حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور حمزہ ابن عبد المطلب کے دونوں علیف الیوم شد کبت ابن حصن غنوی۔ ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

لف۔ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ لہ (ب) میں یساف ہے اور رج (د) میں ساف ہے۔ (احمد محمودی)

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 آزاد کردہ انسہ اور ابو کیشہ بنی عمر بن عوف و اسے کلثوم بن ہدم کے پاس  
 قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن  
 خثیمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزہ بن  
 عبد المطلب بنی نجار والے سعد بن زرارۃ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف  
 روایتیں ہیں اور عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور ان کے دونوں بھائی  
 طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور منسطح بن اثاثہ بن حباد بن المطلب  
 اور بنی عبد الدار والے سویرط بن سعد بن حرملہ اور بنی عبد بن قصی والے  
 طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوہ ان کے آزاد کردہ خباب بلجھان والے عبد اللہ  
 بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔ اور عبد الرحمن بن عوف و دوسرے ہناجر بن  
 کے ساتھ۔ بلحارث بن الحنزلج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث بنی کے  
 احاطے میں اترے اور زبیر بن العوام اور ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبد العزی  
 منذر بن عتبہ بن اجمہ بن الجلاح کے پاس مقام حصہ میں بنی جحججی کے احاطے  
 میں اترے اور بنی عبد الدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبد الاشہل والے  
 سعد بن معاویہ النعمان کے پاس بنی عبد الاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور  
 ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید  
 ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن المادس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس  
 نے انھیں آزاد کیا تو اس سے الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آگئے اور انہوں نے ان کو  
 اپنا متبنی بنا لیا اسی لیے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔  
 اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت  
 میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لیے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

۱۔ دالغنا میں ابوسبرہ بن ابی رہم لکھا ہے۔ (احمد محمودی) ۲۔ (الف) میں ابن حذیفہ  
 غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آ رہا ہے۔ (احمد محمودی)



۹۲ ابن اسحق نے کہا اور عتبہ بن غزوہ بن جابر بن عبد اللہ اشہل واسے لیے جیاد ابن بشر بن وقش کے پاس بنی عبد اللہ اشہل کے احاطے میں اترے اور عثمان بن عفان - حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے - حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا - اور کہا جاتا ہے کہ ہاجروں میں کے بن بیا ہے افراد خیمہ کے پاس اترے اس لیے کہ وہ خود بھی بن بیا ہے تھے - اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے -

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

رسول اللہ صلی علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور ہاجروں میں سے کوئی مکہ میں آپ کے ساتھ نہ رہا ہجران لوگوں کے جو گرفتار کر لیے گئے یا صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کیے گئے مگر علی بن ابی طالب اور ابو بکر بن ابی قحافة الصديق رضوان اللہ علیہما - ابو بکر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے : —

لَا تَجْعَلْ كَعَلِّ اللَّهِ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا -

جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے -

تو ابو بکر کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے -

قریش کے سربراہوں کو لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے میں مشورہ کرتا

ابن اسحق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی اور غیروں اور ان کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کرتے ان لوگوں سے جاملے تو انہوں نے جان لیا کہ ان لوگوں نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اور ان (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کرنی ہے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حالتی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو سب کے سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور یہ دارالندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انہیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبد اللہ بن ابی بنجیج سے اور انہوں نے ابواجماع مجاہد بن جابر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت سن کر مجھ سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشورہ کرنے کی قرار داد کر لی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لیے قرار داد ہو چکی تھی تو اس دن کا نام یوم الزحمت رکھا گیا تھا اور ان لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آ ملا جو ایک مونی چادر اوڑھے تھا اور دارالندوہ کے دروازے پر

۱۔ (حذف) میں من جائین بن جریہ ابی النجاشی عن عبد اللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اہم عن عبد اللہ ابن عباس ہے یعنی عبد اللہ بن عباس کا نام غلطی سے مکرر ہو گیا

(احمد محمودی)

اگر کھڑا ہو گیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں بختر والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لیے تم نے قرار دیا ہے اس لیے وہ بھی تمہارے ساتھ شریک ہو گیا ہے تاکہ جو کچھ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انہوں نے کہا اچھی بات ہے آؤ۔ آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا وہاں قریش کے پورے سرغنے جمع ہو گئے تھے بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعینہ بن عدی اور جلیز بن معمر اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے نصر بن الحارث بن کلدۃ اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ابوالختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابوہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے بنیہ اور غبہ اور بنی جہم میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انہیں میں کے تھے وہاں کے علاوہ قریش میں کے دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چکے ہو واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہو کر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو اور اوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے نوے (کی ستکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے زہیر و نابغہ وغیرہ گزر چکے ہیں موت آئی اس کو بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمہاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو

جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر اس کے  
ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قویں قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور  
اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھیننے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی  
تعداد کو تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل  
کر لیں یہ تمہارے لیے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری  
کوئی رائے سوچو۔ پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے  
کہا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلا وطن  
کر دیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واٹڈ ہمیں کوئی پروا  
نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل  
ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات  
اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کر لیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ بخدی  
نے کہا نہیں! واٹڈ! تمہاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں گیا  
تم نے اس کی شیرینی گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی شیرین  
چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واٹڈ اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا  
ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا ان پر اپنے اس کلام و گفتار  
سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ انھیں  
لیکر تم پر چڑھ آئے گا اور ان کے ذریعہ تمہیں پامال کرے گا اور تمہاری  
حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمہارے ساتھ جو  
جائے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے  
سوچو راوی نے کہا تو ابو جہل بن ہشام نے کہا کہ واٹڈ! میری اس کے  
متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے  
اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔ اے ابوا حکم آخر وہ کیا رائے ہے۔  
اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نو عمر  
قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے  
ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس



۹۵ پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کر دیں۔ تب ہم اس سے (بے فکر ہو سکیں گے اور) چین یا سکیں گے۔ کیونکہ جب یہ سب اس طرح کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبدمناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خونہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں اس کا خونہا دے دیں گے۔

(راوی نے) کہا تو شیخ بخدی نے کہا بات تو پس یہی ہے جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا  
اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس (چادر) میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز پہنچ نہ سکے گی جو تمہیں ناپسند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابوہریرہ بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمھیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلتے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا:—

نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذَلِكَ، أَنْتَ أَحَدُهُمْ

ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی ان میں سے کا ایک ہے۔

(جو آگ میں جلائے جائیں گے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ نسیں کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

لَئِنْ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

اَلی قولہ وَجَعَلْنَا مِیْنَ بَیْنِ اَیْدِیْہِم مِّنْ خَلْفِہِم سَدًّا فَلَعَسَآ اِنَّا ہُمْ فَہِم

لَا یُبْصِرُوْنَ۔

ہیں (وہ) انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم تو

(اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے ہیں سے ہے (اور) سید سے  
راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم  
نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنادی ہے  
اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے  
(ہی) نہیں۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت  
سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے  
خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد ملٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔  
پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں کا نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس  
چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اس  
نے کہا اللہ نے تمہیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
تھارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک  
نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ  
رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں کے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر  
رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر)  
چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر  
اڑھے ہوئے علی کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ ابے نبیہ یہ محمد (صلی اللہ  
علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک  
وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے  
تو انھوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔  
ابن اسحق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہو گئے  
تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائی  
ان میں سے یہ بھی ہے۔

وَإِذْ مَكَرُوكُم بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْآيَةَ

(وہ دن یاد کر) جبکہ میرے متعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ لَئِنْ رَجَعَا فَنِي مَعَكُمْ

مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ۔

بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اسے نبی) تو کہتے ہیں کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (کہ تمہاری موت کا وقت آجائے)

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے۔ ابو ذؤیب ہذلی نے کہا ہے

أَمِنَ الْمَنُونِ وَرَيْبُهَا تَتَوَجَّعُ وَالذُّهُرُ لَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ مِّنْ يَّخْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے  
حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا اعتبار  
دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مالدار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَعْلَلْ لَعَلَّ اللَّهَ يُحْجِلَ لَكَ صَاحِبًا۔



جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ساتھی

میں پیدا کر دے۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابو بکر نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انھیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روئے رکھا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے گھر آنے میں کبھی تاخیر نہ فرماتے تھے دن کے دو دنوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب وہ دن ایسا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے کہ اس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابو بکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابو بکر آپ کے لیے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ابو بکر کے پاس میں اور میری بہن اسماء بنت

ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَخْرَجَ عَنِّي مَنَعَدَكَ

جو لوگ تمہارے پاس ہوں انہیں میرے پاس سے ہٹا دو۔  
تو ابو بکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر  
میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ان کے رہنے میں کیا عرج ہے فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ وَالْهَجْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھے  
اجازت دے دی ہے۔ کہا کہ ابو بکر نے عرض کی:۔

الصَّحْبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے ساتھ  
رہ سکتا ہوں۔ فرمایا:۔

الصَّحْبَةُ

(ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔  
ام المؤمنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی  
تھی کہ کوئی شخص غوثی سے بھی روتا ہے حتیٰ کہ میں نے اس روز (اپنے والد)  
ابو بکر کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی!  
یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لیے لے رکھا تھا  
اس کے بعد آپ دونوں نے عبداللہ بن ارقط کو جو بنی وائل بن بکر میں  
کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی ہہم بن عمرو میں کی ایک عورت تھی اور  
وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لیے اجرت پر ٹھہرا لیا اور دونوں نے اپنی دونوں  
اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انہیں

ایک وقت مقررہ تک کے لیے چرائے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر سے کسی اور کو نہیں ہوئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انھیں حکم دیا کہ آپ کے (جائیکے) بعد مکہ میں رہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بھی کہ مکہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا وہ اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لیے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ

ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمایا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابوبکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا جو مکہ کے شبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبد اللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے قاعدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لادیں اور آپ اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم

دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر فار کے پاس ات کے وقت پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہلے ابو بکر اندر گئے اور فار کو یہ دیکھنے کے لیے (ادھر ادھر) ٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچالیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابو بکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سوا ونٹ اس شخص کے لیے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس ٹھلائے اور عبد اللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انھیں میں رہا کرتے تھے اور جب کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابو بکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابو بکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوتے اور انھیں ذبح کرتے اور جب عبد اللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تاکہ ان کے نشان قدم سنٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بھینپی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کا چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن اس کا بندھن (یعنی رسی) جس کو پکر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے)



اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان لٹکانے لگیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لیے اسماء بنت ابی بکر کوفات النطق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں جسکی توجیہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاراکہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انھوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ جب ابو بکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنِّي لَا أَرْكَبُ بَعِيرًا لَيْسَ بِي

میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو۔  
تو عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا۔

لَا وَلَكِنْ مَا التَّمَنُّ الَّذِي ابْتَعَهَا بِهٖ

نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے  
عرض کی اتنے میں فرمایا۔

قَدْ أَخَذَتْهَا بِذَلِكَ

میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا۔

عرض کی۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہوگئی۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابو بکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھے اسما و بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر بھل گئے۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابو جہل بھی تھا اور وہ اگر ابو بکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انھوں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے۔ تو ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بد معاش غیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالاکر پڑا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبریں

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص کہہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن

۱۔ دوسرے نسخوں میں "بعل من الجن" ہے۔ دانت میں بعل نامی ہو گیا ہے اور بعل من الجن لکھا ہے۔ (علامہ محمودی)

وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

حِزَّاءُ اللَّهِ رَبِّ النَّاسِ خَيْرُ خِزَّاءٍ رَفِيقَيْنِ حَلَّاحِصَتِي أُمُّ مَعْبِدٍ

اللہ، لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو اپنے

پاس کی بہترین جزاء جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَزَوَّجَا فَأَقْلَمَ مِنْ أُمِّی رَفِیقَ مُحَمَّدٍ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لے ہوئے اور پھر شام

ہوتے ہوئے چلے گئے۔ ترقی اسی نے بانی (اور) وہی پھلا پھولا

جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا۔

۱۰۱ یُعِیْبُ بَنِي كَعْبٍ مَكَانُ فِتَاتِهِمْ وَمَتَّعَدَهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصَدٍ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے

خوش ہونا چاہئے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھہرنے)

کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بنی کعب کی شلیخ خزانہ میں کی عورت تھی اور شاعر کا قول "حَلَّاحِصَتِي أُمُّ مَعْبِدٍ" اور "هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَزَوَّجَا" ابن اسحق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن)

کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت

کارخ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ

چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر۔ ابوبکر کے

آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقط آپ دونوں کو

راہ بتانے والا

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبد اللہ بن ارقط کہتے ہیں۔

## ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی نکل گئے تو ابو بکر اپنا تمام مال اٹھالے گئے۔ آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے آپ انھیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اسماء نے کہا کہ میرا ذوا ابو قحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بیٹائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمھیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بہت سے پتھر لیے اور انھیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے۔ کہا آخر انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمھارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔ بس یہ تمھارے لیے کافی ہے حالانکہ انھوں نے ہمارے لیے سب کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے بوڑھے کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبد الرحمن

لہ۔ (الف) میں الشیخ کے بیان سے لکھا ہے یعنی خاء منقوطہ کا نعتہ غائب ہے۔ (احمد محمودی)



ابن مالک بن جشم نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جشم سے روایت کی۔ سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سوا و نٹ (انعام) اس شخص کیلئے مقرر کیے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں کا ایک شخص آیا اور ہمارے پاس گھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے کہا شائد (ایسا ہی ہو) پھر وہ خاموش ہو گیا۔ کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔ اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور وہ بطن وادی میں لا کر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے جا کر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکالی کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سوا و نٹیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور

۱۵۔ (الف) میں شتم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں شتم مسکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ (احمد محمودی)

ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے خان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انھیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جشم ہوں مجھے اتنی ہمت و دہکتہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمھیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا:-

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِي مِنَّا۔

اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے  
 کہا تو ابو بکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:-  
 اَكْتُبْ لَهُ يَا اَبَا بَكْرٍ۔  
 اے ابو بکر اس کو لکھ دو۔

کہا آخر ابو بکر نے کسی ہڈی یا کسی چٹھی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور جوش ۱۰۲ رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جمراتہ میں میں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور ہٹ جا ہٹ جا کہا (آخر) تو چاہتا کیا ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ وائیا (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے) گویا میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گاہکے کی سی (سفید اور نرم) ہے۔ کہا میں نے اس تحریر کو لیے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جشم ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَوْمُ وَفَاءٍ وَبَرٍّ

(آج کا دن) وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے  
اس کو میرے قریب لاؤ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آتی تھی مگر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے کیا اگر میں انھیں پانی پلاؤں تو مجھے کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا:۔  
نعم فی کل ذات کبد حری آخر۔

۱۔ (الف) میں جبرائیم راہے ہمارے مشرک اور ہمزو سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

ہاں۔ ہر بیابان سے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے۔  
 کہا کہ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کئے۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمن۔ حارث بن مالک بن جشم کے  
 فرزند تھے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

ابن اسحق نے کہا کہ جب آپ کو راہ بتانے والا عبداللہ بن ارقط  
 آپ کو مکہ کے نشیبی حصے سے لے کر چلا تو آپ کو لیے ہوئے (سمندر کے)  
 کنارے کنارے عسفان کے نیچے سے چلا۔ پھر مہج کے نیچے سے ہوتے  
 ہوئے لے گیا پھر قدید سے گزرنے کے بعد وہاں سے راہ کاٹ کے آپ  
 کو لے نکلا اور خزار میں لایا پھر ثنیۃ المرۃ سے ہوتے ہوئے لقفا کو لے گیا۔  
 ابن ہشام نے کہا لقتا۔ معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے

تَزِيْعًا مَّحَلِّبًا مِنْ أَهْلِ لِفْتٍ كَلْحَى بَيْنَ أَثْلَةٍ وَالنَّجَاحِ

(میں مدح و ستائش کرتا ہوں) اس پرندہ کی جس کو  
 اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے جو دوسروں کی امداد کرنی والا  
 اور مقام لفت کے رہنے والوں میں کے اس قبیلے کا ہے جو مقام  
 اثلۃ اور شحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ وہ آپ دونوں کو لیے ہوئے لقت کے وحشی  
 جانوروں کے رہنے کے جنگل سے گزرا اور پھر مہج کے وحشی جانوروں  
 کے جنگل کے درمیان سے چلا ابن ہشام کے قول کے موافق بعض لوگ



نجاح کہتے ہیں۔  
پھر مجاہد کے مقام مرجع سے ہوتے ہوئے مرجع کے مقام ذی الغضون  
کے وسط میں نے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضون کہتے ہیں۔

۱۰۷ پھر ذی کشد کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداد پر لے گیا پھر الاجر پر  
پھر انھیں بطن اعدا کے مقام ذی سلم میں لے گیا جو تھیں کے جنگلی جانوروں کا  
جنگل ہے۔ پھر عبایہ پر۔

ابن ہشام نے عبایہ کہا ہے اور بعض العشیانہ کہتے ہیں اور مراد عبایہ ہی  
ہوتا ہے۔

ابن اسحق نے کہا پھر انھیں لیے ہوئے القاحۃ پر سے گزرا اور ابن ہشام  
کے قول کے موافق بعض القاحۃ کہتے ہیں۔

۱۰۸ پھر انھیں لیے ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے  
سواروں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بنی اسلم میں کے ایک شخص کو حسین کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ  
پر سوار کرا لیا جس کا نام ابن الرداء تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے اور اس  
کے ساتھ اس کے (یا اپنے) ایک چھو کرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن ہنیدہ  
تھا۔ پھر آپ کا راہ بتلائے والا آپ کو لیے ہوئے عرج سے نکل کر عائز نامی  
بہارٹی پر لے گیا۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے غائر کہا ہے جو رکوبہ نامی  
بہارٹی کے سیدھی جانب ہے حتیٰ کہ آپ کو بطن زعم میں اتارا۔

۱۰۹ پھر آپ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں لایا۔  
ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا دن کی گرمی  
بہت بڑھ گئی تھی اور سورج معتدل ہونے (یعنی نصف النہار) کے

۱۱۰ (دب) میں ذی کشد ہے۔ (احمد محمودی)

قریب ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام

اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور

مسجد کی تعمیر

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبد الرحمن بن عوف بن سعدہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پیڑھی مقام سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ صوب ہمارے سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو پھر شہر میں چلے آتے اور یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا حتیٰ کہ جب وہ دن آیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو ہم اس روز بھی اسی طرح (انتظار کرتے) بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں آگئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اور ہم جو کچھ کیا کرتے تھے اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہم اپنے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں (اس لیے)۔ خدا اپنی بلند آواز سے پکارا ان کے بتی قیلہ! یہ تمھاری (منتظرہ) ذی شان ہستی آگئی۔

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور ابو بکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابو بکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سعد بن خیشم کے پاس اترے۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترتے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیشم کے گھر میں لوگوں (سے ملنے) کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لیے کہ وہ مجروح تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے صحابہ میں کے بنی بیاہوں کی قیام گاہ انھیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خیشم کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیشم کے گھر کو "بيت العزاب" یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔ ابو بکر الصديق۔ بنی الحارث بن الخزرج میں کے ایک شخص حبیب بن اساف کے پاس مقام سخ میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرود گاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی ان امانتوں

وہ آپ کے پاس بھٹیں انھیں واپس دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدیم کے پاس اترے۔

اور علی بن ابی طالب فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں ایک

مسلمہ عورت کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبا میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ دیتا اور یہ اس کو لیتی۔ فرمایا کہ مجھے اس کی حالت پر شبہ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے اور وہ سب کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا (دیتا) ہے۔ جالانکہ تو ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہیں انھیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپہ مارتے ہیں اور انھیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں اسندھن بنا لیا اور جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔ ابن اسحق نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں بنی عمرو بن

سہ۔ خط کشیدہ الفاظ طبری کی روایت کے ہیں جو انھوں نے ابن اسحق سے کی ہے۔ اس کی تصریح (ب) کے حاشیے پر کی گئی ہے اور (ب) کے متن میں یہ الفاظ قرعین میں لکھے گئے ہیں۔

(احمد محمودی)



عوف (کی بستی) میں دو شنبہ سے شنبہ چہار شنبہ اور پینچ شنبہ تشریف فرما ہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا ادا تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما ہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رابوناء کے درمیان ہے اور جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبہ بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف فرما ہوں۔ آپ نے اپنی اونٹنی کے متعلق فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔ ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر آئی تو آپ سے زیادہ بن لبید اور فروہ بن عمرو بنی بیاضہ کے چند لوگوں کے ساتھ آکر ملے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔ ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں  
ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ  
بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے  
کے ماموں ہوتے تھے کہ عبد المطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو انہیں کے  
خاندان کی تھیں تو سلیم بن قیس اور ابو سلیم۔ اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی  
ابن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے  
اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اپنے ماموں کے پاس تشریف لائے  
جو زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب  
بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی  
جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہیل و ہیل  
کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفرات کے زیر پرورش تھے اور جب  
وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما  
ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں پھر اس نے چھلانگ ماری  
اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی  
اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ (کسی جانب) ہموں ابھی نہیں آخروہ اپنے پیچھے  
کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد  
پھر اس نے حرکت کی اور جم کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ

۱۱۳۔ چاروں نسخوں میں اس مقام پر ”تخللت“ کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیل نے

۱۱۴ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتریں۔ اور ابو ایوب خالد بن زید سے آپ کا پالان اٹھالیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے پاس نزول فرمایا اور مذکورہ بالا کھجور سکھانے کی جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عوف نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے جو میرے (زیر پرورش) قیم ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کر لوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنائیے۔

## مسجد کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ کی مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں اپنے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے پاس ہی اقامت پذیر رہے اور اس کے بنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بنفس نفیس) کام کیا کہ مسلمانوں کو اس کے بنانے میں ترغیب دلائیں۔ چنانچہ ہاجرین اور انصار (دونوں) نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔

لَقَدْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضِلُّ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہو گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ابن قتیبہ کی روایت لکھی ہے جس میں "تخلت" ہے جس کے معنی ہیں اپنے مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ معنی کے لحاظ سے موخر الذکر ہی زیادہ مورد ہے لیکن ابن اسحق کی روایت مقدم الذکر ہی ہے۔ (احمد محمودی) ۱۵۵۔ (الف) میں یزید عنہا ہے جس کا میں نے ترجمہ کیا (ب) میں فنزل ہے یعنی تپتا رہے۔ (احمد محمودی)

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے وہ کہتے تھے۔

لَا عِشَ إِلَّا عِشُّ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ ارْحِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

زندگی تو صرف آخرۃ ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار

و مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام (نثر) ہے رجز نہیں ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عِشَ إِلَّا عِشُّ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ ارْحِمِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ

مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی کہ عمار کو باغی جماعت

قتل کرے گی

راوی نے کہا کہ (بنیاد مسجد کے اثناء میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے ان کو ایمنوں سے گراں باز کر دیا تھا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ مجھ پر اس قدر بوجھ لا دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اٹھاتے۔

۱۔ اصل کتاب میں "شہادتہ" ہے جس کا ترجمہ میں نے پیشین گوئی کیا ہے حالانکہ لفظ کے لحاظ سے گواہی ہونا چاہئے لیکن چونکہ اس موقع پر اردو میں گواہی نہیں کہی جاتی اس لیے پیشین گوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)



نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے اور وہ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَنَحْنُ ابْنُ امِّ سُمَيَّةَ كَيْسُوًا بِالَّذِينَ يَقْتُلُونَكَ اِمَّا لَقَتْلِكَ الْفِئَةُ

الْبَاغِيَةُ

ابن ام سمیہ (کی سمجھ) پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ تمہیں تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی۔

اور علی بن ابی طالب اس روزیہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ يَذَابُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا

وَمَنْ يُزِي عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام و قعود میں برابر کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد و غبار سے کتراتا نظر آتا ہے۔ دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں (بھی) اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔ ابن اسحق نے کہا کہ عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لیے اور بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب ہی الفاظ انھوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے زیادہ بن عبد اللہ نے ابن اسحق کی روایت بیان کی۔ اور ابن اسحق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحق نے کہا تو ان صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج صبح سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاشی سے تمہاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ میں لاشی بھی تھی۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور فرمایا:۔

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ

إِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةٌ مَا بَيْنَ عَيْنَيْ وَأَنْفِي

ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پر خاش) ہے وہ تو انھیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔ سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے۔ (یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے)۔

اور جب انھیں (عمار کو) ان صاحب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انھوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے ذکر کیا ہے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے گھر ہی میں (تشریف فرما) رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے مسجد (اور آپ کے

رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابو ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

۱۱۶ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبد اللہ یزنی سے انھوں نے ابو رہم السماعی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں رہنے لگے تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لیے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا: —

إِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا أَنْ نَكُونَ فِي سَفْلِ الْحَيَاتِ۔

ہمارے اور ان لوگوں کے لیے جو ہمارے پاس آتے جاتے

ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں۔

کہا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھڑ جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اور ڈھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے رات کا کھانا تیار کر کے آپ پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کالات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا

اور ہم نے آپ کے لیے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا اس لیے میں ڈر کے مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:۔

إِنِّي وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي  
میں نے اس میں اس درخت کی بو پائی اور میں ایسا شخص  
ہوں جس سے سرگوشی کیجاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا  
فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)۔

فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُّوهُ

لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لیے تم اس

کو کھاؤ۔  
انھوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھالیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے  
اس درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

مدینہ میں آنا

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے



آلنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقبرہ افراد کے ان میں سے کوئی شخص کہیں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھروالوں کے جو بنی منطعون کہلاتے تھے اور بنی جحش میں سے تھے اور بنو جحش بن رثابہ کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے اور بنی بکر کے جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے مکے کے گھر بند پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رثابہ اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان ابن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عاتر بن لوی والے عمرو ابن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبد اللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللَّهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللَّهُ بِمَا دَارَ خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ

قَالَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ لَكَ

اے عبد اللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو گے کہ اللہ تمھیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔  
عوض کی کیوں نہیں (ضرورت مجھے خوشی ہوگی) فرمایا بس وہ تمھارے لیے ہے۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو ابواحمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابواحمد سے کہا اے ابواحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ

اشد کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:۔

أَبْلَغُ أَبَاسُفِيَّاتٍ عَنْ أَمْرِ عَوَاقِبِهِ نَدَامَهُ

كَأَرَأَيْتَ عَمَّكَ بَعَثَهَا تَقْضِي بِهَا عَمَّكَ الْغَرَامَةَ

وَحَلِيفُكُمْ بِاللَّهِ رَبِّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقِسَامَةِ

إِذْ هَبَّ بِهَا إِذْ هَبَّ بِهَا طَوْقُهَا طَرَقَ الْحَمَامَةَ

ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق پیام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچا زاد بھائی کا گھر اس لیے بیچ ڈالا کہ اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدا ہے پروردگار عالم! کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شاعر) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے اس گھر کی قیمت لیجا لیجا تو نے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا طوق بنا لیا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ شریف لائے تو آنے والے سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو بجز (بنی) خطہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امنیہ اور اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پر قائم رہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے پہنچا ہے۔ اور ہم اللہ کی اپناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو۔ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے اس کے بعد فرمایا:۔

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدْ مَوَّلَا أَنْفُسَكُمْ تَعْلَمُونَ وَاللَّهُ لَيَصْطَعِقَنَّ

أَحَدُكُمْ۔

حمد و ثنائے بعد لوگو! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے)

پہلے (کچھ لیچھے کام) کراؤ تمہیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا! تم میں سے ایک (ایک شخص) بیہوش ہو جائے گا۔

ثُمَّ لَيَذَّعُنَّ عَنْ غَنَمِهِ لَيْسَ كَهَازِاعٍ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ

تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْبِبُهُ دُونَهُ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولِي فَبَلَغَكَ وَاتَّعَتْكَ

مَالًا وَأَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلَيَنْظُرَنَّ يَمِينًا وَشِمَالًا

فَلَا يَرَى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرَى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنْ اسْتَطَاعَ

أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْهُ

فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنَّهَا تَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا مِثْلًا لَهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ

ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائیگا کہ ان کا کوئی جزوا ہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار راضی ہوگا۔ گفتگو فرماتے گا کہ نہ کوئی تر جان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس کے سامنے کوئی پر وہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرماتے گا کہ بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (دیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تو نے اپنی ذات کے لیے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ وہنے بائیں دیکھنے لگے گا اور کچھ پائیگا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا تو دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا لہذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگر چیکہ ایک کچھور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کچھور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائیگا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک (دیا جائیگا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

۱۔ (الف) میں بشفقہ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)  
۲۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ

ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ أَجْمَدُ وَأَسْتَعِينُكَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُودِ  
أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ  
فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِنَّ  
أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ  
مَنْ زَيْنَهُ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ  
الْكُفْرِ وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ  
إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَنْبَغُهُ أَحَبُّ مَا أَحَبَّ اللَّهُ أَحِبُّوا اللَّهَ  
مِنْ كُلِّ قَلْبٍ وَكُلِّ لِسَانٍ وَلَا تَمْلُوا كَلَامَ اللَّهِ وَذِكْرَهُ وَلَا تَقْسُوا عَنْهُ قُلُوبَكُمْ  
فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللَّهُ يَخْتَارُ وَيَصْطَفِي فَقَدْ سَمَاءُ خَيْرَتْ  
مِنَ الْأَعْمَالِ وَمُصْطَفَاةٌ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحِ مِنَ الْحَدِيثِ وَمِنْ كُلِّ مَا

أُوتِيَ النَّاسُ مِنَ الْجَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا  
وَأَقِمْ وَحَقَّ تَقَاتِهِ وَاصْدُقُوا اللَّهَ صَاحِحَ مَا تَقُولُونَ يَا فَوَاهِشَكُمْ وَ  
تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ يَغْضِبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

کوئی شبہہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔  
میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور  
ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اس کی  
پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا  
کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما  
نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی  
معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین  
کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس (کتاب) کی خوبی جس کے  
دل نکشیں کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا  
اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی  
باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی ہے شبہہ وہ پھلا پھولا اور  
اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہہ وہ بہترین اور نہایت  
بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے  
محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے  
کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے  
ستھک نہ جائیں۔ کیونکہ وہ جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے  
ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے

اس کا نام "اعمال میں سے اپنا برگزیدہ" اور "مبتدوں میں سے اپنا منتخب" اور "کلام میں سے اچھا" رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لئے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور اللہ کے شعلے سے بچو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہترین ہے اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انھیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید رکھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ بْنِ الْمُسْلِمِينَ  
وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلِحَقِّ بِهِمْ وَجَاهِدَ مَعَهُمْ  
إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِّنْ دُونِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ

يَتَعَاقِلُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَقْدُونَ عَائِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ  
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَتَوَعَّفُونَ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى  
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَائِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَيَتَوَالِحُونَ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ  
تَقْدِي عَائِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَتَوَسَّعُونَ عَلَى  
رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَائِيَهَا  
بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَتَوَحَّشِمُ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ  
مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَائِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ  
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَتَوَالِحُونَ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى  
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَائِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَيَتَوَحَّشِمُ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ  
طَائِفَةٍ تَقْدِي عَائِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ  
يَتَوَالِحُونَ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاqِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ



تَقْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنِي الْأَوْسِ عَلَى  
 رِيْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَاقِلَهُمْ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَانِيَهَا  
 بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرَكُونَ  
 مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ أَنْ يُعْطَوْهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَائِهِ أَوْ عَقْلٍ -

ابتداء رحمن ورحیم اللہ کے نام سے ہے یہ تحریر نبی محمد  
 کی جانب سے ہے۔ ایمانداروں اور قریش اور یثرب کے  
 اطاعت گزاروں کے درمیان اور ان کے پیروں کے درمیان  
 جو ان سے مل گئے اور جنہوں نے ان کے ساتھ (رہ کر)  
 جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ)  
 گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس  
 کے خونہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات)  
 میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق  
 دیا کریں گے اور بنو غوث اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے  
 خونہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام)  
 غوثین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج  
 اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنو النخارث اپنی اگلی  
 حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے  
 اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے  
 قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے۔  
 اور بنو ساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح  
 لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات)

ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو حشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنو النجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو عمرو بن عوف اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو لہبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو لہبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر ایک جتنا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا جو بیہوش رواج کے موافق دینا (بھی) نہ چھوڑیں گے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض و عیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُؤَدِّي أَمَانَةً وَتَجِلْ أُخْرَى أَفَرَحْتَ الْوَدَائِعَ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسری امانت کا  
بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَأَنَّ لِّكَ أَلْفَ مُؤْمِنٍ مُّوَلَّى مُّؤْمِنٍ دُونَهُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ  
عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوْ ابْتَغَى دَسِيعَةً ظُلْمٍ أَوْ اِثْمًا أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فِسَادٍ بَيْنَ  
الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدٌ أَحَدِهِمْ وَلَا يَقْتُلُ  
مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنًا فِي كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرٌ أَعْلَى مُّؤْمِنٍ وَإِنَّ ذِمَّةَ اللَّهِ وَاحِدَةٌ  
يُحْبِئُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مُّوَالِي بَعْضٍ دُونَ النَّاسِ  
وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعْنَا مِنْ يَهُودٍ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأَسُوءَةَ غَيْرَ مُظْلَمِينَ وَلَا  
مُتَنَاصِرِينَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُ سَلِمَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةً لَا يَسَالِمُ مُّؤْمِنٌ دُونَ  
مُؤْمِنٍ فِي قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَإِنَّ كُلَّ غَارٍ يَوْمَهُ  
غَزَتْ مَعَنَا يَتَقَبَّ بَعْضُهَا بَعْضًا وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَتَقَبَّ بَعْضُهُمْ

۱۔ (الف) میں مخالف خائفے معجزہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)  
۲۔ سہیلی نے یحییٰ کے معنی سیاوی کے لیے ہیں اور دب کے حاشیہ پر منع و کف کے پہلے اعتباراً  
سے وہ معنی ہوں گے جو میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے  
کہ ماہِ خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایماندار

عَنْ بَعْضِ مَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى  
أَحْسَنِ هَدًى وَأَقْوَمِهِ وَإِنَّهُ لَا يُجِيزُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرْشٍ وَلَا  
نَفْسًا وَلَا يَحُولُ دُونَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ وَإِنَّهُ مَنْ أَعْتَبَ مُؤْمِنًا قَتَلًا  
عَنْ بَيْتِهِ فَإِنَّهُ قُودٌ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى وَلِيُّ الْقَتُولِ .

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ  
لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقْرَبُ مَا فِي هَذَا الصَّحِيفَةِ وَأَمِنْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
أَنْ يَنْصُرَ مُحَدِّثًا وَلَا يُؤْوِيَهُ وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ  
لَعْنَةُ اللَّهِ وَغَضَبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا  
عَدْلٌ وَإِنْ كُنْتُمْ مَهْمًا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنْ مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى  
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ الْيَهُودَ يَتَّقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا  
تَحَارِبِينَ وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- ایک دوسرے کی مخالفت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود  
کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی) لے۔ (دب ج ۲) میں من کے بجائے علی ہے (احمد محمودی)



وَالْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ آثَمَ فَإِنَّهُ لَا يُؤْتِيهِ إِلَّا نَفْسُهُ وَأَهْلُ بَيْتِهِ۔

اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف  
 بغیر اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور مستحق ایماندار اپنے میں کے  
 اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمر بستہ رہیں گے) جو بقاوت  
 کرے یا ظلم۔ زیادتی۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کر کے  
 کوئی چیز حاصل کرنا چاہے۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے  
 شخص کی مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ)  
 ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں  
 کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور  
 اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں کے  
 اور ان شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہوگی دوسرے  
 لوگوں کے برعکس ایمانداروں میں کے ایک کو دوسرے پر  
 تولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع  
 ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہوگا کہ  
 وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے  
 اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی بجز آپس کی برابری اور  
 مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگ  
 راہ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت  
 جو چارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے  
 ہوگی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو  
 دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور ہر ہیزگار ایماندار ہدایت کی  
 بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار

خلاف کوئی مشرک قریش کو مال یا چلان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب (ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم) ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا بجز ایسی صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب اس (کی مخالفت) پر (کمر بستہ رہیں گے) اور انھیں بجز اس (کی مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی اور جس ایماندار نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم و راہ مذہب) ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ (اس کو جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی لعنت و غضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب (ہونا چاہئے) اور یہود بھی جب تک جنگ میں مشرک رہیں تو ایمانداروں کے ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی کر وہ ہوگا۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین۔ ان کی ذاتوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈی غلام (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے۔

وَإِنَّ لِّلْهُودِ مِثْلَ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَإِنَّ لِّلْهُودِ مِثْلَ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي إِسْرَءِيلَ

مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ  
وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي جِشْمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي أَوْسٍ مِثْلَ  
مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ  
إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَرْثَمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتَغُ إِلَّا نَفْسُهُ وَأَهْلُ بَيْتِهِ وَإِنَّ جَبْنَئَةَ  
بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

اور بنی نجار کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح کے حقوق  
ہوں گے جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی حارث کے  
یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف  
کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کے لیے  
(بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے  
یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لیے (بھی)  
اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں  
کے لیے ہیں اور بنی اوس کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح  
(کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے  
ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے  
حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں  
بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم و زیادتی کی یا کسی جرم کا  
ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور  
اپنے گھروالوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا  
سروار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (سمجھا جائے گا)

وَإِنَّ لِّنَّبِيِّ الشُّطْبِيَّةِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِيٍّ عَوِيفٍ وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ  
الْإِثْمِ وَإِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ - وَإِنَّ بَطَانَةَ يَهُودَ كَأَنْفُسِهِمْ  
إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنْ لَا يَخْرُجُ  
عَلَى تَارِجٍ وَإِنَّهُ مَنْ قَتَلَ فَيَقْتُلُهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ  
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ أَمْرِهِ هَٰذَا

اور نبی شطیبہ کے لیے (بھی) ایسی طرح (کے حقوق  
ہوں گے) جس طرح نبی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور  
وفات عہد ازسکاب جرم کے لیے مانع ہو گا۔ اور نبی ثعلبہ کے  
آزاد کردہ نوٹڈی غلام خود انھیں کے مثل (سمجھے جائیں گے) اور  
یہودیوں کے اجنبات اور مددگار انھیں کی طرح (سمجھے جائیں گے)  
اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان میں  
کا کوئی شخص یا ہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ نہ کھائے  
سے پہلو تہی نہ کرے۔ اور جو شخص کسی سے بدلہ لینے کے لیے  
اس کی (غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کر دے یا اجالت  
بیجا کا مرتکب ہو تو) اس کی ذمہ داری (اس کی ذات اور  
اس کے گھر والوں پر) ہوگی (بیخبر اس شخص کے جس پر ظلم  
کیا گیا ہو کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی) اور اللہ (اپنے عہود  
و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ با وفات ہے۔

یعنی وہ با وفات لوگ جنہیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بد عہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)



وَأَنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ وَأَنَّ بَيْنَهُمُ  
النُّصْرَةَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ  
وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

اور یہود کے اخراجات (جنگ) کا بار یہود پر اور  
مسلمانوں کا مسلمانوں پر یہ یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے  
کے معین اور مددگار رہ کر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس  
نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان  
میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی اور وفاداری بے وفائی  
سے روکے گی۔

وَأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ بِأَمْرٍ بِخَلِيفَةٍ وَأَنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ  
اور کسی شخص نے اپنے خلیفہ کے ساتھ بد عہدہ  
نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے۔

وَأَنَّ الْيَهُودَ يَنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَأَنَّ  
يُتْرَبُ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ  
غَيْرِ مُضَارٍّ وَلَا آئِمٍّ

اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہ کر جنگ  
کرتے رہیں اخراجات (جنگ) بھی مومنین کے ساتھ ادا  
کریں گے اور شرب کے اندر جنگ) اس نوشتے والوں کے لیے

حرام ہے۔ اور پھر وہی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی۔  
 نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچا یا جاسکے گا اور نہ (اس کے خلاف)  
 (کوئی) جرم کیا جاسکے گا۔

وَإِنَّهُ لَا تَجَارُ حُرْمَةً إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ  
 هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوْ اشْتِجَارٍ مِثْلَ فَسَادِهِ فَإِنَّ  
 مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ  
 اللَّهَ عَلَىٰ أَتَقَىٰ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبْرَهُ۔

اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر  
 ضیاء نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے  
 لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے  
 فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم (ہی) کی جانب (سے) ہوگا۔ اور اس نوشتے میں  
 جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا  
 اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی  
 امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچے والا اور (اس  
 کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو۔

وَإِنَّهُ لَا تَجَارُ قُرْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَإِنْ بَيْنَهُمُ الضَّرْعُ عَلَىٰ  
 مَنْ دَهُمُ يَتْرِبُ وَإِذَا دُعُوا إِلَىٰ صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ فَأَلْهَمُ  
 يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ وَإِنْهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَىٰ مِثْلِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ

لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّينِ - عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ  
 حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِي قَبْلَهُمْ - وَإِنْ يَتُودَ الْوَسْ مَوَالِيَهُمْ  
 وَأَنْفُسَهُمْ عَلَى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنِ مِنْ  
 أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ

اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے  
 معاونوں کو۔ اور شریک پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے  
 مقابلے میں ان (سب) میں امداد (یا ہجرت) ہوگی اور جب  
 کسی صلح کے لیے انھیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس  
 میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح میں  
 شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی خاطر  
 بلائیں تو یہ بھی ان کو حق ہوگا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی  
 ہوگی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنہوں نے دین کے  
 متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی  
 ذمہ داری ہوگی جو خود اس کی جانب سے (امن پر نازل ہوئی)  
 ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ  
 ہو تو (بہنی) اوس والوں اور ان کے آئندہ کردہ لونڈیوں اور  
 غلاموں کے ساتھ (بھی) وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس  
 نوشتے والوں کے ساتھ ہونگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنِ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ  
 الصَّحِيفَةِ بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ  
 اور احسان ہو تو۔

ابن اسحق نے کہا:۔ (یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب قول ہیں)

وَأَنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ لَا يَكُيَّبُ كَأَسْبِ الْأَعْلَى نَفْسِهِ وَإِنَّ اللَّهَ

عَلَى أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبْرَهُ۔

اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے  
کئے دھرمے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اس شخص کی  
حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی  
اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو۔

وَأِنَّهُ لَا يَحُولُ هَذَا الْكِتَابُ دُونَ ظَالِمٍ أَوْ آثِمٍ۔ وَإِنَّ مَن

خَرَجَ آمِنًا وَمَنْ قَعَدَ آمِنًا بِالْمَدِينَةِ الْإِمْنِ ظَلَمَ وَآثَمَ۔

اور یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم (کے بچانے) کے لیے  
رکاوٹ نہ ہوگا اور جو شخص مدینے سے نکل جائے اور جو مدینے  
میں رہنے لگے سب کے لیے امن ہے۔ اس شخص کے سوا جس نے  
(کوئی) ظلم یا جرم کیا۔

وَأَنَّ اللَّهَ جَارٌ لِّمَنَ بَرَّ وَالْبَقِيَّةُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں)  
با وفا اور پیرہنرگار رہا اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم بھی (اس کے حامی ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی یتلک یا یفسد کے ہیں۔



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

۱۲۳ ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور مجھے جو خبر  
ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا۔  
اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ  
مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو۔ (آپ نے فرمایا) —

### تَاَخَّرَ فِي اللَّهِ أَخَوَيْنِ أَخَوَيْنِ

اللہ کی راہ میں دو دو شخصیں بھائی بھائی بن جاؤ۔  
پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا  
اور فرمایا۔ ہَذَا اخي۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ  
کے بندوں میں کوئی مثل و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ  
علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے آزار کردہ بھائی بھائی قرار پائے اور جنگ احد کے روز  
جب لڑائی ہوئے لگی تو حمزہ نے انھیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو

۱۔ (دب ج د) میں تاخرا ہے۔ ۲۔ (دب ج د) میں نہیں ہے۔ ۳۔ (دب ج د) میں  
خطر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر و لا نظیر ہے۔ (زاہد محمود دی)

موت کا حادثہ پیش آئے (توان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)  
اور جعفر بن ابی طالب ذوالجناحین الطیار فی الحجۃ (حجۃ میں  
اڑتے پھرنے والے) کا بیٹی سلمہ والے معاویہ بن جبل سے بھائی چارہ  
ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ  
میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور  
بلجارت بن خزرج والے خازمہ بن زید بن ابی نہیر بھائی بھائی پھیر گئے  
اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن  
عوف بن الخزرج والے عقیان بن مالک بھائی بھائی بنے۔  
اور ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبد اللہ تھا اور بنی  
عبد الاشہل والے سعد بن معاویہ بن النعمان بھائی بھائی تھے۔

اور عبد الرحمن بن عوف اور بلجارت بن الخزرج قاتلے سعد بن  
الریبع بھائی بھائی ہوئے۔

اور زبیر بن العوام اور بنی عبد الاشہل والے سلمہ بن سلمہ بن  
وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف  
عبد اللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی  
قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک بن بردی  
قائم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب  
میں بھائی چارہ ہوا۔

لے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوب خالد  
ابن زبیر بھائی بھائی بھڑے۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد  
ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے  
حلیف بنی عیس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ بھڑا۔ بعض کہتے  
ہیں عمار بن یاسر کا بھائی چارہ بلجارت بن النخزرج والے ثابت بن قیس  
سے ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔

اور ابو ذریر بن جنادہ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب  
ابن النخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت درموت کی جانب تیزی سے  
جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابو ذر جندب بن جنادہ  
کہتے سنا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزی کے حلیف حاطب بن  
ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا  
اور سلمان فارسی کا بلجارت بن النخزرج والے ابوالدر واد عویم بن  
ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عویم بن عامر اور بعض عویم بن زید کہتے ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا کہ ابو بکر کے آزاد کردہ بلال رضی اللہ عنہما رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے موزن کا ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمن الخثعمی بن  
الفرعی سے۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ ۱۔ (الف) میں رائے قرشت سے اور (ب ج و) میں  
زائے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تعلیق کی روایت ابو ذر  
سے لکھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فاقات کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی اور ان کے نام ہمیں معلوم ہوئے یہ تھے۔

عمر بن الخطاب نے جب شام کے وظائف کی ترتیب دی۔ اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اسے بلال تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ رکھیں تو بلال نے کہا ابو زویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے درمیان فرمادی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابو زویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور جیشہ کے تمام وظیفے خشم ہی کے ساتھ ملا دے گئے۔ کیونکہ بلال خشم ہی میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خشم ہی کے ساتھ ہے۔

ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی موت اور بنی النجار

کی سرکاری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا فرمان

ابن اسحق نے کہا کہ انھیں ہینوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی۔ وہ زبجہ یا شہیقہ میں مبتلا تھے۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حرم نے یہی بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ

لہ۔ زبجہ خاق کی ایک قسم ہے۔ شہیقہ کالی کھانسی۔ ۳۰۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)



صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

بَشَرُ الْمَيْتِ أَبُو أَمَامَةٍ لِيَهُودَ وَمِنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُولُونَ  
لَوْ كَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي وَلَا لِصَاحِبِي مِنَ اللَّهِ  
شَيْئًا۔

ابو امامہ یہودیوں اور عرب کے منافقوں کے لیے بری  
میت ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست  
مرنے کا حال ان کے اللہ (کی مشیت) کے خلاف میں نہ اپنی ذات  
کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔  
ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن غمر بن قتادۃ الانصاری نے  
بیان کیا کہ جب ابو امامہ اسعد بن زرارۃ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابو امامہ ان کے نقیب  
ماسرور تھے۔ اور آپ سے عرض کی اسے اللہ کے رسول یہ (متوفی)  
شخص ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لیے  
ہم میں اسے کسی کو ان کا قائم مقام کہئے کہ جن امور کی اصلاح دیکھ کر تھے  
وہ کیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :-

أَنْتُمْ أَخْرَاجِي وَأَنَا بِمَا فِيكُمْ وَأَنَا نَقِيبُكُمْ۔

تم لوگ (رشتے میں) میرے ماموں ہو اور میں (ان  
امور کی اصلاح کے لیے موجود) ہوں۔ جو تم میں (رونما) ہوں  
اور میں تمہارا نقیب (ذمہ دار انتظام و اصلاح) ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا  
کہ ان میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے۔

اور یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان کے نقیب تھے۔

## نمازوں کے لیے اذان کی ابتدا

ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہو گئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز اچھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سترائیں مقرر ہوئیں اور حلال و حرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام بے گھر کر لیا اور اس قبیلۃ انصار نے الذین تبوء الدار والایمان کی صفت حاصل کر لی یعنی وار ہجرت اور ایمان میں استحکام حاصل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے) لیے بے بلا سے جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ہود کے سنگھ کی طرح کوئی سنگھ بنایا جائے جس سے انھیں ان کی نمازوں کے لیے بلا یا جائے۔ پھر آپ نے اس کو نایسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تاکہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے (بجایا جائے)۔ غرض یہ لوگ اسی (سبب) میں تھے کہ تجارت ابن الحنجر ج والے عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا) شخص گزرا جس (کے جسم) پر دو تین چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک

گھنٹہ لیے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا۔  
 اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا تم اس  
 سے (لوگوں کو) نماز کے لیے بلاؤ گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمہیں اس  
 سے اچھی چیز بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو  
 (۱۲۹) اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، أشهد أن لا إله إلا الله  
 أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمداً رسول الله أشهد أن  
 محمداً رسول الله، حتى على الصلاة، حتى على الصلاة، حتى على الفلاح  
 حتى على الفلاح، الله اكبر، الله اكبر، لا إله إلا الله،  
 جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع  
 دی تو فرمایا:۔

إِنَّمَا كَرُّوْا حَتَّىٰ إِن شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَالْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَدِّنْ

بِهَافَاتِهِ أُنْدَى صَوْتًا مِثْلَكَ۔

اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم  
 کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انھیں بتاتے جاؤ۔ اور انھیں  
 چاہئے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے  
 زیادہ بلند آواز ہیں۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب  
 (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو  
 (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر  
 پیچھے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس  
 ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے  
 بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انھوں نے دیکھا تو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پھر تو اللہ کا شکر ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم  
ابن الحارث نے محمد بن عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ سے اور  
انہوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے  
کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیشی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لیے جمع ہونے کے واسطے  
گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لیے دو لکڑیاں  
خریدنا چاہتے تھے کہ یکایک عمر (رضی اللہ عنہ) نے خواب میں دیکھا کہ  
(کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لیے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ  
عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوئے کہ جو  
کچھ دیکھا تھا۔ اس سے آپ کو آگاہ کریں کہ (وہاں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
پاس کے متعلق وحی آئی اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال  
کی اذانی ہی سے ہوئی اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
یہ بات اطلاع عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَدْ سَبَقَكَ بِذَلِكَ وَحْيٌ

اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی۔

ابن اسحق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عزوہ بن الزبیر سے  
اور انہوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے  
کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا  
اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے  
اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی  
روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے گھر سے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری  
تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ



وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں اس عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس (مذمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔

## ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے وار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی میر پرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار وائلے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔ ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ابن اسحق نے کہا کہ انھوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور فوطے کیڑے پہنا کرتے تھے (اور بتوں کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی نایاک عورت جائے اور نہ اک مرد۔ انھوں نے جب بتوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور انھیں نہ پسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور

عقمت الہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

يَقُولُ أَبُو قَيْسٍ وَأَصْبَحَ غَادِيًا      أَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وُصَايَايَ فَاَفْعَلُوا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو۔

وَأُوصِيكُمْ بِاللَّهِ وَالْبِرِّ وَالتَّقَى      وَأَعْرَاضَكُمْ وَاللَّهِ أَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو ہو وہوں ان میں) رکھے رہنے اور پیریزنگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَإِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوا فَلَا تَحْسَدُ لَهُمْ      وَإِنْ كُنْتُمْ أَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدُوا

اور اگر تمہاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمہیں نصیب ہو تو تم انصاف سے کام لیا کرو۔

وَإِنْ نَزَلَتْ إِحْدَى الدَّوَاهِي بِقَوْمِكُمْ فَانْفُسُكُمْ دُونَ الْعَشِيرَةِ فَاَجْعَلُوا

اور اگر تمہاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر (قربان) کرو۔

وَإِنْ نَابَ غَرَمٌ فَادْحُ فَارْضَوْهُمْ      وَمَا حَمَلُوكُمْ فِي الْمَلِكَةِ فَاجْلُوا

اور اگر کسی دین کا بھاری بوجھ گریزے تو ان کے ساتھ نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَإِنْ أَنْتُمْ أَمَعَرْتُمْ فَتَعَفَّقُوا      وَإِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيكُمْ فَاقْتَبِلُوا

اور اگر تلگدست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو  
 اور اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو زیادہ مال کو ان پر خرچ کرو۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں **وَإِنْ نَابَ غَزْمٌ فَادِحٌ**  
**فَارِدٌ فَهُمْ** ہے یعنی اگر کسی دُند کا باران پر آپڑے تو تم بھی ان کے ساتھ  
 شریک ہو جاؤ۔  
 ابن اسحق نے کہا کہ ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے۔

**سَبَّحَ اللَّهُ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ**      **طَلَعَتْ شَمْسُهُ وَكُلُّ هِلَالٍ**  
 اللہ تعالیٰ کی تشریف ہر ایک صبح کے اُجالے کے  
 وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

**عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ كَذِينَا**      **كَيْسَ مَا قَالَ رَبَّنَا بِضَلَالٍ**  
 ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا  
 ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔ وہ (کبھی)  
 گمراہی نہیں ہو سکتی۔

**وَلَهُ الطَّيْرُ كَثِيرٌ يَدُوتُ أَوِي**      **فِي وَكُورٍ مِنْ أَمْنَاتِ الْجِبَالِ**  
 وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں  
 رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

**وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا**      **وَحِقَافٍ وَفِي ظِلَالِ الرَّمَالِ**  
 جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے  
 میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

**وَلَهُ هَوْدَتُ يَهُودَ وَدَانَتْ**      **كُلَّ دِينَ إِذَا ذَكَرْتَ عُضَالَ**

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت  
کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایک  
ایسی بیماری ہے جو لا دوا ہے۔

وَلَهُ شَمْسُ النَّصَارَى رَقَامُوا كُلَّ عِيدٍ لِرَبِّهِمْ وَآخِثَفَالِ

اسی کے لیے نصاریٰ (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے  
اور اپنے پروردگار کے لیے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت  
کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الْإِرَاهِبُ الْحَبِيسُ نَرَاهُ رَهَقَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے  
حالانکہ وہ بے فکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِي الْأَرْحَامِ لَا تَقْطَعُوْهَا وَصَلَوْهَا قَصِيرَةً مِنْ طَوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے  
میل ملاپ رکھو۔ ان میں سے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا (دوست)  
کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي ضِعَافِ الْيَتَامَى رَهْمًا يَسْتَحِلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے  
رہو کیونکہ بعض ناجائز بات جائز سمجھ لی جاتی ہے۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّ لِلْيَتِيمِ وَلِيًّا عَالِمًا يَهْتَدِي بِغَيْرِ السُّوَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے  
جو خوب جانتے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف



ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالِ الْيَتِيمِ لَا تَأْكُلُوْهَا اِنَّ مَالِ الْيَتِيْمِ بَرْعَاۗءٌ وَّ اِلٰى  
اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک  
حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِي النَّحُوْمِ لَا تَخْزُوْهُنَّ اِنَّ خِزْلَ النَّحُوْمِ ذُوْعُقَالٍ  
۱۳۳ بھڑکھڑکی حدوں میں بدویا تھی نہ گرو کیونکہ حدوں  
میں بدویا تھی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

يَا بَنِي الْاَيَّامِ لَا تَأْمَسُوْهَا وَاَحْذَرُوْا مَكْرَهَا وَمِرَّ اللَّيَالِي  
بھڑکھڑکی اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر  
نہ رہو سانس کی چابک بازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاَعْلَمُوْا اَنَّ مِرَّ هَٰذَا الْخُلُقِ مَا كَانَ مِنْ جَدِيْدٍ وَّ بَالِي  
اور یاد رکھو کہ اس کا گزرتا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے  
ہے خواہ وہ نئی پودہ بنو یا پرانی۔

وَاَجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ عَلٰى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَتَرْكِ الْحِنَا وَاَخِذِ بِالْحَلَالِ  
اور اپنے نیک ارادے پر ہمیزگاری اختیار کرنے  
فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اور ابوقیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انھیں  
اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے  
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سبب سے انھیں  
حاصل ہوئی تھی کہا ہے:۔

تَوَى فِي قُرَيْشٍ بَضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً      يَذْكُرُ لَوْلَيْفِي صَدِيقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ ناٹ  
قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست  
ملجائے۔

وَيَعْرِضُ فِي أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ      فَلَمْ يَرَمَنَّ يُوْوَى وَلَمْ يَرِدْ أَعْيَا

اور جھوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے  
تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا  
جو (دین الہی کی طرف لوگوں کو) بلائے والا ہوتا۔

فَلَمَّا آتَانَا أَظْهَرَ اللَّهُ دِينَهُ      فَأَصْبَحَ مَسْرُورًا بِطَنِيَّةٍ رَاضِيًا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے  
اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور  
راضی ہو گئے۔

وَأَلْفَى صَدِيقًا وَأَطْمَأْنَنْتَ بِهِ النَّوَى      وَكَانَ لَنَا عَزَا مِنْ اللَّهِ بِأَدْيَا

اور آپ نے ایسا دوست پالیا جس میں آپ کی  
غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے  
لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی  
مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقْصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَوْمِهِ      وَمَا قَالَ مُوسَى إِذْ جَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان  
فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو

جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَأَصْبَحَ لَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا قَرِيبًا وَلَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ نَائِبًا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الرِّغَا وَالنَّاسِ سِا

ہم نے آپ کے لیے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا حصہ جنگوں اور جد رویوں میں صرف کیا۔

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ وَنَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ أَفْضَلُ هَادِيًا

اور ہم جانتے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِي الذِّیْ عَادَى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ جَمِيعًا وَإِنْ كَانَ الْحَبِيبُ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ مخلص دوست ہو۔

أَقُولُ إِذَا أَدْعَاكَ فِي كُلِّ بَيْعَةٍ تَبَارَكْتَ قَدْ أَكْثَرْتَ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت لیا ہے۔

أَقُولُ إِذَا جَاوَزْتُ أَرْضًا خَوْفَةً حَنَانِكَ لَا تَنْظُرُ عَلَيَّ الْأَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی ہر بانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَا مُعْرِضًا إِنَّ الْحَتُوفَ كَثِيرَةٌ وَإِنَّكَ لَا تَبْقَىٰ بِنَفْسِكَ بَاقِيًا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت سے ہیں) اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کر سکتا۔

قَوْلَ اللَّهِ مَا يَذَرِي الْفَتَىٰ كَيْفَ يَتَّقِي إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللَّهُ وَاقِيًا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لیے نہ فراہم کر دے۔

وَلَا تَحْفَلُ الْفُلُ الْمُقِيمَةُ رَهًا إِذَا أَصْبَحَتْ رِيًا وَأَصْبَحَ ثَاوِيًا

بکھوڑ کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی

فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس بیت کی ابتدا "فَطَا مُعْرِضًا" ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا "قَوْلَ اللَّهِ مَا يَذَرِي الْفَتَىٰ" ہے۔ یہ دونوں شعر آفتون الثعلبی کے ہیں جس کا نام جریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔

۱۳۵

یہودیوں میں کے دشمنوں کے نام

ابن اسحاق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں سے رسول کو انتخاب فرما کر



انہیں خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علمائے مخالفت حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنالیا اور اس فخر راج کے کچھ ایسے لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اور اپنے باپ دادا کے وہن شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر تسخّی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے ان کو مجبور کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں نے نظامِ تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اس کو ایک سپر بنا لیا تھا۔ لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مختلف قسم کے ایسے) سوالات کرتے کہ آپ پر گراں ہوں اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کر دیں تو قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور ان کے سوالوں کے متعلق نازل ہوتی رہتیں حلال و حرام کے چند مسائل کے سوا جن کے متعلق مسلمان پوچھا کرتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے یحییٰ بن اخطب اور اس کے دونوں بھائی ابویاسر بن اخطب اور جدری بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع بن ابی اسحق اور اس کا بھائی سلام بن الربیع تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ یہی ابورافع الاعور کہلاتا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیر میں قتل کیا۔

اور الربیع بن الربیع بن ابی اسحق اور عمرو بن جحاش اور کعب

ابن اشرف جو بنی طی کی شاخ بنی نہمان میں کا ایک شخص تھا اور اس کی

مان بنی نضیر میں کی تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور

کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ بنی نضیر میں سے یہی لوگ تھے

اور بنی ثعلبہ بن الفطیون میں سے عبداللہ بن صوری الاعور جس کی

حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلویہ اور مخیرق۔ اور ان میں کے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔ (یعنی عبداللہ بن صوری الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت۔ اور بعض ابن اللصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف، محمود بن سحان، عزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ ابن صیف۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن صیف کہتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا سوید بن الحارث، رفاعہ بن قیس، فنجاس، اشیع، نعمان بن اضر، بحری بن عمرو، شام بن عدی، شام بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اونی، ابوانس، محمود بن وحیہ اور مالک بن صیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن صیف بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض آرزین ابی آرز کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حرملہ اور

رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعہ بن زید بن التالوت اور

عبداللہ بن سلام بن الحارث جو ان میں کا عالم اور ان سب میں رہا وہ

جاننے والا تھا اور انہیں کا نام انھیں تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع

میں کے یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے الزبیر بن باطان وہب اور عزال بن شموئل

اور کعب بن اسد اور اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا اور

۱۔ (ب) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں شاش شین مجہ سے ہے۔ (احمد محمودی)

جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شمویل بن زید اور جہیل  
ابن عمرو بن سکینہ اور سخام بن زید اور فردم بن کعب اور وہیب بن زید  
اور نافع بن ابی نافع اور ابو نافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف  
اور کریم بن زید اور اسامہ بن ضبیب اور دافع بن رسیلہ اور جہیل بن ابی  
قشیر اور وہیب بن یہودا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں کئے گئے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو  
کیا تھا۔

اور بنی عمرو بن غوث کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔

اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور کاسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات  
کرنے والے اور اسلام (کی مخالفت) میں سخت تھے کہ اس (کی  
روشنی) کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے (جن کا ذکر  
آگے آ رہا ہے)۔

## عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار  
کرنے کے واقعات جن کی انھیں سے ان کے بعض گھروالوں نے روایت  
کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ

لے۔ (برج د) میں اصحاب المسلمہ اور اصحاب السالہ ہے جن کے معنی میں لکھے۔ اور الفایہ  
اصحاب المسلمہ لغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے مجھے معلوم ہو گیا تو میں نے اس معاملے کو خانوشی کے ساتھ یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں اپنے ایک بھورے ذرت کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری بھی خالدة بنت البجارت میرے بچے کی بھی ہوئی تھی۔ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے تکبیر کہی میری بھی نے جب میری تکبیر سنی تو مجھ سے کہا کہ اللہ مجھے ناکام رکھے۔ واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنتا تو اس سے کچھ زیادہ نہ کرتا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا پچی جان! اللہ کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور انھیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ پھر تو میری بھی نے کہا کہ بابا! کیا یہ وہی بنی ہے جس کی خبر میں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے وقت بھیجا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ ان کی بھی نے کہا جب ہی تو (تمھاری) یہ حالت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا اور اسلام اختیار کر لیا پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انھیں حکم دیا تو انھوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام کو یہود سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہود جھوٹی باتیں بنا کر لے لے لوگ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجئے اور پھر میرے اسلام کا انھیں علم ہونے سے پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تاکہ وہ آپ کو بتلائیں کہ میں ان میں کس حیثیت کا شخص ہوں۔ کیونکہ اگر ایں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ



مجھ پر افترا پر دازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا:۔

أَيُّ رَجُلٍ الْحَصِينُ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ

الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔

انھوں نے کہا وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں بکا ماہر اور ہم میں کا عالم ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا اے گروہ یہود اللہ سے درو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ تم لوگ اپنے پاس توراۃ میں آپ کا ذکر آپ کا نام (مبارک) اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انھوں نے کہا تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیوب نکالنے اور مجھے گالیاں دینے لگے۔ انھوں نے کہا پھر تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ بات۔ بے ونا۔ جھوٹے اور نا فرمان ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا اور میری بھی خالہ بنت النجار نے بھی اسلام قبول کر لیا اور سچی مسلمہ بن گئیں۔

مخبر بن قیس کا اسلام

ابن اسحاق نے کہا کہ مخبر بن قیس کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم



عمر بن عوف (کے محلہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد جیحی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج دوپہے تک واپس نہ آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرجے پڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح کئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے (بھی) میری جانب توجہ نہیں کی اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ جیحی بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمہارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔

## یہود کے ساتھ انصار میں کے ملنے چلنے والے منافق

ابن اسحاق نے کہا کہ اوس و خزرج میں کے وہ منافقین جو یہود کی جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (زہی) بہتر جانتے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کی شاخ بنی لؤذان بن عمرو بن عوف میں سے زوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدترین ہوتے تو عمر بن سعد نے جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمر کے والد کے بعد ان کی

والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں (پلے) تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ عمیر بن سعد نے اس سے کہا اسے جلاس وا اللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لیے سب میں تم بہتر ہو اور ایسے شخص کے لیے کوئی ایسا واقعہ پیش آتا جس کو وہ ناپسند کرے مجھ پر بہت گراں ہے لیکن تم نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر تمہارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کروں تو میری جانب سے تمہاری بدنامی ہوگی اور اگر اس کی اطلاع سے پہلو تہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا اور بے شبہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسری کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی تو جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

يَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةً الْكُفْرِ وَكَفَرُوا وَابْعَدُوا  
 اِسْلَامَهُمْ وَهُمْ مُّبِينًا لَوْ اَوْمَانَقَبُوا اِلَّا اَنْ اَعْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ  
 مِنْ فَضْلِهِ فَاِنْ يَتُوبَا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَتُوكَا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا  
 اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے (وہ بات) نہیں

کہی۔ حالانکہ انھوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد



کافر (بھی) ہو گئے۔ اور انھوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور انھوں نے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے عوض میں) کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انھوں نے توبہ کرنی تو ان کے لیے بھلائی ہوگی اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنے والا نہ ہوگا۔

۱۴۲ ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی مویع یعنی دردناک کے ہیں ذوالمرۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔

وَتَرَفَعَ مِنْ صُدُورِهِمْ دَلَائِلُ  
يَصُفُّ وَجُوهَهَا وَهِيَ الْيَمُ

ہم لابی لابی گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرماء زدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المہذربین زیاد البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد کے دن نکلا اور تھا منافق جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑگئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جا کر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المہذربین زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب

جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید۔ المجذوب بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے اور اس نے اس کو قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا اور یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحق نے جنگ احد میں مارے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ سوید بن صامت کو معاذ بن عفران نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے شہید کر دھوکے سے مار ڈالا۔

ابن اسحق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پا لیں تو اس کو قتل کر دیں۔ لیکن وہ آپ کے پیچھے نکل گیا اور مکہ ہی میں رہ کر رہا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لیے کہلا بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ

الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

ایسے لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنہوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انہوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی (نشانیوں) آچکی تھیں۔ اور اللہ ظالمین کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ آخر بیان تک۔

شیخ شعیبہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے

سجاد بن عثمان بن عامر۔

اور شیخ ابو ذان بن عمرو بن عوف میں سے قتیل بن الحارث اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى نَبْتِ بْنِ الْحَارِثِ

جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اس

کو چاہئے کہ نبت بن الحارث کو دیکھ لے۔

اور یہ شخص جیم۔ لانا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان لال آنکھوں اور پچکلے ہونٹوں والا تھا۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور آپ کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (مستریا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :-

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أذنٌ قُلْ أَذْنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ

يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو مستریا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمانداروں کو (بھی سچا) مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ ان کے لیے تو (مستریا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہم السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لانا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال پچھے ہوئے گالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پستیل کی دو ہانڈیاں ہیں۔ اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نیتل بن السحارت ہی کی تھی۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابو حبیبہ بن الزعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکو کاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ احد کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

وَمَا أَفَاءُ قَدْ أَهَمَّهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ

الْبَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا

إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ

اور ایک گروہ ہے جس کو ان کی جانوں نے فکر میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے متعلق غیر حقیقی جاہلیت کے سے خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے



(وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور اسی نے جنگ اخیاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کمری کے خزانے کھائیں گے اور (ایک تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری کے ساتھ جھاڑی تک بھی نہیں جاسکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی :-

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

وَرَسُولُهُ إِلَّا عُرُوزًا

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا۔

اور الحارث بن حاطب۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسہ ہے انھوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں سے نہیں اور خود ابن اسحق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور ہرہل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بنجر اور یہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی ابو عمرو بن عذام اور عبد اللہ بن نبیل۔ اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا۔ قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انھیں نماز پڑھا دیا کرے تو (عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا نہیں۔ (ایسا نہیں ہو سکتا) کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا ہے۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المؤمنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انھوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا کہ میں انھیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اچھی باتیں انھوں نے بیان کیں میں انھیں انہی حالت پر سمجھتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھا دیا کرتا تھا۔

۱۲۵

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت اور یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ

وَأَيَّاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ إِلَىٰ آخِرِ الْقَصَّةِ

اور بے شہرہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (انہی) کہہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خدام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برباد ہوئی اور بشر اور رافع بن زید۔

اور بنی النبیّت میں سے۔

ابن ہشام نے کہا النبیّت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس

ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن ہارث بن الخزرج

ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قیظی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تو تمہیں اپنے باغ میں (سے) گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہنا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمہارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعْوَةٌ هَذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ

اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اندھا دل کا (بھی) اندھا

ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی یہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر عریاں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لیے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیکھئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنَّ رَبَّنا

إِلَّا فَرَارًا۔

(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں  
حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں  
سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ غورۃ کے معنی مہمورۃ للعدو وضائعة  
دشمن کو موقع دینے والے اور برسرِ بادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے  
تابعۃ الذبیانی نے کہا ہے۔

مَتَى تَلْقَاهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَيْتِ عَوْرَةً وَلَا الْجَارِ مَحْرُومًا وَلَا الْأَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ  
نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسرِ بادی  
یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے  
بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرم گاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے جس کا نام کعب بن الحارث بن  
الحزرج تھا حاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی  
میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور  
اس کو یزید بن حاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہو گیا  
کہ زخموں کی وجہ سے وہ (اپنی) جگہ سے نہ اٹھ سکا تو اسے اٹھا کر بنی ظفر کے  
گھر لایا گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ  
اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے  
قرب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن حاطب! تھیں جنت کی خوشخبری  
ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے باپ کا اتفاق ظاہر ہو گیا اور وہ  
کہنے لگا ہاں باغ کھلے دانے کا اے اللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس  
مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو طلحہ بشیر بن ابیرق زہریوں کا چور جس کے متعلق



اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی ۔

وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن

كَانَ خَوَّانًا أَنفُسَهُ

(اے بنی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کرو

جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں ۔ بے شبہہ اللہ

ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بد ویانت اور بہت گنہگار ہو۔

اور انھیں (بنی نضیر) کا حلیف قزمان ۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قنابہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہہ آگ والوں میں سے ہے اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں سے کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا اور بنی نضیر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تو نے آج (غزہ) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں مجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے ۔ اس نے کہا میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خود کشی کر لی ۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی عبد الاشہل میں کوئی ایسا منافق مرو یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں کا ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا ۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے ۔

مَنْ مَّبْلَغُ الضَّحَاكِ أَنَّ عُرْوَةَ  
أُحِبَّتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنِّي تَهْتَكُهَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر گر گئیں۔

أَتَحِبُّ هَذَا الْجَزَارِ وَدِينَهُمْ كَبَدِ الْجَارِ وَلَا تَحِبُّ مُحَمَّدًا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کبخت) جہاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہیں رکھتا۔

دِينَا لَعَزِي لَا يُوَافِقُ دِينَنَا مَا أَسْتَنَّا فِي الْفَضْلِ وَخُودًا

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جیتک کہ فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر بن مسلم سمجھے جاتے تھے۔ انھیں انھیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انھیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کاسیوں کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا

أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا

أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا . الخ

(اے نبی) کیا تو نے انھیں نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں) کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انھیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انھیں خوب بھٹکا کر (مطلوبہ حقیقی سے) دور ڈال دے۔ واقعات کے آخر تک۔

اور خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن ہہل۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے ابجد بن قیس اور یہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (جنگ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیدیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اُذِّنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا اِنِ

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیدیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیدیجئے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟ نہیں (یعنی جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھ رہنا حقیقت میں ایک فتنے میں گر پڑنا ہے)۔

اور بنی عوف بن الخزرج میں سے عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ اور یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔ اور اسی نے غزوہ بنی المصطلق میں کہا تھا:۔

لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَنُخْرِجَنَّ الْاَعْرَضُ مِنْهَا الْاَذَلَّ

بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹنے کو بڑی عزت والا اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا۔

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی اس کے متعلق اور وسیعہ کے متعلق جو بنی عوف میں کا ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوئل اور سوید اور داحس کے متعلق جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی اور اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ واپس رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے،

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن  
أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أَخْرِجْتُمْنَا مَعَكُمْ وَلَا نَظِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا  
وَإِنْ قُوَّتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف  
(غور کی) نظر نہیں ڈالی جنہوں نے ظاہر داری سے اسلام اختیار کیا  
ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں کے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر

لہ۔ (الف) میں ٹھوکار ہے اور (بج د) میں دھوکا ہے۔ مومن الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور  
میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر نفی والا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)  
لہ۔ (الف) میں یسودن ہے جس کے معنی رہنمائی کرنے یا خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں  
(بج د) میں یدسون ہے جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمودی)



اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شہرہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) کو اپنی دیتا ہے کہ بے شہرہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ

مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہاں کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں۔

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری

سے اسلام اختیار کرنے والے

—————

ابن اسحق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن خنیف اور زید بن اللصیت اور عثمان بن اوفیٰ بن عمرو اور عثمان بن اوفیٰ تھے زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سبوتا بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو

یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے اور وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن کے لئے اپنی سواری میں کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ قَائِلًا قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَأْتِيهِ خَبْرُ السَّمَاءِ وَلَا يَذَرُنِي  
أَيُّ نَاقَتِهِ

بے شک ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

وَإِنِّي بِاللَّهِ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ وَقَدْ دَلَّنِي اللَّهُ عَلَيْهَا

فَمِثْلِي فِي هَذَا الشُّعْبِ قَدْ أَحْبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بَيْنَ مَاهَا۔

اور خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی تکمیل کو روک رکھا ہے۔

تو مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اس کو وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رافع بن حریملہ جب مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں کے سرخنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ

آج مر گیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس ایسی زور کی ہوا چلی کہ مسلمان اس سے خوفزدہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:۔

لَا تَخَافُوا فَإِنَّمَا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتٍ عَظِيمٍ مِنْ عِظَمَاءِ الْكُفَّارِ

تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو رفاعہ بن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔ اور سلسلہ بن برہام اور کتانہ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آئے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کے ساتھ مسخرہ بن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت و ذلت اور ان کا مسجد

سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں کے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دیے گئے اور ابویوب خالد بن زید بن کلب اسٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں

ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑ کر گھسٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے ابو ایوب تو مجھے بنی ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابو ایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چادر سینے کے پاس پکڑ لی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ابو ایوب کہہ رہے تھے۔ اے حبیب منافق تجھ پر تفت ہے۔ اے منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور ہو اور اپنے راستے چلا جا۔ اور عمارہ بن حزم زید بن عمرو کی جانب بڑھے اور یہ شخص لابی ڈار بھی والا تھا۔ انھوں نے اس کی ڈار بھی پکڑ لی اور ڈار بھی کو زور سے سیٹھتے ہوئے اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارہ نے اس کے سینے پر ایسا دوہتر بار (لدم) کہہ کر پڑا۔ راوی نے کہا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھسٹے دیے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے معین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتیلیوں سے مارنے کے ہیں تیم بن ابی بن مقیل نے کہا:۔

وَالْفُؤَادُ وَحَنِيبٌ تَحْتَ أَثَرِهِ  
لَدَمَ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْجَرِّ

اپنی ابھرتا می رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی

زمین کے نیچے سے ولید کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑا رہا ہے

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابھر دل کی

رگ کا نام ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی النجار میں کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری

تھے اور ابو محمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم



۱۵۲ ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر دھکیلتے ہوئے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو بلخدرۃ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبد اللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص بیٹوں والا تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں کا ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیواری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے

متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انھیں یہود کے علماء اور اس و خزرج میں کے منافقوں کے بارے میں ابتداء سورہ بقرہ کی سو آیتیں

نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے :-

اَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

الم (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا سابعہ بن جویہ الہذلی نے کہا ہے :-

فَقَالُوا عَمِدُنَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوا بِهِ قَلَّ رَيْبٌ اَنْ قَدْ كَانَ شَمَّ حَكِيمٍ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کو گھیر لیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر الہذلی نے

کہا ہے :-

كَأَنْتِ اُرَيْبُهُ بَرِّيبٍ

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اربٹہ بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے اور وہ ابو ذؤبب الہذلی کا

بھتیجا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو

۱۔ (ب ج د) میں نے ومنہم من یروہ کا نئی اربٹہ بریب یعنی گویا میں نے اسے بدگمانی میں ڈال دیا تھا۔ (اسلم محمودی)

ہدایت کی جن باتوں کو جانتے ہیں ان کو چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے  
ڈرتے اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں ان کی تصدیق میں اس کی رحمت  
کی امید رکھتے ہیں۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

يُنْفِقُونَ

جو لوگ نہ دیکھی (بہوی) چیزوں پر ایمان لاتے اور نماز  
جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انھیں  
دیا ہے اس میں سے صرف کرتے ہیں۔ یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا  
چاہئے اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور  
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی۔

یعنی جو چیزیں اللہ عز و جل کے پاس سے آپ لائے ہیں ان میں وہ آپ  
کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے اس کو بھی  
سچا جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار  
کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور آخرت پر ہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، و وزخ حساب

لہ۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

اور میراں پر۔

یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لائے ہیں (یہی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں)۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔  
یعنی ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انھیں استقامت ہے۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہی لوگ فلاح پانے والے (کا میاب پھولنے والے) ہیں۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انھوں نے حاصل کر لیا اور جس برائی سے وہ بچا گئے اس سے انھیں نجات مل گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا۔  
یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انھیں ڈرائے یا نہ ڈرائے

وہ ایمان نہیں لائیں گے

یعنی انھوں نے اس یادداشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے



پاس موجود ہے۔ اور انھوں نے اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔ اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔ اس لیے وہ آپ کے درازانے اور وہمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

نَحْنُمُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر ہر کر دیا ہے

اور ان کی بصراتوں پر ایک قسَم کا پردہ (ڈال دیا گیا ہے)

یعنی ہدایت کے حاصل کرانے سے (انھیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پاسکتے یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگرچہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انھیں ہدایت حاصل نہ ہوگی)

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور ان کے لیے (اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر

اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے۔

غرض یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ

بِمُؤْمِنِينَ

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ یعنی اوس و خزیج میں کے منافقین اور وہ لوگ جو انھیں کے قدم قدم تھے۔

يُنَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُجِدُ عَوْنٌ إِلَّا أَنفُسُهُمْ وَمَا يَسْتَعِزُّونَ بِتِلْكَ قُلُوبُهُمْ مَّرَضٌ

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ (اس کا) حساس نہیں رکھتے ان کے دلوں میں (خشک کی) بیماری ہے۔

فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بَمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ

تو اللہ نے ان کی (اس) بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا أَنْتُمْ مُنَاقِقُونَ وَالَّذِينَ لَا يَشْعُرُونَ

خیرداران کی حالت یہ ہے کہ یہ فساد ہی ہیں لیکن انھیں اپنے فساد ہی ہونے کا شعور (بھی) نہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ  
السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ وَإِذَا الْفِتْنَةُ  
الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلُوا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ

اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ  
جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انھوں نے  
کہا کیا (یہ) نا سمجھ (یا کم درجے کے) لوگوں نے جس طرح ایمان  
قبول کر لیا ہے اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو ان  
لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ہیں تو نا سمجھ (یا کم درجے کے) لیکن  
وہ (اس بات کو) جانتے نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے ایسے  
لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں  
نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے۔ اور جب اپنے  
شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے۔

یعنی یہودیوں کے ان لوگوں کے پاس جو انھیں حق کے جھٹلانے اور  
رسول جس چیز کو لے لڑائے ہیں اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ

کہہ دیا کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔  
یعنی ہم انھیں عقیدوں کے سے (عقائد) پر ہیں جن پر تم ہو۔

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں۔

یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان کے ساتھ دل لگی

کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اللَّهُ يُكْسِمُ نَرِي بِهِنَّ وَيَمْدُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اللہ (بھی) ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور انھیں ان کی کشتی

میں دھیل دیتا جاتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں۔

ابن ہشام نے کہا: یعمہون کے معنی بحاروں یعنی حیران پھرنے عرب کہتے ہیں رعل عمہ و عامہ یعنی حیران۔ روثہ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

عَمَى الْهُدَى بِالْجَاهِلِينَ الْجَهْلَةِ

۱۵۵

تاو اتف حیران پھرنے والوں کو راہ یابی سے

اندھا کر دیا۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحرِ بحر کے قصیدے کی ہے۔ اور عمدہ عامہ

کی جمع ہے اور عمدہ کی جمع عمہون ہے اور عورت کو عہتہ اور عمہی کہا جاتا ہے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى

یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض میں گمراہی

خرید لی ہے۔

یعنی ایمان کے بدلے کفر مول لیا ہے۔

فَمَا رَجَحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ پر

آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی



اور فرمایا: —

مَثَلُ كَمَثَلِ الذِّی اسْتَوْقَدَ نَارًا

ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے آگ روشن کی۔

فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا خَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ یُورِیْهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِی

ظُلُمَاتٍ لَا یُبْصِرُوْنَ

پھر جب اس آگ نے اس شخص کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انھیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں۔

یعنی وہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کی اندھیری سے بچنے لگے تو انھوں نے اس سے کفر اور اس میں نفاق کر کے اس کو بھٹا ڈالا تو اللہ نے بھی انھیں کفر کی اندھیری میں چھوڑ دیا۔ اس لیے وہ سیدھی راہ کو دیکھتے نہیں اور حق پر سیدھے چلتے نہیں۔

صُمُّ بِكُمْ عَمٰی فَهُمْ لَا یَرٰوْنَ

ہرے گونگے اندھے ہیں اس لیے وہ (اپنی گمراہی سے)

نہیں لوٹتے۔ یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ بھلائی (کے سننے بولنے دیکھنے) سے ہرے گونگے۔ اندھے ہیں۔ بھلائی کی طرف لوٹتے نہیں اور نہ وہ نجات (کی کوئی راہ) پاتے ہیں جب تک کہ وہ جس حال پر ہیں اسی پر رہیں۔

اَوْ كَصِیْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِیْهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَیَجْعَلُوْنَ

اصَابَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ  
بِالْكَافِرِينَ

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں  
اندھیریاں (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں  
کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں  
دبے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے  
ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔  
ابن ہشام نے کہا کہ الصیْب کے معنی المطر یعنی بارش کے ہیں اور  
یہ صاب یصوب سے ہے (جس کے معنی اترنے کے ہیں)۔ جس طرح  
عرب ساد یسود سے سیّد اور مات یموت سے میت  
کہتے ہیں اس کی جمع صیائب ہے۔ بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم  
میں کے ایک شخص علقمہ بن عبدہ نے کہا ہے:۔

كَأَنَّهُمْ صَابَتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ صَوَاعِقُهَا لَطِيفٌ مِنْ دَنِيبٍ

ان کی حالت یہ ہے کہ گویا ان پر ابر میں کی بجلیاں گری ہیں  
کہ ان میں کے اڑنے والوں کے لیے بھی رینگنا ہے۔ (یعنی ان کے  
لشکر پر تلواروں کی بجلیاں ایسی گریں کہ ان میں قوت والے بھی  
جان بچالے گے لیے اڑ نہ سکے یعنی بھاگ نہ سکے بلکہ ان کو بھی رینگنا  
پڑا)۔ اور اسی میں ہے:۔

فَلَا تَعْدِلِي بَيْنِي وَبَيْنَ مَعْمَرٍ سَقَمْتُكَ رَوَايَا الْمُزْنِ حِينَ تَصُوبُ

۱۵۶  
اے۔ (الف ج ۲) میں لا تعدلی ذال معمر سے ہے۔ لیکن دب کے حاشے پر لکھا ہے کہ تصحیف  
معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی اسے غلط سمجھتا ہوں کیونکہ عدلی کے ساتھ یعنی و بئیں معمر کو کوئی مشابہت  
نہیں (احمد محمودی) لے۔ دب ج ۲ میں سقیّت ہے۔ دونوں صورتوں میں جملہ و معالجہ ہی ہوگا۔  
(احمد محمودی)

اس لیے (اے محبوب) مجھ میں اور نادان نا تجربہ کاروں  
میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے ابراتریں (تو خدا  
کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔  
اور یہ دونوں میتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس حالت اور تھاری مخالفت  
اور تم سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت  
کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ گڑگڑا کر ج کے  
سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دسے لیتے ہیں۔ وہ  
فرماتا ہے کہ اللہ کا فروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل  
کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب ہو جاتی  
ہے (ان کی بینائیوں کو پوندھیا دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی۔

كَلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشْوَاقِيهِ إِذَا ظِلْمٌ عَلَيْهِمْ قَامُوا

جب کبھی اس چمک نے انھیں روشنی دی وہ اس میں  
چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹھک کر) کھڑے ہو گئے۔  
یعنی حق کو پہچانتے ہیں اور سچی بات کہنے لگتے ہیں اور وسیع بول کر  
سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے  
ہیں تو (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لیماتا یعنی اٹک  
کہ انھوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اس کو چھوڑ دیا ہے شہید اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے  
والا ہے۔

پھر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے۔ یعنی اپنے پروردگار کو یکساں نہ۔

الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ

رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے تمہارے لیے رزق اتارا۔ پس کہنی کو (اللہ کا ہمسرہ نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو کہ اس کا کوئی ہمسرہ نہیں)۔ ابن مشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد ”ند“ ہے لبید ابن ربیعہ نے کہا ہے:-

أَخَذَ اللَّهُ فَلَا نَدَّ لَهُ بَيِّنَاتٍ خَيْرٌ مَّا شَاءَ فَقُلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی

جسے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسرہ نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا



ہم خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمہیں رزاق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمہیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بند پر اتاری ہے شک میں ہو۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لیکر وہ تمہارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تو اس کی سی ایک سورہ (بنا) لاؤ اور اس کے چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلاؤ۔

یعنی تم جس حالت پر ہو اس میں تمہاری حمایت کرنے والے اللہ کے سوا جو ہوں جس جس کو تم بلا سکو (ان سب کو) بلاؤ۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا

اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارُ أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگوں اور جبریں میں بدکاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے جو تمہاری طرح کفر میں ہیں۔ پھر انہیں ترقیب دی

اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو انھیں کیا معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتداء کا ذکر فرمایا کہ جب انھیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی اور انھیں کیا واقعات پیش آئے۔ اور جب انھوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:۔

یا بنی اسرائیل

اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے

اذْکُرُوا نِعْمَتِي الَّتِي اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

یا ذکر و میری اس نعمت کو جو میں نے تمہیں دی (تھی) یعنی میرے اس انتخاب کو یا ذکر و (جس کی یادداشت) تمہارے پاس (رہی ہے) اور تمہارے بزرگوں کے پاس بھی تھی جس کے سبب سے انھیں فرعون اور اس کی قوم سے چھڑا لیا تھا۔

وَاَوْفُوا بَعْدِي

اور میرے عہد کو پورا کرو۔ جو میں نے اپنے نبی احمد کے لیے لیا تھا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں کیا کرنا ہوگا) اور تمہاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمہارے لیے لازم کر دیا تھا۔

اَوْفُوا بَعْدِي

کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں۔ کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کرو اور

وہ بوجھ اور بندشیں جو تمہارے ان گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پڑ گئی تھیں جو تمہاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں ان کو ہلکا کر دوں۔

وَاَيَايَ فَارْهَبُوْنَ

اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کی جائیں جو تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزا میں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كٰفِرٍ بِهٖ

اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہارے پاس وہ علمی باتیں ہیں جو تمہارے سوا دوسروں کے پاس نہیں۔

وَاَيَايَ فَاتَّقَوْنَ وَلَا تَذٰبِسُوْا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْمُوْا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ۔ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمہارے پاس ہے اس کو نہ چھپاؤ اور تمہارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں اور اس کے ذریعے سے جو کچھ تمہیں علم ہے اس میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

اَنَا مُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ

## الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

کیا تم (اور) لوگوں کو توحید کی حکمت دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (سمادی) پڑھتے (بھی) ہو تو کیا تمہیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لیے) عقل نہیں۔  
یعنی تم لوگوں کو توحید اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے اس کا انکار کرتے ہو اور اس میثاق کو توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمہیں ہوئے ہیں اس کا انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا اور ان سے بچھڑنے کا اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے اس کا ذکر فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے اور پھر توبہ سے ان کے برگشتہ ہونے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انھوں نے کہا تھا :-

## أَرْنَا اللَّهَ جَهْرَةً

(اے ہوشیاری) تم ہیں اللہ کو نمایاں طریقہ دکھا دو۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے لیے کوئی چیز ظاہر ہو (اور) ہم سے اسے چھپانے والی نہ ہو۔  
ابوالاخرز قتیبتہ الحمانی نے کہا ہے :-

## يَجْهَرُ أَجْوَافَ الْمِيَاهِ السَّدَمُ

وہ پرانی باؤلیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔  
اور یہ نیت اس کے بہت سے ابیات میں لکھا ہے بجز شاعر کہتا ہے کہ وہ پانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور ریت وغیرہ جو اس کو چھپائے ہوئے



ہوتی ہے اس کو ہٹا کر کھول دیتا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور ان کی نادانی کے سبب سے اس وقت ان پر  
بجلی گر گئی، ان کے مرجانے کے بعد پھر انھیں خود زندہ کرنے پر ابر  
کو سایہ افکن بنانے اور من و سلوی اتارنے کا ذکر فرمایا اور ان سے  
اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا۔

أَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور

حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)

یعنی میں تمہیں جو حکم دیر ہا ہوں وہی کہو اس کے سبب سے میں تم  
سے تمہارے گناہ کا بوجھ اتار دوں گا۔

اور اپنے اس قول کو ان کے بدل دینے، اپنے حکم کو مذاق میں اڑانے  
اور ان کے اس کو مذاق میں اڑانے کے بعد ان سے اپنے اس عہد کو واپس  
لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ من ایک چیز تھی جو سور سے ان کے درختوں  
پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی تھی۔ وہ اس کو اکھٹا کر لاتے اور اس کو  
پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں کا اعلیٰ کہتا ہے۔

لَوْ أَطْعَمُوا الْمَنِّ وَالسَّلْوَى مَكَانَهُمْ وَمَا أَنْصَرَ النَّاسُ طَعْمًا فِيهِمْ يَجْعَلُ

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من و سلوی  
بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو اپنے لیے کچھ اچھا نہ سمجھیں گے  
اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

سلوی ایک قسم کے پرند ہیں۔ اس کا واحد سلوۃ ہے۔ اور  
بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی ألوا تھا اور شہد بھی سلوی کہلاتا ہے۔ خالد  
ابن زبیر الہذلی نے کہا:۔

وَقَاسَمَهَا بِاللَّهِ حَقًّا لَا نَتَمُّوهُ  
الَّذِينَ السَّلَوِيُّ إِذَا مَا نَشُورُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم  
لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جیسا کہ ہم اسے  
(اس کے پھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حِطَّة کے معنی "حَطَّ عَنَّا ذُنُوبَنَا" یعنی ہمارے گناہ ہم سے  
اتار دے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق مجھ  
سے صالح بن کیسان نے التومرہ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح  
سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے اور دوسرے ایک اور شخص نے جس  
کو میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:۔

دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِي أُمِرُوا أَنْ يَدْخُلُوا مِنْهُ سَجْدًا

يَرْحَفُونَ وَهُمْ يَقُولُونَ حِطَّ فِي شَعِيرٍ

ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے  
داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل  
ہوئے "حِطَّ" اتنی شَعِيرِ جو میں گھبوں۔

ابن اسحق نے کہا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنی قوم کے لیے  
پانی طلب کرنے اور انھیں اپنے اس حکم دینے کا ذکر فرمایا کہ وہ عصا سے  
پتھر کو ماریں۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ عَيْنًا

تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلے کے لیے  
ایک چشمہ جس سے وہ پانی پییں۔ ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس  
سے وہ پانی پیا کرے معلوم کر لیا۔ اور اس نے ان کے اس قول  
کا بھی ذکر فرمایا جو انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ

لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لِنَارِكَ يَخْرُجُ لَنَا مِمَّا تَنْبِتُ

أَلْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِشَائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَنَصْلِهَا

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے اس لیے ہمارے  
واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ ان چیزوں میں سے  
جنھیں زمین اگایا کرتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی مکھڑی اور  
اس کے گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے  
لیے کچھ پیدا کر دے۔

ابن اسحق نے کہا کہ فوم کے معنی حنظلہ یعنی گیہوں کے ہیں اسید بن  
ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَرَّقَ شَيْئَيْنِ مِثْلَ الْجَوَابِيِّ عَلَيْهِمَا قَطْعُ كَالْوَذِيلِ فِي نَقْيِ فُومٍ

موضوع کے سے لکڑی کے پیالوں میں گیہوں کے  
گوبے میں چاندی کے سے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی چاندی کے ٹکڑوں کے ہیں  
اور فوم کا واحد فومہ ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں  
کی ہے۔

قَالَ أَسْتَبْدِلُونَ الذِّي هُوَ أَذْنِي بِالذِّي هُوَ خَيْرٌ أَهْطُوا

مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَأْسًا لَمْ

فرمایا کیا تم لوگ بدمعے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو اعلیٰ  
ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا)  
اترو۔ پس بے شبہ تمہارے لیے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس  
کو تم نے طلب کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا تو انہوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں  
نہیں گئے)

اور ان پر اپنے طور کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تاکہ وہ اس چیز کو پس  
خواہیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مستحکم کیے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں  
واقع ہوا تھا کہ انہیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا اور اس گناہ کا  
تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انہیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے  
مشعل بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے یہاں تک کہ  
اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ تعالیٰ  
نے ان پر ظاہر فرمادی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان  
فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے بے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا۔

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَخَرَّجُ مِنْهُ الْآثَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ

لَيَشْقَىٰ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَبْسُطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں بھوٹ  
نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے  
پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے  
گر پڑتے ہیں یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمہارے ان دلوں  
سے نرم ہیں جنہیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے (لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ



اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ عاقل نہیں ہے۔  
پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو ایمانداروں  
میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے تا امید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُ بَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ لَيَسْمَعُونَ

كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارا  
مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتنا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ)  
اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے  
تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سمجھوں نے اللہ کے  
کلام توراتہ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فَرِيقٌ مِنْهُمْ یعنی خاص طور پر ان میں کا  
ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خیر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰ  
(علیہ السلام) سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو  
روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں  
اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے  
اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا۔ اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنا  
لباس پاک صاف کر لیں اور روزے رکھیں تو انھوں نے ویسا ہی کیا  
اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ انھیں لے کر طور پر پہنچے اور  
جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انھیں حکم دیا تو سجدے  
میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انھوں نے  
بھی اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے۔ کہ وہ انھیں اوامر اور نواہی  
سنارہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر  
آپ انھیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس

اے تو ان میں کی ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انھیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کو خبر دینے) کے لیے پھر فرمایا:۔

وَإِذْ أَلَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان

لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں۔

یعنی تمھارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمھاری ہی جانب (بیچھے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے اور وہ انھیں میں (مبعوث) ہوئے تو اللہ (تعالیٰ) نے انھیں کے متعلق (یہ آیت) (تاری)۔

وَإِذْ أَلَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِعَضُهُمْ إِلَى

بَعْضٍ قَالُوا اتَّخَذُوا آلَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان

لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب ان میں کا ایک

دوسرے سے تنہائی میں ملتا تو وہ کہتے کیا تم لوگ ان سے وہ

بات بیان کر دیتے جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تاکہ وہ

اس سے تمہارے رب کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمہیں قائل کر دیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے اور وہ تمہیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لیے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کرو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

أُولَٰئِكَ يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُرَوُّنَ وَمَا يُعْلِنُونَ وَمِنْهُمْ

أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيًّ

اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو

جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے

بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ اہل امانی کے

معنی الاقرباء کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا ہے جو پڑھتا ہے اور

لکھتا نہیں)۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے

(ضرور) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ اور یونس سے روایت ہے کہ ان

دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے

اور یہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب بخوی اور ابو عبیدہ

نے بیان کیا کہ عرب تمہنی یعنی قرآن کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب

میں ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى

أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا  
مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں رکوائی  
(بات) سوال دی۔

کہا کہ ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ وَآخِرَهُ وَافِي حِمْلِ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پر لکھی اور  
رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پورا پورا حق ادا کر دیا۔  
اور اس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا تَمَنَّى دَاوُدَ الزُّبُورَ عَلَى رِسْلٍ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پر لکھی جیسے داؤد  
علیہ السلام زبور کو ٹھہیر ٹھہیر کر پڑھتے تھے۔  
اور امانی کا واحد امانیہ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کی  
تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا  
وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ

اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ جو باتیں اس میں ہیں ان کو جانتے  
ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار صرف ظن و تخمین سے کر رہے ہیں۔

وَقَالُوا لَنْ تَمْسَنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتُخَذُ عِنْدَ اللَّهِ



عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ پر گزرنہ چھوے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (میں لازم ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو ہزار کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن اک میں دے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول وَقَالُوا لَنْ نَمْسَسَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً اور اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

كُلٌّ مِّنْ كَسَبٍ سَيِّئَةٍ وَأَحَاطَتْ بِهَ خَطِيئَتُهُ

کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطائے اے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمھارے کاموں کے سے کام اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے حتیٰ کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا۔ تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی ابدی ہمیشگی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے۔

یہ جنت واسے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزائیوں اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہوگی جو (کبھی) منقطع نہ ہوگی۔ ابن اسحق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرنے کے لیے فرمایا:۔

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ

إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے

(یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور ماں

باپ اور زشتہ داریوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کرو گے

اور انھیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح

ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں سے چند افراد

کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عاوڈ) روگرداں ہی ہو۔

یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک

نہیں کیا (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو)

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ

تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُونَ کے معنی تَصْبِيحُونَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں سَفَاكَ

دَمَهُ اے صبیہ یعنی اس نے اس کا خون بہا یا وَسَفَكَ الزَّقَّ اے ہراتک۔ یعنی  
مشک میں کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے:-

وَكُنَّا اِذَا مَا الضَّيْفُ حَلَّ بِاَرْضِنَا سَفَكْنَا دِمَاءَ الْبُذْنِ فِي تَرْبَةِ الْحَالِ

ہماری یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترتو  
ہم نے اونٹوں کے (سرخ) خون ریت ملی ہوئی سیاہی میں بہا دئے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ الحال سے شاعر نے ایسی کچھ مراد لی ہے جس میں  
ریت ملی ہوئی ہو جس کو سہلہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے:-

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِي اٰمَنْتُ بِهِ

بَنُو اِسْرَآئِیْلَ اَخَذَ جَبْرِیْلُ مِنْ حَالِ اَبْحَرٍ وَحَمَّاتِهِ فَضْرَبَ

بِهِ وَجْهَهُ

جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا  
کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں تو جبریل نے  
سمندر کی ریت ملی ہوئی سیاہ کچھڑی اور وہ اس کے منہ پر مار دی۔  
ابن اسحق نے کہا:-

وَلَا تَخْرُجُونَ اَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُونَ

اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے پھر

تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هُمْ لَا تَقْتُلُونَ اَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

آخر تم (زہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم  
خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔  
ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو  
یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے  
خون پہاٹیں اور تمہارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے  
نکال دیں۔

وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أَسَارَىٰ تَفَادَوْهُمْ

اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر  
انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے  
وین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لئے نقصان رساں ہے۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ فِي كِتَابِكُمْ الْخِزْيَانُ

حالانکہ ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام  
ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے۔

أَفْئُومُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک  
حصے کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو  
اور اس کے منکر بن کر انہیں گھروں سے نکال دیتے ہو۔

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ



لہذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا  
میں دولت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف  
لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی  
مولیٰ ہے اس لیے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان  
کی مدد کی جائے گی۔

غرض انھیں ان کے ان کاموں پر عذاب ملا ممت کی حالت تک ان پر توریت  
(ہی) میں ان کی آپس کی خون ریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا  
ان پر فرض بھیڑ دیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک جماعت بنی  
قیقناح کی تھی اور خزرج کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ اور دوسری جماعت  
نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں  
کی حالت یہ تھی کہ جب اوس و خزرج میں جنگ ہوتی بنو قیقناح خزرج کے ساتھ  
نکلے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کے  
حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں  
اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں توریت تھی وہ جانتے تھے  
کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک  
تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس جنت کا کوئی خیال تھا نہ دوزخ  
کا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت کا۔ نہ کسی کتاب کا نہ حلال کا نہ حرام کا۔  
جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر توریت کے حکم کے

۱۔ بالآخرۃ نسخہ (الف) میں چھوٹ گیا ہے۔ (راجہ محمودی)

موافق چھڑا لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی  
اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے  
اور نصیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ  
وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں خونوں ریزیاں  
کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مار ڈالتے ان مقتولوں  
کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔  
اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر ملامت کرتا ہے تو فرماتا ہے۔

أَفْتَوْا مَنَ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض

حصے کا انکار کرتے ہو۔

یعنی تو توریت کے حکم کے موافق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی  
کرتا ہے اور توریت کا حکم تو یہ ہے کہ تو ایسا نہ کر۔ تو اسے قتل بھی کرتا ہے۔  
(اور) اس کو اس کے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اور اس کے خلاف ایسے کی مدد  
کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اور دنیوی مال و منافع کی خاطر  
اس کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے اوس و خزرج کے ساتھ ان  
کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا

عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس

کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں۔

یعنی وہ نشانیاں جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو

زندہ کرتا۔ اور آپ کا کچھڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دنیا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس ابھیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

أَفَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِّمَّا لَا تَهْتَوِي أَنْفُسُكُمْ وَأَنْتُمْ كَفِرْتُمْ

كَذَّبْتُمْ وَفِرْتُمْ فَتَقْتُلُونَ

تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے بھٹلایا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔ پھر فرمایا:۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ

اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے:۔

بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ

عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَهُ اللَّهُ

عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(ان کے دل غلاظتوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھسکار ہے اس لیے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنیوالی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے جنہوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھسکار ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم یہ قصہ ہمارے اوزان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پالیا تھا اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آچکا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہیں عاڈ و ارم کی طرح قتل کریں گے اور جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے مبعوث فرمایا اور ہم نے اس کی پیروی کی اور انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ  
بِسَاءِ أَشْرَؤِ مَا بِهِ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا وَإِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھسکار ہے۔ کیا بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا



کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جسے اللہ نے اتارا ہے (اور صرف اس) عند سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔  
یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) ان کے غیروں کو عنایت فرما دیا۔

فَبَاءُ وَابْغَضَ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ  
پس وہ ایک غضب پر اور دوسرے غضب کے متزاوار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ بَاءُ وَابْغَضَ کے معنی اعترافِ قویہ و احتمالہ کے ہیں یعنی اس کو برداشت کر لیا۔  
بنی قیس بن ثعلبہ کا ایشی کہتا ہے۔

أَصْلِحْ لَكُمْ حَتَّى تَبُوءَ وَابْتِلِهَا كَصَرْخَةِ حَبْلٍ كَيْسَرٌ مَّا قَبِيلُهَا  
میں تم سے صلح کر لیتا ہوں تاکہ تم میں اس کی سی رافقوں کی برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی حالہ کی چیخ پکار کو اس کی قباہ نے اس کے لیے آسان بنا دیا ہو۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ توریت ہونے کے باوجود اس کو انھوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی اس پر عامل نہ تھے) اور دوسرے غضب یہ ہوا کہ انھوں نے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا جنہیں اللہ نے ان کی جانب روانہ فرمایا تھا۔

پھر کہ طور کے ان کے اوپر لائے جانے اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنالینے کے متعلق اللہ ان پر ملامت فرماتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ

دُونَ النَّاسِ فَمَتَّوْا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

(اے بتی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر غالباً تمہارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ چھوٹی ہو اس کے لیے موت کی دعا بکرو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يَّمْتَنُوهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی (بھی) نہ رہتا (اور) سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور دوزخ کی عمر کے متعلق ان کی محبت کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ

اور بے شبہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انھیں کو تو پائے گا۔  
یعنی یہودی کو۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَدُؤُنَ أَحَدُفَهُمْ لَوَيْعَرَّ آفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ

بِمُرَحِّزٍ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ

اور (وہ) مشرکوں سے بھی (دیادہ حریص ہیں) ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دی جائے (اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَدْعُونَ أَكْثَرَهُمْ لَوَالِي آخِرِهِ

اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش الخ۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں: اس لئے کہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے اس کی وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا:۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَنَّةِ نَزَلَ بِهِ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

جو شخص جہنم کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بنے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حنین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء ہیں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد!

۱۔ اس آیت شریفہ کے معنی و طرح سے ہو سکتے ہیں۔ صاحب کتاب نے جن معنی کو اختیار کیا ہے ان کو ہم نے موخر کیا ہے اور اس کے ساتھ صاحب کتاب کی تفسیر بھی لکھ دی ہے اور میرے خیال میں جو معنی مرچ تھے اس کو پہلے لکھا اور ان معنی کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ ان سب آیتوں کا خطاب یہود سے ہے اس لیے انہیں یہود کی حالتوں سے متعلق کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مشرکوں سے یہاں بحث نہیں۔  
(احمد محمودی)

ہمیں چار باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں اگر تم نے (وہ باتیں) بتا دیں تو ہم تم  
 تمہاری پیروی کر لیں گے اور تمہیں سچا جائیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ راوی نے  
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: **عَلَيْكُمْ بِذَلِكَ عَهْدُ اللَّهِ وَمِيثَاقُهُ لَئِنْ أَخْبَرْتُكُمْ بِذَلِكَ لَتَصِدَّقُنِي**  
 (اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے اگر میں نے  
 تم کو اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کر دے گے نا۔  
 انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا: —

**فَأَسْأَلُوْا عَمَّا بَدَا لَكُمْ**

جس چیز کے متعلق تمہیں مناسب معلوم ہو پوچھو۔  
 انھوں نے کہا ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے  
 حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا: —

**أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ  
 نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيضَاءُ غَلِيظَةٌ وَنُطْفَةُ الْمَرْأَةِ صَفْرَاءُ رَقِيْقَةٌ فَأَيُّهُمَا  
 غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ**

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر  
 اس کی جو قسمیں تمہیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ کہ) کیا  
 تمہیں اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا  
 ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں  
 سے جو بھی دوسرے پر غالب جاتا ہے (تو اولاد) اسی سے مشابہ  
 ہوتی ہے۔



انہوں نے کہا خدا یا سچی بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اچھا یہ بتائیے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:۔

أَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ

نَوْمَ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي لَسْتُ بِمِثْلِ نَوْمِ عَيْنَاءَ وَقَلْبُهُ يَقْظَانِ

میں تمہیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدا یا سچی بات ہے۔ فرمایا۔

فَكَذَلِكَ نَوْمِي سَامٌ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانِ

پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمیں وہ چیزیں بتائیے جن کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا تھا۔ فرمایا:۔

أَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ

أَنَّهُ كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ الْبَانُ الْإِيلَ وَالْحَوْمُهَا

وَأَنَّهُ اشْتَكَى شَكْوَى فَعَاثَاهُ اللَّهُ مِنْهَا فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ أَحَبَّ الطَّعَامِ

وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ شَكَرَ اللَّهُ فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ الْحَوْمَ الْإِيلَ وَالْبَانَهَا

میں تھیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو  
 بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ  
 ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت  
 سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے پھر  
 اللہ نے انھیں اس سے صحت دی تو انھوں نے اپنے کھانے پینے کی  
 چیزوں میں سے اتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی  
 ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ  
 کو اپنے نفس پر حرام ٹھہرا لیا۔

تو انھوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا  
 اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجئے۔ فرمایا:۔

أَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَهُ

جِبْرِيلَ وَهُوَ الَّذِي يَأْتِيَنِي

میں تھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی  
 جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل  
 ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے۔

انھوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اسے محمد اور ہمارا دشمن ہے  
 اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور جو ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی  
 بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے  
 ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ

بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

الِی قَوْلِهِ أَوْ كَلَّمَا عَاهِدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ  
لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ  
نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْهُمْ سُورِهِمْ  
كَانَتْهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكٍ

سَلِيمَانَ

(اے نبی) کہہ دے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو  
اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے  
حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا  
ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت  
اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انھوں  
نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا  
بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے  
پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے  
اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی  
انھوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈال دیا۔  
گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے سمجھے ہوئے  
جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔  
یعنی جادو۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ

النَّاسَ السَّحْرَ

حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں سے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا  
یعنی سلیمان کافر نہیں تھے بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے  
پڑا کہ امداد اس پر عمل کر کے) کافر ہوئے۔

وَمَا أَنزَلَ الْمَلَكُ يَبَاقِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا

يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ

اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو پادشاہوں) پر بابل میں اتادی گئی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (حتیٰ کہ وہی) ابن اسحق نے کہا کہ مجھ کو بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی فئات پر جو چیز حرام ٹھہرائی تھی وہ جگر کے دو کھلے ہوئے ٹکڑے اور دونوں گروہ اور چربی تھی بجز اس چربی کے جو پیٹ پر ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انھیں آگ کھا لیا کرتی تھی۔



ابن اسحق نے کہا کہ مجھے آل زید بن ثابت کے مولا نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے یہود کو لکھ بھیجا:۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَاحِبِ مُوَدَّةٍ  
وَأَخِيهِ وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهِ مُوسَى الْأَخِي إِنَّ اللَّهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا  
مَعْشَرَ أَهْلِ التَّوْرَةِ وَإِنْكُمْ تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ مِنْكُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا مَبْتَدَأًا  
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيعَاهُمْ فِي وَجْهِهِمْ مِنْ  
أَثَرِ الشُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ  
أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوَابِهِ يُجِيبُ  
الزَّرْعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا وَإِنِّي أَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ  
وَأَنشُدُكُمْ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَأَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ  
مِنْ أَسْبَاطِكُمُ الْمَنِّ وَالسَّلَوى وَأَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي آتَى الْبَحْرَ

لَا بَأْئِكُمْ حَتَّىٰ أُنْجِيَهُمْ مِنَ فِرْعَوْنَ وَعَمِلِهِ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ هَلْ  
تَجِدُونَ فِي مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِحَمْدِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب  
سے جو مرسلی کا دوست اور انکا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق  
کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے۔ اے گروہ اہل تورات!  
سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب  
میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ  
ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں اسے  
مخاطب) تو انھیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور  
رضامندی کا طالب دیکھے گا۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی  
خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں  
(بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے۔ ایک کھیتی کی طرح  
جس نے اپنا بیج نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی  
نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ  
کافروں کو ان کے سبب سے غصے میں لائے۔ ان میں سے جو لوگ  
ایمان لائے اور (انھوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش  
اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں  
اللہ کی اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمہیں قسم دیتا ہوں اس  
ذات کی جس نے من و سلویٰ تمہارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمہیں  
قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمہارے بزرگوں کے لیے سمنڈر کو یہاں تک کھادیا  
کہ انھیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑایا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر  
اتاری ہے کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ۔

فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ فَلَا تَكُرْهُ عَلَيْهِمْ قَدْ

تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَاذْعُوكُمْ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى نَبِيِّهِ

پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی۔ پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

ابن ہشام کے کہا کہ شَطَاۃ کے معنی فَرَاحۃ کے یعنی کھیتی کے ٹھٹھے کے ہیں اور واحد شَطَاۃ ہے۔ جب کھیتی اپنے بھٹے نکالے تو عرب کہتے ہیں قَدْ أَشْطَا الزَّرْعُ۔ اور آرزو کے معنی عَاوَنَہ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماٹوں کا سا ہو گیا۔ امرؤ القیس نے کہا ہے۔

مَحْتَبَةٌ قَدْ أَزْرَا الضَّلَالَةُ نَبْتَهَا  
مَجْرَجِيوْشٍ غَائِلَةٍ وَخَبِيبِ

(یہ واقعہ) ایسے ٹکڑ کا ہے جہاں کی روئیدگی کی قوت نے

سیرت کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتح مند اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھیرنے کا مقام تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔  
یعنی ربیعہ بن مالک بن زید مناة میں کے ایک شخص حمید بن مالک الارط نے کہا ہے۔  
زَرْعًا وَقَضِيًّا مُؤْذَرًا لِلنَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔  
اور سوق مہموز نہیں ہے بلکہ یہ ساق کی جمع ہے جیسے سَائِ الشَّجَرِ۔  
درخت کا تنہا۔ یا گھاس یا ت کی نال۔

ابن اسحق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ

آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابویاسر ابن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ بن رباب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابویاسر بن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتداءً سورہ بقرہ **الْقُرْآنُ الْكَاتِبُ لَا زَيْتَ فِيهِ** تلاوت فرما رہے تھے تو ابویاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حبیب بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو **ذَلِكَ الْكِتَابُ** پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حبیب بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم **آلَمْ** بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انھوں نے کہا انھیں خبر مل چکا ہے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمھارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دیوے حصہ کیا ہوگا۔ تو حبیب بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اللہ ایک اور لام تیس اور میم چالیس یہ (جملہ) اکثر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دیوے حصہ اکثر سال ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد! کیا اس کے ساتھ اور کچھ ہے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ **الْمَص**۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صداد نوے یہ (جملہ) ایک سو اسی سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی

۱۔ لسنہ (الف) میں دوسرے نسخوں اور اعداد ایک کے خلاف والصاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ اعداد میں بھی بجائے احدى وستون ومانتھ کے احدى وثلاثون ومانتھ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)



ہیں۔ فرمایا۔ ہاں الکر۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیس اور سترے دو سو اور یہ دو سو اکتیس ہوئے۔ اسے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں الکر۔ کہا واشد یہ تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور سترے دو سو یہ تو دو سو اکتیس سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اسے محمد اب تو تمہارا معاملہ ہمارے لیے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمہیں تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابویاسر نے اپنے بھائی جہی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے کہا تمہیں کیا خبر شاید محمد کے لیے یہ سب کے سب جمع کر دئے گئے ہوں اکتیس اور ایک سو اکتیس اور دو سو اکتیس اور دو سو اکتیس اور یہ سات سو چونتیس سال ہوئے پھر انھوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل

ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔ محمد ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن بھل بن حنیف نے

۱۔ (الف) میں بیان بھی اُحدی و ثلاثون ومائة یعنی ایک سو اکتیس لکھا ہے۔

۲۔ (الف) ضاد کے ساتھ کے حساب سے یہاں بھی چلے میں سبع مائے واربیع سنین لکھے ہیں۔ یعنی چھٹے سات سو چونتیس کے سات سو چار لکھے ہیں۔ (احمد محمودی)

بیان کیا کہ انھوں نے سنا ہے کہ یہ کہتے ہیں یہودی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہو میں لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

ابن عباس کے مولیٰ عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس و خزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہودی! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں ہے جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا

مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی

جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ

اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنہوں نے

کفر اختیار کر رکھا تھا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان لیا  
تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے  
اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارگاہ میں اللہ نے  
انھیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الضیف نے  
کہا کہ واللہ میں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے  
متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَوْ كَلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک  
جماعت نے اس کو بھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

اور ابو صلوٰۃ الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں  
اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے  
ہم تمھاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں  
اتاری ہیں اور ان کا انکار افرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

اور رافع بن حرملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے  
تم ہم پر اتار دو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دو کہ ہم تمھاری  
پیروی کریں اور تمھیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ  
آیت) نازل فرمائی:۔

أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ

وَمَنْ يَتَّبِدَلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو  
جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات کئے گئے تھے اور  
جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدلنے تو بے شہرہ اس نے  
وسط لاء (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھودیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سَوَاءَ السَّبِيلِ کے معنی وَطْأ السَّبِيلِ کے ہیں  
حسان بن ثابت نے کہا ہے:-

يَا وَجْهَ أَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهِ بَعْدَ الْمَغِيبِ فِي سَوَاءِ الْمَلَكِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور آپ کی جماعت  
کے لیے لحد کے بیچ میں جسد شریف کے چھپا دینے کے بعد کا وقت  
کس قدر افسوس ناک تھا۔

اور یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کا ذکر انشا و اللہ میں  
اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن الحنفی نے کہا کہ جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت  
عیسیت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت جہلی بن  
اخطب اور ابویاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں لوگوں کو اسلام سے پھرنے  
کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے انھیں دونوں کے متعلق  
(یہ آیت) نازل فرمائی۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ

كَفَّارًا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وَأَصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ



اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ خواہش کی کہ کاش تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انہیں چھوڑ دو اور ان سے متہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود  
اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحق نے کہا کہ جب بخران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں جھگڑا ہوا تو رافع بن جریر نے کہا تم کسی ٹھیک بات پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو بخران کے نصاریوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا تم کسی صحیح بات پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور مثل) نازل فرمائے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ كَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ قَالَتِ النَّصَارَىٰ

كَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ

لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا

## فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور  
نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں)  
گروہ اپنی اپنی کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں  
کی سی بات کہہ دی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے  
روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ جن میں وہ آپس میں  
اختلاف کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا  
رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے  
ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام)  
کی ربانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا  
تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق  
کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور  
ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ  
میں ہے۔

اور رافع بن حرملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ  
اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو  
اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ  
(تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا۔

۱۷۶

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ

كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا  
الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ۔

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انھوں نے کہا کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں پائی) جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی انھیں کیسی باتیں کہیں گے کہ دل ایک دوسرے کے سے ہونگے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لیے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں۔

اور عبد اللہ بن صوری (الاعور الفطیونی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ ابے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبد اللہ بن صوری اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی: —

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا .

اور انھوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ .

(اے نبی) تو کہہ دے بلکہ (ہم نے تو) ملت ابراہیم (اختیار کرتی ہے جو ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے) پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا

تُسْأَلُونَ عَنْهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمہیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ





مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ

عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انہیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تمہارے لیے گواہ بنے۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لیے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر (کوئی بھاری بات نہ تھی) جنہیں اللہ نے سیدھی راہ دکھا دی ہے۔  
یعنی (جنہیں) آزمائش سے (گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتا دی) یعنی جنہیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان برباد کرے۔

یعنی تمہارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی اور دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمہیں ان دونوں کا اجر عنایت فرمائے گا۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ

بے شبہہ اشدرگوں پر بہرانی اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

قَدْ نَرَى تَقَلُّبُكَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ

شَطْرَهُ۔

تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب بار بار) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کے جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے۔ پس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے اور (اے محمد کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطرہ کے معنی نحوہ و قصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب۔ عمرو بن احمد الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور بالہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُو بِنَاشِطٍ جَمْعٍ وَهِيَ عَاقِدَةٌ قَدْ كَارَبَ الْعُقَدُ مِنْ إِفَادِهَا الْحَقْبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز

چلی جا رہی ہے حالانکہ دم دبا ہوا ہے اور اس کی گرم زقاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔ (ابتداءً حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور ایسی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی)

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے :-

إِنَّ النَّعُوسَ بِهَذَا مُخَامِرُهَا فَشَطْرُهَا نَظَرُ الْعَيْنَيْنِ مُحْسُورٌ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کی رگ رگ) میں پھیل

جانے والی بیماری ہے۔ اس لیے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا

تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے طے کر پانے کی امید نہ کرنا چاہئے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لیے اس نے

اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے۔

وہو حسیر۔

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ

اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے

ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے

اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَتَّبِعُوا قِبَلَتَكَ وَمَا

أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبَلَتِهِمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبَلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنْ أَتَيْتَ أَهْوَاءَهُمْ

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ

اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دی گئی ہے ہر طرح

کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان

کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں کے بعض افراد بھی دوسرے

بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیسرے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہہ تو ظالموں میں سے ہوگا۔  
ابن اسحقؒ نے کہا اللہ کے اس قول تک

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ

اور بے شبہہ وہ حق ہے تیسرے پروردگار کی جانب سے اس لیے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو۔

یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور یحارث بن الحنظلج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود میں کی ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انھوں نے ان مسائل کو چھپایا اور اس کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ

مَا بَيَّنَّاهُمْ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاحِقُونَ

یہ شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے انارہا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (کے) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرمائے اور جو لوگ ملامت کرتے والے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں۔



## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر ان کا جواب

کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اہل کتاب میں کے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں اس کی رغبت دلائی اور انھیں اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خاریجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد (ہم تمھاری بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جانتے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لُوكَانَ آبَاءُهُمْ لَا يَعْزِمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انھوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوے) ہوں۔

### بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جھگڑا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر مصیبت طھائی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ

بِهِ قُرَيْشًا

اے گروہ یہود اسلام اختیار کر لو اس سے پہلے کہ اللہ

تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی۔

تو انھوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو تا تجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمھیں معلوم ہو گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمھیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سِتْرٌ وَاسْتَغْلِبُونَ وَتَحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَيُشْرَىٰ الْمَهَادُ

(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہہ دے کہ بہت جلد

تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِتْنَتِ الثَّقَاتِ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ تَرَوْنَهُمْ مِثْلَهُمْ رَأَى الْعَيْنِ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بَصِيرَةَ

لہ۔ (الف۔ ب) میں تر و نہم تاء فوقانیہ سے ہے اور (ج۔ د) میں یاء تختانیہ سے ہے اور کلام محمد میں بھی دونوں قراءتوں کی روایتیں موجود ہیں، یہ دونہم یاء تختانیہ سے ہو تو اس کے معنی

مَنْ يَشَاءُ إِنْ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

بے شبہہ تمہارے لیے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انہیں ان کا دونوں دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھا (معاظہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے بے شبہہ اس میں بصیرت والوں (یاد دیکھنے والوں) کے لیے عبرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادت گاہ  
میں تشریف لے جانا

۱۰۸۸

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے (اور) انہیں اللہ کی طرف بلایا تو البتھان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا: —

عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَدِينِهِ

ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر (ہوں)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہ انہیں ان کا دونوں اپنا دوتا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے اور یہاں کی ضمیروں کے مرجعوں میں بہت کچھ اختلافات ہیں اس لیے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جنہیں مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر کی جانب رجوع فرمائیں۔ (احمد محمودی)

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

فَهَلْ كُمْ إِلَى التَّوْرَةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اچھا تو ریت میرے سامنے لاؤ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)۔

انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يُتَوَلَّى فُرْقَانُ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ نَمْسَنَ النَّارَ إِلَّا آيَاتًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو چھوئے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انہیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا۔

یہود کے علما اور بخران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو یہود کے علما نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور بخران کے نصاریٰ نے کہا کہ نہیں ابراہیم نصرانی تھے تو اللہ نے



ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں ۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَحْجُونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتْ  
التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ هُوَ لَا  
جَاجِحْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تَحْجُونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا  
مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ  
اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(اسے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے  
متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئی تمہارے  
کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (وہی تو) ہو  
(کہ) جس میں تمہیں (کچھ) علم تھا اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی  
چیزیں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور حقیقت  
(تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی  
تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرمان بردار (بندے) تھے  
اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں ابراہیم  
سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی  
اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں  
(ہی) کا مربی ہے۔

اور عبد اللہ بن خنیف اور عدی بن زید اور اسحاق بن عوف نے

ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کو ایمان لائیں اور شام میں اس کا انکار کر دیں تاکہ ان کے لیے ان کے دین میں شبہ نہ پڑے والدین (یہ اس لیے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں :-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ کرتے ہو

تم جان بوجھ کر حق کو (کیوں) چھپاتے ہو ۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ

عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَخِصَّةِ الْيَوْمِ وَالْآخِرَةِ لَعَلَّهِمْ يَوْجِعُونَ

وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّا لَهْدَى هُدَى اللَّهِ أَن يُؤْتَى

أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيَتم أَوْ يَخَاجُوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّا لَفَضْلٌ بِيَدِ اللَّهِ

يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے

ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو

اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں

اور (حقیقت میں) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرے

(کسی اور کو) نہ مانو (اسے نبی) کہدے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دی گئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمہارے پروردگار کے پاس تم پر رحمت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اسے نبی) کہدے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور ہر شخص کی قابلیتوں کو) جانتے والا ہے۔

جب یہود کے علماء اور بخران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابونافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمہاری پرستش کریں اور بخران والے نصاریوں میں کے ایک شخص الریس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں الریس اور الریس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تمہیں بلاتے ہو۔ یا جس طرح اس نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مُعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَعْبُدَ غَيْرَ اللَّهِ أَوْ أُمِرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ فَمَا يَذَلُّكَ

بِعَشْيِ اللَّهِ وَلَا أُمِرَ نِي

(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ نے جس طرح فرمایا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:۔

۱۔ یہ الفاظ راوی نے اپنے حلقے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہوئے گا راوی کو یقین نہیں۔ لیکن مطلب یہی تھا۔ (احمد محمودی)۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ ثُمَّ  
يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّاءَ نِثْنِينَ بِمَا كُنْتُمْ  
تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ

(یہ بات) کسی بشر کو (زیادہ) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت  
اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ  
کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے  
کہ) تم لوگ علماء فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم  
کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ربانیت کے معنی عالموں، فقیہوں اور سرداروں  
کے ہیں اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتُ مَرْتَبَةً فِي الْقُوسِ أَفْتَنِي مِنْهَا الْكَلَامُ وَرَبَّانِي أَحْبَارُ

اگر میں کسی (تارک دنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا  
(تو بھی) اس محبوبہ کی باتیں مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم (دونوں)  
کو بھی دین سے بھٹکا دیتیں۔  
ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتنی  
بخی تمیز کی زبان ہے اور بنی قیس فتنی کہتے ہیں۔ جریر نے کہا ہے۔

لَا وَصَلَ إِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَفَّتْ لَا سَتَزِلَّتِي وَذَا الْمُسْحِينَ فِي الْقُوسِ

اے۔ خط کشیدہ زیادتی بجز نسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ نسخہ (الف) کے تتبع میں  
(ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پر صراحت ہے کہ یہ زیادتی یورپ کے



جب ہمد جدا ہو گئی تو (اس سے) ملنے کا (کوئی موقع)  
 نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھہرتی تو مجھے اور مونے کیڑے پہن کر خانقاہ میں  
 رہنے والے کو بھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہد و تقویٰ  
 چھڑا دیتی)

(قوس) یعنی راہب کی خانقاہ۔ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو  
 سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَيَسْقِي رَبِّهِ خَمْرًا۔

وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا۔

جس میں رب سے مراد سید و سردار ہے۔ فرمایا:۔

۱۸۳ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا

أَيَا مَرْكُم بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

اور وہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو  
 ارباب بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان  
 ہو چکے ہو۔

این الحق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو ان  
 سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو  
 آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انہوں نے کیا  
 تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

بقیہ ماضیہ صفحہ گذشتہ۔ نسخے کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں اور اس میں تکرار بھی ہو گئی  
 ہے جو بعد کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

(احمد محمودی)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ  
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ  
أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا  
وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا  
کہ میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے  
بعد) پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب و  
حکمت کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور  
تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے  
قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھالیا۔  
انھوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ فرمایا تم (ایک دوسرے کے  
بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے  
ہوں۔ آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی زیہودا کی  
کوشش

ابن اسحق نے کہا کہ شائس بن قیس جو بہت بوڑھا۔ کفر کا سرگرم مسلمانوں  
سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی

ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا۔ جس میں اوس و خزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی آپس کی محبت، الفت، جمعیت اور جاہلیت کے زمانے میں ان کی آپس میں دشمنی پھر اسلام کی وجہ سے ان کے تعلقات کی خوشگوا ری دیکھی تو جل گیا اور کہا کہ بنی قیلہ کے سردار ان شہروں میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ والد ان کے سرداروں کے اس مقام پر اس اجتماع (کے دیکھنے) سے ہمیں تو جیس نہ آئے گا۔ اور یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا ذرا ان کی طرف توجہ کر۔ ان کے ساتھ تل چل کر بیٹھ اور جنگ بگاث اور اس کے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انھیں وہ اشعار سنا جو انھوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔ اور جنگ بگاث وہ جنگ تھی جس میں اوس و خزرج نے ایک دوسرے سے جنگ کی تھی اور اس (لڑائی) میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں اوس کا سردار ابواسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا عمرو بن النعمان البیاضی تھا اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس بن الاسلت کہتا ہے۔

عَلَىٰ أَنْ قَدْ فَجَعْتُ بِذِي حِفَاظٍ      فَعَاوَدَنِي لَهُ حَزْنٌ رَصِينٌ

باوجود اس کے کہ خشتناک مقام میں مجھ پر ایسی مصیبت ڈالی گئی کہ ایک دائمی غم مجھ پر پلٹتا رہا ہے۔

فَإِمَّا تَقَسُّ لُوهُ فَإِنَّ عَمْرًا      أَعْصَبَ بَرَأْسِهِ عَصْبُ سَيْنٍ

(لیکن) اگر تم نے اس (حضیر) کو قتل کیا ہے تو عمرو کا سر بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبایا گیا ہے۔

اور یہ دونوں بتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور جنگ بگاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن مجھے

لے۔ (الف) میں قد نہیں ہے جس کی وجہ سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

اس کے پورے بیان کرنے سے روکنے والا (سیرت نبوی کے بیان کا) وہی انقطاع ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس (نویوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہو گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم استادہ ہو گیا۔

اوس میں سے بنی حارثہ بن اسحارث میں کا اوس بن قنیطی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کا جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں کے ایک نے اپنے مقابل ولے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انھوں نے کہا اچھا تمھارے (اور) اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھر بلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے ہاجرین صحابہ کو لیے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَبَدَ عَوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا  
بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمْ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَ  
بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْتَفْذِكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفِ بِيَّتِكُمْ

اے گروہ مسلمین خدا (سے بڑا) خوف خدا (کرو) کیا

جاہلیت کے دعویٰ پر (لڑے پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود

ہوں۔ تمھیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمھیں عزت دی

اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور



اس کے ذریعے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے تمہارے درمیان الفت پیدا کی۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک جھگڑا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی وہ روپڑے اور اوس و خزیج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور اطاعت کی اور آپ کے ہمراہ (روپڑے سے) واپس چلے آئے۔

اللہ کے دشمن شأس بن قیس کی چال (سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس) کو اللہ نے بچھا دیا اور اللہ (تعالیٰ) نے شأس بن قیس اور اس کی چال بازی کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنُ آمَنَ تَبَعُوا عِوَجًا وَأَنتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(اے محمد) کہہ دے اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو۔ اے اہل کتاب جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو اور ان کو ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔

اوس بن قسطلی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شأس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے جو رخنہ اندازی کی تھی انھوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کارروائی کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

يُرِدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُسَلِّيْ عَلَيْنِمْ  
 اٰيَاتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهُ وَمَنْ يَّعْتَصِم بِاللّٰهِ فَقَدْ هَدٰى اِلٰى صِرَاطٍ  
 مُّسْتَقِيْمٍ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا  
 وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی  
 ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان  
 کے بعد کفر کی حالت میں نوٹالینگے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو  
 حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول  
 (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دامن) کو پکڑ لیا ہے شبہ  
 سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہو گئی۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار  
 کر چکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال  
 میں کہ تم اطاعت گزار رہو۔ اس کے فرمان۔ ان لوگوں کے لیے بڑا  
 عذاب ہے۔ تک۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب عبد اللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعید اور اسد بن  
 عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا مسلمان  
 ہوئے اور ایمان لائے اور تصدیق کی اور اسلام اسے محبت کرنے لگے  
 اور اس میں انھیں رسوخ حاصل ہو گیا تو یہود کے علماء میں کے کافروں نے  
 کہا کہ محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے ہم میں کے  
 بدترین لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اگر وہ ہم میں کے بہتر افراد ہوتے  
 تو وہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف  
 نہ جاتے تو اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ

أَنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

سب کی حالت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جا ہوا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناۃ اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے۔ المتحل البدلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے اشیاء کے مرثیے میں کہا ہے۔

۱۸۶ حُلُوٌّ وَمُرْكَطٌ الْقِدْحِ شِمْتُهُ فِي كُلِّ إِنِّي قِصَاةُ اللَّيْلِ يَنْتَعِلُ

وہ میٹھا (بھی تھا) اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی (اور سخت بھی تھی) اور قضا و قدر الہی کے موافق وہ ہر وقت جوتا پہنے ہوئے (سفر کے لیے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔  
اور لبید بن ربیعہ جنگلی گرنے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُطْرَبُ أَنَا لَهَارِ كَأَنَّهُ غَوِي سَقَاهُ فِي الْجَارِ نَدِيمُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا اچھلا کودتا پھرتا ہے۔ گویا وہ ایک گمراہ ہے جس کو اس کے ساتھی نے کلا بول کے پاس (شراب) پلا دی ہے۔  
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور مجھے یونس سے جو خبر ملی ہے اس میں انی (مقصود) ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ شکوں میں سے ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انھیں راز دار بنانے سے روکنے کے لیے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجِدُوا بَاطِلًا مِنْ دُونِكُمْ

لَا يَأْتُ لَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَعَهُمْ قَدْ بَدَتْ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

وَمَا تَخْفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ

هَآ أَنتُمْ أُولَآءِ تَحِبُّونَهُمْ وَلَا يَحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے لوگوں کے سوا (دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمھارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہیں۔ ہم نے تمھیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔



یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لیے تمہیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

وَإِذْ التَّوَكُّمُ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَهْدَ اللَّهِ

الْغَيْظِ قُلْ مَوْتُوَابِغِيظِكُمْ

اور جب انہوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہہ دے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ۔ آخر تک۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتنہ خاص

کا حادثہ

(( ))

کہا کہ ابو بکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں کئے بہت سے لوگوں کو انہیں میں سے ایک شخص فتنہ خاص نامی کے پاس اکھٹا دیکھا وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشعج نامی بھی تھا تو ابو بکر نے فتنہ خاص سے کہا افسوس فتنہ خاص اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ اللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے پاس اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر تورات و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو فتنہ خاص نے ابو بکر سے کہا واللہ ابوبکر ہیں اللہ کی کوئی احتیاج

نہیں ہے (ملکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے دوست کا دعویٰ ہے وہ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابوبکر کو غصہ آگیا آپ نے فحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیمان ہے (وہ) نہ ہوتا تو اسے اس کے دشمن تیرا سراڑا دیتا۔ پس فحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (برا) سلوک کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا۔

### مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ

جو تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا۔

ابوبکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دشمن خدا نے ایک بڑی (نازیبا) بات کہی۔ اس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا فحاص (یہ سنتے ہی) مگر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فحاص کے قول کے متعلق فحاص کے رد اور مابی بکر کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی،

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَا

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا

## عَذَابُ الْحَرِيقِ

اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور جب جزا کا وقت آئے گا تو ان سے کہیں گے جلا دیتے ورنہ عذاب (کامزہ ذرا) چکھو (تو)۔

اور ابوبکر کو جو اس معاملے میں غصہ آگیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَلْتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَاتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے ان سے ضرور تمہیں بہت سی تکلیف وہ باتیں سننا ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو یہ قطعی (مفید) کاموں میں سے ہے۔ پھر فقہاء اور اس کے ساتھی یہود کے علما کی باتوں کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:۔

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَأَشْرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

فَبَشِّرْ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَخْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَلْتُوا وَيُحِبُّونَ  
 أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَخْسِبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ  
 وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور (یاد کرو) وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا  
 جن کو کتاب دی گئی کہ تمہیں لوگوں سے اس کو کھلم کھلا ضرور بیان کرنا  
 ہوگا اور اس سے تم چھپاؤ گے نہیں۔ تو انھوں نے اس کو اپنی پیٹھوں  
 کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے ذرا سی قیمت لے لی تو کس قدر  
 برا تبادلوں ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے  
 (اس) مکے پر (کہ انھوں نے تورات کے مضامین اوٹ پٹانگ  
 بیان کر دیئے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (انہما حق کا) انھوں نے  
 نہیں کیا اس کی تعریف کی جائے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر۔  
 پس ان کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔  
 حالانکہ ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

یعنی فتنہ خاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود و جنہوں نے گمراہی کو  
 لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے عوض کچھ دنیوی فائدہ حاصل  
 کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف  
 کی جائے اور لوگ انھیں عالم کہیں حالانکہ وہ اہل علم نہیں ہیں نہ انھوں نے  
 حق کے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اور نہ وہ صحیح راہ پر ہیں اور چاہتے  
 ہیں کہ لوگ کہیں انھوں نے (ایسا اچھا کام) کیا۔

یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا

ابن اسحاق نے کہا کہ کب بن اشرف کا حلینف کر دم بن قیس اور اسامہ



ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بکری بن عمرو اور حسی بن اخطب اور زفاع  
ابن زید بن التابوت انصار میں کے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول  
تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال خرچ کرنے  
میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے یہیں تمھارے محتاج  
ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ تمھیں خبر نہیں کہ آئندہ کیا حالت ہونے والی ہے  
تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں ۔

الَّذِينَ يَخُكُّونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْمُونَ مَا

آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

جو لوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اور لوگوں کو بھی  
کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انھیں اللہ تعالیٰ جو کچھ اپنے فضل سے دیا  
ہے اسے چھپاتے ہیں ۔

یعنی تواریت کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے  
جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں ۔

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا وَالَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

رِغَابًا لِلنَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ أَلَمْ يَكُنْ

اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا

اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا  
ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں  
اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ۔ اس کے فرمان ۔

اور اللہ انھیں خوب جانتے والا ہے۔ بخ۔

## صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التایوت یہود کے سرداروں میں سے تھا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا:۔

أَرْعَا سَمْعَكَ يَا مُحَمَّدٌ حَتَّى نَقُومَكَ

اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں۔ پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی پر شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيحًا مِنَ الْكِتَابِ كَثُرُونَ

الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ

وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ

الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ مَسْمُوعٍ

وَرَاعِنَا لِيَلْبِسَ بَيْنَهُمُ وَطَعْنَانِي الدِّينَ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

وَاسْمِعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ

## فَلَا يَكْفُرُ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا بددگار ہوتا (ہی) کافی ہے۔ جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سمعنا و اطعنا ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے) ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے ہیں۔ اور واسمع غیر مسمع کہتے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبانوں کو توڑ مروڑ کر واعنا کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمائے کہتے تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں سے چند افراد کے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے علماء میں سے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبد اللہ صوری لاہور اور کعب بن اسد بھی

۱۔ واسمع غیر مسمع کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سنئے اور خدا آپ کو ایسی بات نہ سنائے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہو۔ دوسرے معنی ہیں۔ اسے نہ سنائے جو اسے پہرے سن۔ نعوذ باللہ من ذلک یہ یہود دوسرے معنی میں اس جملے کو استعمال کیا کرتے تھے اس لیے انہیں ذمہ عین جملے کے استعمال سے منع فرمایا گیا۔

۲۔ واعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری مراعات۔ ہمارا لحاظ فرمائے اور دوسرے معنی ہیں مغرور الحق کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ واعنا کے عین کو دراز کر کے واعنا کہتے تھے جس کے معنی اے ہم میں کے چودا ہے کے ہیں۔ غرض انکا مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔ (احمد محمودی)

تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَسْلِمُوا فَوَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ

إِنَّ الَّذِي جِئْتُمْ بِهِ لَحَقُّ قَالُوا مَا نَتَعَرَفُ ذَلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ  
اللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے  
انہوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے۔  
آخر انہوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر ہم گئے  
تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ تَلْعَثَهُمْ كَمَا

لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا

اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر  
ایمان لاؤ جو تمہارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرتے والی ہے۔  
قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انہیں پیٹھوں کی جانب کر دیں  
یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح شنبے والوں پر نازل  
کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی نفع و نسوی کے ہیں یعنی صاف کر دیں  
اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناگ نہ منہ اور نہ کوئی  
چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور فطمسنا علیہم میں بھی یہی معنی ہیں۔  
المطموس العین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پوٹوں کے درمیان



شکاف نہوا اور کہا جاتا ہے طَمَسْتُ الْكِتَابَ وَالْآثَرَ فَلَا مَرِي مِنْهُ شَيْءٌ  
یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ الاخطل  
جس کا نام الغوث بن عبیدہ بن الصلت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان  
کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دہی تھی کہتا ہے۔

وَتَكْلِفُنَا هَا كُلَّ طَامِسَةِ الصَّوَى وَشَطُونٍ تَرَى خِزْيَاءَهَا يَتِمُّ لِمَلٍّ

اور ہمارا ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں  
میں تکلیف دینا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی  
کے سبب سے) وہاں کے گرگھٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ صوی کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں)  
کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پھیلتا جاتا ہے (شاعر) کہتا  
ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی  
اونچی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کا واحد صوة ہے۔

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے الگ ہو کر ٹولیاں بنالی تھیں

ابن اسحق نے کہا کہ قریش اور غطفان اور بنی قریظہ مین کے جن لوگوں  
نے ٹولیاں بنالی تھیں وہ حمی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق ابورافع اور  
الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور ابوعمار اور وحیح بن عامر اور ہوذہ بن قیس  
تھے۔ وحیح اور ابوعمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں کے تھے اور یہ سب کے سب

(اس کی شاخ) بنی النضیر میں کے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیروں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ

بِالْجَنَّةِ وَالطَّاعُوتِ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کھلائے اس کو عرب جیت کہتے ہیں اور جو چیز حق سے گمراہ کرے اس کو طاغوت کہتے ہیں۔ اور جیت کی جمع جیوت اور طاغوت کی جمع طواغیت ہے اور مجھے ابو جحجج سے روایت پہنچی ہے کہ جیت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں۔

وَقَوْلُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هُؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

اور ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے

کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے اس فرمان تک

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا

آلِ اِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انھیں عنایت فرمایا ہے۔  
یہ شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب و حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

## نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اسے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ  
وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ  
وَعِيسَى وَإِيوَابَ وَيُوشَعَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا  
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ  
عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا  
يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰ سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت دینے والا اور ڈرنے والا (بنا کر بھیجا) تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّي رَسُولُ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ

سنو! واللہ تم لوگ اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں

تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

انہوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے اور نہ ہم اس پر گواہی دیتے ہیں تو ان کے اس قول کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

لَكِنَّ اللَّهَ لَيَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ

لَيَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا

(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز

اس نے تیری طرف اتاری ہے وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور

۱۔ (بج د) میں امایں آخر میں الف ہے اور (الف) میں ام بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)



فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈلنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی انصیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو  
شخصوں کے خونہا کے متعلق بندہ لینے کے لیے تشریف لے گئے جن کو عمر بن امیہ الضمری  
نے قتل کر دیا تھا ان میں سے بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انہوں نے  
(آپس میں) کہا کہ اس وقت محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم اسے پھر کبھی ہرگز  
نہ پاؤ گے۔ اس لیے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر  
گرا دے تو وہ ہمیں اس سے راحت دینے کا باعث ہوگا تو عمر بن جحاش بن کعب  
نے کہا میں اس کام کو انجام دیتا ہوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب)  
اس کی خبر ہو گئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور  
اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ مُّسْتَطْرَا  
لُكُمْ أَنْذَرْتُمْ عَنْكُمْ وَأَتَقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو

جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمہاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں

تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور

ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن اضر اور بحری بن عمرو و ثائب  
بن عدی کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے  
گفتگو کی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی منزل سے انہیں ڈرایا تو ان لوگوں نے  
نصارائی کے قول کی طرح کہا کہ اے محمد تم ہمیں کیا ڈراتے ہو واللہ ہم تو اللہ کے  
بیٹے اور آپس کے پیارے ہیں (اس پر) اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ كَذَّبْتُمْ  
بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ نَجَسٌ مُتَسَمِّنٌ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ لِلَّهِ مُلْكُ  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاللَّهُ الْمُضِيرُ

اور یہودیوں اور نصاریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور  
اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبی تو) کہہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی  
سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے  
ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو  
چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان  
ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت  
دی اور اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے انھیں ڈرایا  
تو انھوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے  
کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ اور عتبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود  
اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے  
رسول ہیں اور تمہیں تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے  
تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن جرعلہ اور وہب  
بن یہود اے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی  
کتاب نازل فرمائی اور زبان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو  
اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ  
مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ  
وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے  
رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے زمانے) میں وہ تمہارے  
لیے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے (تاکہ تمہیں یہ عذر نہ رہے) کہ

کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا  
نہیں آیا پس اب تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا  
آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے  
اور ان لوگوں سے انھیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں  
اور ان احکام الہی کو جنھیں ان لوگوں نے رو کر دیا یہاں تک کہ اس کی پاداش  
میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ ان کا بیان فرمایا۔

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکمِ رجم کے متعلق یہود کا رجوع

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انھوں  
نے مزینہ میں کے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان  
کرتا تھا کہ ابو ہریرہؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور  
ان میں سے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے  
زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو  
اور اس سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں  
کے فیصلے کا حکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی  
تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو۔ اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست  
درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے  
بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انھیں اس طرح بٹھانا کہ ان  
کے منہ گدھوں کی دھوں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور

اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے اور جو چیز تمھارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین لے گا۔ (یعنی نبوت تمھارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اس شادی شدہ شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لیے ان دونوں پر آپ کو حاکم بنا دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس ان کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:۔

۱۹۴

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اُخْرِجُوا اِلَىٰ عُلَمَاءِكُمْ

اے گروہ یہود! اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ

تو وہ عید اللہ بن صوری کو لائے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظہ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے ساتھ ابویاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذاکو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علماء ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوالات فرمائے اور ان کے متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ عالم ہے) یہاں تک کہ ان لوگوں نے عید اللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ تو ریت چلنے والوں میں یہ سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ”مجھ سے بنی قریظہ کے بعض افراد نے بیان کیا ہے“ ”سب سے زیادہ جانتے والا ہے“ تک ابن اسحق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔  
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اور وہ ایک جوان چھو کر ان میں سب سے زیادہ کم سن نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم نے اس سے دریافت (فرمانے) میں اصرار فرمایا اور آپ اس سے فرما رہے تھے۔

يَا ابْنَ صُورِي اُنْشُدْكَ اللّٰهُ وَاذْكُرْكَ يَا يَامِ

عَنْدَبَتِي اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُ اَنْ اللّٰهُ حَكَمَ فِيمَنْ زَنَى بَعْدَ

اِحْصَانِهِ بِالرَّجْمِ فِي التَّوْرَةِ

اے ابن صوری میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی ذمہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگساری کا حکم دیا ہے۔

اس نے کہا الہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہاں سے نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار (کے محلے) میں ہے۔

پھر اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الرِّسُولُ لَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ

مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

هَذَا وَاسْمَاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَاعُونَ لِقَوْمِ الْآخِرِينَ كُمْ يَأْتُونَكَ

اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے کہہ دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ (باتوں) کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آتے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انھیں بعض ایسے حکم بتا دئے ہیں جو سچا نہیں۔ پھر فرمایا کہ

يُخْرِفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ

هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تَوْتَوْهُ (ای الرجم) فَاحْذَرُوهُ

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کی جانب سے) تمہیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ حکم (یعنی رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو۔ آخر بیان تک۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارنے سے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تاکہ پتھروں سے اس کو بچاے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے نمایاں فرمادی

تاکہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔  
ابن اسحق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبد اللہ بن عمر کے  
آزاد کروہ نافع سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے سکر بیان کیا انھوں  
نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں حکم بنایا گیا تو آپ نے  
انھیں تورات کے ساتھ بلوایا اور ان میں کا ایک عالم بیٹھ کر اسے پڑھنے لگا  
اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبد اللہ بن سلام نے  
اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے  
آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَيَحْكُمُ يَوْمَئِذٍ بِمَا دَعَاكُمْ إِلَىٰ تَرْكِ اللَّهِ وَهُوَ

بِأَيْدِيكُمْ

اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے  
کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔  
راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے واللہ اس حکم پر ہم میں غل ہوا  
کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص نے جو شاہی خاندان اور پڑی  
حیثیت والوں میں سے اٹھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے) اس کے  
سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد پھر ایک شخص نے زنا کیا (اور) اس نے  
چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ اس کو  
اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ فلاں شخص  
کو سنگسار نہ کیا جائے۔ جب انھوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع  
ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجلیہ قائم کیا اور سنگساری کے  
تذکرے اور اس پر عمل کر کے کو مر دہاست بنا ڈالا

راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ لَعِنَا اللَّهُ وَكَلِيلُ يَه

تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الہی کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

## خوہشامیں ان لوگوں کے مظالم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن خصین نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورہ) مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ (تعالیٰ) نے یہ فرمایا:۔

فَاَحْكُم بَيْنَهُم اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تَعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرَّكَ شَيْئًا وَاِنْ حَاكَمْتَ فَاَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ اِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (مجھے اختیار ہے) اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خوہشام کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خوہشام جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ (کے مقتولوں) کا نصف۔ تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو



اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی دیت مقرر فرمادی۔ ابن اسحق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلو با اور عبد اللہ بن صوری اور شائس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا:۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہمارے مخالف نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حکم بنادیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرماویں اور ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرمادیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصْنِفَهُمْ بَعْضُ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ

لَفَاسِقُونَ أَفْخَمُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا  
لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے  
جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر  
اور ان سے دُتر تارہ کہ وہ تجھے ان میں سے بعض (احکام) سے  
برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ  
رد گردان ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں  
انھیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہہ لوگوں میں  
کئے اکثر افراد نا فرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے اور  
یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے  
ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور رید  
اور ازار بن ابی ازار اور شعیب آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں  
سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُرْسِلَ إِلَيْنَا مِنْ رُسُلِهِمْ وَإِنَّا لَنُؤْمِنُ

وَبِالْأَنْبِيَاءِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ

۱۔ (الف) میں اللہ میں ہے جو غلط ہے کیونکہ اوتی کا نائب فاعل ہے نہ کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔  
(احمد محمودی)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف  
اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم واسمعیل واسحق ولعقوب  
اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے)  
نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں  
سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں۔  
جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار  
کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا  
ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا

أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ۔

(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف  
اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو  
ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی۔  
اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن عازبہ اور سلام بن  
مشکم اور مالک بن خنیف اور رافع بن حویملہ آئے اور کہا اے محمد کیا تمہارا یہ  
دعویٰ نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے  
اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں  
اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

بَلْ وَلَكُمْ كُتُبٌ أُخْدِثْتُمْ وَحُجَّتُمْ مَا فِيهَا مِمَّا أَخَذَ عَلَيْكُمْ

مِنَ الْمِيثَاقِ فِيهَا وَكُتِمَتْ مِنْهَا أُمُورٌ ثُمَّ أَنْ تَبَيَّنُوهُ لِلنَّاسِ  
فَبَرِئْتُ مِنْ إِحْدَاثِكُمْ

کیوں نہیں (بے شک میرا دعویٰ یہی ہے) لیکن تم نے نئی  
باتیں پیدا کر لی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں  
ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی دس بات  
کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے  
واضح طور پر بیان کرو اس لیے میں نے تمہاری نئی باتوں سے  
علحدگی اختیار کر لی۔

انھوں نے کہا کہ پھر تو ہم انھیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں  
جھے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے۔ اور ہم نہ سمجھتے ہیں  
ایمان لائیں گے اور یہ تیری پیروی کریں گے۔ تو ان کے متعلق اللہ نے  
(یہ) نازل فرمایا: —

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ كُنْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ  
وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَئِذَا نَكَثْتُم مَّا  
أُنْزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ طَعَيْنًا وَأَوْفَرًا فَلَا تَأْمَنُ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(اے نبی ان سے) کہہ اے اہل کتاب تم کسی (صحیح) چیز  
پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم توریت و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ  
جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور  
بے شک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی  
ہے وہ ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھانے لگی اس لیے



تو کافر قوم پر غم نہ کھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النحام ابن زید اور فردم بن کعب اور یحییٰ بن عمر آئے اور کہا اے محمد کیا تھیں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور معبود کا علم نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَذَلِكْ بَعِثْتُ وَإِلَى ذَلِكَ أَدْعُو

اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے نہیں۔  
اسی (اصول) پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں  
تو ان لوگوں کے اور ان کے قول کے متعلق (یہ) تادل فرمایا۔

قُلْ أَيْ عَمِّي أَكْبَرُ شَهَادَةٌ قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ

إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأَنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ يَبْلُغْ أَيْتَكُمْ لَكُمْ شَهَادَةٌ وَأَنْ

مَعَ اللَّهِ إِلَهَةٌ أُخْرَى

(اے نبی) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا) جواب یہی ہونا چاہئے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے (اس لیے) تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک پہنچ جائے کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں۔

قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا  
أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو میں  
ایک ہی مہبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے  
(بالکل) علیحدہ ہوں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو  
ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں  
نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔  
اور رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا  
تھا (مگر) منافق ہی رہے ان دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو  
اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ كَتَبُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا  
وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارُ أَوْلِيَاءُ وَاتَّقُوا  
اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو جنہوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے  
پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو  
ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو  
اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا  
بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ

اور جب وہ تمھارے پاس آئے تو کہد یا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لیے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کو اللہ خوب جانتے والا ہے۔

اور خیل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی راوی نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي

لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا

بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہدے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف کو ہی ظاہر فرمائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہو گئی ہے وہ تم پر اچانک ہی آئے گی۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے یا وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تم نے اس کے متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہدے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آیات کے معنی متی کے ہیں یعنی کب۔ قیس بن الحدادیہ الخزازی نے کہا ہے:۔

فَجِئْتُ وَمُخْفَى السَّيِّئَاتِي وَبَيِّنَهَا  
لِأَسْأَلِهَا أَيَّانَ مِنْ سَارَرَ رَاجِعُ

راز کو مخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اور اس کے  
درمیان (رہے شدہ) تھا وہاں اس کے اس بات کے دریافت کرنے  
کے لیے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔  
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسانہا کے معنی منتہا ہا کے ہیں اور اس کی جمع مراس ہے

کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے: —

وَالْمَصِيدِينَ بَابَ مَا أَخْطَأَ النَّاسُ  
سُورَ مَرَسِي قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ

اس دروازے کو پالنے والوں کی قسم جس کو لوگوں نے غلطی

سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور مخفی

عنہا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونک عنہا کانک

خفی بہم۔ وہ سمجھتے ہیں اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان

پر بڑا مہربان ہے کہ انہیں وہ بات بتا دے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ

بتائے گا۔ اور مخفی کے معنی البر المتجہد کے بھی ہیں یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔

۲۰۰ کتاب اللہ میں ہے۔ اذہ کان بنی حفیاً۔

وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔ اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ

کے اعمش نے کہا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَا رَبِّ سَكَرِلِ  
حَقِّي عَنِ الْأَعْمَشِيِّ بِصَحِيحِ أَصْعَدَا

(اے عورت) اگر تو میرے حالات دریافت کرتی ہے تو

کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعمش جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے

اور اس پر احسانات کرنے والے بہت رہے۔



اور یہ سیرت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حنفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم اور ابو یونس نعمان بن اونی اور محمود بن وحیہ اور شامس بن قیس اور مالک بن الضنیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزْرُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ

أَبْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقل کی باتیں کیے جا رہے ہیں۔ آخر بیان مکمل۔

ابن ہشام نے کہا کہ یضاحون کے معنی "ان لوگوں کی باتیں ان لوگوں کی باتوں کے مشابہت ہیں جنہوں نے کفر کیا" ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں ہو یضاحیث۔ وہ بھی تمہیں سا ہے۔ ابن اسحق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجہود بن یحان

۱۔ (الفج د) میں یضاحون ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ (احمد محمودی)

اور نعمان بن اثنا اور بحری بن عمر و اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو۔ حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

أَمَّا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ لَتَعْرِفُونَ أَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَجِدُونَ مَكْتُوبًا

عِنْدَكُمْ وَلَوْ أَجْمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ مَا جَأَوْا بِهِ

سن لو! اللہ کی قسم بے شبہہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن وانس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فتاح اور عبداللہ بن صوری اور ابن صلوبا اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اشیع اور کعب بن اسید اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے کہا۔ اے محمد کیا یہ تمہیں کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَمَّا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ

تَجِدُونَهُ ذَٰلِكَ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَةِ

سن لو! اللہ کی قسم بے شبہہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

لہ۔ (الف) میں "ام" بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

انہوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے، اس لیے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتارے کہ ہم اسے پڑھیں اور سچا نہیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق یہ نازل فرمایا۔

قُلْ لِّئِنْ أَجْمَعْتَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا

الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوا بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے بنی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن و انس اس بات پر متفق

ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔ اگرچہ

وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول ”تظاهر واعلیہ“ ہے جس کے معنی تعاون واعلیہ ہیں۔ شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ أَصْبَحْتَ لِلدَّيْنِ قَوَامًا وَلِلْإِمَامِ ظَهِيرًا

اے بنی کے بہنام! تو دین کے لیے باعث ترقی اور

خلیفہ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہیر ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ حنی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو نافع اور اشعج اور شمول بن زید نے عبد اللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور

آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انھیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جبکہ انھوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقیبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد اللہ نے تو اس تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر اس کو کس نے پیدا کیا۔ راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے۔ راوی نے کہا آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمد اپنے پر بارئہ ڈالئے۔ (یا آواز پست کیجئے) اور اللہ (تعالیٰ) کے پاس سے آپ کے پاس اس بات کا جواب لائے جس کا انھوں نے سوال کیا تھا (اور کہا)۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ

كُفُوًا أَحَدٌ

(اے نبی) کہدے بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا

مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی

ہمسر ہے۔

راوی نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو انھیں پڑھ کر سنایا تو انھوں نے کہا کہ اے محمد ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجئے کہ اس کی خلقت کیسی ہے اس کا ہاتھ کیسا ہے اس کا بازو کیسا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آگیا اور انھیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے جس کے متعلق انھوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا بِيَمِينِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ



وَالسَّمَوَاتِ مَطْرِيَّاتٍ بِمِثْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کا اندازہ نہیں کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک (کی باتیں) کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے۔

۲۰۳ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

يُوشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَاءَلُوا نَبِيَّهُمْ حَتَّى يَقُولَ قَائِلُهُمْ هَذَا اللَّهُ

خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَإِذَا قَانُوا ذَلِكَ فَقُولُوا اللَّهُ أَحَدُ اللَّهُ الصَّمَدُ

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لِيَتَقَلَّ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا

وَلْيَسْتَعِذَّ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرتے ہیں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو خبا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مرد و شیطان سے اللہ کا پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لی جاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضله بن کونعان ابن المنذر نے قتل کر کے ان (کی پیروں) پر کوفے میں الغرین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھلیجی) ہند بنت مہدی بن نضله نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے۔۔۔

أَلَا بَكَرَ النَّاعِي بِخَيْرِي بَنِي أَسَدٍ      بَعَثُوا بِنِ مَسْعُودٍ وَالسَّيِّدُ الصَّدُ

۲۰۲

سنو کہ خبر دینے والے نے بنی اسد کی دو بہترین فردوں عمرو بن مسعود اور مرجع خلافت سیرت کی موت کی خبر صحیح سویرے دی ہے۔ ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان میں کے سربراؤں کے لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں کا ایک عیاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ نجران کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجموعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا جو بنی یکرین وائل میں کی ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان میں ماہر عالم اور ان کا امام۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور ابو حارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہو گیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو جب ان کے دینی علم میں اس کی مہارت و اجتہاد کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا اور اس کے لیے کئی کلیے بنا دیے تھے اور اس کے لیے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کر دیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابو حارثہ اپنی ایک خجری پر بیٹھا اور اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت توجہ کی۔ اور اس کے بازو ہی اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام کوزین علقمہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس کا نام کوزیتا یا ہے۔ ابو حارثہ کی خیرنی نے ٹھوکر کھائی تو کوزین نے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابو حارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے اس نے کہا بھائی صاحب (ہائیں) یہ کیوں تو اس نے کہا واللہ ہی وہ نبی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوزین نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (پر ایمان لانے) سے آپ کو روکنے والی کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے۔ ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور عزت دی ہے اور حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے۔ اور اگر میں نے (ویسا ہی) کیا (جیسا تیرا خیال ہے) تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے یہ لوگ چھین لیں گے پھر اس کے بھائی کوزین علقمہ نے اسی کی بات جو خود اس کے خلاف تھی اپنے ذل میں چھپائے رکھی حتیٰ کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا اور مجھے جو خبریں ملی ہیں انھیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کوزین علقمہ) اس (ابو حارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بخران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان میں کا کوئی رئیس مرجاتا اور وہ ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ جو ان پر پہلے سے تھیں ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور ان مہروں کو نہ توڑتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (وہاں کا) جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلتا تو ٹھوکر کھائی تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس سے اس کے باپ نے کہا ایسا نہ کہہ کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضایع یعنی کتب (محفوظہ) حکمت میں ہے۔ اور جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی

اس نے دل کڑا کیا اور مہربی توڑ دیں اس نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت ابھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

إِلَيْكَ تَجِدُ وَقَلْبًا وَضِيئًا      مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِينًا

مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينَهَا

(اوشنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آٹے آ رہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اوشنی یعنی اوشنی دے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقہ یعنی اوشنی کے کریند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عمرو نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضہ" دین النصاری دینہا "بڑھا دیا ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی سنایا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کیے ہوئے تھے۔ جیسے پہنے اور چادریں اوڑھتے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح خوبصورت تھے۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنہوں نے ان کو اس روز دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا ساق و قدیم نے کوئی نہیں دیکھا ان لوگوں کی نماز کا وقت آچکا تھا۔ اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعوہم۔ انھیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں) تو انھوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔



ابن اسحق نے کہا کہ ان میں کے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔ اور ادس اور الحارث اور زید اور قیس اور زید اور نبیہ اور غیلہ اور عسمر و اور خالد اور عبد اللہ اور کنس بساتھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے۔ ان میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاریٰ کے اسی قسم کی باتیں تھیں وہ اللہ سے کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیمار یوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کچھ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔ اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہو اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا تم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔ اگر وہ ایک ہوتا تو میں کہنے کیا۔ میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا ہے جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ اصل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) اور عیسیٰ اور مریم ہیں۔ پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ اور جب ان دونوں عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ

۱۔ مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اور پر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غرض طلب امر ہے۔ (احمد محمودی)

علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:۔

أَسْلِمَا

تم دونوں اسلام اختیار کر دو۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّمَا كُنْتُمْ تَسْلِمَانِ فَاسْلِمَا۔ تم دونوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے اسلام اختیار کر لو۔ ان دونوں نے کہا ہم نے تم سے پہلے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا:۔

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاءُ كُمَا لِلَّهِ وَلَدَا وَعِبَادَتُكُمَا

الْبَصَلِيبِ وَأَكْلُكُمَا الْخِزْيَرِ۔

تم دونوں نے جھوٹ کہا۔ تمہارا اللہ کے لیے بیٹے کا ادعا اور تمہارا بیہوشی کی پوجا اور تمہارا سور کا گوشت کھانا یہ سب باتیں تمہیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں۔

انھوں نے کہا اسے محمد پھر ان کا باپ کون تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور انھیں کوئی جواب ادا نہ فرمایا تو اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے کچھ اوپر آیتوں تک نازل فرمایا اور فرمایا:۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

الم نزل اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

زندہ ہے برقرار ہے۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے اور وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے۔ ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تاکہ جو کافرانہ بدعتیں

انہوں نے پیدا کر لی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھہرایے تھے اس کا رد ہو  
اور اپنے دوست (یعنی پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا وہ خود ان پر حجت ہو  
اور اسی سے ان کی گمراہی بتا دی جائے۔ پس فرمایا:۔

اَلْمَلٰٓئِكَةُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں  
اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں الٰہی القیوم۔ وہ ایسا  
زندہ ہے کہ مرتا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھا دیے گئے  
القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے وہ اس پر برقرار ہے  
(اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں  
تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی۔

یعنی جن لوگوں نے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی اس کو یہ ہوئے۔

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰتَ وَالْاِنْجِيلَ

اور اس نے توریت و انجیل بھی اتاری۔

یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے  
پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ اور فرقان نازل فرمایا۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں کی مختلف جماعتوں نے  
جو مختلف خیالات قائم کر لیے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوْ اِنْتِقَامٍ

بے شہہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے  
سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔

یعنی اشدان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنہوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کو سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

بے شبہہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی نہ زمین میں

اور نہ آسمان میں۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چاہا بازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں، کہ انہوں نے اللہ سے غفلت اور اس کا انکار کر کے عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ

وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی

چاہتا ہے صورتیں نہیں دیتا ہے

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ انہیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے پھر ان شہکار سے جو انہوں نے ٹھہرایے تھے۔ اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ و حکمت والا ہے۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ و دلائل بیان



کرنے میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

أُمُّ الْكِتَابِ

وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے۔ اس میں کی بعض آیتیں استوار (واضح المراد مانع اشتباہ) ہیں اور یہی کتاب کی اصل ہیں۔ ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے۔ اور مخالف اور غلط باتوں کی ممانعت ہے۔ انھیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جاسکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے جس کے لیے وہ بنائے گئے ہیں۔

وَأُخْرُومُتَّابَاتٌ

اور (بعض) دوسری مشتبہ ہیں کہ ان کو ان کے معنی سے پھیرا جاسکتا ہے اور ان کی تاویل کی جاسکتی ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعے بندوں کی آزمائش کی ہے جس طرح حلال و حرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انھیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں اور انھیں حقیقی معنی سے نہ پھیریں۔ اللہ فرماتا ہے:۔

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں طغیان ہے۔ یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے۔

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

تو وہ لوگ اس میں سے مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے

ان باتوں کو سچا ٹھہرائیں جن کا انھوں نے ایجاد کر لیا ہے اور نئی باتیں پیدا کرنی  
ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انھوں نے کہی ہے اس  
میں انھیں شک و شبہ ہی ہے۔

### اِتِّغَاءُ الْفِتْنَةِ

فتنہ کی جستجو میں۔

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لئے۔

### وَاِتِّغَاءُ تَاْوِيلِهِ

اور تاویل کی تلاش میں۔

یعنی تخلیقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی  
کی طرف لیجانا چاہتے ہیں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے۔

### وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔

یعنی اس کو تخلیقنا اور قضینا کی تاویل جس کے معنی انھوں نے اپنے  
حسب منشاء لئے لیے ہیں۔

### إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا

مگر اللہ اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے

ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لائے۔ یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب  
سے ہے۔

پھر اس میں اختلاف کیسے ہو سکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے۔

ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے مشتبه الفاظ کی تاویل کیلئے  
ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری

تاویل نہیں کرتا۔ اور ان کی اس بات سے کتاب منظم ہو گئی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرنے والا (ہونا ظاہر) ہو گیا۔ اور اس کے ذریعے حجت نافذ ہو گئی اور وجہ ظاہر ہو گئی اور غلطی زائل ہو گئی اور کفر کا سر پھل ویا گیا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:۔

وَمَا يَذْكُرُو

اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے۔

یعنی ایسے معاملوں میں۔

۲۰۹ إِلَّا أُولَٰئِ الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا

مگر عقل والے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو

ٹھیک نہ کر۔ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ بتادی۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرف جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما بے شبہ

تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ وَالْقَادِرُ الْعَلِيمُ

اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انھوں نے جو کچھ کہا اس کے خلاف (یہ سب

۱۰۔ (الف) میں ملیکہ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

(گواہ ہیں)

بِالْقِسْطِ

انصاف سے۔ یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا

ہے۔ بے شبہ اللہ کے پاس دین (تولیس) اسلام ہی ہے۔

یعنی اسے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے

جس طریقے پر تم ہو۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انھوں نے (اس سے)

اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا۔

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آچکا ہے کہ اللہ ایک ہے

جس کا کوئی شریک نہیں۔

بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

آپس کی سرکشی سے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے

تو بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ

پھر بھی انھوں نے اگر تجھ سے حجت کی۔

یعنی ان کے قول خلقنا۔ فعلنا اور امرنا کی (تاویل) باطل

سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ نہایت بے باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے۔



اس کو انھوں نے جان لیا ہے۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے۔

وَمَنِ التَّبَعْنِي وَقُلْ لِلَّذِينَ آوَوْا إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انھوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پر مہر ہیں ان سے کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں (ان سے کہہ)۔

أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللَّهُ بِصِرِّ الْعِبَادِ

کیا تم نے بھی (اس اصول) تسلیم کو اختیار کر لیا اگر انھوں نے (بھی اس اصول کو) مان لیا تو بس حیدھی راہ پر لگ لیے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پروا نہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرمایا اور انھوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔ اِلٰی قَوْلِهِ

قُلِ اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کے احکام دیتے ہیں۔ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے۔۔۔ اس کے اس فرمان تک کہ کہ اے اللہ اے حکومت کے مالک یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

تَوْفِي الْمَلِكُ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ

مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيدِكَ الْخَيْرُ

تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔

إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکتے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُوجِّعُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَتُوجِّعُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو

داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے  
سے مردے کو نکالتا ہے۔  
یعنی اسی قدرت سے۔

## وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے۔  
تیسرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیسرے سوا  
کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے  
اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کچھڑے پرندے کے پیدا کرنے اور  
عیسیٰ امور کی خبریں دینے کے لیے چند چیزوں پر غلبہ دیدیا تھا تا کہ انھیں  
اس کے ذریعے سے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور تا کہ اس نبوت  
کی تصدیق ہو جسے میں نے انھیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث  
فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہوتے کا دعویٰ کرتے ہو تو  
(اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں  
بھی تو ہیں جو میں نے انھیں نہیں دیں (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا  
اور نبوت کا عہدہ جس کو چاہتا دیدیتا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور  
رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے  
سے مردے کا نکالنا اور نیکیوں یا بدوں میں سے جس کو چاہتا بے حساب  
رزق دینا غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی  
اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا لیکن انھیں ان چیزوں میں کوئی دلیل و عبرت  
نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں

۱۔ (ب) میں تملیک الملوك وامر النبوة ہے جس کے معنی میں نے ترجیح میں اختیار  
کیے ہیں اور (الف ج د) میں بامر النبوة ہے جس کے معنی نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ  
بنانا ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

ہو تیں حالانکہ انھیں یہ معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے۔ پھر ایمداروں کو نصیحت فرمائی اور انھیں ڈرتایا اس کے بعد فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

(اے نبی! ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔  
یعنی اگر تمھارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمھارے کام) اللہ کی محبت اور  
اس کی عظمت کے اظہار کے لیے (ہوتے ہیں)۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

تو میری پیروی کرو واللہ تمھیں محبوب بنائے گا اور تمھارے لیے  
تمھارے گناہ و گناہوں کو معاف کرے گا۔  
یعنی تمھارا اگر شتہ کفر۔

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور اللہ بڑا پروردگار اور بڑا مہربان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ  
تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی۔  
یعنی اپنے کفر ہی پر (اڑے) رہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ



تو بے شبہہ اشد کافروں سے محبت نہیں رکھتا پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اشد نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا کیسی ہوئی فرمایا: —

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى

الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔

بے شک اللہ نے آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران کو تمام جہانوں میں سے انتخاب فرمایا۔ ان سے میری مراد وہ ایذا (ہیں) جو ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے اور اشد تو ان کی قابلیتوں اقتضاؤں اور دعائوں سے خوب واقف ہے وہ) خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا: —

إِذْ قَالَتْ امْرَأَةٌ عِمْرَانُ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

مُحَرَّرًا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی عورت نے کہا۔ اے

میرے پروردگار جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے یقیناً تیری نذر میں دے دیا اور آزاد کر دیا۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا اور اسے اشد کی غلامی کے لیے آزاد کر دیا کہ اس سے کسی دنیوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَقَبَّلَ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَهَا قَالَتْ

رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ

پس مجھ سے (یہ تذر) قبول فرما بے شبہ تو خوب سننے والا اور خوب جانتے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنلاتی کہا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جناتا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جناتا اس سے خوب واقف ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں۔

یعنی اس مقصد کے لیے جس کے لیے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور تذر پیش کیا تھا۔

وَإِنِّي سَمِعْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھیلنے والی اولاد کو مرد و شیطان سے پس پری ہی پناہ میں دیتی ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَقَبِّلْهَا بِأَيْمَانٍ قَبُولٍ حَسَنٍ

۱۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر "ایس الذکر کا لائن" کو مقولہ والدہ مریم علیہا السلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو "ایس نکالاتی کا ذکر" ہونا چاہئے تھا۔ یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لیے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لیے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے جناتا اس کے مرتبے اور علو شان سے خوب واقف ہے۔ جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا سا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والے بہت سے مردوں سے بھی برتر و اعلیٰ ہے۔ (احمد محمودی)

تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ  
قبول فرمایا۔

وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا  
نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔  
ابن ہشام نے کہا کہ کفلہا کے معنی ضمہا کے ہیں۔ یعنی اسے اپنے  
ساتھ رکھا۔

ابن اسحق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے  
بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انھوں نے جو دعا کی اور جو کچھ انھیں  
عطا ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو یحییٰ عنایت فرمائے گئے۔ اس کے بعد مریم  
اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى

نَسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي

مَعَ الرَّاكِعِينَ

اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمایا اور  
تجھ کو پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی  
اے مریم اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ  
اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (اور)  
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب  
نزدیعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا۔

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں کا کون مریم کی

نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اقلامہم کے معنی سہامہم کے ہیں۔ یعنی  
ان کے وہ تیز جن کے ذریعے انہوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی  
کی۔ تو ذکر کیا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔ آخر مریم کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھا۔  
یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جبریل  
راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں کا ایک بڑھئی تھا۔ مریم علیہا السلام کو اپنے  
پاس لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور ذکر کیا (علیہ السلام)  
نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا  
اس لیے ذکر کیا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم  
(علیہا السلام) کے لیے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے  
تو جبریل راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لیے نکلا (اور) جبریل ہی نے ان کی نگرانی کی

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان

کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔  
اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے  
پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تاکہ آپ کی نبوت کو ثابت  
کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنہیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انہیں ان کے



سامنے پیش فرماتے تھے ان پر رحمت قائم ہو۔ پھر فرمایا۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ

(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔ اے مریم۔

إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے

جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق

کہتے ہو۔

وَجِئْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو دالے تھے۔

یعنی اللہ کے پاس۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ

الصَّالِحِينَ

اور وہ مقربین میں سے تھے اور گوارے میں لوگوں

سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیر عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ

باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے۔

انھیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے

تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی

گفتگو اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے

انھیں گوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی

نبوت کے لیے ایک علامت ہو اور پیروں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے۔

قَالَتْ رَبِّ اُنِّیْ یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَحْسِسْنِیْ لَیْسَ قَالَ کَذٰلِکَ

اَللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ

مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرے دکھا کیسے ہو گا  
حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (سبک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہو گا)  
اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔  
یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے  
بشر ہو یا غیر بشر۔

اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ

جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اس کو صرف  
”ہو“ کہہ دیتا ہے۔

وہ جس چیز کو چاہتا ہے اور جیسی چاہتا ہے

فَیَکُوْنُ

تو وہ ہو جاتی ہے

اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام  
کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا۔

وَيُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَۃَ

۱۔ (الف) میں ”عَلِّمُہُ“ ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہیں۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے  
(احمد محمودی)

اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور توحید کی تعلیم  
(کا شرف عنایت) فرمائے گا۔  
جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام)  
کے وقت سے چلی آرہی تھی۔

## وَالْإِخْلِيلَ

اور اِخْلِيل کی بھی (تعلیم دے گا)  
جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے انھیں نئی عنایت فرمائی  
تھی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ  
(عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیاء میں سے ہونے والے ہیں۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ  
اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر  
(بھیجا) اس نے کہا بے شبہہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی  
جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں۔

یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اسکی  
جانب سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ  
بے شبہہ میں تمہارے لیے کیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی  
شکل پیدا کرتا ہوں۔

فَأَنْفَعُ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ  
پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ  
بن جاتا ہے۔

اس اللہ کے حکم سے جس نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے جو میرا  
اور تمھارا دونوں کا پروردگار ہے۔

وَأُزِيءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَنْزَصَ

اور میں پیدا ہونے والے اور کورٹھی کو (بھلا) چنگا

کر دیتا ہوں۔  
ابن ہشام نے کہا کہ الاکمہ مادر زاد اندھے کو کہتے ہیں۔  
روث بن العجاج نے کہا ہے۔

هَرَجْتُ فَازْتَدَارِئِدَا الْأَكْمَهَ

میں نے ڈانٹا تو وہ مادر زاد اندھے کی طرح لوٹ گیا

اور اس کی جمع گٹھ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہرجت کے معنی صیحت بالاسلحہ  
علیہ ہیں یعنی شیر کے مقابل چینا اور چنچ پکار کی اور یہ بیت اس کے  
ایک قصیدے کی ہے۔

وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُرُونَ

فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُم

اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور

تمہیں وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں  
جمع رکھتے ہو۔ بے شبہ اس میں تمھارے لیے نشانی ہے۔ اس بات  
پر کہ میں تمھاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔

إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اگر تم ایماندار ہو۔



وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ

اور میں اس توریت کی تصدیق کرتے والا (دینا کر بھیجا گیا ہوں) جو میرے سامنے ہے ۔  
یعنی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے ۔

وَلَا حِلَّ لَكُمْ بِعَصِ الدِّی حُرْمَ عَلَیْكُمْ

اور (میں بھیجا گیا ہوں) تاکہ بعض ایسی چیزیں تمہارے لیے جائز کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں ۔

یعنی یہ بتا دوں کہ وہ تم پر حرام تھیں اور تم نے ان کو چھوڑ دیا تھا اور اب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انھیں تمہارے لیے جائز کر دوں کہ تمہیں اس میں سہولت ہو جائے اور اس کی دشواری سے تم نکل جاؤ ۔

وَحِشْتُمْ بِآیَةِ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا إِبْرَاهِيمَ

رَبِّی وَرَبِّكُمْ

اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں اس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو ۔  
بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ۔

یعنی آپ (علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہتے رہے ہیں اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرمانے اور اپنے پروردگار کی محبت ان لوگوں پر قائم ہونے کے لیے فرماتے ہیں ۔

فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیْمٌ

تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے ۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ سے جس پر چلنے کے لیے میں نے تمہیں شوق دلایا  
اور یہی ہدایت لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا۔ اور اپنی فات  
پران کی دست درازی دیکھی۔

قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَرَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا

بِاللَّهِ

(تو) کہا (کہتے) اللہ (کی برتری) کے لیے۔ میری  
مدد کرنے (روانی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں حارون  
نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم  
اللہ پر ایمان لائے۔

ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انہوں نے اپنے پروردگار  
کی جانب سے فضیلت حاصل کر لی۔

وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اور آپ گواہ رہے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں  
کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے محبت  
کر رہے ہیں۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا

مَعَ الشَّاهِدِينَ۔

اسے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر  
ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے  
اس لیے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر)  
میں لکھے۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔  
پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو آپ کو  
اپنی جانب اٹھا لیتے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

وَمَكُرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے  
بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے۔  
پھر انھیں بتایا اور ان کے اس عقیدے کا رد فرمایا جس کا انھوں نے  
اقرار کر لیا تھا کہ یہود نے آپ کو سولی دے دی۔ اور فرمایا:۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَرَافِعُكَ إِلَى مَطَهْرِكَ

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں  
تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا  
ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے  
تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں۔ جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق  
ناقابل ذکر ارادے کئے۔

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں ان لوگوں پر قیامت تک

پر تری دینے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا۔  
پھر واقعات بیان فرمائے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ  
(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے

جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔

یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے  
ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا لگاؤ  
نہیں ہے اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ

كُنْ فَيَكُوْنُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے  
کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور  
ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے سبھی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے۔  
یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

اس لیے شک و شبہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔

یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک  
نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت  
اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور  
چہرے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ  
اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔



فَمَنْ جَاءَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

اس لیے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ)  
اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں۔

یعنی اس کے بعد کہ میں نے تجھ سے اس کی خبر بیان کر دی ہے کہ  
اس کے کیا حالات تھے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا

وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں  
اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلا لیں اس کے بعد گریہ و زاری سے دعا  
مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا نبیہل کے معنی لعنت کی دعا  
کرتے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

لَا تَقْعُدَنَّ وَقَدْ أَكَلْتَ لَحْطَبًا تَعُوذُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَنَبْتَهِلْ

جب تو نے اسے (جنگ کو) ایندھن سے بھر کا دیا  
ہے تو کسی روز بھی اس کی برائی سے پناہ مانگنا اور لعنت کرتا  
نہ بیٹھا رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ نبیہل کے معنی نتزع  
یعنی آہ و زاری سے دعا کرنا ہیں۔

فرماتا ہے کہ ہم لعنت کی دعا کریں۔ عرب کہتے ہیں یہل اللہ فلائنا  
ای لعنہ اللہ علیہ اور یہلہ اللہ کے معنی لعنہ اللہ کے ہیں اور  
نبیہل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا ان ہذا۔ بے شک یہ۔ یعنی یہ خبر جو میں عیسیٰ کے  
متعلق لایا ہوں۔

لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

یقیناً یہی حقیقی بیان ہے۔  
یعنی عیسیٰ کے متعلق۔

وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شبہ اللہ  
غالب اور بڑی رحمت والا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو بے شبہ اللہ فساد یوں کو  
خوب جانتے والا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ

بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا

مُسْلِمُونَ

کہہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جہم میں  
اور تم میں راسخ (اور مسلم) ہے کہ ہم ابطل کے سوا کسی  
کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور

اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ تم تو اطاعت گزار ہیں۔ پس آپ نے انھیں ایک انصاف کی بات کی جانب دعوت دی اور انھیں لا جواب کر دیا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیانی جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ آپ کے ان دعویٰ کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے انھیں مباہلے کی دعوت دی انھوں نے کہا کہ اے محمد! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ نے جو دعوت دی ہے اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس ارادے سے ہم پھر آئیں گے۔ اور وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے اور تمہیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا ہے جن میں کاکوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر بچے بھولے ہوں نہ اور یاد رہے کہ اگر تم نے (مباہلہ) کیا تو تمہاری جڑیں تک اکھڑ دی جائیں گی اور اگر تمہیں اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو اور اگر تم نے اپنے دوست کے متعلق جو کچھ کہہ دیا ہے اسی پر (تم) جیسے لڑنا چاہتے ہو تو اس شخص سے تم صلح کر لو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم (اپنے مقام کو) لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں کسی ایسے شخص کو جس کو آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ

وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ  
ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے  
کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِشْتَوْنِي الْعَشِيَّةَ أَنْعَثَ مَعَكُمْ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ

تم لوگ شام میں میرے پاس آؤ میں ایک قوی لائق  
کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو  
خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی صرف اس  
امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہو جاؤں (یعنی قوی و امین) اس لیے ظہر کے  
وقت دھوپ میں پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی  
نماز پڑھائی اور سلام پھیرا اور اس کے بعد آپ نے اپنی سیدھی جانب اور  
بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اوجھا ہوا ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ  
آپ مجھے ملاحظہ فرمائیں اور آپ اپنی نظر سے تلاش فرماتے رہے یہاں تک  
کہ آپ کی نظر انور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی تو انھیں طلب فرما کے ان سے  
(یہ) فرمایا:۔

أَخْرِجْ مِنْهُمْ فَأَقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں  
ان کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کیا کرو۔ عمر نے کہا غرض ان  
صفات کو ابو عبیدہ نے حاصل کر لیا۔

منافقوں کے کچھ حالات

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح



بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا اور بنی العوف کی بھی شاخ بنی اخیلی میں سے تھا اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر بھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوئیں نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے رد و بدل کرنے والے حادثے رونما ہوئے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں تھا جو اپنی قوم اوس میں سربراہ اور وہو مطاع تھا جس کا نام ابو عامر عبد عمر و صیفی بن النعمان تھا جو بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی شخص حنظلہ الغیل کا باپ تھا جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انھیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی، موتے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں اپنی برتری سے محروم ہو گئے اور اسلام سے انھیں نقصان پہنچا۔

عبداللہ بن ابی کے لیے تو اس کی قوم نے منکوں کی ایک مال تیار کی تھی کہ اس کو تاج پہنا کر اپنا حاکم بنالیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی (تو) اللہ نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام کے اور کسی بات کو نہیں مانتی تو خود بھی ناجار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن اتفاق اور کینے پر حمار ہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات (ہی) نہ مانی اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا اور دس سے کچھ اوپر ایسے اشخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض کھروالوں سے حدیث کی روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَقُولُوا لِلرَّاهِبِ وَلَكِنْ قُولُوا الْفَاسِقَ

(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق (نافرمان) کہو۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم نے جھوٹے صحبت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت) پائی تھی اور (احادیث) سننی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا۔

جِئْتُ بِالْحَنِيفَةِ دِينَ إِبْرَاهِيمَ

میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں۔  
اس نے کہا میں تو اسی دین پر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا

تو اس دین پر نہیں ہے۔  
اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن اے محمد تم نے ضیافت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں آپ نے فرمایا۔

مَا فَعَلْتُ وَلَكِنِّي جِئْتُ بِهَا يُضَاءُ نَفِيَّةً

میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک

حالت میں لایا ہوں۔

اس نے کہا کہ اللہ حجوتے کو وطن سے نکالے مسافرت اور تنہائی میں

موت دے۔ اور وہ ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کر رہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَجَلَ فَمَنْ كَذَبَ فَقَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ بِهِ۔

ہاں (ہاں) جس نے جھوٹ کہا ہوا اللہ اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو وہ نکل کر طائف کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علائہ بن عوف بن الاحوص ابن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی نکل گئے تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا کہ متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سلب سے وارث کھیرایا اور علقمہ کو وارث نہ بنایا تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا ہے۔

مُعَاذَ اللَّهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيثٍ كَسَعِيكَ فِي الْعَشِيرَةِ عَبْدُ عَمْرِو

اے عبد عمرو! جس طرح تیری کوششیں تیرے خاندان میں رہیں اس طرح کے برے کاموں کی کوششوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

فَمَا قُلْتُ لِي شَرٌّ وَنَحْلُ فَقَدْ مَا بَعَثَ إِيمَانًا بِكَفَرٍ

پھر اگر تو یہ کہے کہ مجھے کو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک ہوں تو تو نے ایمان کو کفر کے مساوی دیکھا ہے بہت زمانہ پہلے ہی پہنچ ڈالا تھا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ”قاما قلت لی شرف و مال“ کی بھی بعضوں نے روایت کی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا لیکن عبد اللہ بن ابی وہ اپنی قوم میں اپنی برتری پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آگیا تو مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے (سامعین) زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ ایک گدھے پر جس پر خوگیر اور ایک فند کی چادر پڑی ہوئی تھی اور کھجور کی چھال کی رسی کی لگام تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں (ان کی) مزاج پر سی کے لیے تشریف لے چلے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاج نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مزاج نامی قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور اس کے ارد گرد اس کی قوم والے بیٹھے ہوئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے پاس سے (یونہی) گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا (اس لیے) اتر پڑے اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور آپ نے قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائی اور اللہ (تعالیٰ) کی جانب دعوت دی اللہ کے نام سے نصیحت کی پر ہیزگاری کی تلقین کی۔ خوش خبری سنائی اور خوف دلایا کہ راوی نے کہا کہ وہ چپ چاپ تھا کوئی بات نہ کر رہا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو کہا کہ اے شخص تیری ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں لیکن اگر یہ باتیں سچی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھ اور جو شخص تیری ان باتوں (کو سنتے) کے لیے آئے اس سے یہ باتیں بیان کر



اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کو ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کر جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ (راوی نے) کہا: عبد اللہ ابن رواحہ نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا آپ کیوں ایسا نہ کریں ہماری مجلسوں۔ ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخبردار ہیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبد اللہ بن ابی نے جب اپنی قوم کی یہ کھلی ڈلی مخالفت دیکھی تو کہا:۔

مَتَى مَا يَكُنْ مَوْلَاكَ خَصْمُكَ لَا تَزَلْ . تَذِلُّ وَبِصْرُكَ الَّذِينَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تو ہشت مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَكُلُّ يَهْضُ الْبَازِي بِغَيْرِ جَبَاحِهِ . وَإِنْ جَذَّ يَوْمًا رِيشَهُ فَهُوَ وَاقِعٌ

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے اور اگر کبھی اس کے پر اکھیر دیئے جائیں تو وہ گر پڑے گا۔ ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق کے سوا دوسری بیت کی روایت دوہوں سے ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے چہرہ مبارک میں ان باتوں کی علامتیں تھیں جو دشمن خدا ابن ابی نے کہی تھیں سعد نے کہنا یا رسول اللہ میں آپ کے چہرہ مبارک میں کچھ (تغیر) دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے

جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”اجل“ ہاں۔ پھر آپ نے انھیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمائیے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لیے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔ اس لیے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیما و صحابیوں کا

### بیان

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبد اللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (دبیلی) عائشہ کی (ذریعہ) روایت بیان کی کہ (ام المؤمنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبائی میں مبتلا ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (ام المؤمنین نے) کہا کہ ابو بکر اور ابو بکر کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابو بکر ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابو بکر کے نزدیک گئی اور کہا یا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو کہا۔

كُلُّ أَمْرٍ مُصَبِّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَذَى مِنْ شَرِّكَ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے نیچے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ام المؤمنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (محترمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمہارا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا: —

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ خَفَافٌ مِنْ فَوْقِهِ

كُلُّ أَمْرٍ مُجَاهِدٌ بِطَوَقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے۔ (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ طوقہ کے معنی اپنی طاقت کے ہیں۔ (ام المؤمنین نے) کہا کہ واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو اس کا ہوش نہیں ہے۔ (محترمہ نے) کہا کہ بلال کی یہ حالت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے (یہ) کہتے ہیں۔

أَلَا كَيْتَ شَعْرِي هَلْ أَمِيتَ لَيْلَةً بَفْعٍ وَحَوْلِي إِذْ خِرُّ وَجَلِيلٌ

کیا ایسا نہیں ہوگا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ہیں

کوئی رات مقام فتح (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کر سکوں گا  
کہ میرے گرد اذخر و طیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ أَرَدَنْتَ يَوْمًا مِيَاةَ مَجْنَّةٍ وَهَلْ يَنْدُونَ لِي شَامَةً وَطِفِلٌ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جا سکوں گا  
اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے (جو مکہ میں ہیں)  
ابن ہشام نے کہا کہ شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں (ام المؤمنین  
نے) کہا تو میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے وہ (سب) بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ ہرکے ہرکے باتیں کرتے ہیں  
اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ (ام المؤمنین  
نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ وَأُشَدَّ

یا اللہ ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنا دے  
جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدَّهَا وَصَاعِهَا وَأَنْقُلْ وَبَاءَهَا إِلَى مَهْبِئَةٍ

اور ہمارے لئے اس کے مدارِ صاع (اناج کے پاتوں) میں برکت عطا فرما  
اور اس کی وبا کو ہیبہ کی جانب منتقل فرما دے۔ اور ہیبہ حجفہ کو کہتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابن شہاب الزہری نے عبد اللہ بن عمر و  
ابن العاص کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انھیں مدینہ کا بخار آگیا یہاں تک  
کہ وہ بیماری سے تنگ آ گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
اس سے بچالیا یہاں تک کہ وہ بیچھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (راوی نے)  
کہا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

اعلموا ان صلاۃ القاعد علی النصف من صلاۃ القائم

تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے۔

راوی نے کہا تو باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لیے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگ کے لیے تیاری فرمائی اور اللہ نے اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور عرب کے آپ کے اس پاس کے مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تیرہ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔

## تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبد الملک بن ہشام سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحق المطلبی کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا تھا اور سر پر آنے کے قریب تھا، ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے اور ابن ہشام نے جو کہا ہے وہ یہی تاریخ ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تیرہ سال

۱۔ خط کشیدہ عبارت (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع الآخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولیٰ جمادی الآخرہ) رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (تک) اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے باہر میں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

## غزوہ ودان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے

ابن اسحق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الالبوار بھی یہی ہے۔ اور آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبدمناتہ بن کنانہ کا تھا تو اس میں بنو ضمرہ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جس نے ان کے خلافت آپ سے صلح کی وہ مخشی بن عمرو البصری تھا اور وہ اپنے اس زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور صفر کے باقی دن اور ماہ ربیع الاول کی ابتدا میں آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ (ہے)

## علیدہ بن الحارث کا سریہ

اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں قیام فرمائے

کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصى کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو ہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا اور وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو المرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا وہاں انھیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی لیکن ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔ پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے حالانکہ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو ابھرائی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوہ ان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی (یہ) روایت سنائی کہ ان پر مرکز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی تمیم ابن عامر بن لوی بن غالب بن فہر میں کا ایک شخص تھا۔ ابن اسحق نے کہا کہ غزوہ عبیدۃ بن الحارث کے متعلق ابوبکر صدیق نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء و شعراء نے ابوبکر کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے۔

أَمِنْ طَيْفٍ سَلَمَى بِالْبِطَاحِ الدَّمَائِشِ أَرْقَتْ وَأَمْرٍ فِي الْعَسِيرَةِ حَازِثٍ  
کیا نرم زمین کی قبلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمیٰ کے خیال میں  
اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری  
نیند اڑ گئی۔

تَرَى مِنْ لُؤْيٍ قُرْقَةً لَا يَصُدُّهَا عَنْ الْكُفْرِ تَذِكْرٌ وَلَا بَعَثُ بَاعِثٍ

بنی لوی میں تو تفریق دیکھ رہا ہے جن کو کفر سے نہ کوئی نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُولُ أَتَاهُمْ صَادِقٌ فَكَذَّبُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَسْتَ فِينَا بَأْكٍ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں ہے۔

إِذَا مَا دَعَوْنَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَذَبُوا وَهَرُوا هَرِيرَ الْمَجْرَاتِ اللَّوَاهِتِ

جب ہم نے انہیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں پھپھنے والوں اور ہانپتے (جھوٹے) زبان نکالتے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَمْ قَدْ مَتَنَّفَاهُمْ بِقَرَابَةٍ وَتَرَكَ التَّقَى شَيْءُ لَهُمْ غَيْرَ كَارِثٍ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلہ رحم کیا اور پرہیزگاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے جس کا کوئی غم ہی نہیں۔

فَإِنْ يَرْجِعُوا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوبَتِهِمْ فَمَا طَبِيبَاتُ الْحُلِّ مِثْلُ الْحَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں تو کس قدر بہتر ہو اس لیے کہ (حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں کی طرح نہیں ہیں۔

فَإِنْ يَرْكَبُوا طُعْيَانَهُمْ وَضَلَّاهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللَّهِ عَنْهُمْ بِلَايَةٍ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں پر) پر سوار رہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔



وَجَنَّ أَنْاسٌ مِنْ ذُرِّيَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعَزْمُ مِنْهَا فِي الْفُرُوعِ الْإِثْنَانِ

اور ہم تو بنی غالب میں سے چوٹی کے لوگ ہیں ہیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُولَىٰ رَبِّ الرَّاغِبَاتِ عَشِيَّةً حَرَّاجِيحٌ مُّخَدَّىٰ فِي السَّرِجِ الثَّانِي

شام کے وقت پونہ چال چلنے والی دراز قد اوشنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَأَدَمٍ ظَبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عَكْفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبُرْدَاتِ الثَّانِي

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے کچھڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَمْ يَفْقُوا عِلْمًا مِنْ ضَلَالِهِمْ وَلَسْتُ إِذَا أَلَيْتُ قَوْلًا بِجَانِبِ

اگر وہ بلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں۔ اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْدَرَنَّ نَمَّ عَارَةً ذَاتُ مَصَدَقٍ مُحَرَّمٌ أَلْهَارُ النِّسَاءِ الطَّرَامِثِ

تو بہت بلدان پر حقیقی طور پر ایک ایسا حملہ ہو گا جو جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کر دیگا۔

تَغَادِرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَزْلَهُمْ وَلَا تَرَأَى الْكُفَّارَاتِ ابْنِ حَارِثِ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کر دیا کہ ان کے گرد  
پرنڈوں کی ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہوں گی اور وہ ابن حارث کی طرح  
کافروں پر رحم نہیں کریں گی۔

فَاتْلِغْ بَنِي سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً وَكُلْ كُفُورٍ يَتَّبِعِي الشَّرَّ بِاحْثٍ

(اے مخاطب) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور  
ہر اس ناقدر دان کو پہنچا دے جو قساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ

فَإِنْ تَشْعَثُوا عَرَضِي عَلَى سُورَائِكُمْ فَإِنِّي مِنْ أَعْرَاضِكُمْ خَيْرٌ شَاعِثٍ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی چاہتے  
ہو تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈالنا نہیں چاہتا۔  
اس کا جواب عبد اللہ بن الزبیری السہمی نے دیا اور کہا۔

أَمِنْ رَسْمٍ دَارٍ أَقْفَرْتُ بِالْعُشَاةِ يَكَيْتُ بَعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ كَيْتٍ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر مجھیں ریت کے ٹیلوں نے  
بجھڑنا دیا ہے تو ایسی آنکھ سے رو رہا ہے جس کے آنسو ٹھہرتے ہی نہیں۔

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ وَالْدَّهْرِ كُلِّهِ لَهُ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتِ وَحَادِثِ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے)  
حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچھے کے قابل ہیں چاہے وہ پرانی ہوں  
یا نئی۔

لَجِيشٍ أَنَا نَازِي عَرَامَ يَقْوَدُهُ عُبَيْدُ يَدْعِي فِي الْهَيْلِجِ ابْنُ حَارِثٍ

(عجائبات زمانے میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے)  
لیے آیا ہے۔ کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے جو

جگہوں میں این حادث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لَتَنَزَّكَ أَصْنَامًا بِمَكَّةَ عَكْفًا مَوَارِيثَ مَرُورٍ وَتَكْرِمَ لَوَارِثَ ۲۲۸  
تاکہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں جے جے ہوئے ہیں اور  
وارثوں کے لیے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ لِسْمِ رَدِيبَةٍ وَحَرِّ دِعْثَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَارِثَ  
پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں ردیہ (نیزوں) اور  
چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے جو گردوغبار میں ہاتھ  
ہوئے (دوڑنے والے) تھے مقابلہ کیا۔

وَبَيِّضٍ كَأَنَّ الْمَلْحَ فَوْقَ مَوْنِهَا بِأَيْدِي كُمَاةٍ كَاللِّيُوثِ الْعَوَاسِثَ  
اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر  
چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں  
کی طرح فساد کا ہیں۔

نَقِيمٍ بِهَا أَصْعَارُ مَنْ كَانَ مَائِذًا وَنَشْفَى الذُّحُولِ عَاجِلًا عَيْرَ لَيْثَ  
ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے تکیر سے گردن پیر  
رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر ہلت کے  
رجد بے انتقام کو فوری قسلی دیتے ہیں۔

فَكَفَرُوا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَهَيْبَةٍ وَأَعْجَبَهُمْ أَمْرُ رَاثِثَ  
پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے  
اور انھیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں  
دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا نَاحَ نِسْوَةٍ أَيَّامِي لَمْ يَمُنْ بَيْنَ نَسٍّ وَطَامِثٍ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غَوَّ دِرَّتْ قَتْلَى يُخْبِرُ عَنْهُمْ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا او غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے متعلق خبر دے سکتے۔

فَأَبْلَغُ أَبَا بَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةٌ فَمَا أَنْتَ عَنْ أَعْرَاضِ فِهْرِ تَاكِثٍ

پس (اے مخاطب) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے یہ ابوبکر کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت و اکبر و سے توڑنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجَبَّ مَنِيَّ يَمِينٌ غَلِيظَةٌ تَجَدَّدُ حَرْبًا خَلْفَهُ غَيْرُ حَانِثٍ

اور جب کبھی نیری کی کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جس کو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ

پھیل دیتی ہے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت چھوڑ دی ہے اور اکثر علماء و شہداء اس قصیدے کو ابن الزبیری کا کلام نہیں مانتے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ بعضوں کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیر اندازی کے متعلق کہا ہے۔

الْأَهْلُ آتَى رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي حَمِيْتُ صَبَابَتِي بِصُدُورِ نَبِيٍّ



منوچی پاکیزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی  
یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یاتیروں  
کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے۔

أَذُوْدُهُمْ أَوَائِلُهُمْ ذِيَادًا بِكُلِّ حِزْوَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلٍ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انھیں تیروں  
سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُ زَامٍ فِي عَدُوِّ سَهْمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر  
مارنے والا دشمن کے لئے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذَلِكَ أَنَّ دِينَكَ دِينُ صِدْقٍ وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدَلٍ

اور یہ اس لیے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے  
اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَبِّئُ الْمُؤْمِنُونَ بِهِ وَيُخْزِي بِهِ الْكَافِرُ عِنْدَ مَقَامٍ مَهْلٍ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی  
اور کافر اسی کے سبب سے ہلکتے رہنے کے مقام میں روا  
ہوں گے۔

فَهَلَّا قَدْ غَوَيْتَ فَلَا تَعْبِي غَوَى الْحَيِّ وَنَحْلُكَ يَا ابْنَ جَهْلٍ

پس اے جاہل!۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے  
تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لیے مجھ پر عیب نہ لگاؤ تو ٹھہر  
(اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے)

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء و شعراء کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسناد میں کسی مسلمان کے لیے باندھا۔ اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ الایواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انھیں روانہ فرمایا تھا۔

## سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سفر

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبد المطلب ابن ہاشم کو فلولہ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس ہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں ابصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابو جہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمر و ابیہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بھینٹا اور عبیدہ کا بھینٹا دونوں ایک ساتھ تھے۔ اس لیے لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حمزہ نے اس کے متعلق شتر کے ہیں اور اس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پس اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الہی سے انھوں سچ ہی کہا (ہوگا) کیونکہ

۱۔ اس مقام پر اصل میں ”فقد صدق انشاء اللہ“ ہے۔ عینہ ماضی کے ساتھ ان شاء اللہ

وہ سچ کے ہوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ ہر جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لیے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کر رہے انکار کرتے ہیں :-

أَلَا يَا قَوْمِي لِلنَّحْمِ وَالْجَهْلِ وَاللَّنَقْصِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو میری قوم کی جہالت اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل و رائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّائِبِينَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلٍ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اذنوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچھے کی بات ہے۔

كَأَنَّا تَبَلْنَا هُمْ وَلَا تَبَلْ عِنْدَنَا لَهُمْ غَيْرُ أَمْرِ بِالْعَافِ وَالْعَدْلِ

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے، حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انھیں پاک و امیر اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

وَأَمْرٍ بِاسْلَامٍ فَلَا يَقْبَلُ لَهُ وَيُنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنَزَلَةِ الْمَزَلِ

تقیہ حاشیہ سنو گذشتہ کی شرط کے دوسرے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)  
 ل۔ (الف) میں بالعقاب ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے کہ انھیں منہ سے ڈراتے اور انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے  
اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سادرجہ ہے۔

فَمَا بِرَحْوَاتِي ابْتَدَرْتُ لِعَارَةٍ لَمْ تَحِثْ حَلُوا ابْتَغَى رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ  
جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی  
سے ان پر چھاپا مارا۔

بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ أَوَّلُ خَافِي عَلَيْهِ لَوَاءٌ لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِي

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کٹا تھا  
ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔

لَوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِي كَرَامَةٍ إِلَهٍ عَزِيزٍ قُوْلُهُ أَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی  
مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین ہے۔

غَشِيَتْهُ سَارُوَا حَاشِدِينَ وَكُلْنَا مَرَّاجِلَهُ مِنْ غَيْظِ أَصْحَابِهِ تَعْلَى

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہم میں  
سے ہر ایک کی دیکھیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَيْنَا أَنَا خُوفًا فَعَقَلُوا مَطَايَا وَعَقَلْنَا مَدَى عَرْضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انھوں نے  
اپنے اونٹ بٹھائے اور سوار یوں کے پاؤں باندھ دئے اور  
ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنے سوار یوں کے)  
پاؤں باندھ دئے۔



فَقُلْنَا لَهُ حَبْلٌ إِلَّا مَصِيرُنَا وَمَا لَكُمْ إِلَّا الضَّلَالَةُ مِنْ حَبْلٍ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق ہے اور تمہارا تعلق کمرابی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَتَارَ أَبُو جَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًّا فَخَابَ وَرَدَّ اللَّهُ كَيْدَ أَبِي جَهْلٍ

پھر تو ابو جہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور (اپنے ارادے میں) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ) نے ابو جہل کی چال بازی رد کر دی۔

وَمَا نَحْنُ إِلَّا فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا وَهُمْ مَائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلٍ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دسواں اس کے بعد ایک اور زیادہ۔

فَيَا لَوْ لَوْ لَا تَطِيعُوا غَوَايَاكُمْ وَفِيئُوا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام جو ایک سہل راستہ ہے اس کی طرف آؤ۔

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ فَتَدْعُوا بِالنَّدَامَةِ وَالشُّكْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور اس وقت تم پچھتاؤ اور واویلا کرو۔  
تو ابو جہل نے اس کا جواب دیا اور کہا:۔

عَجِبْتُ لِأَسْبَابِ الْحَفِظَةِ وَالْجَهْلِ وَالشَّاعِينَ بِالْخِلَافِ وَالْبَطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور

غلط باتوں کے متعلق چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلشَّارِكِينَ مَا وَجَدْنَا جُودَنَا عَلَيْهِ ذَوِي الْأَحْسَابِ وَالسُّودِ الْجَزَلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر اچھا ہوتا ہے۔

أَتَوْنَا بِإِفْكٍ كِي يُضِلُّوا عَقُولَنَا وَلَيْسَ مُضِلًّا إِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِي عَقْلٍ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَإِن تَخَالِفُوا عَلَى قَوْمِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اسے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَإِنَّكُمْ إِنْ تَفْعَلُوا تَدْعُ نِسْوَةً لَّهُنَّ بَوَاكِ بِالرِّزْيَةِ وَالشُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو روئے والی عورتیں ہائے نصیبت اور ہائے پیادوں سے جذائی پکاریں گی۔

وَإِنْ تَرْجِعُوا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَإِنَّكُمْ بَنُو عَمَّكُمْ أَهْلُ الْحَفَاطِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوا إِنَّا إِنَّا وَحْدُ نَا مُحَمَّدًا رَضِيَ لِي ذَوِي الْأَحْلَامِ مِنَّا وَذِي فَضْلِ

توان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد ز صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے موافق پایا ہے۔

فَلَا أَبْوَالًا إِلَّا الْخِلَافَ وَزِينًا جَمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْقَعْلِ  
پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَمَّتْهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بَفَاكَارَةٍ لَا تُرْكُهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلٍ  
میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انھیں ایسے چورے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ رہے۔

فَوَرَعَنِي مُجَدِّي عَنْهُمْ وَصَحْبِي وَقَدْ وَازَرُونِي بِالسَّيُوفِ وَبِالنَّبْلِ  
لیکن اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں (اور تیروں) سے میری مدد کی تھی۔

لَا لِعَلَيْنَا وَاجِبٌ لَا نَضِيعُهُ أَمِينٌ قَوَاهُ غَيْرُ مَنْتَكِثِ الْحَبْلِ  
(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے جن کا نہ توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو كُنْتُ غَادَرْتُ مِنْهُمْ مَلَأْنِي لِلطَّيْرِ الْعُكُوفِ بِلَا تَبَلٍ  
پس اگر ابن عمر نہ ہوتا تو ان لوگوں سے بے انتقام ایسی

جنگیں کر گزرتا جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندوں کے فائدے  
کے لیے ہوتیں۔

وَلَكِنَّهُ إِلَى يَالٍ فَتَلَصَّتْ بِأَيْمَانِنَا حَدَّ السُّيُوفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے  
تلواروں کی بارہنیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَإِنْ تُقْنِي الْأَيَّامُ أَرْجَحَ عَلَيْهِمْ بَيْضُ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحَدَّثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید (چمکدار) پتلی بارہنہ والی  
نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں) لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِأَيْدِي حِمَاةٍ مِنْ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُوبَةِ وَالْمَحَلِّ

(یہ تلواریں) بنی لوی بن غالب کے ان چاہتیوں کے  
ہاتھوں میں ہوں گی جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل  
عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء و شعراء نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف  
منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

## غزوہ بواط

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول  
میں قوشہ سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا  
ابن اسحق نے کہا کہ آپ ضلع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے اور پھر



واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا اور آپ یہاں ماہِ ربیع الآخر کے باقی حصے اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے (تک) تشریف فرما رہے۔

## غزوۃ العشرہ



پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابوسلمہ بن عبد الاسد کو عامل بنایا جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد انجبار کے میدانوں میں شے تشریف لے گئے اور ابن ابیہر کے پتھر لے مقام میں ایک درخت ذات الساق نامی کے نیچے نزول فرمایا اور وہیں آپ نے نماز پڑھی، وہاں آپ کی ایک مسجد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہاں آپ کے لیے خاصہ تیار کیا گیا اور آپ نے اور لوگوں کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر ویک کے لیے چوہا بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے اور وہیں کے المشرب نامی ایک چشمے سے آپ کے لیے پانی لایا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک ندی شعبہ عبد اشد نامی کی راہ اختیار فرمائی آج بھی (اس ندی کا) یہی نام ہے۔ پھر بائیں جانب کے شیب کی طرف چلے گئے کہ یلیل میں تشریف لائے اور وہاں کے مجتمع الضبوعہ نامی ایک سنگ پر نزول فرمایا اور مقام الضبوعہ کی ایک باؤلی سے پانی لے کر۔ ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی جس کا نام سبزہ زار مل تھا یہاں تک کہ صخیرات الیہام کے پاس (غام) راستے سے لے گئے اور اس کے بعد آپ کا گزر (غام) راہ کے مطابق ہوا۔

۱۔ اصل میں صب للساد ہے۔ ابو ذر نے لکھا ہے کہ ہے تو ایسا ہی لیکن صب للیسا صحیح ہے اور وقشی نے بھی اسی طرح اصلاح کی ہے۔ (احمد محمودی)

یہاں تک کہ وادی ینوع میں الخیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخرہ کی چند راتیں بسر فرمائیں یہیں آپ نے بنی مدج اور ان کے حلیف بنی ضمہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خثیم الحارثی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے ابو یزید محمد بن خثیم سے اور انھوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشرہ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی تختان کے ایک ایشے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمہیں بھی کچھ پچھی ہے (آؤ) ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انھوں نے کہا غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور علی (وہاں سے) چلے اور تختان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ پس واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گردیں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی بن ابی طالب کو گردوغبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا۔

مَالِكُ يَا ابَا تُرَابٍ

اے ابوتراب تمہاری یہ کیا حالت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔

أَلَا أَحَدٌ تَكْمَأُ بِأَشَقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ

کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کر دوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:۔

أَحْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ

قوم ثمود میں احمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا۔

حَتَّى يَبْلُغَ مِنْهَا هَذِهِ

یہاں تک کہ تر ہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے یہ اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا نام ابو تراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب (سیدنا) علی (سیدتنا) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انھیں (سیدہ کو) بڑی معلوم ہو بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی خاک لیکر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ (کے سر) پر می دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہ سے ناراض ہیں اور فرماتے:۔

مَالَتْ يَا أَبَا ترَاب۔ اے ابو تراب تمھیں یہ کیا ہو گیا۔

اللہ (جی) بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں صحیح کیا ہے۔

### سر یہ سعد بن ابی وقاص

ابن اسحق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعد بن ابی وقاص کو ہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

## غزوہ سفوان اور اسی کا نام غزوہ بدر الاولیٰ

بھی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ غزوہ العشرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو کتنی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاشی میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحق نے کہا یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوہ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور جماد الاخریٰ کا باقی حصہ اور رجب و شعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں (تشریف فرما) رہے۔

عبداللہ بن جحش کا سر یہ اور ”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ“ کا نزول)۔

غزوہ بدر اول سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رباع الاسدی کو ہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ اور انھیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ



اس تحریر کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ دو دن تک چلتے رہیں دو دن کے بعد اسے دیکھیں اور اس میں جدھر جائے گا حکم ہو اور جہاں جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں عید ابتد بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اور انھیں کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش اس وقت سب کے سردار تھے۔

اور عکاشہ بن محسن بن حشران۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے۔ ان کے حلیف عتبہ بن غزوہ ابن جابر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (جو بنی عدی کی شاخ) عنز بن وائل میں سے (تھے)۔ اور بنی تمیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف ابن عزیق بن ثعلبہ بن ربیعہ۔ اور بنی سعد بن لیث میں سے خالد بن بکیر ان کے حلیف تھے۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضار۔ اور عبد اللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی اس میں (یہ) لکھا دیکھا۔

إِذَا نَظَرْتُ فِي كِتَابِي هَذَا فَاْمُضْ حَتَّى تَنْزِلَ خُجْلَةً بَيْنَ مَكَّةَ

وَالطَّائِفِ فَتَرْمِدْهَا قُرَيْشًا وَتَعْلَمَ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ

جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور  
طائف کے درمیانی نخلستان میں اترو اور وہاں رہ کر قریش (کی  
کارروائیوں) کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے  
ہمیں آگاہ کرو۔

جب عبد اللہ بن جحش نے (یہ) تحریر دیکھی تو کہا بسر و چشم۔ پھر اپنے  
ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ  
میں نخلستان جاؤں اور وہاں سے قریش (کے حالات) کی نگرانی کرتا رہوں  
اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ اور تم میں سے کسی کو بھی مجبور  
کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ پس تم میں سے جو شہید ہونا چاہتا ہے  
اور شہادت سے اسے محبت ہے تو وہ (میرے ساتھ) چلے اور جو اس کو ناپسند  
کرتا ہے وہ لوٹ جائے۔ اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر  
جانے والا ہوں۔ (یہ کہہ کر) وہ نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے  
ساتھی بھی ہو لیے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے  
یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے جس کو بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد  
ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوہ ان کا وہ اونٹ کھو گیا جس کو وہ دونوں اپنے  
پیچھے لارہے تھے۔ اس لیے وہ دونوں اس کی تلاش میں ان سے پیچھے  
رہ گئے عبد اللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی یہاں تک چلے کہ وہ نخلہ میں جا کر  
اتر پڑنے ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا جو منقنی۔ چمڑے اور  
قریش کے دوسرے تجارتی سامان لے جا رہا تھا جس میں عمرو بن العاص بھی تھا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ اس حضرمی کا نام عبد اللہ بن عباد تھا اور بعض کہتے ہیں  
مالک بن عباد بنی اصف میں کا تھا۔ اور صدقات کا نام عمرو بن مالک جو بنی  
الشکون بن اشرس بن کندہ میں کا تھا اور بعضوں نے کندی کہا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور (اس قافلے میں) عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ المخزومی  
اور اس کا بھائی نوفل بن عبد اللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ  
کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انھیں دیکھا تو ہسیت زدہ ہوئے

حالانکہ وہ ان کے قریب ہی اترے تھے عکاشہ بن مجہش نے جا کر انہیں دیکھا اور عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا جب انہوں نے عکاشہ کو دیکھا مطمئن ہو گئے اور کہا عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے تمہیں کوئی خوف نہیں۔ ان لوگوں نے پس میں مشورہ کیا اور یہ واقعہ ماہِ حِجَب کے آخری دن کا تھا ان لوگوں نے کہا کہ واثقہ اگر تم نے ان لوگوں کو آج چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں وہ تم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمہارا انہیں قتل کرنا ماہِ حرام میں ہو گا۔ اور یہ لوگ بہت متدبر و درہنہ اور ان پریشانی کرنے سے ڈرنے پھر ان لوگوں نے ان پر حملے کے لیے اپنے دل مضبوط کیے اور ان میں سے جس جس کو قتل کر سکیں ان کے قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے لیے پرمٹ ہو گئے اور واقد بن عبد اللہ التیمی نے عمرو بن العاصی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبد اللہ اور احکم بن حنیس کو قید کر لیا تو قتل بن عبد اللہ بچ کر نکل گیا اور انہیں (اپنی گرفتاری سے) عاجز کر دیا۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے۔ عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہل دیا تھا کہ ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا اور یہ واقعہ غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا اللہ کی جانب سے فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قافلے کے اونٹوں میں کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی تمام اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا:۔

مَا أَمَرْتُكُمْ بِقِتَالِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ

میں نے تمہیں ماہِ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا تھا۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو یہ (لوگ) چٹائے اور خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پرے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ مجھ اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا ماہ حرام (ہی) میں خونریزی کی اور ماہ حرام (ہی) میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مگر کئے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دیتے تھے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف قائل لینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقعہ بن عبد اللہ نے قتل کیا ہے اس لئے عمرو سے عمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہوگی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آگئی اور واقعہ بن عبد اللہ سے وقعت الحرب یعنی شدہ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ تفاؤل کی آفت انھیں پر ڈالی اور ان کے لیے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ

أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ

لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ

کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا

بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور

مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا



اللہ کے پاس اس سے (بھی) زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔ یعنی اگر تم نے انھیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انھوں نے تو تمھیں اللہ کی راہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے اور تم کو نکالنا جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

## وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

اور دین سے پھرنے کے لیے ایذا میں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھرنے کے لیے (طرح طرح کی) ایذا میں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

## وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمھارے دین سے پھیر دین اگر وہ ایسا کر سکیں۔

یعنی اس پر ہزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جیسے ہوئے ہیں نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ اور جب قرآن اس حکم کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے اس خوف و ہراس کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا اور قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور احکم بن حنیس کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

لَا فِدْيَ لَكُمْ وَهُمْ مَلْحَتِي يَقْدَمُ صَلَاحَانَا

ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ (اس وقت تک) قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست (نہ) آجائیں۔ یعنی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوہ۔

فَاِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَاِن تَقْتُلُوْهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ

کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا۔ الحکم بن کيسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے۔ عثمان بن عبد اللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔ جب عبد اللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انھیں اجر کی امید ہوئی۔ اور انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ یہ (جو کچھ ہوا یہ) غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا (سا) ثواب دیا جائے گا تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

يَرْجُوْنَ رَحْمَةً مِّنْ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

یہ شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (نفرتوں کو) بڑا دشمنک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انھیں اس معاملے میں بڑی امید پر رکھا۔ اور اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انھوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) جب (ماں) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار حصے تھے۔ تو ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنھوں نے غنیمت حاصل کی یا بچواں حصہ ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر فرمایا۔ اور یہ (تقسیم) اسی کے مطابق ہو گئی جو عبد اللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو بن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے قید کیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ غزوہ عبد اللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس (جیسے) میں خون ریزی کی، اس میں مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابو بکر صدیق نے (یہ شعر) کہے اور بعض کہتے ہیں (کہ ابو بکر صدیق نے نہیں) بلکہ عبد اللہ بن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر عبد اللہ بن جحش ہی کے ہیں۔

تَعْدُونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً  
وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوِيْرِي الرَّشْدِ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ تو (حسب ذیل ہیں)

صَدُّوْكُمْ عَمَّا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ  
وَكُفْرُ بِهِ وَاللَّهُ رَآءِ وَشَاهِدُ

جو باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان سے تمھارا لوگوں کو بغیرنا ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر و ناظر ہے۔ اور تمھارا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنا ہے۔

وَاٰخِرُ الْحِكْمِ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلُهُ . لِئَلَّا يَرَى اللّٰهُ فِي الْبَيْتِ سَاجِدٌ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمھارا (راہ) نہ  
بجائے تاکہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَاِنَّا وَاِنْ غَيْرُ تَمُوْنَا يَقْتُلُهُ . وَارْحِفْ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدٌ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد  
لوگ اگرچہ (ایسی خبروں کے ذریعے نظام) اسلام میں جھینپی پیدا کرنا چاہیں  
بے شک ہم نے

سَقَيْنَا مِنْ اَبْنِ الْحَضَرَمِيِّ رَمَاحَنَا . شَخْلَةً لَّمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدٌ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام شخلہ میں جبکہ  
جنگ (کی آگ) بھڑکانے والے نے بھڑکانی نسلب کیا۔

كَمَا وَاَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَثَانَ بَيْنَنَا . يَنَازِعُهُ عَلٌّ مِنَ الْقِدْعِ عَائِدٌ

اس حالت میں کہ عثمان بن عبد اللہ ہمارے درمیان آیا  
(پڑا ہوا) ہے کہ خون آلود تسمے کی مشکین اس سے جھگڑ رہی ہیں  
(یعنی کسی چوٹی ہیں)

کعبے کی جانب قبلے کی تحویل

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے



سے اٹھا رہے ہیں مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

## غزوہ بدر کی رکنی

ابن اسحق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آرہا ہے اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس شخص ہیں جن میں مخزومہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبد اللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هَذِهِ عِيرُ قُرَيْشٍ فِيهَا أَمْوَالُهُمْ فَأُخْرِجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللَّهَ

يُنْفِلَكُمْ وَهَبًا

یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلنا شاید کہ اللہ تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کے اثر کو قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) بعضوں نے سستی کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں مقابلہ نہیں فرمایا ہے۔ اور ابوسفیان جب حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا اور تمام لوگوں کا معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ محمد نے اپنے بہاتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لیے نکلنے کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان سے ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرے اور انھیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اس قافلے کے لیے آئے آپکے ہیں اور ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

## عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب



ابن اسحق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کو میں چھوٹا نہیں سمجھتا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبد المطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبد المطلب کو بلوایا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے اس لیے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھنے۔ انھوں نے عاتکہ سے کہا (اچھا بیان کر)

تو نے کیا دیکھا ہے۔ کہتا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے ایک اونٹ پر آیا اور  
(وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا اور پھر نہایت بلند آواز سے چلایا کہ سنو! اسے  
بے وفادار اپنے پیچھے کی ٹنگھوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو۔  
تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا  
اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اسی اثناء میں کہ لوگ اس کے گرد  
ہیں اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا وہ پھر اسی طرح چلایا سنو اسے  
غدار واپس اپنے پیچھے ہٹنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے  
نکل جاؤ۔ پھر اس کے بعد اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے کوہ ابوقیس پر نمودار  
ہوا اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اس کو لڑھکھا دیا  
وہ لڑھکتی ہوئی جب پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور  
ان کے گھروں میں سے کوئی گھروں کوئی احاطہ (ایسا) باقی نہ رہا کہ اس کا  
کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں (نہ) گیا (ہو) عباس نے کہا واللہ یہ تو ایک (اجم)  
خواب ہے۔ دیکھ تو اسے چھپا اور کسی سے بیان نہ کر۔ پھر وہاں سے عباس  
نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا (اس سے) یہ خواب بیان  
کیا اور اس خواب کے پوشیدہ رکھنے کی بھی خواہش کی۔ ولید نے اسے اپنے  
باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات کہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں (جا بجا)  
اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا کہ جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف  
کرتے نکلتا تو ابو جہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور سب  
کے سب جاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے جب ابو جہل نے  
مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! جب تم اپنے طواف سے فارغ ہونا تو  
ہمارے پاس آنا۔ جب میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابو جہل نے  
مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب تم میں یہ نئی نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے۔  
انہوں نے کہا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اہی وہی خواب جو  
جاتکہ نے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا آخر اس نے کیا دیکھا۔ اس  
نے کہا اے بنی عبدالمطلب! کیا تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے

مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمھاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جانے کے لیے اس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں میں تمھاری بات کا انتظار کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہو گا اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمھارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور عاتکہ کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دو ہفتے سے الگ ہو گئے اور جب تمام ہوئی تو بنی عبد المطلب میں کئی کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس اگر یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمھارے مردوں کی نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے اور تم سنتے رہے اور تم نے جو کچھ سنا اس سے تمھیں کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا وا اللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی (جواب) نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس سے تعارض کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کہیں تو ضرور میں تمھاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بھڑکھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک (اچھا) موقع کھو دیا میری خواہش تھی کہ میں اس میں اس کو پھانساں۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں مسجد میں گیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا کہ وا اللہ! میں اس کی جانب جا رہا ہوں اور اس کی راہ میں حامل ہوں تاکہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں اس سے بھڑ جاؤں اور وہ آدمی کم وزن (یا دبلا پتلا) تیز مزاج (کنائی چہرہ)

۱۔ (الف) میں نے تقریباً ۱۰۰۰ ہجری سے اور (ب ج د) میں صادم ہملہ سے پہلی صورت میں کمزوری سے میٹھے رہنے کے سنی ہیں جو زیادہ مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)



تیز زبان۔ تیز نظر تھا۔ انھوں نے کہا کہ۔ ایک ایک تیز چلتا ہوا (یا دوڑتا ہوا) مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ تمام (حرکات) اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلوٰۃ میں سناؤں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی جو میں نے نہیں سنی۔ اس نے ضمیر بن عمرو الغفاری کی آواز سنی جو بطن وادی میں اپنے اوتٹ کو پھراٹے ہوئے چیخ رہا ہے اور اوتٹ کی ناک (یا کان یا لب) کاٹ دی ہے اور کجاوالت دیا ہے اور کرتا پھاڑ لیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے گروہ قریش اپنے مصالح کے اوتٹوں اور اپنے مال کو بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے مجھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پاسکو گے۔ فریاد! فریاد!۔ انھوں نے کہا کہ۔ اس واقعے نے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے (اپنی) اپنی جانب پھریا۔ اور لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن ابی اسیر کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ واللہ نہ گزایا نہیں ہو سکتا! وہ لوگ اس کو اس کا برعکس پائیں گے۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہوئیں۔ کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لیے ابھارنے لگے۔ اور قریش سب کے سب اسی (چکر) میں آگئے اور ان میں کے سربراہ اور وہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے پاس پر تھے تھا اضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے غانی ہوا تھا اور مفلس ہو چکا تھا اس لیے اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر بفر کر دیا کہ وہ اس کے بجائے کسی اور شخص کو بھیجنے کے بجائے کافی ہو اور وہ اس کے بجائے چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

بن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے (قافلے کی حفاظت کے لیے ساتھ نہ جا کر گھر میں) بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا اور بھاری بھر کم تھا تو اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا

تھا اور ایک انگلیٹھی اٹھا لایا جس میں آگ اور اگر تھا (وہ انگلیٹھی) اس کے سامنے لا کر رکھ دی اور کہا اے ابو علی بنوزلو کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو۔ اس نے کہا اللہ تجھے بد صورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اس کو بھی بد بنا دے۔ راوی نے کہا کہ ابن کے بعد اس نے تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور بنی بکر بن عبدمنہ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ تھی وہ یاد آگئی اور کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

## کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن

### ان کا درمیان میں آنا

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن السیف کی جو روایت بیان کی ہے اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی اس کا شبہ حفص بن الاخیف کا لڑکا تھا جو بنی مخیص بن عامر بن لوی میں کا ایک شخص تھا جو اپنی ایک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں تمام صحبناں تک نکل گیا اور وہ کم سن لڑکا تھا اس کے سر میں چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا یہ لڑکا ایک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا عامر بن یزید بن عامر بن الملوخ کے پاس سے گزرا جو بنی یحضر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ میں کا ایک شخص صحبناں ہی میں تھا اور وہ ان دونوں بنی بکر کا سردار تھا۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو حیران ہو گیا۔ پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔ اس نے کہا میں حفص بن الاخیف القرشی کے لڑکوں میں کا ایک لڑکا ہوں۔ اور جب وہ لڑکا یلٹ کر چلا گیا عامر بن یزید نے کہا اے بنی بکر کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ بخدا

ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی ایک آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔ راوی نے کہا تو یہی بکر میں کا ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اس کو اس خون کے عوض مار ڈالا جو بتی بکر کا قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی تو عامر بن زید نے کہا اسے کروہ قریش! ہمارے بہت سے (سے) خون تمہارے ذمے تھے (اس لیے ہم نے اس کو قتل کر دیا) اب جو چاہو کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو وہ ادا کرو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہو گا ہم ادا کر دیں گے اور اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آ جاؤ تو ہم اس خون سے باز آئیں گے جو ہمارا تمہارے ذمے ہے (اس کا اثر یہ ہوا کہ) اس لڑکے (کے خون) کی اس قبیلہ قریش میں کوئی اہمیت نہ رہی اور انھوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا کہ ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے اور اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خون نہا طلب نہ کیا (راوی نے) کہا کہ اس کا بھائی مکرز بن حفص بن اثیف مرالظہران (کے پاس) سے جا رہا تھا کہ ایک ایک اس نے عامر بن زید بن عامر ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو اس کے پاس آیا اور اس کے پاس اپنا اونٹ ایسی حالت میں بٹھا پا کہ اپنی تلوار حائل کیے ہوئے تھا۔ اور مکرز اپنی تلوار لے کر اس پر (ایسا) پل پڑا کہ اس کو قتل (ہی) کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار ڈال کر اسے مکہ لایا۔ اور اس کے وقت کعبے کے پردوں سے اسے لٹکا دیا۔ جب صبح قریش جاگے تو عامر بن زید بن عامر کی تلوار دیکھی کہ کعبے کے پردوں سے لٹکی (ہوئی) ہے اس کو پہچانا تو کہا کہ بے شبہ یہ تلوار عامر بن زید کی ہے اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کے واقعات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں (پھٹے ہوئے) تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام ہی کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور اس وقت انھیں وہ تعلقات یاد آئے جو ان میں

اور بنی یکر میں تھے اور ان سے دڑنے لگے اور مرکز بن حفص نے اپنے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ أَنَّهُ هُوَ عَامِرٌ      تَذَكَّرْتُ أَشْلَاءَ الْحَبِيبِ الْمَلِكِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے کے اعضا کے ٹکڑے جو گوشت سے الگ تھے یاد آ گئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ هُوَ عَامِرٌ      فَلَا تَرْهَبِيهِ وَأَنْظِرِي أَيُّ مَرْكَبٍ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شہرہ عامر ہی ہے اس سے تو نہ ڈرا اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَأَيَّقَنَّتْ أَنِّي إِنْ أَجَلَّلَهُ ضَرْبُهُ      مَتَى مَا أَصَبَهُ بِالْفُرْكَانِ فَرِيعُطِبٌ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگے تو وہ تلوار اس پر پوری طرح برساؤں تو وہ ہٹک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهُ جَائِشِي وَأَلْقَيْتُ كُلَّكِلِي      عَلَى بَطَلٍ شَاكِي السَّلَاحِ مُجَرَّبٍ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کر لیا) اور میں نے اپنا وار ایک ایسے سو رہا پر کیا جو تجربہ کار اور تھیا رنگا ہے ہوتے تھا۔

وَلَمْ أَكُ لَمَّا لَفَّ رُوعِي وَرُوعُهُ      عَصَاةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا أَبِ

اور جب میرا دھیان اور اس کا دھیان ایک دوسرے سے

۱۔ (ب ج د) میں اصبہ بھیتہ واحد متکلم ہے اور (الف) میں یصبہ بھیتہ غائب ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (راحمہ محمد د)



دست و گریباں ہوئے تو (ظاہر ہو گیا کہ) میں (نہ) عورتوں کی جانب سے دوغلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهِ وَتَرَى وَلَمْ أَشْ ذَحَلَهُ إِذَا مَا تَنَاسَى ذَحَلَهُ كُلُّ غَيْبٍ

میں نے اپنا غصہ اس پر اتار دیا (یا اس سے میں نے اپنا انتقام لے لیا) اور اس کے انتقام (کی لوگ جو فکر کریں گے اس) کو بھی بھولا نہیں جیکہ (ایسے موقعوں پر) اس کے انتقام کو غافل یا بھولے (بھالے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیب ہرنوں اور شتر مرغوں میں کے نزوں کو کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیب (یعین ہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کر لیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو اس کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدل دینے کے قریب ہو گئے تھے (اتنے میں) ابلیس مراقب بن مالک بن جیشم المدیحی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سربراہ اور وہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ فوراً کھل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلا

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ

۱۔ (ج د) میں الغیب یعنی ہملہ ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انھیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں ہیں۔ (احمد محمودی)

ماہ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک تو علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور ابو کثیر اور انسہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر۔ اور ابو بکر و عمر اور عبد الرحمن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے بیٹھا کرتے تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ شکر کے پھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس ابن ابی صصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے موافق انصار کا پرچم سعد ابن معاذ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے (تشریف لے) چلے پھر عقیق پر سے اس کے بعد ذی الحلیفہ پر سے اور پھر اولات الجیش پر سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذات الجیش۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تر بان پر سے گزرے۔ پھر

مل پر۔ پھر مزین کے مقام غمیس الحجام پر۔ پھر صخرات الیام پر۔ پھر السیالہ پر۔  
پھر نجر الروحاء پر۔ پھر شنوکہ پر سے ابو عام راہ سے یہاں تک کہ آپ  
عرق النبطیہ نامی مقام پر تھے

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق کے سوا دوسروں کی روایت النبطیہ ہے۔  
لوگاؤں والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں  
کے متعلق دریافت کیا۔ ان سے کوئی خبر نہیں ملی۔ ان لوگوں نے اس سے  
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول  
بھی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ  
کے رسول ہیں تو مجھے بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس  
سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
نہ پوچھ۔ میرے پاس آئیں مجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا  
اور مجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَهْ أَفْخَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ

خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے بھیج میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بئر الروحاء ہے۔ پھر آپ  
نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب المنصرف میں پہنچے تو وہاں سے  
مکہ کا راستہ چھوڑ دیا اور سیدھی جانب النازیہ پر سے بدر کا ارادہ فرمایا اور  
اس کے کنارے کنارے (تشریف لے) چلے یہاں تک النازیہ کہ اور تنگ راہ  
الصفراء کے ہیچ والی رحقان نامی وادی کو لے فرمایا اور اس تنگ راستے پر  
تشریف لائے اور پھر وہاں سے اتر کر جب الصفراء پر تشریف لائے تو بنی ساعدہ  
کے حلیف بسبس بن عمرو ابجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو  
بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں دیں  
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے

آگے نکل گئے۔ اس کے بعد جب آپ الصفا کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نخری اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النزار اور بنو حراق بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اوزا الصفا کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس وادی کو طے فرمانے کے بعد اتر پڑے اور قریش اور ان کے ہاتھ کی خبر آپ کو ملی تاکہ آپ ان کے قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابو بکر صدیق اٹھے اور خوب کہا۔ پھر عمر بن الخطاب اٹھے اور خوب کہا۔ پھر مقداد بن عمرو اٹھے اور کہا یا رسول اللہ (تعالیٰ) آپ کو جس کام کو مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں واللہ ہم آپ سے بی امنراہیل کی طرح جیسا انھوں نے منہی سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ

إِذْ هَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَفَاتِلَا إِنَّا هُمَا قَاعِدُونَ

آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ

کریں ہم بے شہرہ ہیں بیٹھے رہنے والے ہیں

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور

ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے

آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغامد تک بھی لے چلیں تو ہم

اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو

لے۔ یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھر ہے۔ (ازحاشیہ رب)۔ (احمد محمودی)



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَشِيرُ وَأَعْلَىٰ أَيْهَا النَّاسُ

لوگو مجھے مشورہ دو۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے۔ اور یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے۔ اور جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصاریہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر انسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر جانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ انھیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! واللہ آپ کو یا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ اجل۔ ہاں عرض کی بے شبہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ حق ہے اور اس پر ہم آپ کو اپنے قول سے چکے اور آپ کی فرماں برداری اور اطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لیے یا رسول اللہ آپ جہاں چاہیں (تشریف لے) چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے آئیں اور آپ اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ ہے گا اور ہم اس بات کو ناپسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ کرنے کے لیے

بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر علی برکت اللہ چلے چلے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی تقریر سے خوش ہونے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا۔

سِيرُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ

وَاللَّهُ لَكَأَنِّي الْآنَ أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بے شبہہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑیوں پر سے چلے جن کا نام الا صافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحق نے کہا حتیٰ کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا کر ٹھہر گئے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور اس سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق اسے جو کچھ خبریں ملی ہوں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا میں تمہیں (اس وقت تک) کوئی بات نہ بتاؤں گا جب تک تم مجھے یہ نہ بتاؤ کہ تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

إِذَا أَخْبَرْتَنَا أَخْبَرْنَاكَ

جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں بتائیں گے۔ اس نے کہا  
کیا وہ اس کے معاوضے میں۔ فرمایا۔

نعم

ہاں۔

۲۵۵ اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں  
روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں  
فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے  
اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔  
اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دی سے فارغ ہوا تو  
کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَحْنُ مِنْ مَّاءٍ

ہم پانی سے ہیں۔

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے راوی نے کہا کہ وہ کہتے لگا کہ پانی  
سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟  
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سقیان الضمری تھا۔

نہ۔ اس بوڑھے کا سوال تھا ”ہمن انتما“ تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے  
رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یا محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ  
نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب ادا فرما دیا۔ ”کس سے ہو“ کا جواب پانی سے ہیں کھل  
جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا ”ہمن مماء“  
کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم شگھٹ پر رہنے والے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور  
یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں اور جملنا من المماء کل شیء حی کی طرف اشارہ بھی  
ہو سکتا ہے۔ وغیرہ (راحمہ محمودی)

ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے زبیر بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی جس میں بنی النجلاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابویسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لیجانے والے ہیں۔ انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں نے ان کی کہی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے (ملازم) ہوں گے۔ اس لیے ان لوگوں نے ان دونوں کو مارا۔ اور جب ان کو بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہدیا کہ (ہاں) ہم ابوسفیان کے (ملازم) ہیں۔ آخر انھوں نے انھیں چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور دونوں سجدے ادا فرمائے اور پھر سلام پھیرا اور فرمایا:۔

إِذَا صَدَقْتُمْ وَتَرْكَبُوا صَدَقَاتِكُمْ

وَاللَّهُ إِنَّمَا يُرِيدُ الْفَرِشَ، أَخْبَرَنِي عَنْ قُرَيْشٍ

جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انھیں مارا اور جب انھوں نے جھوٹ کہا تو تم نے انھیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا کہ وہ قریش کے ہیں (اچھا) تم دونوں مجھے قریش کے متعلق خبر دو۔

ان دونوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ اس وادی کے ادھر اور الکثیب العققل پر ہیں کثیب کے معنی ٹیلے کے ہیں۔ پھر رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

كَمِ الْقَوْمُ

یہ لوگ کتنے ہیں۔

انھوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

مِائَةِ تِسْمٍ

ان کی تعداد کیا ہے۔

انھوں نے کہا نہیں معلوم نہیں۔ فرمایا:۔

كَمْ يَنْخَرُونَ كُلَّ يَوْمٍ

روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں۔

انھوں نے کہا کسی روز نوا اور کسی روز دس۔ فرمایا:۔

الْقَوْمُ مَا بَيْنَ التَّسْعِ مِائَةِ وَالْأَلْفِ

یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:۔

فَمَنْ فِيهِمْ مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ

ان میں قریش کے سربراہ اور وہ لوگوں میں سے کون کون ہیں۔

انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالنختری بن ہشام، حکیم

ابن خزام، نوفل بن خویلد، الحارث بن عاصم بن نوفل، طعیمہ بن حدی بن نوفل،

النضر بن الحارث، ربیعہ بن الاسود، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے

دونوں بیٹے نمیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبد ود اس کے بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:۔

## هَذِهِ مَكَّةُ قَدْ أَقَلَّتْ إِلَيْكُمْ أَقْلًا ذَكِيْدًا

ان مکہ والوں نے تمہارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو ابھرنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی لڑکیوں میں سے دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چمٹی ہوئی (کشمکش کر رہی) تھی۔ اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی تو مجدی نے کہا وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور (اوصصر) ابوسفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور اسی پانی کے پاس اترا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے اپنی مشک بھرنی اور چلے گئے۔ تو ابوسفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی ہتکناں لیکر انھیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واٹھ یہ تو شرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انھیں راستے سے پھیر دیا اور انھیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔



## قریش کے پچھڑانے کے متعلق جہیم بن الصلت کا خواب

کہا کہ قریش آئے اور جب الحجفہ میں اترے تو جہیم بن الصلت بن مخزومہ ابن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور کہا کہ میں اس (عالم یا حالت) میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سونے اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور رکھڑا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا غنیم بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سربراہ اور وہ لوگوں میں سے بدد کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خیمہ ابو جہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا بی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہو گا کہ مقتول کون ہے۔

## قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا لایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لیے نکلتے تھے اس کو تو اللہ نے بچا لیا اس لیے واپس آ جاؤ۔ لیکن ابو جہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں نہیں لوٹیں گے۔ بدر عرب کے سیلوں میں سے ایک میلا تھا جہاں ان کے لیے ہر سال بازار لگتا تھا وہاں ہم تین دن رہیں گے۔

کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، لگانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہوگی، ہمارے جانے اور ہمارے اکٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب و اب ان پر چھا جائے گا اس لئے چلو۔

## بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

————— ﴿ ۱۰۰ ﴾ —————

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الشقی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الحجہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمہارے لیے تمہارا مال بچا لیا اور تمہارے لیے تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچا لیا تم تو صرف اسے اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے یعنی ابوہل۔ آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں سے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بحز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں کا کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب (سب کے سب) واپس ہو گئے طالب بن ابی طالب جو ان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے ان لوگوں نے کہا۔ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمہیں محمد سے الفت ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے:۔

لَا تَهْمُ إِلَّا مَا يَخْزُونَ طَالِبُ

فِي عَصْبَةٍ مُخَالَفٌ مُحَارِبُ



فِي مَقْنَبٍ مِنْ هَذِهِ الْمَقَانِبِ فَلَيْكِنِ الْمُسْلُوبِ غَيْرِ السَّالِبِ

وَلَيْكِنِ الْمَغْلُوبِ غَيْرِ الْغَالِبِ

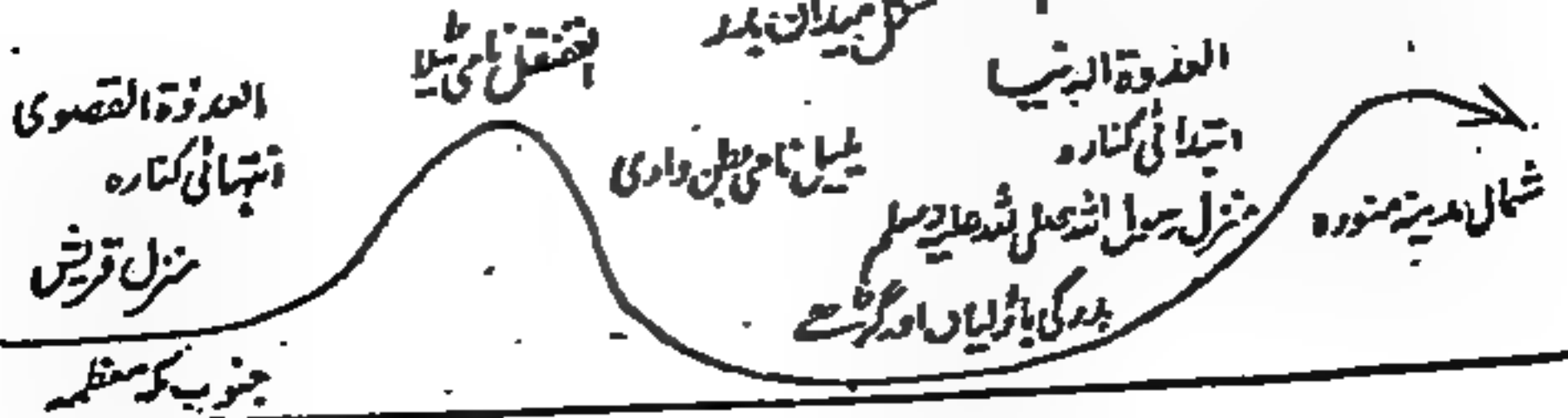
یا اللہ اگر طالب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ  
تکے جو مخالف اور (خود مجھ سے) بر سر جنگ ہو اور ان رسالوں میں  
سے ایسے رسالے میں تکے جو تیں سو یا اس کے لگ بھگ ہو تو  
ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جا رہا ہو وہ لوٹنے والے کا (رشتہ دار  
نہو بلکہ اس کا) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا  
(رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "فلیکن المسلوب" اور ولیکن  
المغلوب کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے اوپر اعتقل  
اور یطین وادی کے اس طرف اترے اور اس یطین وادی کا نام طیل تھا جو بدر اور  
اس ٹیلے کے درمیان تھی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام اعتقل تھا

۱۔ اعتقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں اعتقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات  
کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔



اور بدر کی باؤلیاں یطین یلیل کی اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے منہ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ بارش نے زمین کے اجڑا کو ایک دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور ان کے چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آگئی کہ آپ کے مقابلے میں انھیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے منب سے قریب کے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی سلمہ کے بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ انھوں نے کہا کہ اسحاب بن المنذر بن الجحوح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرمائیے کہ کیا یہ مقام ایسا مقام ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس کے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے۔ فرمایا:۔

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْخُرْبُ وَالْمَكِيدَةُ

(نہیں) بلکہ یہ ایک رائے اور جنگ اور تدبیر ہے۔

تو عرض کی یا رسول اللہ تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو لے کر (تشریف لے) چلے کہ ہم اس چشمے تک پہنچ کر اتر پڑیں جو ان لوگوں سے بہت قریب ہے اور اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں انھیں ناکارہ کر دیں اور وہاں ایک عرض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی ملتا رہے اور انھیں نہ ملے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَقَدْ أَشْرَتْ بِالرَّأْيِ

تم نے صحیح رائے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان کی تیاری

(ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک (ایسا) مائیانہ تیار کرنا (چاہتے) ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس رہیں) آپ کی سواریاں تیار رہیں اور اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور ہمارے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہو گیا اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم کے ان لوگوں سے مل جائیں جو ہمارے پیچھے ہیں کیونکہ یا نبی اللہ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اگر انھیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہ رہ جاتے۔ اللہ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

## قریش کی آمد

ابن اسحق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آرہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا: —

اللَّهُمَّ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ بِخِيَلَيْهَا وَفَخْرِهَا

یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے ساتھ آگئے ہیں۔

نَحْنُ أَذُوكَ وَتَكْذِبُ رَسُولُكَ، اللَّهُمَّ فَصْرُوكَ الَّذِي وَعَدْتَنِي

اللَّهُمَّ أَجْنِبْهُمْ الْغَنَاءَ

بیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔

یا اللہ تیری اس مدد کا (طالب ہوں) جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا

ہے۔ یا اللہ آج صبح انہیں ہلاک کر دے۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں اس کے ایک سرخ اونٹ پر

دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

إِنْ يَكُنْ فِي أَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْأَخْضَرِ

إِنْ يُطِيعُوهُ يَرْشُدُوا۔



ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سُرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر ان لوگوں نے اس کی بات مانی تو راہِ راست پر آجائیں گے۔

جب قریش خُتاف بن ایما بن رخصۃ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایما بن رخصۃ الغناری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل حید اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیکر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمہاری مدد کریں۔ (راوی نے) کہا۔ انھوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) شک نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعَوْهُمْ

انہیں (پانی پینے کے لیے) چھوڑ دو۔

اس روز جن شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم بن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں آچے رہے اس لیے جب کبھی کوئی تاکید قسم کھاتے تو کہتے تھے نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچالیا۔



## جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

۲۲۳ این اسحق نے کہا کہ مجھے ابواسحق بن ہزار وغیرہ نے اپنے انصار میں کے اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ اکروٹ گئے تو عیین بن وہب الجحفی کو بھیجا اور کہا کہ مجھ کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے) کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کر ان کی طرف آکر کہا کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے ہمت دو کہ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے۔ (راوی نے) کہا پھر وہ اس وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں۔ لیکن اسے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں مولوں کو اٹھائے لارہی ہیں شرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لازمی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں کا کوئی شخص تم میں کے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں ختم کر دیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جچا پوراے (دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوالولید! تو تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن العاص امی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خون بہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا

اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلہ کے پاس جا۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ ابو جہل کی ماں حنظلہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخزوم  
 تھا اور مخزوم بنی ہاشم بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن قیس بن  
 ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں بھوٹ ڈال دینے کا ڈر  
 نہیں۔ یعنی ابو جہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطیبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا اے  
 گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کر کے کیا کرو گے۔  
 واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی  
 صورت دیکھنے سے (اس لیے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچا زاد بھائی  
 یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہذا پلٹ چلا اور  
 محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انھوں نے اس کو مار ڈالا تو یہ وہی بات  
 ہے جو تم کیا سہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمہیں وہ  
 ایسی حالت میں پائیگا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب  
 نہیں کرو گے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چلا اور ابو جہل کے پاس آیا تو میں نے  
 دیکھا کہ اس نے اپنی ایک زدہ اپنے ایک صندوق سے نکالی ہے اور اس کو  
 (بھنہا) تیار کر رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا بھنہا کے معنی بھینسا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔  
 حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابو الحکم عتبہ نے مجھے تیرے  
 پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا  
 واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا شش اور  
 سینہ پھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا جب تک  
 کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کرے ہم واپس نہ ہوں گے۔ اور عتبہ نے جو  
 کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اس کے  
 ساتھی جانوروں کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انھیں میں  
 اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے  
 عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو

لیکریوٹ جا چاہتا ہے تو نے تو ایسا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لیے اٹھو اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعات مذکورہ یاد دلا)

غرض عامر بن الجھرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کیے اور اس کے بعد چلائے لگا ہائے عمر وہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی بھڑکی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لیے وہ نکلے تھے سب (کے سب) مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابو جہل کی اس گفتگو کی خیر پہنچی کہ "واللہ اس کا شمش (سحر) اور سینہ پھول گیا ہے" تو اس نے کہا کہ اپنی مقصد کو زبرد کر لینے والا جلد سمجھ لے گا کہ کس کا شمش اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی میں شمش اور اس کے گرد و پیش کی نواف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے خلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور نواف کے نیچے کی چیزوں کو قصبت کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے :-

رَأَيْتُمْ عَمْرَو بْنَ لُحَيْ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ

میں نے عمرو بن لُحی کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑاگ میں کھینچے لیے جا رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔ پھر عتبہ نے اپنے سر پر پھٹنے کے لیے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپری کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھریں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر پیٹ لی۔

۱۔ ان الفاظ سے بزدلی یا زنا پن سے کما یہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)



## الاسود المنخرومی کا قتل

ابن اسحق نے کہا کہ الاسود بن عبد الاسد المنخرومی جو ایک اکھڑ اور طینت  
 شخص تھا مکمل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے  
 حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لئے مریاؤں لگاؤں  
 جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب بڑھے اور جب دونوں مقابل  
 ہوئے تو حمزہ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پینڈلی کے  
 پاس سے کٹ گئی اور وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل اس  
 طرح گرا کہ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی  
 سے) بہہ نہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا اور  
 وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں  
 اس پر وار کیا اور مار ڈالا۔

## عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لیے

کہا کہ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے  
 ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لیے  
 طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان الحارث کے دونوں  
 بیٹے عوف و معوذ جن کی ماں کا نام عفرہ تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبد اللہ  
 ابن رواحہ تھا (یہ تینوں) نکلے تو انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے کہا  
 انصار می۔ تو انھوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سرکار نہیں۔ اور ان میں سے  
 (کسی) پکارنے والے نے پکارا۔ اے محمد ہماری جانب ہماری قوم کے

ہمارے ہمسرہ روانہ کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ وَقُمْ يَا حَمْزَةَ وَقُمْ يَا عَلِيُّ

اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور

اے علی تم اٹھو۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انھوں نے کہا تم کون ہو تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی۔ انھوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسرِ جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہ نے تو شیبہ کو ہمت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کیے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا (یعنی دونوں بھی ناقابلِ حرکت ہو گئے)۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھا لیا اور انھیں آپ کے صحابہ کے پاس لائے۔ ابن اسحق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسرہ شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ



ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انھیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں اور

یہ بھی فرما دیا تھا:۔

إِنْ اِكْتَنَفَكُمُ الْقَوْمُ فَانْصَحُوهُمْ عَنِ النَّبْلِ  
اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے

ان پر تیر برساتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ابو بکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعہ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی شہر تاریخ کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے ہی طرح کہا اور ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے۔ جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن غزیہ بالمشدید کہا ہے اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سواد ہیں جن کا نام بلا تشدید ہے۔ اور وہ صف سے ہٹ گئے بڑھے ہوئے تھے، مستنصل من الصف تم صف سے آگے بڑھے ہوئے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنصل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چھوایا اور فرمایا:۔

اِسْتَوِیَا سَوَادُ

اے سواد برابر ہو جاؤ۔

لہ۔ (الف) میں اکتنفہم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ لہ (الف) فالنصوہم جائز ہے۔ لغت میں حائے بطلہ اور خائے مجسم دونوں میں یہ مادہ موجود ہے اور معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف دی جالانکہ اللہ نے آپ کو حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجئے (راوی نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا:۔

اِسْتَقْدِرْ

(اچھا) بدلہ لے لو۔  
(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا:۔

يٰمَاحْمَلَكَ عَلٰی هٰذَا يَاسُوَادُ

اے سواد! تمہیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات درمیان میں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو

امداد کے لیے قسمیں دینا یا بتا کر دعا کرنا

ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ) صفیں درست فرمائیں اور اسی سائبان کی جانب مراجعت فرما کر اس میں داخل ہوئے۔

لہ۔ رب ج ر) یٰ قَال لہ ہے۔ اور (الف) میں "قَالَ لہ" ہے جو تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)



اور اس میں آپ کے ساتھ ابوبکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لیے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتا کید و عافرا رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اللَّهُمَّ إِنَّ تَهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةُ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدُ

یا اللہ اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

اور ابوبکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتا کید دعائیں قرا مانے میں کچھ تو کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا دے گا)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا: اب

أَبَشِّرْ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنَّكَ بَصُرَ اللَّهُ هَذَا جِبْرِيلُ أَخَذَ بَعِثَانِ فَرَسٍ

يَقُودُهُ عَلَى ثَنَائِهِ النَّقْعُ يَعْنِي الْغِبَارُ

اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں۔ گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو بھیج رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانوں پر غبار ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ

۱۔ (بج د) میں "منجن" زائے معجم سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں "منجن" زائے ہمد سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔ مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ (۱۵ احمد محمودی)

مہجع کو ایک تیرا لگا اور وہ شہد ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں کے پہلے مقتول تھے۔  
اور پھر نبی عدی بن النجار میں سے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک  
تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انھیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔

## آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور  
انھیں ترغیب دی اور فرمایا:۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا  
مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُذِيرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی  
ان لوگوں سے جنگ کرنے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا  
اُسے بڑھتا ہوا ہو گا پیٹھ پھیرانے والا نہ ہو گا تو اللہ اسے جنت میں داخل  
فرمائے گا۔

تو نبی سلمہ و لے عمر بن الحوام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ  
انھیں کھا رہے تھے کہا آہا۔ آہا۔ کیا میرے اور جنت کے درمیان جس اتنا ہی فصل  
ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر انھوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے  
پھینک دیں اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عمر از عوف  
ابن الحارث نے کہا یا رسول اللہ مَا يُضْحِكُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدٍ۔ پروردگار کو اپنے  
بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا۔  
غَمُّهُ يَدُهُ فِي الْعَدُوِّ وَحَاسِرُهُ۔

لگے ہرا پناہ تھ دشمن (کے خون) میں ڈبو دیتا۔

تو انھوں نے اپنی وہ ذرہ اتار ڈالی جس کو وہ پہننے ہوئے تھے اور اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بتایا کہ ہرہ کے حلیف عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی کہ انھوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ مل گئے اور ایک دوسرے سے نزویک ہو گئے تو ابو جہل نے کہا یا اللہ ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود (اپنی بربادی کا درد و اذہ) آپ کھولنے والا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکوں پر کنکریاں

پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا

شَاهَتِ الْوَجْهِ

چہرے بگڑ جائیں۔

اور ان کنکریوں سے انھیں مارا اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا شَدُّواْ حِلْزَکُمْ و پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سو رماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں سے بہت سے سربراہان و لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے

اور لوگوں کے ساتھ تلوار جھائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے تھے مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:۔

لَكَانِي بِكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ

اے سعد! ضرور میں تمہیں (ایسا دیکھتا ہوں) گویا تم اس

اس بات کو ناپسند کرتے ہو جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

انہوں نے عرض کی جی ہاں! واللہ یا رسول اللہ! مشرکین پر اللہ نے جو آفت ڈھائی اس کی ابتدا تو ایسی تھی کہ خوب قتل کرنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت ان لوگوں پر رحم کرنے کے (یا ان کو زندہ چھوڑنے کے)۔

مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کام منع فرمانا

ابن اسحق نے کہا مجھے العباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھروالوں سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عباس کی روایت سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنے صحابہ سے فرمایا:۔

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ رِجَالًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَعَائِرِهِمْ قَدْ أُخْرِجُوا  
كُرْمًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا



يَقْتُلُهُ وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَحْتَرِيِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَلِثِ بْنِ أَسَدٍ فَلَا يَبْتَغِلْهُ وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لیے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں سے کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبحتری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا العباس بن عبد المطلب سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

راوی نے کہا ابو حذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادا بیٹے پوتوں بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑیں واہد اگر میں اس سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لا لہنتہ)۔ ابن ہشام نے کہا (”لا لہنتہ“ کے بجائے) بعضوں نے ”لا لہنتہ“ کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنا دوں گا۔ (راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:۔

يَا أَبَا حَفْصٍ

اے ابو حفص۔

عمر نے کہا کہ واہد یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو حفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

أَيُّضْرِبُ رَجُلًا عَمَّ رَسُولُ اللَّهِ بِالسَّيْفِ

کیا رسول اللہ کے چپا کے چہرے پر تلوار مازی جاے گی۔  
تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں  
کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا ہے۔ تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس اکلے  
سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا  
دھڑکا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ  
یامہ میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البختری کے قتل  
سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں  
رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں  
پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوی جو آپ کو بری معلوم ہو۔  
اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس نوشتے کی خلافت و زری کی  
تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ تو اس شخص  
کا مقابلہ المجذربن زیاد البلوئی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف  
کی شاخ میں سے تھا۔ تو المجذربن ابو البختری سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابو البختری کے ساتھ  
اس کی سواری پر اس کا ایک ہمراہ بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا  
اور اس کا نام حنادہ بن ملحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور حنادہ  
بنی لیث میں کا آدمی تھا۔ اور ابو البختری کا نام العاصی تھا۔ اس نے کہا اور میرا  
ہمراہ (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کرو گے) تو المجذربن اس سے کہا نہیں واللہ  
ہم تیرے ہمراہ کو نہ چھوڑیں گے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
تیرے اکیلے گئے لیے حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا تب تو  
میں اور وہ دونوں مل کر مرے گئے۔ مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ  
میں نے اپنے ہمراہ کو اپنی عمدہ گی کی حرص کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ توجب المجذربن

۱۔ (بج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔ (احمد محمودی)

اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا  
تو ابو البختری نے یہ رجز کہا۔

لَنْ يَسْلُمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيْلَةٌ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرَى سَبِيْلَهُ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہم کاب کو ہرگز حوالے  
نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہم کاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔  
غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجدربن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔ اور  
اور بعضوں نے المجدربن ذئاب کہا ہے اور المجدربن ابو البختری کے قتل کے متعلق  
کہا ہے۔

إِمَّا جِهَلْتُ أَوْ نَسِيتُ نَسَبِي فَأَثَبْتُ النَّبَةَ أَنِّي مِنْ بَلِي

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو  
اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جما لے کہ میں بنی بلی سے ہوں

الطَّاعِينَ بِرِمَاحِ الْيَزْنِي وَالضَّارِبِينَ الْكَبْشَ حَتَّى يَنْحَنِي

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔ اور سردار قوم  
پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشَرٌ يَلْتَمِسُ مِنْ أَهْلِ الْبَخْتَرِي أَوْ بَشَرٌ يَمْثِلُهَا مَنِي بَنِي

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری  
سنا دو۔ یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنا دو۔

أَنَا الَّذِي يُقَالُ أَصْلِي مِنْ بَلِي أَطْعَمُ بِالصُّغْدَةِ حَتَّى تَنْتَنِي

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری  
اصل بنی بلی سے ہے۔ یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) ہل جائے۔

وَأَعْطِ الْقِرْنَ بَعْضُ مَشْرِفِي أَرْزَمِ لِّلْعَوْتِ كَارِزَامِ الْمَرِي  
فَلَا تَرَى مُجَذَّرًا يَفْرِي فَرِي

اور اپنے مقابل واسے کو مشرقی تلوار سے قتل کرتا ہوں  
اور موت کے لیے میں اس اونٹنی کی طسرح کراہتا ہوں جس کا دودھ  
اس کے تھن میں اڑ گیا ہو یہیں تو مجذّر کو لان ہوتی) عجیب باتیں کرتا  
ہو نہ دیکھے گا۔ (یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ)  
ابن اسحق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔ اور مری کے معنی اس اونٹنی کے  
ہیں جس کا دودھ بمشکل اُتارا جاتا ہو۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد المجذّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
یا اس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث  
فرمایا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی  
خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے  
اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو البختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن  
اسد تھا۔

امیہ بن خلف قتل

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے  
والد کی روایت سنائی۔ ابن اسحق نے کہا کہ یہی حدیث عبد اللہ بن ابی بکر نے بھی



بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انھوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبد عمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمن رکھ لیا اور ہر لوگ کہہ ہی میں تھے۔ اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا اے عبد عمرو کیا تمہیں ایسے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمہیں تمہارے والد نے نامزد کیا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں کو نہیں جانتا اس لیے میرے (اور) اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو جس کے ذریعے میں تمہیں پکارا کروں۔ تمہاری یہ حالت ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا یہ حال ہے کہ میں تمہیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا جس کو میں نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا۔ اس لیے کہ جب وہ مجھے عبد عمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا۔ انھوں نے کہا۔ تو میں نے اس سے کہا اے ابو علی تو جو چاہے مقرر کرے اس نے کہا تو عبداللہ ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اے عبداللہ کہتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے لوٹ میں حاصل کیا تھا اور میں انہیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے ”یا عبد عمرو“ پکارتا تو میں نے اس کا جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبد اللہ پکارا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تمہیں کچھ میزا بھی دھیاں ہے کہ میں تمہارے لیے ان زرہوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں بہتر ہوں۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ تب تو بہتر ہے۔ انھوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سادہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کرے گا تو اس کو وہ بہت دودھ دلائی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے عبد الواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد الرحمن بن عوف سے روایت ثانی انھوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے اسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبد اللہ! وہ شخص تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کارروائیاں کی ہیں۔ عبد الرحمن نے کہا۔ واللہ اس کے بعد میں ان دونوں کو کھینچنے لیے جا رہا تھا کہ یکا یک بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لیے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لیجا کرتا تھا اور جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال اعداہ کہتے۔ انھوں نے کہا کہ جب اس کو انھوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف سے اگر تو بیچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انھوں نے کہا اگر یہ بیچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اے ابن السوداء کیا تو سن رہا ہے انھوں نے کہا اگر یہ بیچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ یہ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بیچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا آخر لوگوں نے ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انھوں نے ہمیں کنکرن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ اور میں اس کو بچا رہا تھا انھوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے وسی چیخ (کبھی) نہیں سنی تھی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا (اب) اپنے آپ کو بچا کہ

تیرے لیے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واشدہیں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ انھوں نے کہا۔ آخر ان لوگوں نے ان اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور ان دونوں سے فارغ ہو گئے۔ (راوی نے) کہا۔ اللہ بلال بہ رحم کرے تو عبدالرحمن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے تکلیف دی۔

## جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انھوں نے کہا کہ بنی عقیار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچا زاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دیرہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزم آگے بڑھ۔ تو میرے چچا زاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر رہ گیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھا ما۔

ابن اسحق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انھوں نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انھوں نے اپنی بیٹائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا

لے۔ (ربیعہ) میں ”ولانجاء بك“ ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں ”ولا  
نجاه بلہ ہے۔ (احمد محمودی)

اور میری بنیائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہ۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحق نے بیان کیا اور انھوں نے بنی مازن ابن انجار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابو داؤد المازنی سے سنا جو بدر میں حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اس کو ماروں۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور جنہیں کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبریل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے رہا کیے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

## ابو جہل بن ہشام کا قتل

ابن اسحق نے کہا کہ اس روز ابو جہل رجز پڑھتا اور جنگ کرتا یہ



کہتا ہوا آیا:۔

مَا تَنْقُمُ الْحَرْبُ الْعَوَانَ مَنِيَّ  
بِأَزْلِ عَامِينَ حَدِيثُ سِنِي  
لِمِثْلِ هَذَا وَلَدَتْ نِيَّ أُمِّي

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں ایسی جنگیں بھی  
مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں اونٹ کا دو سالہ یا ٹھاکھوں اور  
کم سن نوجوان ہوں۔ میری ماں نے مجھے ایسے ہی کاموں کے لیے جلا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا شمار "أَحَدًا أَحَدٌ" تھا

ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے  
دشمن سے فارغ ہوئے تو ابو جہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے  
مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابو جہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا  
(وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انھوں نے  
عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبد اللہ بن ابی بکر نے  
بھی مجھ سے ہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن  
الجموح نے کہا کہ ابو جہل (فِي مِثْلِ الْحَرْجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں لپٹے ہوئے  
درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "الْحَرْجَةُ" کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں  
میں لپٹا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے  
ایک گاؤں والے سے "الْحَرْجَةُ" کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ)  
ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہوا اور  
اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابو جہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔  
انھوں نے کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو اسی کو اپنا مقصود بنالیا اور  
اسی کی جانب (پہنچنے) کا ارادہ کر لیا۔ اور جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو

میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑادی۔ اور واٹھ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے پھٹنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے۔ انھوں نے کہا۔ اس کے لیے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لیے بڑی دشوار ہو گئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہو گیا تو میں نے اس پر اپنا پانوں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینک دیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔ پھر ابو جہل کے پاس سے معوذ بن عفرار گزرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا تو انھوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کئے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابو جہل کے پاس سے اس وقت گزرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ :-

أَنْظَرُوا إِنِّي خَفِي عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلِ إِلَى أَنْ تَرْجُحَ فِي رُكْبَةٍ فَإِنِّي  
أَزِدُّهُتُ أَنَا وَهَرَبُوا عَلَيَّ مَا دُبَّهَ لِعَبْدِ اللَّهِ جِدْعَانِ وَخَنُ غُلَامَانِ  
وَكُنْتُ أَشَفَّ مِنْهُ بِسِيرٍ فَدَقَعْتُهُ قَوْعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَجَحَشَ فِي  
إِحْدَاهُمَا بِحِشَالِي نَزَلَ أَثَرُهُ بِهِ -

اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا نہ جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس کی دعوت میں مجھ میں اور اس میں کشمکش ہوئی اس حالت میں کہ ہم دونوں کم سن تھے اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی تھا۔ میں نے اسے ڈھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آگئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک دور نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ انھوں نے کہا کہ کانِ ضبث جی۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا اور مجھے اذیت پہنچائی تھی اور مکے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیا تجھے اللہ نے رسوا نہیں کیا۔ اس نے کہا مجھے کس بات نے ذلیل کیا۔ کیا تم نے کسی مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردشِ زمانہ کس کے موافق ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضایث الماء بالید (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ کی گرفت میں رکھا۔ ضابی بن الحارث البزجمی نے کہا ہے۔

فَأَصْبَحْتُ مِمَّا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ  
مِنَ الْوَدِّ مِثْلَ الضَّايِثِ الْمَاءِ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمہارے درمیان تھے میں ان سے ایسا (بہی دست) ہو گیا جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو رکھنے والا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی اس کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں نے مارا ہو اس کے لیے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج ادباً رکس کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نہ چڑھی جا سکنے والی جگہ چڑھ گیا۔ انھوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ الذی لا إله غیرہ

اے (لوگو!) اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی

(با اختیار) معبود نہیں۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا:۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علمائے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاصی سے جب وہ آپ کے پاس سے گزر رہے تھے تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں

اے۔ لیکن اس روایت کے ساتھ عبدا اللہ بن مسعود کے الفاظ میں نے کہا اللہ و رسول کے لیے ہے "مطابق نہیں ہو سکتے (احمد محمودی)

۴۔ اس مقام پر (ج د) میں صرف "اللہ الذی" ہے۔ ادب میں اللہ الذی ہے اور (الف) میں ایک الف زائد کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ پہلی صورت بغیر تاء کے اور دوسری تاء قریب کی اور تیسری صورت تاء بعید کی ہوگی۔ اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ اے لوگو کیا ہے تاکہ تاء بعید معنی میں ظاہر ہو سکے۔ (احمد محمودی)



ا کہ تمھارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمھارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچا زاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انھوں نے قتل کیا۔

## عکاشہ کی تلوار

— — — — —

ابن اسحق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محسن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلاسنے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انھیں عنایت فرمادی اور فرمایا:۔

قَاتِلْ بِهَذَا عِكَاشَةَ

اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو۔

اور جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی اور سخت پیٹھ کی اور چمکتے (زہرے) لوہے کی تلوار بن گئی اور اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کو لیے ہوئے وہ جنگوں میں شریک رہا کرتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی اس میں وہ شہید ہوئے اور وہ تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی ان کو طلحہ بن خویلد الاسدی نے

قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلحہ نے کہا ہے:۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُوهُمْ  
الْيَسُورَ وَإِنْ لَمْ يُسَلِّمُوا بِرِجَالِ

فَإِنْ تَكُ أَذْوَادُ أَصْبَحِينَ وَنِسْوَةٌ  
فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرَاغًا يَقْتُلُ جِبَالَ

نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحَمَالَةِ إِنَّهَا  
مُعَاوِدَةٌ قِيلَ الْكُمَاةُ نَزَالِ

فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجِلَالِ مَصْرُونَةٌ  
وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ حِلَالِ

عَشِيَّةً غَادَرْتُ ابْنَ أَقْرَمٍ ثَارِيًا  
وَعَكَاشَةً الْغَنَمِيِّ عِنْدَ مَجَالِ

تمہارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم انہیں  
قتل کر رہے ہو اگرچہ ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے۔  
(لیکن) کیا وہ آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں یا  
دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا  
ہو جاتا (لیکن میرے بیٹے) خیال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص  
کے یوں ہی ہرگز نہ جاسکو گے میں نے اپنی حال نامی گھوڑی کے سینے  
کو ان لوگوں کی مقاومت کے لیے تکلیفیں دیں۔ بے شبہ یہ گھوڑی  
ہمتیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے  
کسی روز اسے جھول میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے  
دیکھے گا۔ اس شام کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشہ لختمی  
کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ حبال۔ طلحہ الخویلد کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے  
مراد ثابت بن اقرم الانصاری ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محسن فہری ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَهْرِ لَيْلَةَ الْبُكَرِ

میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی

(سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے۔

انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوَّالَهُمُ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ

تم انھیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انھیں میں سے کر دے۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ وَبَرَدَتِ الدَّعْوَةُ

۲۷۹

اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی

ہو گئی۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ

عرب کا بہترین شہسوار ہم میں کا ہے

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ فرمایا:۔

عَكَاشَةُ بْنُ مُجَاصِنٍ

وہ عکاشہ بن مجصن ہے۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں کا ہے۔ فرمایا:۔

لَيْسَ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُ مِنَّا لِلْحِلْفِ

وہ تم میں کا نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے۔

اور ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو لکھا اور وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اسے خبیث امیر مال کہاں ہے تو عبدالرحمن نے کہا:۔

لَمْ يُتَّقَ غَيْرَ شَيْكَةٍ وَيَعْبُوبُ وَصَارِمٌ يَقْتُلُ ضُلَّالَ الشَّيْبِ

بجز ہتھیار اور ترازے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس سوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جو عبدالغزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالاجانا

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ ام المومنین (نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈال دیا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زہرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔ اس کو نکالتے گئے تو اس کے جوڑے ڈال دیے گئے



آخر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر بیٹی پتھر اس قدر ڈال دئے کہ اس کو چھپا دیا۔ اور جب انھیں گڑھے میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

يَا أَهْلَ الْقَلْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ كُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

اے گڑھے والو تمہارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا۔

فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہ میں نے اسے سچا پایا۔

رام المؤمنین نے کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ

ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں (کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ

جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا۔  
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف -  
لَقَدْ عَلِمُوا

بے شک ان لوگوں نے جان لیا۔ فرمایا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:۔

يَا أَهْلَ الْقَلْبِ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيعَةَ

وَيَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ وَيَا أَبَا جَهْلٍ بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّ دَمَنَ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلْبِ

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن

ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابو جہل بن ہشام اور جتنے اس

گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمہارے پروردگار

نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے

پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو

سڑھل گئے تو آپ نے فرمایا:۔

مَا أَنتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلَكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ

يُجِيبُونِي۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے

نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا۔

لے۔ (الف) میں ”یا اباجہل ہے“ اور (ب) میں ”یا اباجہل“ ہے۔ (احمد محمودی)

يَا أَهْلَ الْقَلَيْبِ بئسَ عَشِيرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ  
ایسے گروہ تھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اس گروہ کے فائدہ کے  
برے لوگ تھے۔

كَذَّبْتُمُونِي وَصَدَّقْتَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُونِي وَأَوَانِي النَّاسُ وَ

قَاتَلْتُمُونِي وَنَصَرْتَنِي النَّاسُ

تم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے  
میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا حالانکہ (دوسرے)  
لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی حالانکہ (دوسرے)  
لوگوں نے مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا۔  
ابن اسحق نے کہا اور حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

كُتِبَ الْوَحْيُ فِي الْوَرَقِ الْقَثِيبِ

مِنَ الْوَسْمِيِّ مِنْهُمْ مِرْسَكُوبِ

يَبَا بَا بَعْدَ سَاكِئِنَا الْحَبِيبِ

وَرَدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَثِيبِ

يَصْدِقُ غَيْرَ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ

لَنَا فِي الْمَشْرُكِينَ مِنَ النَّصِيبِ

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ

تَدَاوَلَهَا الرِّيحُ وَكُلُّ جَوْنِ

فَأَمْسَى رَسْمُهَا خَلْقًا وَأَمْسَتْ

فَدَحَ عَنْكَ التَّذَكُّرُ كُلُّ يَوْمِ

وَحَبْرُ الَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ

بِمَا صَنَعَ الْمَلِكُ غَدَاةَ بَذْرِ

غَدَاةَ كَانَتْ جَمْعَهُمْ حِرَاءُ      بَدَتْ أَرْكَانُهُ جُحُ الْغُرُوبِ  
فَلَا قَيْنَاهُمْ مَنَا يَجْعَحُ      كَأَسَدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشَيْبِ  
أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوهُ      عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي كَفْحِ الْحُرُوبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے  
تھے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ ان (گھروں کو جن) کو  
ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے  
سیاہ بادلوں نے رخت بدست لیا تھا (یعنی ایک کے اثرات کے بعد  
دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے  
سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے۔ وہاں کے  
رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ  
ہو گئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں  
کی یاد کو تو چھوڑ دئے۔ اور اندوہ لگیں۔ سینے کی حرارت کو تسکین  
دے۔ اور ان بھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں  
بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ ایسی باتیں بتا جس سے  
بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔  
جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی حصے  
ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک کوہِ حرا ہے۔ تو  
ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے  
جنگل کے شیروں کے سے کچھ بے ڈاڑھی والے اور کچھ سفید  
ڈاڑھی والے تھے۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ  
(کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی  
معاونت کی اور آپ کے سامنے رہے۔



بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمٌ مَّرْهَقَاتٌ وَكُلٌّ يَجْرِبُ خَاطِي الْكُؤُوبِ

جن کے ہاتھوں میں بارودی ہوئی تلواریں اور آزمودہ سخت مونی گریہوں والے (نیزے) تھے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْعَطَارِفُ وَازَرْتَهَا بَنُو النَّجَازِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

سرداران بنی العوف جنہیں مضبوط دین والے بنی النجار نے بھی بددئی تھی۔

فَعَادَرْنَا أَيَا جَهْلٍ صَرِيحاً وَعُتْبَةُ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجُبُوبِ

تو ہم نے اوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا) چھوڑا۔

وَشَيْبَةُ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالِ ذَوِي حَسَبٍ إِذَا نَسِبُوا حَسِيبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)۔

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ لَمَّا قَدْ فَنَاهُمْ كِبَاكِبٌ فِي الْقَلْبِ

جب ہم نے ان کے جتنے کے جتنے گرامے میں ڈالے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں نکارتے (اور کہتے) ہیں۔

أَلَمْ تَجِدْ وَاعْكِامِي كَانَ حَمًّا وَأَمْرًا لِلَّهِ يَا خُذْ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيبٍ

تو انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے

تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا:۔

يَا أَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَأْنِ أَبِيكَ شَيْءٌ

اے ابو حذیفہ! اپنے باپ کی حالت (دیکھنے) سے

شاید تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انہوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! واللہ! میں نے اپنے باپ کے (حالت کھری برائی) یا ان کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں اس لیے مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (ان کی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور میں نے ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو اپنی اس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق الَّذِينَ تَكُونُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي الْأَفْسِهِمْ نازل ہوا

ابن اسحق نے کہا کہ میں جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے

متعلق نازل ہوا ہے جو بدر میں قتل ہوئے ہیں۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ  
قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ  
وَأَسِعَةً فَمُتَّاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ  
وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے (ان سے) انھوں نے کہا  
کہ تم کس (بری) حالت میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم سرزمین  
(مکہ) میں بے بس تھے۔ انھوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی  
کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں  
جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یہ چند مسلم نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبدالمعری بن قصی میں سے امارت  
بن زہر بن الاسود۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن  
عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور ابوقیس بن الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر  
بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن خذافہ بن  
جمح۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن شیبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد  
ابن سہم۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ  
کے رہنے کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور حب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا

۱۔ (الف) میں "قتیلہ مسلمان" جس کے معنی ان ناموں والے نوجوان تھے "ہوں گے۔

اور (بج د) میں "قتیلہ مسلمان" ہے۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔

(احمد محمودی)

اور خاندان والوں نے انہیں قید رکھا اور انہیں ان کے دین سے پٹانے کے لیے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور کتب کے سب مارے گئے۔

## بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا

### اس کا بیان



پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کیے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اٹھا کر لیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہمارے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسرِ مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے انہوں نے کہا کہ واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمہاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آجائے انہوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حانت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی شکلیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے ٹوٹنے کے لیے موانع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لیے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لیے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔

ابن اسحق نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن



موسیٰ سے انھوں نے کھول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابو امامہ کا) نام صدیق بن عثمان تھا۔  
 انھوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق  
 دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی  
 جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے  
 متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار  
 سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان عن بواع (یعنی مساوی تقسیم فرمادی  
 عن بواع کے معنی علی السواء یعنی مساویاتہ ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ  
 مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابو سعید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت  
 بیان کی انھوں نے کہا کہ بدر کے روز مجھے بنی عایدہ الخزرجیین المزبان کی تلوار  
 ملی تھی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں  
 میں کے مال غنیمت کو ٹوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لا کر مال غنیمت  
 میں ڈال دی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ  
 یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے  
 یہ بات الارقم بن ابی الارقم نے حان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے وہ تلوار طلب کر لی تو آپ نے وہ تلوار انھیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روایت

ابن اسحق نے کہا کہ اس نسخ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس  
 امر کی خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ

۲۸۵ علیہ وسلم اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو اس اقلہ (مدینہ کے انشعابی تھے) میں اپنے (موت) کو خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا۔ اس امر بن زید نے کہا کہ ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے پاس (یعنی ان کی زوجیت میں) رکھی تھی برابر کر دی تھی (یعنی انھیں دلن کر دیا تھا)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے ساتھ مجھے بھی اس پر خلیفہ بنایا تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس آیا اور وہ مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ عقبہ بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ اور ابوہریرہ بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختیری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔ انھوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد سے واپسی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی الی میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا یہ مشرکین سے حاصل ہوا تھا اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن سبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گونے کہا:۔  
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام حدی بن ابی الزغباء بتایا ہے۔

أَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَا بَسْبَسُ      لَيْسَ بِذِي الطَّلَحِ لَهَا مَعْرَسُ

اے بسبس ذی الطلح میں اس قافلے کے لیے رات گزارنے

کا کوئی مقام نہیں ہے اس لیے اونٹوں کے سینے اس کے لیے قائم رکھ۔

وَلَا يَصْحَرُاءُ غَيْرَ مُحْنَرٍ  
إِنْ مَطَّيَا الْقَوْمَ لَا تُخَيَّرُ

اور صحراؤں غیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور  
ایسے لوگوں کی سواریوں کو رناموزوں مقام پر اتار کر (ذلیل نہیں  
کیا جاسکتا۔

فَجَمَلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ أَكْبَرُ  
قَدْ نَصَرَ اللَّهُ وَفَرَّ الْأَخْضَرُ

۲۸۶

۲۸۷

اس لیے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر چلے ملنا ہی  
ہو شکاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور افس تو  
بھاگ ہی گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب  
تنگ راہ الصفا سے نکلے تو اس تنگ راہ سے اور التازیہ سے درمیان سیر نامی  
ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں  
آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرمادی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں  
کو دلائی تھی پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو  
مسلمان اس فتح کی غنیمت پیش کرنے کے لیے آپ سے آئے جو اللہ نے آپ کو  
اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور  
یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے سلمہ بن  
سلامہ نے ان سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی سنارک بادیتے ہو واللہ ہم نے  
تو صرف چند چند یا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے  
مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کر دی تو رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔  
أَيُّ ابْنِ أَخِي أَوْلَا لَكَ الْمَكَلَّ

اے ابن اخ کا لفظ ہر ایک کم سن کے لیے عرب استعمال کرتے ہیں یہی لیے میں نے اس کا ترجمہ

بابا! وہی تو سرگروہ تھے۔  
ابن ہشام نے کہا کہ الملاح کے معنی اشراف و رؤساء کے ہیں۔

## النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا) بلکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے ابن اسحق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے بھلے اور جب عرق الطبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا) ابن ہشام نے کہا کہ عرق الطبیہ کی روایت ابن اسحق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ عقبہ بن معیط کو بنی العجلان کے عبد اللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد یحیٰ کے لیے کون ہو گا تو آپ نے فرمایا:۔

النار۔ آگ ہو گی۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت ابن ابی اللہ الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ "بابا" کیا ہے اور ملاح کے معنی امراء۔ اشراف وہ شاہان ہستیاں جو آنکھوں میں جھپیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)  
۱۔ (الف) میں خط کشیدہ، الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)



ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب لے گیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابوہند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے لے جانے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں عیس بھر کر لائے تھے (پتھر اور گھی ملا کر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے جس کو عیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔ اور یہ ابوہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام (سینگیاں لگانے والے) تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

إِنَّا أَبُو هِنْدٍ أَمْرٌ وَمِنْ الْأَنْصَارِ فَأَنْتَحِرْهُ وَأَنْتَحِرُوا إِلَيْهِ

ابوہند تو انصار میں کے ہیں اس لیے ان (کی لڑکیوں)

سے نکاح کرو اور (اپنی لڑکیاں) ان کے نکاح میں دو۔ تو صحابہ نے اس کی تعمیل کی۔

کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ شریف لائے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے رشتہ داروں کے پاس عفرات کے دونوں بیٹوں جو ف اور نفوذ پر نوحہ خوانی کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ عورتوں پر پرودہ فرض ہونے سے

پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (ام المؤمنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہا گیا کہ

قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المؤمنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں آئے تو دیکھا کہ ابو یزید ہرسل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ وہی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المؤمنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہدیا کہ اے ابو یزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دئے تم لوگ عزت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی مجھے اپنے ہوش میں نہ لایا۔ (آپ نے فرمایا)

يَا سَوْدَةَ أَعْلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ

اے سودہ کیا عز و جلال والے اللہ اور اس کے رسول

کی مخالفت پر ابھار رہی ہو۔

(ام المؤمنین نے) کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھوں کو اس کے گھلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ باری باتیں کہدیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار والے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قیدیوں کو لے کر تشریف لائے تو انھیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا۔

اِسْتَوْصُوا بِالْاَسَارَى خَيْرًا

قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ (خود) ابو عزیز نے کہا ہے کہ میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں کا ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنی

گرفت مضبوط دکھنا کیونکہ اس کی ماں ساز و سامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔ اس نے کہا کہ جب بدر سے مجھے لے کر آئے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو انھیں ہماری نسبت نصیحت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود کچھ رکھاتے۔ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھ کو نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے شرم و امن گیر ہوتی اور اس کو واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھو تا تک نہ تھا

ابن ہشام نے کہا کہ النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا پرچم بردار ابو عزیز ہی تھا۔ جب اس کے بھائی مصعب نے ابولیسر سے جنوں نے اسے قید کیا تھا بذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابو عزیز نے ان سے کہا بھائی صاحب کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ پھر اس کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ فدیہ جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم تو اس نے چار ہزار درہم اس کا فدیہ بخش کر دیا۔

## قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے پہلا شخص جو مکہ پہنچا ہے وہ ابیسیان بن عبد اللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ تمھارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن الاسود اور الحجاج کے دونوں بیٹے عتبہ اور امیہ اور ابو البختری بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب

وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو رافع نے کہا کہ میں عباس بن عبد المطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور عباس اپنی قوم سے دُرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور وہ بہت مالدار تھے اور ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ابو لہب بدر میں شریک نہ تھا اور اپنے بچائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور نہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوت و اعزاز کا احساس کیا۔ ابو رافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انھیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں چھپا کرتا تھا تو واللہ میں اسی خیمے میں اپنے تیر چھپتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوتی تھیں اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکایک ابو لہب بری طرح (سے) اپنے سر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتیٰ کہ خیمے کے کنارے (اگر) بیٹھ گیا اور اس کی بیٹھ میری بیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب آگیا۔



ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

(راوی نے) کہا۔ ابوہلب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ (راوی نے) کہا۔ آخر وہ اس کے پاس چھ گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا بابا مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔ اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسواویں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنا رہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر اس نے کوئی علامت نہیں کی ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلت گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ ابو رافع نے کہا۔ میں نے خیمہ لانا بہن اسے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔ (راوی نے) کہا۔ ابوہلب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھالیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ اور میں کمزور تھا۔ تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اس کا طرف برقعہ اور اس (لکڑی) سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بڑی طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اسیں کا سردار اس کے پاس نہ ہونے کے سبب سے تو مرنے لگا اس کو کھڑو سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ رات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عرصہ نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

۱۔ ابو ذر نے کہا ہی قرحہ قاتلہ کا لطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھرڑا ہے۔ (احمد محمودی)  
 ۲۔ (بج د) میں غائب عنہ سید ہے اور (الف) میں غائب عنہ سید ہے  
 ہے جو تحریف کا تب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ابی جحیف نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمھاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجیں یہاں تک کہ ان کا کچھ انتظار کر لو ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں نہ بھیجی گئے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے زمعہ بن الاسود اور عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ اور وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ وہ اسی (شش و پنج) میں تھا کہ اس نے رات میں بکا بک (کسی کے) رونے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ اور (بکائی) بیٹائی جا چکی تھی۔ دیکھ تو کیا پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رورہے ہیں۔ کہ میں بھی ابو حلیہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے۔ (راوی نے) کہا جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھوجانے پر زور رہی ہے۔ راوی نے کہا کہ۔ اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔

أَتَيْنِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ      وَتَمْنَعُهُمَنِ النَّوْمُ السَّهْوُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھوجانے پر روتی ہے اور  
سوئے سے بے خوابی اس کو زور رکھ رہی ہے۔

فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلَكِنْ      عَلَى بَذْرِ تَقَاصَرَتِ الْجُدُودُ

اے عورت جو ان اونٹ کے کھوجانے پر نہ رو بلکہ (واقعہ)  
بذر پر روجن کا نصیب چھوٹ گیا ہے۔

عَلَى بَذْرِ سَرَاةٍ بَنِي مُصَيِّفٍ      وَمَخْرُومٍ وَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ

بد پر روئی ہنسی کے سردار پر رو۔ اور (بھی) مخروم پر  
رو اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبِكِيٍّ إِنْ يَكَيْتَ عَلَى عَقِيلٍ وَبِكِيٍّ حَارِثًا أَسَدَ الْأَسُودِ

اور اگر تجھے روتا ہے تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو  
جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبِكِيٍّ سَمٍّ وَلَا تَسِيَّ جَمِيعًا وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةٍ مِنْ نَدِيدٍ

اور ان سب پر رو اور رونے سے بیزار نہ ہو اور ابولکیم  
کا تو کوئی مد مقابل ہی نہ تھا۔

الْأَقْدَسَادَ نَبَدَهُمْ رَجَالًا وَلَوْ لَا يَوْمٌ بَذَرْتُمْ يَسُودًا

سن لو کہ ان اگلے لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے  
ہیں کہ اگر جنگ بد رونے ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔  
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيْسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَأَنَّكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَكُمْ نِي

طَلَبٍ فِدَاءِ أَبِيهِ

مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے جو تاجر اور مالدار ہے  
اور گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دیکر چھڑانے کے لیے  
آچکا ہے۔

اور جب قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑانے کے  
متعلق جلدی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ

نے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ (ارشاد) فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑائے گیا۔

## ہیل بن عمرو کا حال

کہا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن جفن ابن الاخیف ہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے آیا اور اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن النخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا:۔

أَسْرَتْ سُهَيْلًا فَلَا أُبْتَغِي      أَسِيرًا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمِ

میں نے ہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

وَحِنْدٌ لَعَلَّ أَنْ الْفَتَى      فَتَاهَا سُهَيْلًا إِذَا يَظُنُّ

اور رہنی (حنْد) جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف اللہ کے قبیلے میں) کا ہیل ہی جوان مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

صَرِيَتْ بِهِ الشَّفَرُ حَتَّى أَنْشَى      وَالْكَرْهَتْ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعِلْمِ

میں نے اس پر (تلوار کی) بار ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کے پر دست درازی کرنے میں (میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

اور ہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء، شعر مالک بن النخشم کی جانب اس شعر



کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوی واسے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ہہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (بچے اور اوپر کئے) دو دودانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے فلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ (راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا أُمَثِّلُ بِهِ فَيَمِثِلُ اللَّهُ بِي وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا

(نہیں) میں اس کو مثل نہ کروں گا (ایسے اعضا معدوم نہ کروں گا جس سے صورت بگڑ جائے) کہ اللہ مجھے بھی مثل کر دے گا اگرچہ کہ میں نبی ہوں۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اسی حدیث میں فرمایا:۔

إِنَّهُ عَسَى أَنْ يَقُومَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهُ

اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب مرکز نے ان لوگوں سے ہہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو) اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمھارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرنے تو ہہیل کو چھوڑ دیا اور مرکز کو اپنے پاس

قید رکھا تو مکرز نے کہا۔

قَدِيتْ بِأَذْوَادِ ثَمَانٍ سَبِيٍّ قَتَّى يَنَالُ الصَّمِيمَ غُرْمًا لَا الْمَوَالِيَا

۲۹۳

میں نے آٹھ اونٹ (یا قیمتی اونٹ) اس نوجوان کے چھڑانے کے لیے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں غمرا پکڑے جاتے ہیں۔

رَهَنْتُ يَدِي وَالْمَالَ أَيْسَرُ مِنْ يَدِي عَلَى وَلَكِنِّي خَشِيتُ الْخَسَارِيَا

میں نے اپنے ہاتھ کو (یعنی اپنی ذات کو) رہن کر دیا حالانکہ مجھے اپنے آپ کو رہن کرنے کی بہ نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَا سَهْلٌ خَيْرٌ نَا فَاذْهَبُوا بِهِ لِأَبْنَاءِ نَاحَتِي نُدِيرُ الْأَمَانِيَا

اور ہم نے کہا کہ سہیل ہم میں کا بہترین شخص ہے اس لیے ہمارے بچوں کے واسطے اسی کو لے جاؤ تاکہ ہم اپنی امیدوں میں (کامیابی کی) رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعرا ان اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں قید تھا۔ اور یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا لڑکا تھا۔ ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان کی ماں۔ ابو عمرو کی بیٹی تھی اور ابو معیط بن ابی عمرو کی بہن تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انھوں نے کہا اس لیے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی یہ ہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ نبی عمرو ابن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں کے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ چند دو وھیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام تقبیح میں اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لیے نکلے اور جو ملوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انھیں خوف تک بھی نہ تھا اور انھیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لیے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کے لیے آئے تو اس کے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم و زیادتی کی اور انھیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا۔ اور ابوسفیان نے کہا:۔

أَرْهَطَ بَنَ أَكَالٍ أَجِيبُوا دُعَاءَهُ تَفَاقَدْتُمْ لِمَوْلَا سَيِّدِ الْكَيْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن ایسے) سن رسیدہ سردار کو دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَإِنَّ بَنِي عَمْرِو لِبَعَاءٍ أَذِلَّةٌ لِّبَنٍ لَمْ يَفُكُوا عَنْ أَسِيرِهِمُ الْكَيْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ (شمار) ہونگے اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔  
تو حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:۔

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا لَا كَثَرَفِيكُمْ قَبْلَ أَنْ يُوسَرَ الْقَتْلَا

کہ میں اس کی گرفتاری کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید ہونے سے پہلے اس نے تم میں کے بہتوں کو

بَعْضُ حُسَامٍ أَوْ يَصْفَرَاءُ نَبْعَةٍ تَحْنُ إِذَا مَا أَنْبَضَتْ تَحْفِرُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (سکے درخت کی لکڑی) کی زرد (کمان) سے جس سے ایک (دڑناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے عوض میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی استدعا منظور فرمائی انھوں نے اس کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

## ابو العاص بن الربیع کی قید

ابن اسحق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی ابن عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں سے ایک شخص نے

۲۹۶

۱۔ (الف) العاصی آخر میں یا کے ساتھ اور (ب ج) میں العاص بغیر یا کے لکھا ہے۔  
(احمد محمودی)



تقد کیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابوالعاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور (ام المومنین) خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب) خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر جی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ (جناب خدیجہ) ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر (جناب) خدیجہ اور آپ کی لڑکیاں تو ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا لیکن ابوالعاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتدا فرمائی تو ان لوگوں نے کہا کہ تم نے محمد کو اس کی فکروں سے سبک دہ کر دیا ہے اس لیے اس کی بیٹیوں کو اس کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکر میں اس کو مشغول کر دو۔ اور ان سب نے ابوالعاص کے پاس جا کر اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انھوں نے کہا نہیں واللہ ایسی حالت میں تو میں نہ اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تخریف فرمایا کرتے تھے۔ پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی کو طلاق دیدے۔ قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی یا سعید بن العاص کی بیٹی سے کر دو

۱۔ یہاں بھی (الف) میں العاصی بیاہ لکھا ہے اور (بج) میں العاص بنیر یاد کئے۔ (احمد محمودی)

تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انھوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاحبزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ اور زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابوالعاصی بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کر لینے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انھیں اُس کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابوالعاصی بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی (ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے (رقم) روانہ کیا تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوالعاصی کی رہائی کے لیے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انھیں پہنا کر ابوالعاصی کے پاس روانہ کیا تھا۔ (ام المومنین نے) کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مال) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھرا یا اور فرمایا۔

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تَطْلُقُوا إِلَيَّ أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا مَا لَهَا فَاغْلُظُوا

اگر تمہیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو تم اس کے لیے  
چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو ذرا ایسا کرو۔  
ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ۔ اور انھوں نے ابوالعاصی کو  
چھوڑ دیا اور (بی بی) زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

## زینب کا مدینہ کی جانب سفر

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اقرار لے لیا تھا یا  
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ  
کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی  
ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا (معاملہ) تھا۔  
مگر جب ابوالعاصی کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:۔

كَوْنَا بَطْنِ يَاجُجٍ حَتَّى تَمُرَّ بِكَامَا زَيْنَبُ فَصَحْبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَانِي بِهَا

تم دونوں (جا کر) بطن یاجج میں رہو۔ یہاں تک کہ تمہارے  
پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمہارے پاس سے گزرے) تو  
اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد  
کا یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاصی مکہ آئے تو انھوں نے  
زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کے سامان کرنے لگیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انھوں نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے والد سے جا کر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا کر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمہیں تمہارے سفر میں آرام دے یا تمہیں اپنے والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو تمہارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لیے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کر لی ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کنانہ اور ترکش لے لیا اور ان کو لیکر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا اس حال میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انھوں نے ان کو ذی طوی میں آملایا اور پہلا شخص جو ان تک آپہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انھیں اپنی پرچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور ان کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھ گیا اور اپنے



ترکش میں کے تیر زمین پر جھٹک دئے اور کہا وا شد جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے اور ابوسفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دھاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائیگا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو لوٹا دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انھیں لے کر وہ رات کے وقت نکلا اور انھیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انھیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن اسحق نے کہا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے یا بنی سالم بن عوف والے ابو خیشمہ نے (بی بی) زینب کے واقعے کے متعلق کہا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابو خیشمہ کے ہیں:۔

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدَرُ النَّاسُ قَدْرَهُ  
لَا يَنْبَغِي فِيهِمْ مِنْ عَقْرِي وَمَا تَمَّ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعہ کی خبر پہنچی) جس کی جیسی قدر کرتا چاہئے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص دیا وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف اور ان کی دانست میں گناہ تھا۔

وَإِخْرَاجَهُمَا لَمْ يَخْزَفِهَا مُحَمَّدٌ عَلَى مَا قِطَّ وَبَيْنَا عِطْرُ مَنْتَمٍ

وہ زینب کا دمکے سے نکال لانا تھا جس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی طرح کی رسوائی نہیں ہوئی۔ یا وجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر بہک رہا تھا۔

وَأَمْسَى أَبُو سَفْيَانَ مِنْ خَلِيفِ خُمُصَمٍ وَمِنْ حَرَبِيَّاتِي رَغِمَ أَنْفٌ وَمَنْتَمٍ

اور ابوسفیان اپنے حلیف خمصم کے متعلق اور ہم سے لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل اور نادام ہو چکا تھا۔

قَرْنَا ابْنَهُ عَمْرًا وَمَوْلَى يَمِينِهِ يَذِي حَلَقٍ جَلْدِ الصَّلَاحِ مُحَلِّمٍ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں والی

بڑی جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فَأَقْسَمْتُ لَا تَنْفُكُ مِنَّا كِتَابُكَ سِرًّا وَخَمِيسٌ فِي لُهَايِمٍ مَسْكُومٍ

پھر میں نے قسم کھالی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیاں۔ لشکر کے

سروار ایک خاص نشان والے عدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ۔

تَرْوَعُ قَوْلِيكَ الْكَفْرَ حَتَّى نَعْلَمَهَا بِخَاطِطَةٍ قَوْقِ الْأَنْوَابِ بِمِيسَمٍ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے حتیٰ کہ بار بار جگہ کر کے

لہ۔ زائف میں نزوع زائے مجھ سے لکھا ہے میں کے متعلق ماشیہ (ب) میں لکھا ہے کہ وہ تعریف ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور سر ہٹانے کے ہیں۔ لیکن نسخہ (ب ج د)

ان کی ناکوں میں داغ دینے والے کے ذریعے تکیل ڈال دیں گے۔

۳۱. نَزَّلَهُمْ أَكْنَافَ نَجْدٍ وَنَخْلَةٍ وَإِنْ يَتَحَمَّرُوا بِالْخَيْلِ وَالرَّجُلِ نَتِمْ

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجور بن) کے اطراف و اکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لیکر ہمارے (نیشی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

يَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يَعْوَجَ سَرِينَا وَنَلْحَمُهُمْ أَثَارَ عَادٍ وَجُرْهُمُ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا راستہ سیدھا ہو جائے اور ہم انھیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملا دیں گے (یعنی برباد و ہلاک کر دیں گے)

وَيَنْتَدِمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا حَمْدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وَأَيُّ حِينٍ تَنْتَدِمُ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچھتاے گی جس نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچھتاے گی (جبکہ پچھانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فَأَتْلَفَ أَبَاسُفِيَّانَ إِمَّا لِقَيْتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تَخْلُصْ بِجُودٍ أَوْ تُسَلِّمَ

تو اسے مخاطب (اگر تو ابوسفیان سے ملے تو تو اس کو یہ پیام پہنچا دے گا اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخِزْيَانِ الْحَيَاةِ مُبْجَلٍ وَسِرِّبَالٍ قَارٍ خَالِدًا فِي جَهَنَّمَ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے

بقیہ ماخیزہ صفحہ گذشتہ :۔ راجع اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ”وسریال نار“ بھی آیا ہے  
یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی  
ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث  
بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحق نے کیا ہے) وہ تو بدر  
میں قتل ہو چکا تھا۔

اور جب وہ لوگ لوٹ گئے جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور  
مذہبت عقبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان سے کہا:   
أَفِي السَّلَامِ أَغْيَارًا جَفَاءً وَغِلَظَةً وَفِي الْحَرْبِ أَشْيَاءَ النَّسَاءِ الْعَوَارِكِ  
کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور  
سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں حیض والی عورتوں  
کی طرح ہیں۔

اور جب کنانہ بن الزبیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے  
کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا:۔

عَجِبْتُ لِهَيْبَارٍ وَأَوْبَاشٍ قَوْمِهِ يُرِيدُونَ إِخْفَارِي بَيْتِ مُحَمَّدٍ  
میں ہیار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ  
وہ چاہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کے ساتھ جو میرا  
معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَكُنْتُ أَبَايَ مَا حَيِّتُ غَدِيدَهُمْ وَمَا اسْتَجَمَعَتْ قَبَائِدِي بِالْمُهَنْدِ  
اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی  
پروا نہیں کرتا جب تک کہ میرا ہاتھ ہندی تلوار کو مضبوطی سے



تھا ہے جوئے ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبد اللہ بن الاشج سے اور انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابو اسحق الدوسی سے ابو ہریرہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور یہیں حکم فرمایا تھا!۔

إِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَارِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّجُلِ الْآخِرِ الَّذِي سَبَقَ  
مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ

اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبد قیس تھا۔  
(ابن اسحق نے) کہا کہ جب دو مرد ان ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:۔

إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَمْرُكُمْ بِتَحْرِيقِ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمَا  
ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّه لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَعْذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ ظَفِرْتُمْ  
بِهِمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔

لہ (ب ج د) یر نہ نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (احمد محمودی)

بے شبہ میں نے تمہیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ  
اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے  
کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا  
دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔

## ابوالعاص بن الربیع کا اسلام

بسم اللہ

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد ابوالعاص مکہ میں رہے اور (بنی بنی)  
زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے  
ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابوالعاص  
شام کی جانب تجارت کے لیے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی  
بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لیے اپنے مال دیئے  
تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انہیں ملا لیا اور جو کچھ  
ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لیکن یہ خود بھاگ بھگے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ عات  
جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آگئے تو ابوالعاص بھی رات کی  
تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کے پاس آگئے اور ان سے  
پناہ طلب کی تو انھوں نے انہیں پناہ دیدی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لیے  
آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے  
بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں  
کے چوتھے سے بلند واد سے کہا لوگو! میں نے ابوالعاص بن الربیع کو پناہ دی  
ہے۔ (راوی نے) کہا کہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا  
لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:۔

أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ

لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے۔ لوگوں  
نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:۔

أَمَّا الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعْتُ

مَا سَمِعْتُمْ إِنَّهُ يُخِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَذَنَاهُمْ۔

سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے  
مجھے کسی بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ (آواز) سنی جس کو  
تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل ان میں ایک ایسا  
شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ (پناہ دینے کا حق رکھتا ہے)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس (بیت الشرف میں) اپنی صاحبزادی  
کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:۔

أَيُّ بُنْيَةٍ أَكْرَمِي مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ إِلَيْكَ فَإِنَّكَ لَا تَحْلِينَ لَهُ

بہٹی اس کی خاطر داری کرنا اور اس کو اپنے ساتھ خلوت میں  
نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا  
کہلا بھیجا کہ:۔

إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مَنَاحِيثٌ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَا لَا فَانَ

تَحْنُونُوا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَإِنَّا نَحِبُّ ذَلِكَ

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمہیں علم ہی ہے  
اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو اگر تم اس کے ساتھ نیک سلوک  
کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے۔

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَهُوَ فِي اللَّهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّهُمُ أَحَقُّ بِهٖ

اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ  
حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی راہ میں (راگیا) ہے جس نے وہ  
تمہیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہ ہو گا) بلکہ ان کا مال انہیں  
واپس کر دیں گے۔ اور انہوں نے ان کا مال انہیں لوٹا دیا یہاں تک کہ کوئی  
شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سروالی لکڑی  
لا رہا تھا جو گھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ  
ان کا تمام مال انہیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی۔  
اس کے بعد وہ انہیں مکہ اٹھالے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو  
اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا  
پھر انہوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال ہیرے پاس  
رہ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور ہم نے  
تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انہوں نے کہا میں گواہی  
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے  
اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے  
کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے صرف  
تمہارا مال کھا جاتا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمہارے مالوں کو تم تک  
بہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ  
نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے ابن عباس



کی حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دیدیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو العاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمہیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تم نے لو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں تو ابو العاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبد الوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عام الشیبی کی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہ نے ابو العاص کے متعلق (مذکورہ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحق نے کہا کہ بغیر فدیہ لیے جن قیدیوں کو بطور احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ان کا فدیہ روانہ کیا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمرو بن مخزوم تھا جو بنی الحارث الخزرج میں سے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انھیں کے ہاتھوں میں دیدیا گیا۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی نجارولے ابو ایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔ ابن اسحق نے کہا اور صفی بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم وہ اس کے لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور حب کوئی اس کے لیے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لے لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیج دے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انھیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا:۔

وَمَا كَانَ صِيفِي لِيُوفِي أَمَاتَةً  
فَقَاتَلَكَ أَعْيَابُ بَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیغی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کر تادہ تو  
لو مڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر  
تھک گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ایات میں کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو عزرہ بن عبد اللہ بن عثمان بن اہیب بن صافہ بن  
جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا  
مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لیے آپ  
مجھ پر احسان فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا  
اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابو عزرہ  
اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی  
قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے۔

مَنْ مَّبْلَغُ عَنِّي الرَّسُولُ مُحَمَّدًا      بِأَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِكُ حَبِيبٌ

میری جانب سے محمد رسول (اللہ) کو دیر پیام پہنچانے والا  
کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد و ثنا ہے۔

وَأَنْتَ أَمْرٌ تُدْعَوُ إِلَى الْحَقِّ وَالْهُدَى رَغْلَيْكَ مِنَ اللَّهِ الْعَظِيمِ شَيْدٌ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب  
بلا تے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے  
گواہ موجود ہیں۔

وَأَنْتَ أَمْرٌ بَوِّتَ فِينَا مَبَايِدَ      لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصَعُودٌ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام مائل  
فرمایا ہے جس کی سر زمینوں پر چڑھنا (ایک لحاظ سے) نہایت آسان

اور (ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَإِنَّكَ مِنْ حَارِبَتِهِ لِحَارِبٍ شَقِيٍّ وَمَنْ سَأَلْتَهُ لَسَعِيدٍ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جن سے نبرد آزما ہوں وہ نصیب دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرمائیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلَكِنْ إِذَا ذُكِّرْتُ بِذُرِّهِمْ أَهْلَكُهُ تَأْوَبُ مَا بِي خَيْرٌ وَقَعُودٌ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے

تو حسرت و کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے وہ مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

## عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مقام حجر میں عمیر بن وہب انجی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں کا ایک شیطان تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مدد بھڑھوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے امیر کیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی: انھوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا کہ واشد ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا واشد تو نے سچ کہا۔ سن واشد اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک (یہ) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔ (راوی نے) کہا: تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تھاذی جاتب سے ادا کر دیتا ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شے ایسی نہ ہوگی جو ان کو دینے سے عاجز رہوں۔ عمیر نے اس سے کہا اچھا تو میری (اور) اپنی اس حالت (یا گفتگو) کو راز میں رکھ۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لیے دی۔ اور وہ اس کے لیے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان (جنگ) بدری کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے انھیں جو عزت عطا فرمائی اور ان کے دشمن کی جو حالت انھیں دکھادی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک عمر نے عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حائل کیے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتنا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان (جنگ کے لیے) بھارا ہے اور یہی وہ ہے جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنی تلوار حائل کیے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا: —

فادخلہ علی:۔ اسے اندر میرے پاس لاؤ۔ (راوی نے) کہا۔



تو عمر آئے اور اس کی تلوار کے حامل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس اخبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمر اس کو اس کی تلوار کے حامل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا:۔

أَرْسِلُهُ يَا عُمَرُ أَدْنُ يَاعُمَيْرُ

اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمر نزدیک آؤ۔  
تو وہ نزدیک گیا اور اَنْعَمُ اصْبَحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا۔  
اور یہ زمانہ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
قَدْ أَكْرَمَنَا اللَّهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ

تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اے عمر میں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا سنیے واللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔ فرمایا:۔

فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ

اے عمر تمہیں کونسی چیز لائی ہے۔ کہا میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:۔  
كَمَا بَالُ السَّيْفِ فِي عُنُقِكَ

جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اتر کر تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لیے اللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھا دی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انھوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَقِيَهُوا أَخَاكُمُ فِي دِينِهِ وَاقِرُ تَوَّهِ الْقُرْآنَ وَأَطْلِقُوا لَهُ أُسِيرَهُ

اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ اور

ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کرو۔ اور سب نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بھانے میں گوشان تھا اور جو لوگ اللہ عز و جل کے دین پر تھے ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھاب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آئے گی کہ تمہیں بد رکھا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ تو اس نے قسم کھالی کہ وہ ان سے نہ کہی کوئی بات کرے گا اور نہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لیے

یہ بھریہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے۔  
اس نے کہا: اشدان تلواروں کا ستیاناس کرے وہ کچھ بھی کام آئیں۔  
فرمایا:۔

أَصْدَقَنِي مَا الَّذِي حُتَّ لَهُ

مجھ سے سچ سچ کہہ دو کہ تم کس لیے آئے ہو۔ اس نے  
کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا۔ فرمایا:۔

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمِّيَّةَ فِي الْحَجْرِ فَذَكَرْتُ مَا أَصْحَابُ

الْقَلْبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دِينَ عَلَى وَعِيَالٍ عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى

أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَحَمَلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمِّيَّةَ يَدَ يَنِّكَ وَعِيَالُكَ عَلَى أَنْ

تَقْتُلَنِي لَهُ وَاللَّهُ حَائِلٌ بَيْنِي وَبَيْنَ ذَلِكَ

کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے

اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پر طے ہوئے

لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا

اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا تاکہ میں محمد کو قتل

کروں تو صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کا

پارا اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کرو۔

حالانکہ اشد میرے اور (تمہارے) اس (اروے کی تکمیل) کے

درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کر سکتے)

تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے

وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذا اُٹھانے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنہوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمن نے (سراقہ کی) شکل اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمایا:۔

وَإِذْ زَيْنَ لِهَمُ الشَّيْطَانِ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ

مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان

کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر

غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انھیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن

جشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناة بن

کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا تَرَأَتْهُ الْفِئَتَانِ

جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعے

اللہ نے اپنے رسول اور ایمانداروں کی ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو۔

نَكَصَ عَلَى عَقَبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيٌّ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ



اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے  
الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔  
اور دشمن خدا سے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انھوں نے نہیں دیکھی  
اور کہا۔

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔  
غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں مراقبہ کی  
صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ جب بدر کا  
روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں بد بھڑ ہوئی تو وہ اٹے پاؤں لوٹ گیا۔  
غرض وہ انھیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ”نکص“ کے معنی رجوع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔  
بنی اسید بن عمرو بن اتیم میں کے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے :-

تَكَصُّمٌ عَلَى أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمُ  
تَرَجُّونَ أُنْقَالَ الْخَمِيسِ الْعَرَمِ  
تم پھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی  
ظہیمت کی امید کر کے آ گئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا ہے :-

قَوْمِي الَّذِينَ هُمْ أَوْ وَا نَبِيَّهُمْ : وَصَدَّقُوا وَ أَهْلُ الْأَرْضِ كُفَّارُ  
میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کو  
پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے  
کافر تھے۔

لِلصَّالِحِينَ مَعَ الْأَنْصَارِ  
لِلْأَخْصَاءِ أَقْوَامٌ هُمْ سَلَفُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں  
جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکیوں کی مدد کرنے والوں کے  
ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُتَّبِعِينَ بِقِسْمِ اللَّهِ قَوْلَهُمْ لَمَّا آتَاهُمْ كَرِيمٌ الْأَصْلَ مُخْتَارٌ

جب ان کے پاس شریف النسب پرگزیدہ (نبی) آیا  
تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)

أَهْلًا وَسَهْلًا قَفَى أَمْنٌ وَفِي سَعَةٍ نِعْمَ النَّبِيُّ وَنِعْمَ الْقِسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اہل و سہل تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ  
ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور  
(ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوهُ بِدَارٍ لَا يَخَافُ هَا مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارَ أَهْلِ الدَّارِ

انہوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا  
خوف و خطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر  
(کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاتَمُوهُمْ بِهَا الْأَمْوَالُ إِذْ قَدِمُوا مِنْهَا جَرِيرٌ وَقَسَمَ الْجَاهِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے اپنے  
پڑوسی کو حصہ دار بنا لیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سَيَنْوَسَارُوا إِلَى بَذْرِ لَحْنِهِمْ كَوَيْتَلَمُونَ يَقِينِ الْعِلْمِ لَا سَارُوا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت (کی پیش قدمی)

کے لیے پٹے اگر انھیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب)  
نہ چل کھڑے ہوتے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُورٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ إِنَّ الْحَيِّثَ لَمِنْ وَاللَّهِ غَوَّارٌ

انھیں وہ فریب سے راہ بتاتا لایا اور اس کے بعد اس نے  
دوستی چھوڑ دی اس پلیدگی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے  
یارانہ کرے وہ اس کو دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ إِنِّي لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ شَى الْمَوَارِدِ فِيهِ الْخَزْيُ وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اور انھیں ایسے  
گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بدترین تھا جس میں ذلت و  
رسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ التَّقَيْنَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَاتِهِمْ مِنْ مُنْجِدِينَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین  
افراد کو چھوڑ کر پیچھے بھاگے اور ان میں سے بعض تو اونچے  
مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول ”لما اتاهم کریم الاصل مختار“  
ابو زید انصاری نے سنایا ہے۔

قریش میں (جارجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن

سہ۔ (الف) میں ”الجزی“ تیم سے ہے جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں۔ (احمد محمودی)۔

عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابوالختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبد الدار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوہیل ابن ہشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے اکحاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ و منیہ باری باری سے۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

”سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا“

## بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد العنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام داسیل تھا۔ اور المقداد بن عمرو و البہرائی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبجہ تھا۔ اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا



نام العیوب تھا۔

## سورہ انفال کا نزول

ابن اسحق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورہ انفال پورے کا پورا نازل فرمایا۔

كَيْسَبَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ  
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا إِذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ  
مُؤْمِنِينَ

(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔ اور اللہ اور اس کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو۔

عباد بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی عن بواء تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں۔ یعنی برابر برابر۔ اور اسی میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:۔

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ  
وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۔

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمانداروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کے ظاہر ہوجانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں۔ یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے، اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جوا انھیں ملی تھی اس کے نہ ماننے کے سبب سے۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ  
أَنْ غَيْرَ ذَاتِ الشُّكُوكِ تَكُونُ لَكُمْ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمھارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمھارے

(مقابلے کے لیے ہو۔  
یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو۔

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو اس کا کام دے  
اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے۔  
یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سوراووں اور ان میں کے  
سرداروں کے ساتھ ٹھبھیر کرادے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے۔  
یعنی جب انھوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی  
تو وہ اس سے دعا کرنے لگے۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی۔  
تمھاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے  
سبب سے۔

أَنِّي مُبَدِّكُمْ بِالْفِ مِنْ الْمَلَائِكَةِ مُزْدَفِينَ إِذْ يُخَشِّيكُمُ

النَّاسُ أَمْنَهُ مِنْهُ

۱۔ (الف) میں "یخشاکم" ہے۔ اور (ب) میں "یخشیکم" ہے۔ کلام مجید میں دونوں  
بمعانی ہیں۔ (احمد محمدي)

کہ میں تمہیں لگا تا رہا کہ ہزار فرشتوں کے ذریعے ادا دینے والا ہوں (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ چار ہی تھی تم پر اونگھ (نکر) اس کی جانب کی بے خوفی۔  
یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری تھی کہ تم کسی سے نہ ڈر کر  
سنو گئے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر

بارش نازل فرما رہا تھا۔

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں  
کو خیموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک  
راستہ مل گیا۔

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ

قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

تا کہ تمہیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کر دے۔

اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو

قوی بنا دے اور اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے۔

یعنی تمہارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے۔ کہ وہ انہیں  
ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا تھا۔ اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا تا کہ  
وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سہولت کر کے  
پہنچ گئے۔ پھر فرمایا۔

لے۔ (الناج) میں ”وانزلت علیکم“ ہے۔ اور (ب) میں ”نزل علیکم“ ہے اور یہی نسخہ صحیح  
ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روایت سے نہیں ہوتی۔  
(احمد محمودی)



إِذْ يُوحَىٰ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

جیکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

فَتَبَيَّنُوا الَّذِينَ آمَنُوا

اس لیے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے انہیں ثابت قدم رکھو۔ یعنی ایمانداروں کی امداد کرو۔

سَأَلَنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَأَضْرِبُ فُوقَ الْأَعْنَاقِ

وَأَضْرِبُ فُوقَ مَنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ

يَشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

عقرب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنہوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر مار دو اور ان کے ایک ایک جوڑ بند پر مار دو۔ یہ (سزا انہیں) اس عیدادی جا رہی ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو (بھی) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سمعت سزا دیتے والا ہے۔ پھر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفًا فَلَا تُولُوهُمْ

الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُؤَايِسْهُمْ فَمِنْ دُبُرِهِ إِسْتِخْرَافُ الْقِتَالِ أَوْ مَخِيزًا

إِلَىٰ نِعَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَلَيْسَ الْمُضِيرُ

اسے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو واجب تمھاری ان لوگوں سے مڑ بھٹ رہے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹ نہ پھیرو اپنے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لیے تیز جا رہا ہو۔ تو بے شبہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انھیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے جو کنکریاں انھیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:۔

وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں

پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جوامداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انھیں شکست دیتے وقت جو بات دالی وہ نہ دالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

وَلَيُنَبِّئَنَّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلََاءٌ حَسْبًا

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آناٹش

میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)۔

یعنی تاکہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انھیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انھیں اپنی اس نعمت کا علم دے جان پر ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکرا و انکریں بپھر فرمایا۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ

اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو میں (ایسی) فتح تو تمھارے پاس آگئی۔

ابو جہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا ابد ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دو اور استفتاح کے معنی دعائیں انصاف کرنے کے ہیں۔

وَإِنْ تَنْتَهُوْا

اور اگر تم باز آ جاؤ۔  
یعنی قریش سے خطاب ہے۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ

تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے۔  
یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ (بھی) ڈالی جائے گی۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ

مَعَ الْمُؤْمِنِينَ

اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی بلکہ وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے۔ یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ

وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھرو حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو۔ یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرفداروں میں سے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا لیا حالانکہ وہ (کوئی بات) نہیں سنتے۔ (یعنی کوئی بات نہیں مانتے) یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ  
(روئے زمین پر چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں جو بھرے گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے ہیں۔)

یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تم کو منع کیا ہے۔ وہ سچائی سے گونگے ہیں۔ (یعنی کوئی اچھی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے) حق سے ہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔

لہ دالف) "فَإِنَّ اللَّهَ" ہے اور (ب ج د) میں "مَقَانِي" ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے بعد انصرہم صیغہ متکلم ہے۔ (احمد محمودی)۔



یعنی اس زامانی کا جو برا انجام ہو گا اور جو سزا انہیں ملے گی اس کو نہیں جانتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں سناتا۔

یعنی جو بات انہوں نے اپنی زبانوں سے کہی اسی بات کو ان کے لیے اثر انداز بنا دیتا لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

وَلَوْ خَرَجُوا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مَعْزُضُونَ

اور اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے

اور وہ ہیں ہی ر و گردان۔

یعنی جس کام کے لیے وہ نکلتے اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

لِمَا يَحْيِيكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول

(کے احکام) کو قبول کرو جب کہ وہ تمہیں ایسی چیز کی جانب

دعوت دے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے اللہ نے تمہاری ذلت کے

بعد تمہیں عزت دی اور تمہاری کمزوری کے بعد تمہیں زور اور بنایا اور

تمہیں ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کے ذریعے تم سے تمہارے

دشمن کو دفع کیا۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ

أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِبَصِيرَةٍ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ  
وَتَخُونُوا مَا نَآتَيْتُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ تم تھوڑے اور سبز میں (مکہ)  
میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں چٹ نہ کر جائیں تو  
اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں  
اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو۔ اے وہ لوگو جو  
ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں  
میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اٹھا کر حق جس سے وہ راضی ہو جائے  
نہ کر وہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت مخفی طور پر اس کے غیروں کے آگے  
کرتے لگو کیونکہ یہ تمہاری امانتوں کی بربادی اور خود تمہاری اپنی ذات سے  
خیانت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ يُجْعَلُ لَكُمْ قُرْآنًا وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو  
اللہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کا تم سے  
کفارہ کر دے گا اور تمہیں ڈھانکے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے  
یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے تمہارے حق کو غلبہ  
عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو  
بجھا دے گا جنہوں نے تمہاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی جو آپ پر اس وقت ہوئی جبکہ ان لوگوں نے

آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلا وطن کر دیں۔

وَمِمَّا كُرِهٍ وَفِي مَكْرٍ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

اور وہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسبابِ محکمہ کے ذریعے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھ کو ان سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد قریش کی ناسمجھ کاری بے عقلی اور خود اپنے خلاف ان کی انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا کہ یا اللہ اگر

یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو۔

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے۔

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

أَوْ آتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی

حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے۔ اور یہ ان کا قول اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انھیں ان کی بد اعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔ یعنی ان کے اس قول کی یاد دہانہ ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:۔

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ

اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے۔ اگرچہ تو ان کے درمیان ہوا اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

وَهُمْ يُصِذُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں۔



یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے  
رہتے ہیں۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیروؤں کو۔

وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ ۚ إِنْ أَوْلِيَائِهِ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے  
(حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں۔  
یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہنے عظمت کرتے ہیں اور  
اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو  
آپ پر ایمان لائے ہیں۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْأُمَكَاءِ وَتَصَدِيقُهُ

اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں

کے سوا کچھ نہ تھی۔

یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ  
اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیں (یعنی سیٹی) اور تصدیقہ  
کے معنی تصفیق (یعنی تالی) کے ہیں۔ عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے  
کہا ہے۔

وَكُرْبُ قَرْنٍ قَدْ تَرَكَتُ مُحَدَّلاً تَمَكُّوْا فَرِيصَتَهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پھیلا

کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہوت کھانے کی بات کی باجھوں کی طرح

آواز نکل رہی تھی۔ شاعر کی مراد برجی کے وار سے خون (کے شرٹے) کی آواز ہے جو سٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور الطراح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:۔

لَهَا كُمَارِيَعَتٌ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ بِمُصْدَانِ أَعْلَا ابْنِي شَامِ الْبَوَايِنِ

۲۱۷

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شام (نامی پہاڑ) کی بلندوں پر اس کے ابنی شام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدگمتی ہے تو اس نے پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے اور پھر سنتی ہوئی خاموش کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے اور مصداق کے معنی الحرز کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ابنا شام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُرُّوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکو۔

یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے

لے۔ (ب) میں مصداق کے معنی الحزن کے ہیں۔ یعنی سخت زمین۔ (احمد محمودی)

اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔ (ام المؤمنین نے) کہا کہ  
يَا أَيُّهَا الْمَرْمَلُ كَسَ نَزُولٌ أَوْ رَأْسٌ فِي اللَّهِ (تعالیٰ) کے اس قول کے  
نزل میں۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِيَ النَّعْمَةِ وَمَهْلُكُمْ قَلِيلًا إِنَّ لَدَيْنَا

أَنْكَالًا وَحِجَابًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والوں کو  
چھوڑ دے اور انھیں تھوڑی سی ہلت دے۔ بے شبہ ہمارے  
پاس بیڑیاں یا عبرت ناک سرائیں ہیں۔ اور بھرتی آگ ہے اور سطح میں پھیننے والی  
غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعہ بدر کی مصیبت ڈالی۔

ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا  
واحد نکل ہے۔ رُوْبَةُ بْنُ الْعِجَاجِ نے کہا ہے۔

يَكْفِيكَ نِكْلِي بَعْنِي كُلَّ نِكْلٍ

ہر قید سے سرشی کے لیے میرے پاس کی قید تیرے لیے کافی ہو جائیگی  
اور یہ بیت اس کے ایک (رجز) میں کی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا۔ پھر فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے  
کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انھیں جلد وہ مال (اور بھی)  
خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد

عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ ثُمَّ يَغْلِبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ۔

یہ خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کیے جائیں گے۔

یعنی وہ لوگ جو ابوسفیان اور ان لوگوں کے پاس گئے تھے جن کے پاس مال تھا اور ان سے سوال کیا تھا کہ انھیں اس مال کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے تائید دیجائے تو انھوں نے ویسا ہی کیا۔ پھر فرمایا:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ

يَعُودُوا (لِحَرْبِكُمْ) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انھیں بخش دیا جائے گا اور اگر انھوں نے (تم سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے۔

یعنی ان میں سے جو لوگ بدر میں قتل کیے گئے۔ پھر فرمایا:۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ (مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لیے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین (قانون جزا) سب کا سب (جاری) ہو جائے۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھرنے کے لیے ایذا نہ دی جاسکے۔ اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی

شائبہ نہ ہو قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انہیں تباہ کر دیا جائے۔

فَإِنْ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ فَاِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِنْ تَوَلَّوْا

تو اگر وہ یاڑا گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انہوں نے تمہارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ رہے ہوئے ہیں۔

فَإِنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ

تو اللہ تمہارا محافظ ہے۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمہاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی۔

نَعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنَعْمَ النَّصِيرُ

وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے۔

پھر اس نے انہیں غنیمت کی تقسیم کی اطلاع دی اور جب ان کے لیے اس (غنیمت) کو جائز قرار دیا تو اس سے متعلق اپنے احکام بتائے۔ اور فرمایا:

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَإِنَّ السَّبِيلَ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقَىٰ الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ



اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے  
اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں  
اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ مگر تم اللہ پر ایمان لائے  
ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے  
روز اتارائے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑکی تھیں  
اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز  
پیدا کر دیا۔ جس دن تمھاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے  
مقابل ہو گئیں۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدَّنْيَا

جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے۔

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَى

اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب

وَالزَّكْبُ اسْفَلَ مِنْكُمْ

اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابوسفیان کا قافلہ جس نے لینے کے لیے تم بھٹے تھے اور وہ  
اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے۔ نہ تمھاری جانب سے کوئی مقام  
متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی  
کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمھارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمھیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑکتے۔

وَلَكِنْ لِّقَضَى اللَّهِ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لیے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا۔

یعنی تاکہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر تمھاری مدد کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہربانی سے کر دیا۔ پھر فرمایا:۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

وَإِنَّ اللَّهَ أَسْمِعُ عَالِمِينَ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہوا اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یعنی تاکہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور حجت قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور

لے۔ (الف) میں "عن" غیر ملاؤ ہے اور (بج و) میں "عن" غائب ہے یعنی بغیر تمھیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

اس کے بعد فرمایا: —

إِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَنَاكِبِكُمْ لَئِلَّا وَلَوْ آراَكُمُ كَثِيرًا فَسَلَّمُوا  
وَلَسْتَازَعُمُ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

(اے نبی وہ وقت یاد کر) جب کہ اللہ نے تیرے  
خواب میں انھیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر  
بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاہدہ جنگ میں اختلاف  
کرتے لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شبہ وہ دلوں کی حالت خوب  
جانتے والا ہے۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے  
ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انھیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے  
اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو  
قوتیں ان میں (فطرۃ) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ إِذَا التَّقِيْتُمْ فِي أُعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَالُ لَكُمْ فِي  
أُعْيُنِهِمْ لِيَقْضَى اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے سے  
مقابل ہوئے تو تمھیں تمھاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی  
اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمھاری کم تعداد بتائی تاکہ اللہ  
امر فیصل شدہ کو پورا کر دے۔

یعنی تاکہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جن سے وہ انتقام لینا  
چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہوا اور اپنی خفا طلت میں اس کے جن لوگوں پر وہ  
اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر ان نصیحتیں فرمائیں

اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انہیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں  
انہیں بتائیں اور فرمایا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ الْقِتْمُ قَيْتٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے

مقابل ہو۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

فَاتَّبِعُوا وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو جیسے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو۔

یعنی اس کی یاد میں کے لیے تم نے اپنی جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت  
تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فِي شَيْءٍ

تاکہ تم بچھلو پھلو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی  
اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔  
یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمہارا معاملہ تشریف ہو جائے گا

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اور تمہاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی۔  
یعنی تمہارا رعب جاتا رہے گا۔

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔  
یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ نَبَطًا

وَرِعَاءَ النَّاسِ

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے  
اگڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بتاتے بھٹکتے ہیں۔

یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ بنو۔ جنہوں نے  
کہا ہے کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں  
ہم کانٹے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پیں گے اور وہاں ہمارے  
ساتھ گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حالات  
سنیں گے۔ یعنی تمہارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر ہوں اور نہ  
اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے  
خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی  
خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسبی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے  
طالب نہ بنو۔ پھر فرمایا:۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے  
کام ان کے آگے سنوار کر پیش کیے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے  
کوئی ابھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اپنی کفر کا ذکر فرمایا اور  
موت کے وقت انہیں جس حالت کا سامنا ہو گا اور ان کے صفات



بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:۔

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَنُصِرْهُمْ أَوْ يَكُونُ لَهُمْ لَحْمٌ

يَذْكُرُونَ.

تو اگر جنگ میں تو ان پر غلبہ پائے تو پریشان کر دے  
ان کے ذریعے ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت  
حاصل کریں۔

یعنی انھیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا  
سبب ہوں تاکہ انھیں سمجھ آئے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ

اور تم تیار کر رکھو ان (کے مقابلے) کے لیے با مان جنگ  
جتنا تم سے ہو سکے اور بندھے ہوئے (یا مستعد) گھوڑے جن کے  
ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو۔ یہاں تک کہ  
فرمایا۔ اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمھاری  
جانب پوری پوری پہنچا دی جائے گی۔

وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ

اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جو اجر ہوگا اور دنیا میں اس کا  
فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب  
مائل ہو جا۔

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو  
اس شرط پر ان سے صلح کرے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لیے کافی ہے۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

بے شبہ اللہ تو سنا سنے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنحوا للسلام کے معنی مالوا اليك للسلام  
یعنی صلح کرنے کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی المیل کے  
ہیں۔ بسید بن ربیعہ نے کہا ہے:۔

جَنُوحٌ الْهَالِكِ عَلَى يَدَيْهِ مَكْبَلٌ يَجْتَلِي نَقَبَ النَّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا

تیرا زنگ دور کر کے اسے جلا دینے کے لیے سرخچے کے بوٹے  
اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ شاعر کی مراد  
وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ النقاب کے  
معنی تلوار کے زنگ کے ہیں مجتلی کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور

السلام کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ الْآغْلَوْنَ

تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ بنو اور تم ہی بڑتر رہو گے۔

اور ایک قراءت میں اِلٰی السَّلَام آیا ہے اور وہ بھی اسی کے  
معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا: —

وَقَدْ قُلْتُمْ إِنَّ نُذْرَكُمُ السَّيِّئِ وَاسِعًا ۖ فَمَالٌ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسِمْ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رزاق کے موافق شرطوں کے ساتھ ہیں صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حین بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وان جنحو للسلام کے معنی للسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

انے وہ لوگوں کو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

بعضوں نے نبی السّلم پڑھا ہے۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَمَا أَنَا بَوْلَا السَّلَامِ حِينَ تَنْذِرُهُمْ      بِرَسُولٍ إِلَيَّ لِيَوْمَ مَا كَانُوا لَهُ عَصِيدًا ۝ ۳۲۲

اے جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول لانا بنایا جاتا ہے اس کو عرب مسلم کہتے ہیں۔  
بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص طرفہ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے:۔

لَهَا مَرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَمَّا  
تَمْرٌ بَسَلِي دَالِحٍ مُتَشَدِّدٍ

اس (اونٹنی) کے اگلے پیر کے دونوں جوڑاں طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی لا کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لے کر گزر رہی ہے۔  
دیعنی جس طرح کم فاصلے پر پانی لجانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لیے بھڑے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لیے دور رکھتا ہے اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑاں ہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں۔  
اور بعض روایتوں میں دالِح آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنْ حَسِبَكَ اللَّهُ  
أَوْ رَاكَ رُءُوسًا لَا يَرَاهُ حِجَابًا رِجَالًا  
اللہ کافی ہے۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی ان کی دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

لہ۔ (ب) میں ”دالِح“ جیم سے ہے جس کے معنی میں نے تجھے میں اختیار کیے ہیں۔ اور (الف) د) میں ”دالِح“ ما حطی سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالتے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

هُوَ الَّذِي أَيْدَكَ بِنَصْرِهِ

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا۔  
ضعف کے بعد۔

وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَالْفَبِّينَ قُلُوبِهِمْ

اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔ اور ان کے دلوں  
میں محبت (پیدا کر) دی۔

لَوْ أَنْفَقْتُ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا آَلَفْتُ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

وَلَكِنَّ اللَّهَ آَلَفَ بَيْنَهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو  
بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے  
ان میں محبت پیدا کر دی۔ اپنے دین کے ذریعے جس پر ان  
سب کو مجتمع کر دیا ہے۔

إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔  
پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ خَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ  
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا



مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِهِمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ

اسے نبی ایماندار جنہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔ اور اللہ تیرے لیے کافی ہے۔ اسے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے ہیں تو دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں سے ہزار پر غالب رہیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ کے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحق نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے عطاء بن ابی رباح سے عبد اللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور میں کا دوسو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انھیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔ تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا:۔

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ

مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا

أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ

اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دوسو پر غلبہ

حائل کریں اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو وہ بحکم الہی و و ہزار پر غالب رہیں۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انھیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لیے جائز ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن اکسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا

وَأُعْطِيتُ جَمَاعَ الْكَلِمِ وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَارِمُ وَلَمْ يُحَلَّلْ لِي نَبِيٌّ كَانَ

قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسُ كُنُفٍ تَهْتِكُنِي قَبْلِي

مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین دس کے مکروٹے (میرے لیے سجدہ گاہیں اور پاک بناوٹے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لیے جائز کر دی گئیں اور میرے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ابن اسحق نے کہا پھر فرمایا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (أَي قَبْلِكَ) أَنْ تَكُونَ لَهُ أُسْرَى رَمَنَ

عَدُوِّهِ (حَتَّى يُنَجِّنَ فِي الْأَرْضِ)

کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خوشنویزی نہ کرے۔  
یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کرے حتیٰ کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دے۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

تم دنیوی ساز و سامان چاہتے ہو۔  
یعنی لوگوں کو قید کر کے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے۔  
یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔ اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَخَذْتُمْ (أَي مِنَ

الْأَسَارِ وَالْمَغَانِمِ) عَذَابٌ أَلِيمٌ

اگر سابقہ نوشتہ الہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کیے اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمہیں ضرور دردناک

عذاب چھو لیتا۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی اجازت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کیے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے انہیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ کے (اور آپ کی امت کے لیے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمن و رحیم کی جانب سے بطور عطیہ مرحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

غَفُورٌ رَحِيمٌ

لہذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شبہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔ اس کے بعد فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنَّ يَعْلَمَ اللَّهُ فِي

قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے نبی ان لوگوں سے کہہ دے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (خیر) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قربت و اراۓ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور ہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر۔ دینی رشتہ داری

قائم فرمادی۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری  
قرار دی۔ اور فرمایا:۔

إِلَّا تَقْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا ایماندار رشتہ دارتے رہیں اگرچہ  
وہ دوسرا حقیقی رشتہ داری کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ یعنی حق و باطل  
شعبے میں پڑ جائے گا۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے  
بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین  
و انصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انھیں حقیقی  
رشتہ داروں ہی کی طرف سے فرمادی جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور  
فرمایا:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ

فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَزْحَامُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے  
ساتھ جہاد کیا تو وہ تمھیں میں سے ہیں۔ اور نوشتہ الہی کے لحاظ سے  
بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی میراث کے لحاظ سے۔  
إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
بے شبہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جانتے والا ہے۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے۔



قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن  
لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المسلمین ابن عبد اللہ بن  
عبد المطلب بن ہاشم۔

اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے چچا حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔  
اور علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔

اور زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبد العزی بن امرؤ القیس  
الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔  
۳۲۵ ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبد العزی  
ابن امرؤ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن  
بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔  
ابن اسحق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ اسے  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔  
ابن ہشام نے کہا کہ اسے حبشی تھے اور ابو کبشہ فارسی تھے۔  
ابن اسحق نے کہا اور ابو مرثد کنانہ بن حصن بن یربوع بن عمرو بن  
یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن حلال بن غنم بن غنی بن یحضر بن سعد بن  
قیس بن عیلان۔  
ابن ہشام نے کہا کنانہ بن حصین۔

ابن اسحق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبد المطلب  
کا حلیف۔

اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔

اور حصین بن الحارث۔

اور مسطح بن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب تھا۔ (جملہ)

بارہ آدمی -

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص  
ابن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی  
رقیہ کے پاس رہ گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غنیمت  
میں سے) ان کو حصہ دیا تو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ امیر اجر - فرمایا  
واجرک - (ہاں) تمہارا اجر (بھی ثابت ہے) -

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس -

اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم -

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام ہشام تھا -

ابن ہشام نے کہا کہ سالم، شبیب بن یعار بن زید بن عبید بن زید بن

مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے، اس شرط سے  
آزاد کیے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل ہوگی، اس نے (شبیب بن یعار) نے

انھیں شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابو حذیفہ کے پاس بے یار و مددگار

ہو کر آگئے تو ابو حذیفہ نے انھیں متبنی بنا لیا - اور بعض کہتے ہیں شبیب

بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لیے جب اس نے

سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا - تو سالم کو مولیٰ اپنی حذیفہ کہنے لگے -

ابن اسحق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن

عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ بچکنے کی تیاری کر لی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابو سلمہ بن

عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انھیں اپنے اونٹ پر

اٹھالے گئے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام

جنگوں میں صبیح شریک رہے -

اور حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبد اللہ

بن حبش بن رثابہ بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوان بن اسد -

اور عکاشہ بن محسن بن حرثان بن تمیم بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوان

ابن اسد -

اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر

ابن غنم بن دودان بن اسد -

اور ان کے بھائی عتبہ بن وہب -

اور یزید بن رقیش بن رثاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن

دودان بن اسد -

اور ابوسنان بن محسن بن حرثان بن قیس - عکاشہ بن محسن کے بھائی -

اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان -

اور محرز بن نضله بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان

ابن اسد -

اور ربیعہ بن اکثم بن سنجہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم

ابن دودان بن اسد -

اور حلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو

اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو -

اور مدح بن عمرو -

ابن ہشام نے کہا مدلاج بن عمرو -

ابن اسحق نے کہا یہ لوگ بنی جحر میں سے بنی سلیم والے ہیں -

۳۲۷

اور ابو مخشی ان کے حلیف - (جملہ) سولہ شخص -

ابن ہشام نے کہا کہ ابو مخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید

ابن مخشی تھا -

ابن اسحق نے کہا اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص -

عتبہ بن غزوہ بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن اجدث

ابن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان -

اور عتبہ بن غزوہ ان کے آزاد کزدہ خیاب -

اور بنی اسد بن عبد العزی بن قصى میں سے تین شخص -

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد -

اور حاطب بن ابی بلتعہ -

اور حاطب کے آزاد کردہ سعد -

ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی نخم سے تھا اور حاطب کے مولیٰ سعد بنی کلب میں سے تھے -

ابن اسحق نے کہا بنی عبدالدار بن قصىٰ میں سے دو شخص -

مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصىٰ -

اور سویط بن سعد بن حریکہ بن مالک بن عیلہ بن السباق بن عبدالدار -

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص -

عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ -

اور سعد بن ابی وقاص اور وقاص کا نام مالک بن ارمیہ بن عبد مناف

ابن زہرہ تھا -

اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص -

اور ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن

ربیعہ بن ثامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن

الشریذ بن منزل بن قایش بن دریم بن العتین بن اہوؤ بن بہراء بن عمرو بن

الحاف بن قضاہ -

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر - اور زہیر بن

ثور کہا ہے -

ابن اسحق نے کہا اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمع بن مخزوم

ابن صائیلہ بن کاہل بن الحارث بن تسیم بن سعد بن ہذیل -

اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب

ابن محکم بن عایذہ بن مبیع بن الہیون بن خزیمہ جو القارہ سے تھے -

لہ - (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں - (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةُ مِنْ رَامَاهَا۔

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیر انداز تھے۔ ابن اسحق نے کہا اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضله بن غبشان ابن سلیم بن ملکان بن افضی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ میں سے تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ انھیں ذوالشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے اکام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔ ابن اسحق نے کہا اور خباب بن الارت۔

ابن ہشام نے کہا خباب بن الارت بنی تیمم میں سے تھے اور ان کی اولاد بھی بنی ادروہ کوئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی تیمم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابو بکر الصدیق اور آپ کا نام عقیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن

کعب بن سعد بن تیمم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو بکر کا نام عبد اللہ تھا اور عقیق آپ کا لقب

تھا اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی اور شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو بکر کے آزاد کردہ بلال اور بلال بن جیح کے

مولدین میں سے تھے ان کو ابو بکر نے امیر بن خلف سے خرید لیا تھا۔ اور ۳۲۶

بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ۔



ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بنی اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابو بکر نے انھیں خریدا تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور صہیب بن سنان جو عمر بن قاسط میں سے تھے۔ ابن ہشام نے کہا النضر بن قاسط بن ہنب بن افسی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افسی بن دغمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النضر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صہیب سابق الروم صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنے والے ہیں۔ ابن اسحق نے کہا اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدرین سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:۔۔۔ واجرک اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن عمرہ میں سے پانچ آدمی۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ابو سلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشریذ بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔ ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شام سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوبصورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمھارے پاس اس سے زیادہ خبر و شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھائی عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا

نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم کا نام عبد مناف  
ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابو جندب تھی۔ اور وہ عبد اللہ بن عمر بن  
مخزوم کا بیٹا تھا۔

اور عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عسری مذحج کی شاخ میں سے تھے۔  
ابن اسحق نے کہا اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیف بن  
کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ ان کے (بنی مخزوم کے)  
حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے۔ اور غیہامہ جنھیں کہا جاتا تھا  
وہ یہی ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن رباح  
ابن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی زید بن الخطاب۔

اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہج جو یمن والوں میں سے  
تھے۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے  
جو سب نے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے۔ ان کو تیرے مارا گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہج بنی عک میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداہ بن  
عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔

اور واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزی بن ثعلبہ بن یربوع

ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم جو ان کے حلیف تھے۔

اور خولی بن ابی خولی۔

اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن بحیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف عزیز وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عزیز وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن غزار۔ اور بعض کہتے ہیں اقصی بن وحمی بن جدیلہ۔ ابن اسحق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبدیاللیل بن ناشب بن غبرو بنی سعد بن لیث میں سے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قوط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بذریعے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انھیں (غنیمت پذیر میں سے) حصہ غنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:۔

وَأَجْرًا۔ اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہبصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمح۔ اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی خذافہ بن مظعون۔

اور عبد اللہ بن مظعون۔

اور معمر بن النخارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہبصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

حنیس بن خذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

اور نبی عامر بن لوی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر بنیہ سے پانچ شخص۔  
ابو سبرہ بن رہم بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک  
ابن حسل۔

اور عبد اللہ بن محمد بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک  
اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن  
حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر  
میں اکرا ترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے  
اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔

اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔  
اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ بن کے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔

ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب  
ابن ضبیہ بن الحارث تھا۔

اور عمرو بن الحارث بن زبیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ بن الحارث۔  
اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ بن الحارث۔  
اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے  
بیٹے تھے۔

اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ  
ابن الحارث۔

غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے  
بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لوی میں سے وہب بن ابی سرح کا اور  
اہلب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زبیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

## انصار اور ان کے ساتھی

۳۲۳



ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان  
انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن حشیم  
بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔  
سعد بن معاذ بن النعمان بن امرؤ القیس بن زید بن عبد الاشہل۔  
اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔  
اور الحارث بن انس بن رافع بن امرؤ القیس۔  
اور بنی عبید بن کعب بن عبد الاشہل میں سعد بن زید بن مالک بن عبید۔  
اور بنی زعورہ بن عبد الاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعورہ اور کہنا ہے  
سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغیبہ بن زعورہ۔  
اور عباد بن بشر بن وقش بن زغیبہ بن زعورہ۔  
اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن زید بن کرز بن سکین بن زعورہ۔

اور الحارث بن خزیمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو  
بن عوفہ بن الخزرج۔ بنی عوفہ بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔  
اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن  
خالد بن عدی بن مجدہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن  
حریش بن عدی بن مجدہ بن الحارث۔



ابن ہشام نے کہا اسلم بن حریس بن حدی ۔  
ابن اسحق نے کہا اور ابو الہیثم بن الیہان ۔  
اور عبید بن الیہان ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن الیہان کہتے ہیں ۔  
ابن اسحق نے کہا اور عبداللہ بن ہبل ۔

ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن ہبل بنی زعوراد والے ۔ اور بعضوں نے کہا نعمان بن کے تھے ۔  
ابن اسحق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی  
کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص ۔

ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ۔  
ابن اسحق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد ۔  
اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد ۔

ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنہیں مقرر کیا جاتا تھا  
اس لیے کہ انہوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور  
انہیں نے اس روز عقیل بن ابوطالب کو بھی گرفتار کیا تھا ۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی ۔  
نضر بن الحارث بن عبد ۔

اور معتب بن عبد ۔

اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں کے عبداللہ بن طارق ۔

اور بنی حارث بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے  
تین شخص ۔

مسعود بن سعد بن عامر بن حدی بن جشم بن مجدہ بن حارث ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے ۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو عیسٰ بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن  
مجدہ بن حارث ۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار بن کا نام

ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہان بن خثعم بن زبیان بن یثیم بن کاهل بن ذہل بن ہنی بن ملی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔

عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالاقلح بن عاصم بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ تھا۔ اور معتب بن قشیر بن لیل بن زید بن العطف بن ضبیعہ۔

اور ابوطلح بن الازعر بن زید بن العطف بن ضبیعہ۔

اور عمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطف بن ضبیعہ۔

ابن شام نے کہا عیز بن معبد۔

ابن اسحق نے کہا اور سہل بن حنیف بن واہب بن العکرم بن ثعلبہ بن مجدہ بن الحارث بن عمرو اور عمرو بن ہاشم بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

بشر بن عبد المتذرب بن زبیر بن زید بن امیہ۔

اور بقاء بن عبد المتذرب بن زبیر۔

اور سعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔

اور عویم بن ساعدہ۔

اور رافع بن عجمہ۔

ابن ہشام نے کہا عجمہ ان کی مان تھی۔

ابن اسحق نے کہا اور عبید بن الی عبید۔

اور ثعلبہ بن حاطب۔

اور ان لوگوں کو اس بات کا دعویٰ تھا کہ ابولبابہ بن عبد المتذرب اور

الحارث بن حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے گئے تو

آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اور ابولبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا

تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انھیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔ ۳۳۶  
انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید۔

اور ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن السجد بن العجلان

ابن ضبیعہ۔

اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔

اور عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان

اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔

اور ربیع بن رافع بن زید بن حارثہ بن السجد بن العجلان۔

اور عاصم بن عدی بن الجحین العجلان بکھے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انھیں واپس فرما دیا اور اصحاب بدر کے ساتھ انھیں حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔

عبد اللہ بن جبیز بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امراؤ القیس

ابن ثعلبہ تھا۔

اور عاصم بن قیس۔

ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراؤ القیس بن ثعلبہ۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو ضیاح بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراؤ القیس بن ثعلبہ۔

اور ابو حنہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابو ضیاح کے بھائی تھے۔ اور بعضوں نے

ابو حنہ کہا ہے اور امراؤ القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراؤ القیس

ابن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن النعمان بن امیہ بن امراؤ القیس بن ثعلبہ۔ ۳۴۰

اور خوات بن جلیسر بن النعمان بن کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی جحجی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔  
منذر بن محمد بن عقیبہ بن اخیوخ بن الجلاح بن الحارث بن جحجی بن کلفہ۔  
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحارث بن جحجی کہا ہے۔

ابن اسحق نے اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابو عقیل بن  
عبد اللہ بن ثعلبہ بن بجان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف  
ابن حشم بن عبد اللہ بن تیم بن اریش بن عامر بن عمیلہ بن قسہیل بن نسران  
بن بلی بن عمرو بن الحارث بن قضاہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تیم بن اریشہ اور قسہیل بن فاران  
کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی غنم بن النسلم بن امرء القیس بن مالک  
ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

سعد بن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب  
بن خارثہ بن غنم۔

اور منذر بن قدامہ۔

اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النخاط بن کعب بن خارثہ  
ابن غنم۔

ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ۔

اور بنی غنم کے آزاد کردہ تیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیم سعد بن خثیمہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف  
میں سے تین آدمی۔

جلیسر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن خثیمہ بن الحارث بن

امیہ بن معاویہ ۔

اور مالک بن نمیلہ ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے ۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے النعمان بن عصر ۔

غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ) اکٹھا آدمی تھے ۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار انحرزج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن انحرزج کے قبیلہ بنی امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن انحرزج بن الحارث بن انحرزج ہیں سے چار شخص ۔

خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امر القیس ۔

اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امر القیس ۔

اور عبد اللہ بن زواہ بن ثعلبہ بن امر القیس بن عمرو بن امر القیس ۔

اور خلاؤد بن شوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارث بن امر القیس ۔

اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن انحرزج بن الحارث بن انحرزج ہیں سے

دو شخص ۔

بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاص بن زید ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے خلاص کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے ۔

اور ان کے بھائی سماک بن سعد ۔

اور بنی عدی بن کعب بن انحرزج بن الحارث بن انحرزج میں

سے تین آدمی ۔

سلیح بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی ۔

اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے ۔

ابن اسحق نے کہا اور عبد اللہ بن عبس ۔



اور بنی احمر بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث  
ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔

یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انھیں کو ابن فہم بھی  
کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا قسم ان کی ماں تھی اور بنی الثقیف بن جسر کی  
عورت تھی۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج۔ اور زید  
ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص۔

خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج ابن عامر بن جشم۔  
اور عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربیع بن زید۔

اور ان کے بھائی حذیفہ بن زید بن ثعلبہ۔  
اور انھوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شکرکے بد رکا) دعویٰ  
کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب  
ابن زید۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج  
میں سے چار آدمی۔

ثمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔  
اور بلکنی حارثہ میں سے عبد اللہ بن عمیر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبد اللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن  
جدارہ کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ  
بن جدارہ۔

ابن ہشام نے کہا زید بن المری۔

ابن اسحق نے کہا اور عبد اللہ بن عرقطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی الا بجر میں سے جن کو بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص

عبد اللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الا بجر۔  
اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم  
ابن عوف بن الخزرج میں سے جس کو بنو اخیلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔  
ابن ہشام نے کہا اخیلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ اس کے  
بیٹے کے بڑے کہوتے کے سبب اسے اخیلی مشہور ہو گیا۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید جو ابن  
سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا جو اس کی  
راہی کی ماں تھی۔

اور اوس بن خولی بن عبد اللہ بن الحارث بن عبید۔  
اور بنی جزع بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھ شخص۔  
زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزع۔

اور بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب  
ابن کلدہ۔

اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔  
اور بنی والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔  
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی  
شاخ قضاہ میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن  
سالم بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم اور بعضوں نے  
کہا عباد بن قیس بن المقدم۔

ابن اسحق نے کہا اور ان کے حلیف عامر بن البکیر۔  
ابن ہشام نے کہا عامر بن البکیر اور بعض عامر بن البکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبد اللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔ ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحق نے کہا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم۔ اور ان کے بھائی اوس ابن الصامت۔

اور بنی وعدہ بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن وعدہ اور یہ النعمان وہ ہیں جن کو قتل کہا جاتا تھا۔ اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوزان بن سالم میں سے ایک شخص۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔ ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرضحہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرضحہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضحہ۔ ابن اسحق نے کہا اور بنی لوزان بن سالم میں سے تین آدمی۔ ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان۔ اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے عین والے حلیف عمرو بن ایاس۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن زیاد بن عمرو بن زمرہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن بثرہ بن مشن بن قسرن تیم بن اریش بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسرن تیم بن اریشہ کہا ہے۔ اور قسمل بن فاران اور المجذر کا نام عبد اللہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور عبادہ بن النخشی اش بن عمرو بن زمرہ۔ اور نجاب بن ثعلبہ بن خزمر بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بجاث بن ثعلبہ کہا ہے۔ ابن اسحق نے کہا اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزمر بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہرہ و ثعلبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضر دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہرہ بن سلیم میں سے ہے۔ ابن اسحق نے کہا اور بنی ساعدہ بن بکب بن النخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن النخزرج بن ساعدہ ہیں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوزان بن عید و بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوزان بن عید و بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیس کہا ہے۔ ابن اسحق نے کہا اور بنی البیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو

لہ۔ (الف) میں تحریف کاتب سے المجذر ہو گیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو اسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔

اور مالک بن مسعود اور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک

ابن مسعود بن البدی ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص

عبد ربیع بن حق بن اوس بن وائل بن ثعلبہ بن طریف۔

اور ان کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔

کعب بن حار بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کعب بن جاز کہا ہے اور وہ غبشان

میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور ضمہ۔

اور زیلہ۔

اور ببتس عمرو کے بیٹے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضمہ اور زیادہ بشر کے بیٹے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی بلی میں کے عبد اللہ بن عامر۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن

ساروہ بن تیزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن

کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔

خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجحوح بن زید بن حرام۔

اور الحباب بن المتذر بن الجحوح بن زید بن حرام۔

اور عمیر بن الحکام بن الجحوح بن زید بن حرام۔

اور خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تیمم۔

ل۔ (الف) میں "البدی" یا "لے" ثناء تھانیہ وال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کا تلبہ ہے۔

(احمد محمودی)



اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام -  
اور معاویہ بن عمرو بن الجموح -

اور معاویہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام -  
اور خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام  
اور عتبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام -  
اور ان کے آزاد کردہ حبیب الاسود -

اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ  
ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام -  
ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں الجموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید  
ابن حرام ہے بجز جد بن الصمد کے کہ وہ الصمد بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے -  
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبہ بن ثعلبہ ہے -  
ابن اسحق نے کہا اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن  
شان بن عبید میں سے نو آدمی۔

بشیر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک خنساء -  
اور الطفیل بن مالک بن خنساء -  
اور الطفیل بن النعمان بن خنساء -  
اور شان بن صیفی بن صخر بن خنساء -  
اور عبداللہ بن الجعد بن قیس بن صخر بن خنساء -  
اور عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء -  
اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء -

اور خارجہ بن حمیر -  
اور عبداللہ بن حمیر ان کے دونوں حلیف جو بنی دہان میں سب سے زیادہ بہادر تھے -  
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء کہا ہے -  
ابن اسحق نے کہا اور بنی خنساء بن شان بن عبید میں سے سات شخص۔

یزید بن المنذر بن سرح بن خناس -  
 اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس -  
 اور عبداللہ بن النعمان بن بلذمہ -  
 ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بلذمہ اور بلذمہ کہا ہے -  
 ابن اسحق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید  
 ابن عدی -

اور سواد بن ذریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی -  
 ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزق بن زید بن ثعلبہ کہا ہے -  
 ابن اسحق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن  
 کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بزوات ابن ہشام معبد بن قیس بن صینی بن صخر بن حرام  
 ابن ربیعہ کہا ہے -  
 ابن اسحق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی  
 ابن غنم -

اور بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص -  
 عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان -  
 اور جابر بن عبداللہ بن ربیعہ بن النعمان -  
 اور خلیدہ بن قیس بن النعمان -  
 اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار -  
 اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم  
 ابن سواد میں سے چار شخص -

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے سواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا -  
 ابو المنذر یزید بن عامر بن حدیدہ -  
 اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ -  
 اور قطیبہ بن عامر بن حدیدہ -  
 اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عتقرہ -

ابن ہشام نے کہا کہ حنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا بنی عدی بن تابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن عتمہ بن عدی۔

اور ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عاذ بن عدی بن کعب بن عدی

ابن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سار و بن تزید بن حشم بن النضر ج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے

شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں سے نہ تھے لیکن (رہتے) انھیں میں تھے۔

ابن اسحق نے کہا اوزجن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔

وہ معاذ بن جبل۔

اور عبد اللہ بن انیس۔

اور ثعلبہ بن عتمہ تھے۔ اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک

ابن غضب بن حشم بن النضر ج کی شاخ بنی فحلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

قیس بن محسن بن خالد بن فحلد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو خالد البجارت بن قیس بن خالد بن مخلد۔

اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خالد بن مخلد۔

اور ان کے بھائی عقیب بن عثمان بن خالد بن مخلد۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خالد بن مخلد۔

اور مسعود بن خالد بن عامر بن مخلد۔

اور بنی خالد بن عامر بن ذریق میں سے ایک صاحب عباد بن قیس

بن عامر بن خالد۔

اور بنی خالد بن عامر بن ذریق میں سے پانچ شخص۔

اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خالد۔

اور الفاکہ بن یشر بن الفاکہ بن زید بن خالد۔

ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔

ابن اسحق نے کہا اور معاذ بن معص بن قیس بن خالد۔

اور ان کے بھائی عاید بن معص بن قیس بن خالد۔

اور مسعود بن سعد بن قیس بن خالد۔

اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن ذریق میں سے تین آدمی۔

رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔

اور ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔

اور عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن ذریق میں سے چھ آدمی۔

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔

اور فروہ بن عمرو بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ۔

اور رجیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔  
 ابن اسحق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔  
 اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔  
 ابن ہشام نے کہا بعضوں نے حلیفہ کہا ہے۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی صیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن  
 جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔  
 رافع بن المدا بن لوزان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناہ  
 ابن صیب۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی النجار تیم الدن بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم  
 ابن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔  
 ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔  
 اور بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔  
 ثابت بن خالد بن النعمان بن خثا بن عسیرہ۔  
 ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عسیر اور عسیرہ بھی کہا ہے۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔  
 عمارہ بن حزم بن زید بن لوزان بن عمرو۔  
 اور سراقہ بن کلیب بن عبد العزی بن عزیہ بن عمرو۔  
 اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔  
 حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔  
 اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔  
 ابن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی عاید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔  
 ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عاید کہا ہے۔  
 سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔  
 اور ان کے حلیف چہینہ میں کے عدی بن ابی الزغبار۔



اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص۔  
مسعود بن اوس بن زید۔

اور ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔  
اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔

اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔  
عوف

ومعوف

ومعاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفرات کے  
بچے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عفرات بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن غنم بن  
مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعمان کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد۔

اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد۔

اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ۔

اور ان کے بنی حمینہ میں کے حلیف وویعہ بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

اور ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفرات کے آزاد کردہ ابوالحکم نے

بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوالحکم اور الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار۔ اور عامر کا نام

سبذول تھا۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن سبذول میں سے تین صاحب۔

ثعلبہ بن عمرو بن محسن بن عمرو بن عتیک۔

اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک۔

اور الحارث بن الصمد بن عمرو بن عتیک مقام البرحاء میں ان کو توڑا گیا  
(شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو  
حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیل کہلاتے ہیں، کی شاخ بنی قیس  
ابن عبید بن رید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیل بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن  
عبد حارث بن مالک بن عصب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک  
النجار کی ماں تھی اس لیے بنو معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو مغالہ بنت عوف بن عبد مناة بن عمرو  
ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ مغالہ بنی زریق میں  
کی تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لیے بنی عدی ابی کی  
جانب منسوب ہوتے ہیں۔ او میں بن ثابت بن المنذر بن حرام بن  
عمرو بن زید مناة بن عدی۔

اور ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی  
ابن ہشام نے کہا کہ ابو شیخ ابی بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا اور ابو طلحہ زید بن ہبل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن  
زید مناة بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار  
میں سے آٹھ شخص۔

حارث بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔  
اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور  
اسی کی کنیت ابو حکیم تھی۔

اور سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر اور  
ابو سلیط جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ اور عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن  
مالک بن عدی بن عامر۔

اور ثابت بن خنسا بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔  
اور عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر اور  
اور المحرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور سواد بن غزیہ بن اہیب بنی یثربی سے ان کے حلیف۔  
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن  
التجار میں سے چار شخص۔

ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعورا بن حرام۔  
اور ابو الاعد بن الحارث بن ظالم بن صلب بن حرام۔  
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابو الاعد الحارث بن ظالم کہا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا اور سلیم بن ملحان۔  
اور حرام بن ملحان اور ملحان کا علم مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔  
اور بنی مازن بن النجاد کی شاخ بنی عوف بن مینذول بن عمرو بن غنم بن  
مازن بن التجار میں سے تین شخص۔

قیس بن ابی صمصمہ اور ابو صمصمہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔  
اور عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔  
اور ان کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں کے عصیمہ۔

اور بنی خنسا بن مینذول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دو شخص۔  
ابو داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنسا۔  
اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنسا۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن التجار میں سے ایک صحابہ۔  
قیس بن محمد بن طعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دثیار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار  
ابن النجار میں سے پانچ آدمی ۔

النعمان بن عبد عمرو بن مسعود ۔

اور الضحاک بن عبد عمرو بن مسعود ۔

اور سلیم بن الحارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبد عمرو کے  
دونوں بیٹے، الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے ۔

اور جابر خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ ۔

اور سعد بن سہیل بن عبدالاشہل ۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار میں سے  
دو آدمی ۔

کعب بن زید بن قیس ۔

اور ان کے حلیف بحیر بن ابی بحیر ۔

ابن ہشام نے کہا بحیر بنی عبس بن بغیض بن ریش بن غطفان کی شاخ  
بنی جذیمہ بن رواحہ میں گئے ہیں ۔

ابن اسحاق نے کہا غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ  
جملہ ایک سو سترا آدمی تھے ۔

ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی الخزرج میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں  
میں بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے  
عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان ۔ اور طیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور  
عصہ بن اکھصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن  
مالک بن غضب بن حشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلان  
لوزان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناة بن حبیب کا  
ذکر بھی کرتے ہیں ۔

ابن اسحاق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے  
اور جن کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) یمن سوچو وہ آدمی تھے ۔ مہاجرین

میں سے تراسی، اوس میں سے اکسٹھ اور خزیج میں سے ایک سو ستر۔

## جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ

### شہید ہوئے

مسلمانوں میں سے بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص حبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔

عمیر بن ابی وقاص بن اسیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضله ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں سے تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے دو شخص۔ عاقل بن الیکیر۔ ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة ابن کنانہ میں سے۔

اور مہج عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔ اور انصار میں بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔ سعد بن خثیمہ۔

اور بلشمر بن عبد المنذر بن زبیر۔ اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔



یزید بن الحارث جو فسخ کہلاتے تھے۔  
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے  
ایک شخص۔

عمیر بن الحام۔

اور بنی حبیب بن عبد حارث بن مالک بن غضب بن جشم میں سے  
ایک شخص۔

رافع بن المعلہ۔

اور بنی النجار میں سے ایک شخص۔

حارث بن سراقہ بن الحارث۔

اور بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔  
عوف

ومعوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں  
عقراء کے بیٹے تھے۔ جملہ آٹھ آدمی۔

## بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی  
عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔

جنظہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول  
ابن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے  
قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشرک  
تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔

۲۵۱ اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے

قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عضر اوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اور ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اور اس کا بیٹا۔ عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کو بحالت قید بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ ابن اسحق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اور ان کے بنی انمار بن بغیض میں کے حلیف عامر بن عبد اللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

الحارث بن عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے لحاظ سے بنی الحارثہ ابن الخزرج والے خلیف بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں حمزہ بن عبد المطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعه بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام والے ثابت بن ابجد ع نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تیسوں نے مل کر قتل کیا۔ ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن زمعه۔

ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

اور ابو البختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کو المجذری زیاد البلبوی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا ابو البختری العاصی بن ہاشم۔

ابن اسحق نے کہا اور نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اور اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبیدہ کو جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اور اسی لیے ان دونوں کا نام قریشین (یعنی ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ اور یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے وہ شخص۔

النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار کو بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحالت قید علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا مقام اخیل میں۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور زید بن عیص بن عیینہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کا آزاد کردہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو ابوبکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبدالدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں کے زید نے

قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔  
 ابن اسحق نے کہا اور بنی تیم بن مرد میں سے دو شخص۔  
 عمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض  
 کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف نے۔

ابن اسحق نے کہا اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو  
 ابن کذب۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور بنی مخزوم بن یقطہ بن مرد میں سے ستر آدمی۔

ابو جہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن  
 عمر بن مخزوم تھا۔ اس کو معاذ بن عمرو بن الجحجہ نے مار کر اس کا پاؤں  
 کاٹ ڈالا اور اس کے پیٹے عکرمہ کے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے ان کا  
 ہاتھ الگ کر دیا۔ اس کے بعد معوذ بن عضر نے ابو جہل کو مار کر  
 اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی  
 تھی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا  
 جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے  
 کے لئے حکم فرمایا تھا۔

اور العاصی بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو  
 عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔

اور بنی تیم میں کا یزید بن عبداللہ ان کا حلیف۔  
 ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تیم کی شاخ بنی عمرو بن تیم میں کا تھا  
 اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو مسافع الاشعری ان کا حلیف اس کو بقول  
 ابن ہشام ابو دجانہ الساعدی نے قتل کیا۔  
 اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بلجارت بن النخزرج والے خارجہ بن زید

ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرطہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحق نے کہا اور ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔ ابن اسحق نے کہا اور زفاعہ بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو بقول ابن ہشام لمجارت بن الخزرج والے سعد بن الزبیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن السجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

۳۶۰ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ:۔

نَعَمْ الشَّرِيكَ السَّائِبُ لَا يُشَارِي وَلَا يُمَارِي

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) اصرار کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے۔



اور انھوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے ہیں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔ اور ابن شہاب الزہری نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت نقل کر لیا ہے کہ السائب بن السائب بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ نے انھیں الجحرانہ کے روزخین کی غنیمت میں سے بھی عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور الاسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور حاجب بن السائب بن عویمر بن عمرو بن عابد بن عبد بن عمران بن

مخزوم۔ ابن ہشام نے کہا عاید بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجز بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی طی میں کے ان کے حلیف تھے۔

عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔ اور جابر کو ابو بردہ بن نیاز نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔ ابن اسحق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہبص بن کعب بن لوی میں سے پانچ شخص۔

منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ اس کو بنی سلمہ والے

۱۔ دالف میں "ابو بردہ نیاز" ہے۔ درمیان میں "بن" کا نقل نہیں ہے۔ (احمد مجہدی)

ابو الیسر نے قتل کیا۔

اور اس کا بیٹا العاصی بن مذہب بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور نعبہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبد المطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے قتل کر دیا۔

اور ابو العاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔  
ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابو ذبابة نے۔

ابن اسحق نے کہا اور عاصم بن ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد ابن سہم اس کو بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابو الیسر نے قتل کیا۔  
اور بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب بن لؤی میں سے تین شخص۔  
امیہ بن خلیف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اس کو بنی مازن میں کے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو معاذ بن عفر اور خارجہ ابن زید اور حبیب بن اسناف نے قتل کر دیا۔  
ابن اسحق نے کہا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۳۶۲ اور اس بن سعید بن لؤیان بن سعد بن جمح اس کو بقول ابن ہشام علی ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو ابھی بن الحارث ابن المطلب اور عثمان بن مظعون (ان دونوں) نے قتل کر دیا۔  
ابن اسحق نے کہا اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص۔

معاویہ بن عامر عبد القیس میں کا ان کا خلیف۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محسن نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا اور سعید بن وہب بنی کلب بن عوف بن کعب بن

عامر بن لیث میں کا ان کا حلیف۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابو دجانہ نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے حملہ مقتولوں کی تعداد ہمیں پچاس بتائی گئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے۔ اور ابن عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے :-

أُولَٰئِكَ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَهَا

اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت

تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ اور اس میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم میں کے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو تم نے قید کیا۔ اور ابو زید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا :-

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعْطَنُ مِنْهُمْ سَبْعُونَ عَتَبَةً مِنْهُمْ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (وہاں) ان کے

ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے

ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا۔

ان ستر میں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔  
 وہب بن الحارث بنی انمار بن بقیض میں کا ان کا حلیف۔  
 اور عامر بن زید بن والوں میں کا ان کا حلیف۔  
 اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔  
 عتبہ بن زید بن والوں میں کا ان کا حلیف۔  
 اور عمیران کا آزاد کردہ۔  
 اور بنی عبد الدار بن قحس میں سے دو شخص۔  
 نبیہ بن زید بن ملیص۔  
 اور عبید بن سلیط بنی قیس میں کا ان کا حلیف۔  
 اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔  
 مالک بن عبد اللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا اس لیے  
 اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔  
 اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبد اللہ بن جعدان۔  
 اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔  
 خدیفہ بن ابی خدیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔  
 اور ہشام بن ابی خدیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔  
 اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابواسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔  
 اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمن بن عوف نے قتل کیا۔  
 اور عاذ بن السائب ابن عویمر۔ یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ  
 دیکر رہا ہوا لیکن حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی  
 وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔  
 اور عمیران کا بنی طی میں کا حلیف اور القارہ میں کا بہترین حلیف۔  
 اور بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سیرۃ بن مالک ان کا حلیف۔  
 اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔  
 الحارث بن عتبہ بن الحجاج اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور عامر بن ابی عوف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی۔ اس کو عبداللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے۔

## جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن احب ذیل قید ہوئے (۱) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ اور نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب۔ اور نعمان بن عمرو بن حلقم بن المطلب۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ ابن عبد شمس۔ اور الحارث بن ابی وجزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ اور بقول ابن ہشام بعضوں نے ابن ابی وحرۃ کہا ہے۔ اور ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس۔ اور ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔ اور ان کے حلیفوں میں سے ابو ریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق۔ اور عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔ عدی بن النخیر بن عدی بن نوفل۔ اور عثمان ابن عبد شمس بن اخی غزوہ بن جابر بنی مازن بن شمر میں کا ان کا حلیف۔ اور ابو ثوران کا حلیف۔ اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص ابو غریزہ بن عمر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور الاسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنو الاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث السابق ہیں۔

اور بنی الاسد بن عبد العزی بن قصی میں سے تین شخص السائب بن ابی حبیش بن المطلب بن اسد۔ اور الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔ ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحذث بن عاید بن عثمان بن اسد ہے۔ ابن اسحق نے کہا اور سالم بن شماخ ان کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقط بن مرہ میں سے دو شخص خالد بن ہشام بن المغیرہ



ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور الولید بن الولید  
ابن المغیرہ اور عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ بن عمر بن مخزوم اور المنذر بن  
ابی رفاعہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور صفی بن ابی رفاعہ اور ابو عطاء  
عبد اللہ بن السائب بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن جنظ  
ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن الاعلم ان کا حلیف۔ اس کے  
مشعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے  
بھاگا ہے اور اسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَا عَلَى الْأَذْبَارِ تَدْمِي كُلُّوْمَنَا وَلَكِنْ عَلَى أَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے  
(پہے) بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا "لسنا علی الاحقاد" کی بھی روایت آئی ہے اور  
خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔  
ابن اسحق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے  
چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم یہی وہ پہلا شخص تھا  
جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے  
المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید  
بن سہم اور حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن  
قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے پانچ شخص عبد اللہ بن  
ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابو عذرہ عمرو بن عبد اللہ بن عثمان بن وہب  
بن حذافہ بن جمح اور الفا کہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد  
ریاح بن المغیرہ نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا  
اور وہ اس بات کا دعویٰ کرتا تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن قہر میں کا ہے  
اور بعض کہتے ہیں کہ الفا کہ جرول بن حذیم بن عوف بن غصب بن شماخ بن محارب

ابن قہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن وراج بن العتبس بن اہلبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اس کو بنی سالم بن عوف واسے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبد الرحمن بن غشوین و قدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قنیع اور عتبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحق نے کہا عرض جملہ تنیتا لیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کے نام کا انھوں نے ذکر نہیں کیا اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ جد بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص عقیل بن عمروان کا حلیف اور اس کا بھائی تیم بن عمرو اور اس کا بیٹا

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص خالد بن اسید بن ابی لعیص اور ابوالحرث یسار العاصی بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص بہان ان کا آزاد کردہ۔ اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ایک شخص حید اسد بن حمید بن زہیر

ابن الحارث۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ان کا بیٹی حلیف۔ اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر

ابن کعب بن سعد بن تیم - اور جابر بن الزبیر ان کا حلیف -  
 اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب -  
 اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص - عمرو بن ابی بن خلف -  
 اور ابورہم بن عبد اللہ ان کا حلیف - اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام  
 میرے پاس سے جاتا رہا - اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص  
 جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابورافع -  
 اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم بنیہ بن ابیحجاج کا آزاد کردہ -  
 اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص حبیب بن جابر - اور السائب بن  
 مالک - اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور ضعیج ان کے دونوں ہمراہی حلیف -

## جنگ بدر کے متعلق اشعار

ابن اسحق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں  
 میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبد المطلب  
 کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے -  
 ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء و شعرا ان اشعار اور ان کے جواب میں  
 جو اشعار لکھے گئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں -

أَكْثَرُ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ      وَلِحَيْنِ أَسْبَابُ مُبَيِّنَةِ الْأَمْرِ

(ابے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر  
 غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں جن کا سوا  
 ظاہر ہے -

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنْ قَوْمًا أَفَادَهُمْ      فَخَانُوا تَوَاصُرًا بِالْعُقُوقِ وَيَا لَكُنِّي

۱۔ (الف) میں "مبئیۃ" بہ تقدیم نون بریاء لکھا ہے۔ جو تحریف کاتب ہے۔ (راحمہ محمودی)

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو  
(خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انھوں نے نافرمانی اور  
انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحِ الْخَوْبِذِ رَجَعْتُمْ فَكَانُوا رَهْوًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرٍ

جس شام وہ اپنے جتھے کو بے کربہ کی جانب چلے ہیں  
تو (دو) بذر کی سنگ بستہ باولی رہی) میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيرَ لَمْ تَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوا إِلَيْنَا فَالتَقَيْنَا عَلَى قَدَرٍ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلتے تھے۔ اس کے سوا ہمارا  
اور کوئی مقصد نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر  
کے ٹھیرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہو گئے۔

فَلَمَّا التَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَشْنُوِيَةً لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالثَّقَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے  
لیے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے  
سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِيضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشْتَرَّةٌ أَلَا كَوَانٍ بَيْتَهُ الْأَشْرَ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے  
جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور  
جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرْكُنَا عَتَبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلِ تَجْجِمُ فِي الْجَنْبِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو چونکھا کر کے چھوڑا اور

شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا یا لڑھکتا  
چھوڑا ہے۔

وَعَمْرُو ثَوِيٍّ فِيمَنْ ثَوِيٍّ مِنْ حُمَاتِهِمْ فَشَقَّتْ جُيُوبُ النَّاحِيَّاتِ عَلَى عَمْرُو

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے ان میں عمرو  
بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لیے نوحہ خواں عورتوں کے گریباں  
عمرو کے ماتم میں تارتا رہ گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِنْ ثَوِيٍّ بْنِ عَالِبٍ كِرَامٌ تَفَرَّغْنَ الذَّوَائِبُ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو ثوی بن غالب  
میں کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ قَتَلُوا فِي ضَلَالِهِمْ وَخَلَّوْا الْوَأْدَ غَيْرَ مُحْتَضِرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور  
پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس  
مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَأْدٍ ضَلَالٍ قَاذِ ابْلِيسَ أَهْلَهُ فَنَاسَ بِهِمْ إِنَّ الْخَبِيثَ إِلَى غَدْرٍ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم دانوں کی قیادت  
ابلیس نے کی آخر ان کے ساتھ بے وفائی کی اور بیچ تو یہ ہے کہ  
وہ پلید بنے وفائی ہی کی طرف رجائے والا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ إِذْ عَايَنَ الْأَمْرَ وَاضِحًا بَرِئْتُ إِلَيْكُمْ صَائِنِي الْيَوْمِ مِنْ صَبْرٍ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور  
پر دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ میں اپنی علمداری سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ



آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَإِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَإِنِّي أَخَافُ عِقَابَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو قَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزا کے الہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَقَدَّمَهُمُ لِلْحَيِّ حَتَّى تَوَرَّطُوا وَكَانَ بَالِغَ الْخَيْرِ الْقَوْمِ ذَا خَيْرٍ

آخر وہ انہیں موت کے لیے بڑھالایا یہاں تک کہ وہ جھنڈ میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انہیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوا غَدَاةَ الْبَيْرِ الْفَارِجِمْعًا ثَلَاثَ مِائِينَ كَالْمَسَدَةِ الزَّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) بادل پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (رواسے) سفید زراونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِينَا جُنُودَ اللَّهِ حِينَ يَمْدُنَا بِهِمْ فِي مَقَامٍ ثُمَّ مَسْتُوْضِحُ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَسَدَّ بِهِمْ جَبْرِيلُ تَحْتَ لَوَائِنَا لَدَى مَا زَقِي فِيهِ مَنَائِيَاهُمْ تَجْرِي

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) سوتیں (پلی) آ رہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

أَلَا يَا قَوْمِي لِلصَّبَايَةِ وَالْهَجْرِ  
وَالْحُزْنِ مَبْنًى وَالْحَرَارَةِ فِي الصَّدْرِ  
اے قوم من عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن  
(کا حال) سن۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنِي جُودًا كَأَنَّهُ  
فَرِيدُ هَوًى مِنْ سِلَكِ نَاطِلِهِ يَجْرِي  
اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن  
گویا (ان میں) کا ہر ایک آنسو (دریتم ہے جو لڑی پرونے والے کی  
لڑی سے نکل کر تیزی سے گرجا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطْلِ الْخَلْوِ الشَّائِلِ إِذْ تَوَى  
رَهِيْنَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَذْرِ  
خیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ  
بد کی سنگ بسترِ بادل میں ہمیشہ کے لیے پیوندِ خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعِدَنَّ يَا عَمْرُو مِنْ ذِي قَرَابَةٍ  
وَمِنْ ذِي نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمَزَ  
اے عمرو جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور  
ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دور نہ ہو۔

فَإِنْ يَأْكُ قَوْمٌ صَادَ قَوْمَانَا دَوْلَةً  
فَلَا بَدَلَ لِلْأَيَّامِ مِنْ دَوْلِ الدَّهْرِ  
اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو  
زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

۱ (الف) میں ”ناطلہ“ ہے اگرچہ اس سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن ”ناطلہ“ بہتر  
معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَقَدْ كُنْتَ فِي صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِي مَضَى بِرُتْرِيهِمْ هَوَانًا مِّنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعُرِ  
 کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں میری حالت یہ تھی کہ تو  
 اپنی دیہادری سے انھیں ذلت کی سخت مار میں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمْتٌ يَأْمُرُ وَأَتْرَكَكَ ثَاعِرًا وَلَا أَبَقِيَّافِي إِخَاءٍ وَلَا صِهْرٍ

اسے عمر و! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلے کر  
 چھوڑوں گا۔ اور کسی قرابت یا سمدھیا نے کے لحاظ سے کسی طرح کا  
 رحم نہ کروں گا۔

وَأَقْطَعُ ظَهْرَ أَمِنْ رِجَالٍ بِمِثْلِهِمْ كِرَامٌ عَلَيْهِمْ مِّثْلُ مَا قَطَعُوا ظَهْرِي

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے میں بھی  
 ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے (قتل کے) ذریعے توڑ دوں گا۔

أَغْرَهُمْ مَا جَمَعُوا مِنْ وَشِيظَةٍ وَنَحْنُ الصَّمِيمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرٍ

پراگندہ حشو و زوائد کو جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے  
 اس نے انھیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں  
 میں سے ہیں۔

فَيَا لَوْيَ ذَبِّوْا عَنْ حَرِيمِكُمْ وَالْهَلَةَ لَا تَرْكُوْهَا لِذِي الْفَخْرِ

پس اسے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔  
 اور انھیں فخر کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

تَوَارِثُهَا آبَاؤُكُمْ وَوَرِثْتُمْ أَوَاسِيَهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالشَّرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انھیں اور چھت اور

پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا لِحَلِيمٍ قَدْ أَرَادَ هَذَا كَلِمٌ      وَلَا تَعْدِرُوا آلَ غَالِبٍ مِنْ عُدُرٍ  
 نیک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا  
 ارادہ کر لیا ہے۔ پس اسے آل غالب! اس کو کسی نذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدْ وَالْمِنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَارَدُوا      وَكُونُوا جَمِيعًا فِي النَّاسِ دُنِي الصَّوْبِ  
 اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے  
 کے) لیے کوشش کرو اور ایک دوسری کی حمایت کرو اور صبر و تحمل  
 میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تَارُوا بِأَخِيكُمْ      وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَتَّارُوا بِذَوِي عَمْرٍو  
 شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو  
 تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِطَرِغَاتٍ فِي الْأَكْفِ كَأَنَّهُمَا      وَمِصْفُ طَيْرِ الْهَامِ بَيْتُهُ الْأَثَرِ  
 ہاتھوں میں پکھنے والی (تھماروں) کے ذریعے جو بکلی کی  
 چمک کی طرح ہیں گردن اڑا دیتی ہیں نمایاں جو ہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَذَبَ الذَّرْفِ فَوْقَ مَوْنِهَا      إِذَا جَرَّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخَزِرَ  
 جب وہ کسی دلت اپنے چند سے دشمنوں کے لیے  
 رہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں پر (جو ہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں)  
 گویا جونیوں کے رنگتے کے نشانات ہیں۔

۱۔ (الف) میں "اکف" کے بجائے "الف" لکھا ہے جو تعریف کا تیب معلوم ہوتی ہے۔  
 (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت ابن اسحق سے دو لفظ بدل دئے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا "الفخر" اور دوسرا اول بیت کا "ما الحلیم" ہے اس لیے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو (جہی) ان شعروں اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اسی لیے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبد اللہ بن جعدان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے۔ اور ابن اسحق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ذکر ان اشعار میں آگیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَبْلَى رَسُولَهُ  
بِلَاغِ عَزِيزٍ ذِي قُدْرٍ وَذِي فَضْلٍ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان

لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا (اس کی عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے کے لیے) لیا جاتا ہے۔

مَا أُنْزِلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ  
فَلَا قُوَاهُمْ نَأْمِنْ أَسَارٍ وَمِنْ قَتْلِ

ایسا امتحان جس کے نتیجے کافروں کی میربانی ذلت کے

گھر میں کی۔ آخر انھوں نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَّ وَنَصْرُهُ  
وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَرْسَلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنے والوں

کو بھی عزت حاصل ہوئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انصاف

(ہی) کے ساتھ پیغموت فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفِرْقَانٍ مِنَ اللَّهِ مُنْزَلٍ  
مُبَيِّنَةٍ آيَاتِهِ لِدَرْجِ الْحَقْلِ



اور آپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق) بات  
میں (فرق ڈالنے والی چیز) لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے  
واضح ہیں۔

فَاَمِّنْ اَقْوَامٌ بِذَلِكَ وَاقْنَسُوا . فَاَمْسُوا بِحَدِّ اللّٰهِ مُجْتَمِعِي السَّيْلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بھرا اللہ  
وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَاَنْكَرَ اَقْوَامٌ فَرَاغَتْ قُلُوبُهُمْ . فَرَادَهُمْ ذُو الْعَرْشِ خَبَلًا عَلٰى خَبَلٍ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹپڑے۔  
ہو گئے۔ اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی  
زیادتی کر دی۔

وَاَمَّا مَنْ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَّسُولُهُ . وَاقْوَمَا غَضِبْنَا بِاَفْعَلِهِمْ اَحْسَنُ الْفَعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت  
دیدئی اور اس قوم کو قدرت دیدی جو غضب آلود تھی اور ان کا  
(یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)۔

بَاَيِّدٍ يَّهْمُ بِيضٌ خِيفٌ عَصْرًا يَّهْمًا . وَقَدْ حَادَثُوْهَا بِالْجَلَاءِ وَالصَّقَلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں)  
تھیں جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے طلا دینے  
اور صقل کرنے میں انھوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَلَمْ تَرْكُوا مِنْ نَّاشِئِ ذِي حِمْيَةٍ . صَرِيحًا وَمِنْ ذِي بَنَدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلٍ

پس انھوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں

اور رعب و داب واسطے ادھیڑوں در تجریہ کاروں کو کچھاڑ ڈالا۔

تَبَيَّتْ عَيُونُ النَّاسِ حَاتِ عَلَيْهِمْ  
تَجَوَّدُ بِاسْتَبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار

بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَاحٍ تَتَعَى عَثْبَةُ الْغَيِّ وَابْنُهُ  
رَشِيْبُهُ تَتَعَاهُ وَتَتَعَى ابْنُ جَهْلٍ

رونے والیاں گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور رشیبہ اور

ابو جہل کے بڑے کی خیر سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرَّجُلِ تَتَعَى وَابْنُ جَدْعَانَ يَهُيمُ  
مَسْلِيَّةُ حَرَى مَسِيْنَةَ الثُّكُلِ

اور ایک پاؤں واسطے (لنگڑے) الاسود بن عبد اللہ

المنخرومی کی سناتی سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انہیں میں ہے۔

اس حالت سے کہ وہ ماحمی سیاہ لباس پہنی ہوئی ہیں اور ان کے

اندراگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی بدائی دان کے چہروں سے

عیاں ہے۔

ثَرَى مِنْهُمْ فِي بَيْرٍ يَدُ رَحْصَانَةٍ  
ذَوِي نَجْدَاتٍ فِي الْحَرْبِ وَفِي الْحِلِّ

توان میں کی ایک قوی جماعت جنگوں اور قحط سالوں

میں امداد دینے والی ہے جو بدر کی باؤلی میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَاجَابَهُ  
وَالْغَيُّ أَسْبَابُ مَرْمَقَةِ الْوَصْلِ

ان میں کے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انھوں نے

دعوت قبول کر لی اور گمراہی کی (اجانب کھینچنے والی) بہت سی زیاں

۱۔ (الف) میں والوبل ہے جو تخریف کا تین ہے کیونکہ اس سے شعر کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

ہیں (اگرچہ) ان میں اتھالی کشش کمزور ہے۔

فَاَضْحَرَ اَلْدَى كَارَ الْجَحِيمِ بِمَعْزَلٍ عَنْ الشَّعْبِ وَالْعُدُوَانِ فِي اَشْغَالٍ  
آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و  
زیادتی سے الگ تھاگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں  
ون چڑھے پہنچ گئے۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن البغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِاَقْوَامٍ تَغْنَى سَفِيْهِمْ  
بِأَمْرِ سَفَاخِ ذِي اَعْتِرَاضٍ وَذِي بُطْلٍ  
مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان۔  
نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو  
(بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغْنَى يَقْتُلِيْ يَوْمَ بَدْرٍ تَبَا بَعُوْا  
كَرَامَ الْمَسَاعِيْ مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلٍ  
بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے  
ہیں جن میں کے کم عمریوں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ  
کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

۳۷۵ مَصْهَالِيْتُ بَيْضٌ مِنْ دُوَايَةِ غَالِبٍ  
مَطَاعِيْنٌ فِي الْهَيْجَامِطَاعِيْمِ فِي الْمَحَلِّ  
روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ خانوں  
میں کے، جنگ میں نیزہ باز اور محط میں کھانا کھلانے والے۔

أَصِيْبُوا كِرَامًا لَمْ يُبَيِّعُوا عَشِيرَةً  
بَقُومٍ سِوَاهُمْ نَازِحِي الدَّارِ وَالْأَصْلِ  
وہ باعزت موت مرے انھوں نے اپنی قوم کے سوا  
وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض

میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحْتَ غَسَّانُ فِيمَكُمُ بَطَانَةٌ لَكُمْ بَدَلًا مِنَّا يَا لَكَ مِنْ فِعْلٍ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے رازدار  
(اور گارڈھے دوست) ہو گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے بھی کام  
ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوقًا وَإِثْمًا بَيْنًا وَقَطِيعَةً يَرَى جُورَكُمْ فِيهَا ذُوُّ الرَّأْيِ عَاقِلٌ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔ صریح گناہ  
اور رشتہ شکنی اسے ہوئے ہیں عقل در اسے والے ان کاموں میں  
تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَى السَّبِيلُ وَخَيْرُ الْمُنَايَا مَا يَكُونُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ  
مضائقہ نہیں) موتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَقْرَحُوا أَنْ تَقْتُلُوهُمْ فَقَتَلْتُمُ لَكُمْ كَائِنُ خَبْلًا مُقِيمًا عَلَى خَبْلٍ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا  
قتل تمہارے لیے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمْ لَنْ تُبْرَحُوا بَعْدَ قَتْلِهِمْ شَيْتَاهُ لَكُمْ غَيْرُ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے  
دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جَدِّ عَانَ الْجِدِّ فَعَالُهُ وَعُتْبَةُ وَالْمَدْعُوفِيكُمْ أَبَا جَهْلٍ

قابل ستائش کانوں والے ابن جعدان اور عتبہ اور  
جو تم میں ابو جہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ  
بالا برائیاں رونما ہوں گی)۔

وَسَيِّبَةُ فِيهِمْ وَالْوَلِيدُ فِيهِمْ أُمِّيَّةٌ فَأَوْى الْمُغْتَرِبِينَ وَذُو الرَّحْلِ

اور سبیبہ اور ولید بھی انھیں لوگوں میں سے ہے اور  
سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا  
ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)

أُولَئِكَ فَأَبْكَ ثُمَّ لَا تَبْكُ غَيْرُهُمْ نَوَاحٍ تُدْعَوُ بِالرِّزْيَةِ وَالشُّكْلِ

غزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں  
کو چاہئے کہ انھیں لوگوں پر روئیں اور پھر اس کے بعد ان کے سوا  
کسی اور پر نہ روئیں۔

وَقُولُوا لِأَهْلِ الْمَكْتَنِ تَحَاشَدُوا وَسِيرُوا إِلَى أَطَامِ يَثْرِبَ ذِي النَّخْلِ

کے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہدو کہ لشکر  
جمع کر لو اور نخلستان والے شرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيعًا وَحَامُوا آلَ كَعْبٍ وَذَبُّوا بَخَالَصَةً إِلَّا لَوَانَ مُحَدَّثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور خالص  
رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو۔

وَالْأَفْيِيتُوا خَائِفِينَ وَأَصْبَحُوا أَذَلَّ لَوْظِ الْوَاطِئِينَ مِنَ النَّخْلِ

دور نہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جو تلوں سے  
پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔



عَلَى أَنْبَى وَاللَّاتِ يَا قَوْمِ فَأَعْلَمُوا  
بِكُمْ فَاتَّقُوا أَنْ لَا تَقِيمُوا عَلَى تَبَلٍ

سَوَى جَعَلَكُمْ لِلْسَائِفَاتِ وَلِلْقَنَاءِ  
وَالْبَيْضِ وَالْبَيْضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم  
مجھے تم پر یو با بھروسہ ہونے کے باوجود (میں تم سے کہتا ہوں کہ)  
تم بڑی کڑھیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئی کاٹنے والی  
(تلواریں) اور تیز جمع کیے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لیے کھڑے  
نہ ہوتا۔

اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن ہمر کے بھائی نے

کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَجْرِ الْأَوْسِ وَالْحِجْنِ دَارٍ  
عَلَيْهِمْ عَدَاوَالِدَهْرٍ فِيهِ بَصَائِرُ

اوس کے فجر کرنے پر میں حیران ہو گیا۔ حالانکہ کل ان پر  
بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک  
واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِي الْجَارِ أَنْ كَانَ مَعَشَرُ  
أَصْدِيؤُا بَدْرِكَلِّهِمْ شَمَائِرُ

اور بنی النجار کے فجر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فجر  
صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا  
بتلائے مصیبت ہو گیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَإِنْ تَكُ قَتْلَى غُودِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا  
فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے  
پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں

جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِي بِنَا الْجُرْدُ الْقَنَابِيحُ وَسُطُكُمُ نَبِي الْأَوْسِ حَتَّى تَشْفِي النَّفْسَ ثَامِرًا

اور اسے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز  
گھوڑے ہمیں (اپنی میٹھوں پر) لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ  
پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا اول کو تسکین دے۔

وَسَطُ بَنِي النَّجَارِ سَوْفَ نَكْرُهَا لَهَا بِالْقَنَا وَالْدَّارِ عَيْنَ ذَوَا فِرْ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے دوسرا حملہ  
ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لیے نیزوں  
اور زرہ پوشوں کے بار بردار بھی ہوں گے۔

فَنَشْرُكَ صَرْعَى تَعَصِبُ الطَّيْرُ حَرْ لُهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْآقَانِي نَا صِرْ

پھر ہم انہیں اس طرح پھینچیں کہ وہ چھوڑیں گے کہ انہیں  
پرنڈوں کی ٹکڑیاں لکیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے  
کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمْ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ لِهِنَّ بِهَذَا الْيَلِ عَنْ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس  
مقام پر ایسی لات ہوگی جو غمزدہ سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

فَذَلِكَ أَنَا لَا تَزَالُ سَيُوفُنَا بَيْنَ دَمٍّ مِمَّا يُحَارِبُ بَنِي كَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے  
ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جس سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَطَفَّرُوا فِي يَوْمٍ بَدَّ رِفَانَا بِأَعْمَدِ أُمْسَى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف  
یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں کی ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا  
ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَزْلِيَاؤُهُ  
يَحْتَمُونَ فِي الْأَوَّلِ وَالْمَوْتِ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار  
ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے رہتے  
ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعِدُّ أَبُو بَكْرٍ وَحَمَزَةُ فِيهِمْ  
وَيُدْعَى عَلِيٌّ وَسَطٌ مِّنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابو بکر اور حمزہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا  
ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعَى أَبُو حَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمْ  
وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انہیں  
افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولَٰئِكَ لَا مَنَ نَجَتْ فِي دِيَارِهَا  
بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَارِ حِينَ تَفَاحِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے)  
نہ کہ وہ لوگ جو بنو الاوس اور بنو النجار (والے) ہیں جنہوں نے  
اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلَكِنْ أَبُوهُمْ مِّنْ كُوَيْبِ بْنِ غَالِبٍ  
إِذَا عَدَّتِ الْأَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو  
ان مذکورہ لوگوں کا جدا علیٰ کوئی بن غالب میں کا ہو گا۔

هُمْ الطَّاعُونَ الْخَيْلَ فِي كُلِّ مَغْرَبٍ غَدَاةَ الْهَيْبِ الْأَطْيَبِ الْأَكَاثِرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللَّهِ وَاللَّهُ قَادِرٌ عَلَى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلَّهِ قَاهِرٌ

• میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی محصور کرنے والا نہیں۔

قَضَى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نَلْقَى مَعَشَرًا نَبَعُوا وَسَبِيلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرٌ

بدر کے روز اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو پیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَسَدُوا وَاسْتَنْفَرُوا مِنْ بَنِي هِمْ مِنَ النَّاسِ حَتَّى جُمِعَ هُمْ مَسْكَارًا

حالانکہ انھوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انھوں نے ان سے جنگ کے لیے پکھننے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ إِلَيْنَا لَأَتَحَاوِلُ غَيْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعَبٍ جَمِيعٌ وَعَا مِرٌ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر

(ہمارے مقابل آگئے۔)

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَمَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ بَنِي النَّجَّارِ تَحْتَ لَوَاعٍ لَا يَمْسُونَ فِي الْمَآذِ وَالنَّفْعُ ثَائِرٌ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے، اور وہ سفید اور نرم زبر ہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ وَكُلٌّ فُجَّاهِدٌ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبِیلُ النَّفْسِ صَابِرٌ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرٌ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رسان غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

۱۔ (الف) میں ”و جمیع“ ہے جو تحریف کا تبت ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)  
 ۲۔ (الف) میں ”یہمشون“ ہے جس کے معنی چلتے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لیے ہمیشوں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)



وَقَدْ عُرِيتُ بِضُ خِفَافٍ كَانَتْهَا مَقَابِسُ يُزْهِمُكَ الْعَيْنِيكَ شَاهِرُ

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں  
گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت  
دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدًا نَاجِعَهُمْ قَتَبَدُّوْا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انھیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد  
کر دیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے  
ملاقات کر رہا تھا۔

فَلَبَّ أَبُو جَهْلٍ صَرِيحًا لَوَجْهِهِ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَاهُ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابو جہل نے اپنے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو  
انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةُ وَالتَّمِيمِيُّ غَادَرْنَا فِي الْوَعْيِ وَمَا مِنْهُمْ إِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَاثِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا  
اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُودًا لِّلنَّارِ فِي مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُورٍ فِي جَهَنَّمَ صَاغِرُ

غرض آگ کی قرار گاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے  
اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَطَّى عَلَيْهِمْ وَهِيَ قَدْ شَبَّ حَبِيبُهَا بِرَبِّ الْحَدِيدِ وَالْجِجَارَةِ سَاغِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ

ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں سے بھری ہوئی ہے۔ (یا سنگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوا قُولُوا وَقَالُوا إِنَّا نَأْتِي سَاحِرٌ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صر ایک جادوگر ہے۔

لَا مِرَّ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَهْلِكَ وَابِهِ وَلَيْسَ لِأَمْرِجَهُ اللَّهُ زَاحِرٌ

(ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبد اللہ بن الزبیری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرنے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تیمم میں کے عشن بن رازہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔  
ابن اسحق نے کہا بنی عبد الدار کا حلیف تھا۔

مَا ذَا عَلَىٰ بَدْرٍ وَمَا ذَا حَسُولُهُ مِنْ فِتْيَةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحل پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گویا گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكُوا نَبِيَّهَا خَلْفَهُمْ وَمُنْبِيَّهَا وَابْنِي رَبِيعَةَ خَيْرِ خَصْمٍ فِئَامِ

نبیہ نبیہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ان)

جماعتوں کے بڑے مخالف تھے پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثُ الْفَيَاضُ يَبْرُقُ وَجْهُهُ كَالْبَدْرِ جَلِي لَيْلَةٍ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح  
چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشنی کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِي بْنُ مُنْبِهٍ ذَا مِرَّةٍ رُحْنًا تَمَيُّزًا غَيْرَ ذِي أَوْصَامٍ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لمبا  
گو یا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنَهَّى بِهِ أَعْرَاقُهُ وَجَدُّهُ وَمَا زَالَ أَخْرَالِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات  
اور اس کی استعداد اور مامودوں اور چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش  
پاتے تھے۔

وَإِذَا بَكَى بِأَبَاكَ فَأَعْوَلَ شَجْوَهُ قَبْلَى الرَّئِيسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامٍ

اور جب کوئی روتے والا رو یا اور اپنے غم کا  
اظہار (باواز بلند کیا تو) سمجھ لو کہ عزت و شان والے سردار ابن ہشام  
پر ہی آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيًّا إِلَّا لَهُ أَبَا الْوَلِيدِ وَرَهْطُهُ رَبُّ الْأَنْامِ وَخَصَّهُمْ بِسَلَامٍ

ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق  
کی پرورش کرنے والا انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔  
تو اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

إِيَّاكَ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ يَدَيَّ يَعْلُ غُرُوبَهَا سَجَامٌ

(مرثیہ کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں ہمیشہ  
روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشت ہائے چشم  
کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَا ذَا بَيْكُتٍ بِهِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیہ) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد  
دیگر چلے بسے تو تو نے کیا کام کیا۔ ان لوگوں کے تعریف کے  
قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَا جِدَّا ذَاهِبَةً سَمِعَ الْخَلَائِقُ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ ہمت والی۔ وسیع الاخلاق اور جو  
کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا۔

أَعْنَى النَّبِيِّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى وَأَبْرَمَنْ يُوَلِّي عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور اعلیٰ صفات والا  
ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلَمِثْلُهُ وَلِمِثْلُ مَا يَدْعُوَالَهُ كَانَ الْمُدْحِ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ  
بلاتا ہے اس کی سی چیز قابل ستائش ہے۔ اور پھر (قابل تعریف  
صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے۔  
اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے۔

تَبَلَّتْ فَوَادِكُ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةً تَشْفِي الضَّجِيعَ بِبَارِدٍ بِسَامِ ۳۸۲

ایک دو شیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بار بار دلیہ

جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں سے) (اپنے) ہم بستر کو بھلا چکا  
کر دیتی ہے۔

كَأَلَيْسَ تَحْلُطُهُ بِجَاءِ سَحَابَةٍ أَوْ عَاتِقِ كَدَمِ الذَّبِيعِ مَسْدَامٍ  
جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا لے  
(تو اس سے شفا حاصل ہوتی ہے) یا مذبوہ جانور کے خون کی سی  
پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

يُفْجَحُ الْحَقِيبُ بِوُضْئِهَا مُتَنَضِّدٌ بِلَهَاءِ غَيْرٍ وَشَيْكَةِ الْأَقْسَامِ  
ابھری ہوئی گٹھری والی (یعنی بڑے کوٹھے والی گویا)  
اس کے کوٹھے پر نہ ہیں۔ بھولی بھالی قسموں کے نزدیک  
نہ جانے والی۔

بَنَيْتُ عَلَى قَطَنِ أَجْمٍ كَأَنَّهُ فُضِّلَ إِذَا قَعَدْتُ مَذَاكِرُهَا  
اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر بڑی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ  
مکلف لباس سے الگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ)  
سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَبَكَادُ تَكْسِلُ أَنْ تَجِيَّ فِرَاشَهَا فِي جِسْمِ خَرَجِيَّةٍ وَحُسْنِ قَوَامٍ  
جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت  
یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

أَمَّا النَّهَارُ فَلَا أَفَرُّ دِرْكِهَا وَاللَّيْلُ تَوَزِعُنِي بِهَا أَحْلَاهِي  
(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام)  
رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفہ بتا رہے ہیں۔



أَقْسَمْتُ أَنَسَاهَا وَأَتْرَكَ ذِكْرَهَا حَتَّى تَغَيَّبَ نِي الضَّرِيحِ عِظَامِي

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں  
نے قسم کھائی کہ اس کو (کبھی نہیں) بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہیں)  
چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سرگرم کر نیست و نابود  
اور) غائب ہو جائیں۔

يَا مَنْ لِعَاذِلَةٍ تَلُومُ سَفَاهَةً وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوَى لَوَامِي

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (لامت  
کرنے سے روکے) حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی  
(کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرْتُ عَلَى بَحْرَةٍ بَعْدَ الْكُرَا وَتَقَارِبُ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات) زمانے کے (اس) انقلاب (یعنی واقعہ بدر)  
کے قریب (میری) ذرا سی خیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت  
میرے پاس آئی۔

زَعَمْتُ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرِبُ عُمَرَهُ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَضْرَامِ

(اور) اس نے دعوت کے ساتھ کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے  
ہجوم کا نہونا آدمی کی عمر کو غم و اندوہ بنا دیتا ہے (یعنی لوگ مال و جاہ  
کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتُ كَاذِبَةً الَّذِي حَدَّثَنِي فَجَنُوتِ مَبْنَعِي الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو (اس  
میں) جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح سچ کر نکل جائے جس طرح حارث بن  
ہشام (پچکر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ وَنَجَّارًا مِنْ طِمْرَةٍ وَلِجَامٍ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے  
اس نے انہیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام  
کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الدَّمُوكِ بِمُحْصَدٍ وَرِجَامٍ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح  
(اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی  
منضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَائِكَاتُ بَيْتِ الْفَرَحِ جَنَازَةً فَارَمَدَتْ بِهِ وَتَوَى أَحِبَّتَهُ بِشَرِّ مَقَامٍ

ان گھوڑوں نے اس دورے (اپنے ہاتھوں اور  
پاؤں کے درمیان) شگافوں کو بھریا تھا اور اس سے ان میں  
ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست  
بڑی بڑی جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرِكٍ نَصَرَ الْإِلَاحُ لَهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے  
میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتحیاب  
فرمایا۔

كَلَعَتْهُمْ وَاللَّهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيرُهَا بِضَرَامٍ

ایسی جنگ نے انہیں پس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن  
سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْلَا إِلَهُ وَجَرِيهَا لَتَرَكْنَهُ جَزَرَ السَّيَّاعِ وَدُسْنَهُ يَحْوَامِ

اگر معبود (حقیقی) کو اس کا بچانا مقصود نہ ہوتا اور ان  
(گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو  
درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر دیتے۔

مِنْ بَيْنِ مَا سُورِيشِدُّ وَثَاقُهُ صَقْرًا ذَا لَاقِي الْأَسِنَّةِ حَكَامِ

وہ دو حالتوں کے درمیان رہتا یا تو (قیدی ہوتا  
جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے بقایے میں بھی  
حمایت کرنے والا ہے۔

وَمَجْدَلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ حَتَّى تَنْزُولِ شَوَاخِجِ الْأَغْلَامِ

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا  
جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی  
نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹیں اور نہ وہ جواب دیں)

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبِينِ اِذْ رَأَى بَيْضَ السُّيُوفِ تَسُوقُ كُلُّهُمْ

مریج دلت و غماری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب  
دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو

۱۔ (الف ب) دونوں میں "یشد" کو بضم یا اور فتح شین شد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے اور  
صقر کو مجرور کر کے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے  
اور (ج ر) میں "صقرا" نے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی  
سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے "یشد" کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دیکر معنی کے  
میں۔ اسد بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (احمد محمودی)

ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔

بِیْدَىٰ اَعْرَافِ اَنْتُمْ لَمْ تَخْزِرُوْهُ خَسْبُ الْقِصَارِ سَمِيْدَعٍ مِّمَّقْدَامٍ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آباؤ اجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتیں جو (دشمن کی پر قابو کر کے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِیْضٌ اِذَا لَاقَتْ حَدِيْدًا صَمَمَتْ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامٍ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سب سے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔  
بقول ابن ہشام کے انکارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

اَلْقَوْمُ اَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتَّىٰ خَبَوُا مُهْمَرِيْ بِاشْقَرِ مَزِيْدٍ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے پھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ اَنِّيْ اِنْ اُقَاتِلُ وَاحِدًا اُقْتَلُ وَلَا يَنْكِ عَدُوِّيْ مُشْهَدِيْ

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدَتْ عَنْهُمْ وَالْأَحْيَاءُ فِيهِمْ طَمَعًا لَّهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُّفْسِدٍ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جاسکے۔

ابن اسحق نے کہا کہ انھارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں۔  
ابن اسحق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:۔

لَقَدْ عَلِمْتُ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

يَا نَاحِينَ تَشَجَّرُ الْعَوَالِي حِمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيدِ

کہ ہم شیران ہلک ہیں جبکہ نیزوں کے سر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابو الولید کے روز (کو یا و کرو)۔

قَتَلْنَا ابْنِي رِبْعَةَ يَوْمَ سَارَا الْيَنَانِي مُضَاعَفَةَ الْحَدِيدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے توہمے کی دہری (زیر ہوں)

میں ہمارے مقابلے کے لیے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔  
وَقَرَّبَهَا حَكِيمٌ يَوْمَ جَالَتْ بَنُو النَّجَارِ تَخْطُرُ كَالْأَسُودِ

لے۔ (الف) میں نہیں رہے۔ (احمد محمودی)



اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں  
دکھانے لگے تو مکینم وہاں سے بھاگ گیا۔

۲۸۶ وَ لَتُسْعِدْ ذَاكَ جَمُوعٌ فِيهِرٍ وَأَسْلَمَهَا الْخَوِزِثُ مِنْ بَعِيدٍ  
اور اس وقت تمام بنی ہرنے پیٹھ پھیری اور خویرث نے تو  
دور ہی سے انھیں چھوڑ دیا۔

لَقَدْ لَاقَيْتُمْ ذُلًّا وَقَتْلًا جَهِيْزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيْدِ  
تمہیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تھالی رگ گھلو  
کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَوْ اَجْمَعًا وَلَمْ يَلْبُوا عَلٰى الْحُسْبِ التَّلِيْدِ  
اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور  
باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔  
اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے :-

يَا حَارٍ قَدْ عَرَلْتَ غَيْرَ مَعْوَلٍ عِنْدَ الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْاَخْسَابِ  
اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسے کے  
ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

اِذْ تَمَطَّيْ سُوْحَ الْيَدَيْنِ نَجِيْبَةً مَرَّطَى الْجِرَاءِ طَوِيلَةَ الْاَقْرَابِ  
(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف تیز رفتار  
اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

۱۔ (الف) میں ”عند“ کے بجائے ”عبد“ لکھنا تحریف کا تب ہے۔ (احمد محمودی)

وَالْقَوْمُ خُلِقَ قَدَرَكْتَ قَتْلَهُمْ  
تَرْجُو النِّجَاءَ وَلَكِنْ حِينَ ذَهَابِ

سچ کر ٹھل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ و قتالہ  
چھوڑ دیا حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے)  
(بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْ تَوَى  
قَعَصَ الْأُسَيْتَةَ ضَائِعِ الْأَسْلَابِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا  
جبکہ وہ پیوند خاک نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور  
اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجَلَ الْمَلِكُ لَهُ فَأَهْلَكَ جَمْعَهُ  
بِشَارِ مَخْزِيَةٍ وَسُوءِ عَذَابِ

مالک (الملك) نے اس کو بدنام کرنے والی رسائی  
اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کے جتھے کو برباد کر دیا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت فحش کی بنا پر چھوڑ دی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْعِرِي مَلَقَ الْمَاضِي يَهْلِكُهُمْ  
جَلْدُ النِّجَازَةِ مَاضٍ غَيْرُ رَعْدٍ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا جو سفید اور  
جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی ذرہ پہنے توئی مزاج، ہر ارادے کو  
پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

أَعْنِي رَسُولَ إِلَهٍ الْخَلْقِ فَضْلَهُ  
عَلَى الدِّينِ بِالتَّقْوَى وَبِالْجُودِ

۱۔ (الف) میں "مخزیه" کے بجائے مجزیہ "جیم" سے لکھا ہے جس کے معنی جزا دینے والے  
کے بھی بن سکتے ہیں۔ (د احمد محمودی)

(صفات مذکور سے) میری مراد معبود و خلق کے رسول کی  
ذات مبارک سے ہے جس کو اس نے مخلوق پر تقویٰ اور سخاوت کے  
سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمْتُمْ بَأْنَ تَحْمُوا ذِمَارَكُمْ وَمَا يُبَذِّرُ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُودٍ

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تم اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی  
حمایت کرو گے۔ اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ  
(مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَاوَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ حَتَّىٰ شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيدٍ

اس کے بعد ہم اس چشمے پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں  
سنی حتیٰ کہ ہم (اس قدر سیراب ہوئے کہ) ہمارے لیے (پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی)۔

مُسْتَعَصِمِينَ بِجَبَلٍ غَيْرٍ مُّجَذِّمٍ مُّسْتَحْكَمٍ مِنْ حِبَالِ اللَّهِ مَمْدُودٍ

ہم ایسی رسی کو تھامے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔  
اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتَّبِعُهُ حَتَّىٰ الْمَمَاتِ وَنُصْرُوعٍ مَّحْدُودٍ

ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے جس کی مرے دم تک  
ہم پیروی کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود و محدود ہے۔

۱۔ (الف) میں بجائے ”مورد“ کے ”مردود“ لکھا ہے جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے۔ (احمد محمودی)  
۲۔ خط کشیدہ دونوں مصرعے (الف) میں چھوٹ گئے ہیں۔ پہلے شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرے  
شعر کے دوسرے مصرعے کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

(احمد محمودی)

وَأَفِ وَمَاضٍ شِهَابٌ يَسْتَضَاءُ بِهِ بَدْرٌ أُنَارَ عَلَى كُلِّ الْأَمَاجِيدِ

مکمل ہے۔ تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام غرت و نشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت ”مستعصمین بمجل غیر منجذم“ ابو زید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے :  
خَابَتْ بَنُو أَسَدٍ وَأَبْ غَزَاهُمْ يَوْمَ الْقَلِيبِ بِسُوءٍ وَفُضُوحِ  
بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگ جو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہو گئی۔

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِي تَجَدَّلَ مَقْعَصًا عَنْ ظَهْرِ مَادِقَةِ الْجَنَاءِ سُبُوحِ  
انہیں میں ابو العاصی بھی تھا جو تیز رفتار۔ پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لیے زمین پر گرا۔

حِينَئِذٍ لَهُ مِنْ مَّانِعٍ إِسْلَاحٌ لَمَّا تَوَيَّ بِمَقَامَةِ الْمَذْبُوحِ  
جب وہ ذبح کیے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءُ زَمَعَهُ قَدْ تَرَكَ وَنَحْرَهُ يَذْمَى بِعَانِدٍ مُعْطِ مَسْفُوحِ  
اور زعمہ جیسے شخص کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

مُتَوَسِّدًا خُرَّ الْجَيْنِ مُعْفَرًا قَدْ عَرَّ مَارِنُ أَيْفِهِ بِقُبُوحِ

جبین ناز خاک آلود ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور ناک کی پھنگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَجَاءَ ابْنُ قَيْسٍ فِي يَقِيَّةٍ رَهْطِهِ شَقَا الرِّمَاقِ مُوَلِّبَ الْجُرُوحِ

اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بیچ نکلا۔  
اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:-

أَلَا كَيْتُ شِعْرِي هَلْ أَتَى أَهْلَ مَكَّةَ إِبَارَتُنَا الْكَفَّارِ فِي سَاعَةِ الْعُسْرِ

کیا ایسا نہیں ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت کا فروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر کے والوں کو پہنچی (یا نہیں)۔

۳۸۹ قَتَلْنَا سِرَاقَةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَّا بِصَحْمَةِ الظَّهْرِ

ہم نے اپنے حملے کے وقت اس قوم کے گئے چنے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمزری سے گریز کر رہے تھے۔

قَتَلْنَا أَبَا جَهْلٍ وَعُتْبَةَ قَبْلَهُ وَشَيْبَةَ يَكْبُولُ لِيَدِينِ وَاللَّحْرُ

ہم نے ابو جہل کو بھی قتل کر دیا اور اس سے پہلے عتبہ کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ ثواوند سے منہ سینے اور ہاتھوں کے بل گر رہا تھا۔

قَتَلْنَا سُؤْدَا شَمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهُ وَطَعْمَةً أَيْضًا عِنْدَ ثَارَةِ الْقَتْرِ

ہم نے سوید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور گردوغبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

فَلَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيمٍ مُرَرِّا لَهُ حَسْبٌ فِي قَوْمِهِ نَابَهُ الذِّكْرُ



غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے  
رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی  
شہرت تھی۔

تَرْكَنَاهُمْ لِلْعَاوِيَاتِ يَنْبَنُهُمْ وَيَصْلُونَ نَارًا بَعْدَ حَامِيَةِ الْقَحْرِ

ہم نے انھیں بچنے والوں (یعنی پھیر پھیرنے والوں) کے لیے چھوڑ دیا جو  
بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ جیسی آگ میں داخل  
ہوں گے جس کی گہرائی میں بلا کی گری ہے۔

لَعَنُوكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ التَّقِيْنَا عَلَى بَدْرٍ

تیر کا عمر کی قسم۔ بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک  
کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت قتلنا یا جہل و عتبہ بعدہ ابوریاضاری نے مجھے سنائی  
ابن ابی اسحق نے کہا کہ حسان ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

بِحِكْمٍ يَوْمَ بَدْرٍ شَدِيدٍ كَيْفَ مَهْرٍ مِنْ بَنَاتِ الْأَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑنے بیالیا جس طرح الاعوج  
نامی گھوڑی کے پھیریوں میں سے ایک پھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَأَى بَدْرًا تَسِيلُ جَلَامُهُ بَكْتِيَّةٌ خَضِرَاءُ مِنْ بَلْخَزَجِ

جب بدر کے دکھا کہ دادی کے کناروں سے بکٹی خنزج  
کا شکر (یا رسالہ) اُمتدا پلا آ رہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا يَتَكَلِّفُونَ إِذَا قُتِلُوا أَعْدَاءَهُمْ يَمْشُونَ عَانِدَةً الطَّرِيقِ الْمَنْهَجِ

۱۔ شرح سے صریح معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں شہور تھی اس کے  
پھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتے ہیں  
تو ان سے رعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر)  
ٹیسے ترچھے نہیں جاتے۔

كَمْ فِيهِمْ مِنْ مُلْجِدٍ ذِي مَنَعَةٍ      بَطَلٍ مُمْلِكَةٍ الْجَبَانِ الْمُخْرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت و شان والے اور  
اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو  
ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَمُسَوِّدٍ يُعْطَى الْجَزِيلَ بِكَفٍّ      حَمَالٍ أَنْقَالَ الدِّيَّاتِ مَتَوَجِّ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے  
دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَيْنِ النَّدَى مُعَاوِدٍ يَوْمَ الْوَعَا      ضَرْبِ الْكُمَاةِ يَكُلُّ أَيْضًا سَلْجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید  
(چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول ”سلیج“ کی روایت ابن اسحق کے سوا  
دوسروں سے آئی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے :-

فَمَا نَخْشَى بِحَمْدِ اللَّهِ قَوْمًا      وَإِنْ كَثُرُوا وَاجْتَمَعَتِ الزُّهُوفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ اگرچہ  
وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

إِذَا مَا أَلْبُوجُ عَاكِئِنَا      كَفَانَا حَدَّ هُمْ رَبُّ رَوْفٍ

جب کسی جماعت کو انھوں نے ہمارے غلات ابھارا اور  
جمع کیا تو ہریان پروردگار ہمارے لیے ان کی قوت کے مقابلے میں  
کافی ہو گیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِي سِرَاعًا مَا تَضَعُ عُنَا الْخُوفِ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لیکر تیزی سے  
چھاگئے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری  
نہ تھی۔

قَلَمَ تَرَعُصْبَةً فِي النَّاسِ أَنْتَ كِي مَنْ عَادُوا إِذَا لَقِيتَ كُشُوفِ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی کا بھن ہو گئی (یعنی  
کام ختم ہو گیا) تو انھوں نے جن سے دشمنی کی تھی انھیں کے اس قدر  
مقبور ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقبور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔

وَلَكِنَّا تَوَكَّلْنَا وَقُلْنَا مَا شَرُّنَا وَمَعْقِلُنَا السُّيُوفِ

لیکن ہم نے (اشد پر) بھروسہ کیا اور کہا ہمارے قابل  
شائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِينَاهُمْ بِمَا كُنَّا سَمَوْنَا وَنَحْنُ عِمَابَةٌ وَهُمْ أُلُوفُ

جب ہم نے انھیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا  
حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔  
اور حسان بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے  
متعلق کہا ہے۔

جَحَّتْ بَنُو جَحْمٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ إِنَّ الدَّلِيلَ مَوْكِلٌ بِذَلِيلِ

بنو جمح نے اپنی بد بختی (یا اپنے دادا کی بد نصیبی) کے سبب سے سرکشی کی۔ بے شہدہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل (صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قَتَلْتُ بَنُو جَحْجَحٍ بِبَدْرٍ عَنَوَةً وَتَخَاذَلُوا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيلٍ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے) غلبے سے (بے بسی کی حالت میں) قتل کیے گئے اور انھوں نے ایک دوسرے کی امداد ترک کر دی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو راستہ ملا اس سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرْآنَ وَكَذَّبُوا بِمُحَمَّدٍ ۖ وَاللَّهُ يُظَاهِرُ دِينَ كُلِّ رَسُولٍ

انھوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا۔ اور اللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلَٰهُ أَبَا خَزِيمَةَ وَابْنَهُ وَالْجَلْدِیْنَ وَصَاعِدَ بْنَ عَقِيلٍ

معبود (حقیقی) نے ابو خزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا

اور دونوں خالد بن ولید کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

ابن اسحق نے کہا کہ عبیدہ بن اسحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مقابلے کے لیے نکلتے وقت ضرب آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء و شعرا ان اشعار کا انکار کرتے ہیں :-

سَتُبْلَغُ عَنَّا أَهْلُ مَكَّةَ وَتَعْلَمُ  
يَهْتَبُ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِبًا

۱۔ (ب) میں "القرآن" کے بجائے "الکتاب" ہے جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ (احمد محمودی)

قریب میں کے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی  
خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہو وہ بے چین  
ہو جائے گا۔

بَعْتِيَّةٌ إِذْ وَلِيَّ وَشِيَّةٌ بَعْدَهُ وَكَانَ فِيهَا بِذُرْعَتِيَّةٍ رَاضِيَا

دوہ خبراعتبہ کے متعلق (ہوگی) جبکہ اس نے پیٹھ  
پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی) نہیں  
خبر پہنچے گی جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلو ٹھہری کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوا رِجْلِي فَاِنِّي مُسْلِمٌ أَرْجِي بِهَا عِشَاءَ مِنَ اللَّهِ دَانِيَا

پھر اگر انھوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ  
نہیں کہ میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی  
میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحَوَارِ وَأَمْثَالِ التَّائِيْلِ أَخْلَصْتُ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا مَنْ كَانَ عَاِلِيَا

(وہ زندگی) بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (کر رہی  
جو) بتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں  
کے لیے مخصوص ہوں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتِ بِهَا عِشَاءَ تَعْرِفْتُ صَفْوَةً وَعَالِ الْجَنَّةِ حَتَّى نَقَذْتُ الْأَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لیے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی  
صفائی مجھے معلوم تھی (یعنی کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے  
اس معاملے میں اس قدر کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک)  
کو کھو دیا۔

وَإِذَا كَرَّمَنِي الرَّحْمَنُ مِنْ فَضْلٍ مَنَّهُ يَتَوَبُّ مِنَ الْإِسْلَامِ غَطَّى الْمَسَارِيَا



اور دشمن نے اپنے فضل و کرم سے مجھے (ایسے)  
خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (سیری تمام) برائیوں کو  
دھانک لیا۔

وَمَا كَانَ مَكْرُوهًا إِلَيَّ قِتَالُهُمْ غَدَاةَ دَعَا الْأَكْفَاءَ مِنْ كَانَ دَلِيًّا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے  
کے لیے) بلایا۔ مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ إِذْ سَأَلُوا النَّبِيَّ سِوَاءَنَا ثَلَاثَتِنَا حَتَّى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انھوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا  
تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں  
کے مماثل لوگوں کو طلب نہیں فرمایا) حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے  
پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِينَاهُمْ كَالْأَسَدِ خَطِرًا يَأْتُنَا نُقَاتِلُ فِي الرَّحْمَنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

ہم نیزے لیکر شیروں کی طرح اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے  
جاملے۔ اور جو نا فرمان تھا ہم اس سے دشمن کے لیے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ أَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا ثَلَاثَتِنَا حَتَّى أَزِيرَ وَالْمُنَائِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے  
یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرا دی گئی (یعنی مار ڈالی)

ابن ہشام نے کہا کہ جب ابو عبیدہ کے پاؤں پر چوٹ لگی تو انھوں نے  
کہا۔ سنو تو اب شد کی قسم! اگر ابو طالب آج ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول  
کا ان سے زیادہ حق دار ہوں جو انھوں نے کسی وقت کہا تھا۔

كَذَّبْتُمْ وَبَيَّتَ اللَّهُ نَبِيَّ مُحَمَّدًا وَلَمَّا نَطَاعِن دُونَهُ وَنَاضِل

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیر اندازی۔

وَنُصِّلِمُهُ حَتَّى نَصْرَعَ حَوْلَهُ وَنَذْهَلُ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ ہم انھیں (تمہارے) حواسے کر دیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے امراض پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔ اور یہ دونوں ہمیشہ ابوطالب کے ایک قصیدے میں کی ہیں جنھیں ہم نے سابق میں اسی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔

أَيَا عَيْنٍ جُودِي وَلَا تَحْزَلِي بِدَمْعِكَ حَقًّا وَلَا تَنْزِي

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لیے ہی دیا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلَى سَيِّدٍ هَدَانَا هَلْ لَكَ كَرِيمُ الْمَشَاهِدِ وَالْعُصْرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جنب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِيءُ الْمَقْدَمِ شَاكِي السَّلَاحِ كَرِيمُ الشَّاطِئِ الْمَكْرِ

پیش قدمی کرنے میں جری تیز ہتھیار والا بہترین محامد ملا۔ تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةُ أُمْسَى وَلَا تَرْجِيهِ لِعُرْفِ عَرَانَا وَلَا مَنُكِرِ

عُبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بد حالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح امید نہیں کر سکتے

وَقَدْ كَانَ يَحْمِي غَدَاةَ الْقَتَا لِحَامِيَةِ الْجِيْشِ بِالْمُبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں مصروف تھا۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتَى غَسَّانَ فِي نَائِي دَارِهَا وَلُخْبَرُ شَيْءٍ بِالْأُمُورِ عَلِيمُهَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِأَنَّ قَدْ رَمْتَنَا عَنْ قَسِي عَدَاوَةٍ مَعَدَّةً مَعَا جِهَاتِهَا وَحَلِيمُهَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لَا نَأْبِدُ نَا اللَّهُ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهُ رَجَاءُ الْجَنَانِ إِذَا تَنَاوَعِيْمُهَا

اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔

نَبِيُّ لَهُ فِي قَوْمِهِ إِزْثُ عِزَّةٍ وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَبَتْهَا أَرْوَمُهَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے ہند بے بنادیا۔

فَسَارُوا وَسِرْنَا فَالتَّقَيْنَا كَانَنَا  
أُسُودُ لِقَاءِ لَا يَرْجِي كَلِيمَنَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی — چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ضَرَبْنَا هُمَ حَتَّى هَوَى فِي مَكْرِنَا  
بِاسْنِخِرٍ سَوْءٍ مِنْ لُؤْيٍ عَظِيمِهَا

ہم نے ان پر پہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لؤئی کا بڑا (سر دار) اوندھے منہ بری طرح گر پڑا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَا هُمْ بِيضِ صَوَارِمِ  
سَوَاءٍ عَلَيْنَا حِلْمُهَا وَضَمِيمِهَا

پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انھیں پا مال کیا اور ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پا مال کیا)۔ اور کعب نے یہ بھی کہا ہے :-

لَعَجْرُ أَبِي كَمَا يَا ابْنِي لُؤْيٍ  
عَلَى زَهْوٍ كَدَيْكُمُ وَأَنْتِخَلَاءُ

اے بنی لؤئی کے دونوں لڑکے! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھنڈا اور تکبر تھا۔

لَمَّا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِيَدِ  
وَلَا صَبِيرٍ وَابِيهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمہارے سواروں نے (تمہاری) کوئی حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَرَدُّنَاهُ بِنُورِ اللَّهِ يَجْزِي  
دُجَى الظُّلُمَاءِ عَنَّا وَالْغَطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں  
جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُولُ اللَّهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرِ  
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ أَحْكَمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے  
احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو  
قضا (وقت در) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَهَرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِيَدِهِ  
وَمَا رَجَعُوا إِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور)  
نہ وہ تمہاری جانب صحیح و سالم ہوئے۔

فَلَا تَعْجَلْ أَبَاسُفِيَّانَ وَارْتَبْ  
جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كِدَاءِ

پس اسے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین  
گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنُصْرَةِ اللَّهِ رُوحُ آتٍ فِيهِمَا  
وَمِيكَالُ فَيَاطِيبُ الْمَسْلَمِ ۳۹۶

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور  
ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کسی بہترین  
جماعت ہے۔

اور طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تائمش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے:-

أَلَا إِنَّ عَيْنِي أَنْفَذَتْ دَمْعَهَا سَكْبًا  
ثَبَّتْ عَلَى كَنْبٍ وَمَا إِنْ تَرْتِي كَعْبًا



سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو کر اس قدر  
آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں کا کوئی فرد  
نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ كَعْبَانِي لَخُرُوبٍ تَخَازِلُوا وَأُرْدَاهُمْ ذَا الدَّهْرِ وَاجْتَرَحُوا ذُنُبَا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد  
چھوڑ دی اور انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے  
ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَيْبِي لِلْمَلِكَمَاتِ غَدُوَّةٌ فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَرَى لَهَا قُرْبَا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے  
نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان  
دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَايَ لَنْ يُعَدَّ لَغِيَّةٌ تَعْدُ وَلَنْ يَسْتَامَ جَارُهُمَا غَضَبَا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی  
کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی  
جانب کی جاتی ہے تو ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور  
کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال و اباب  
کے ٹھہرنے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَيَا أَخَوَيَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلَا فِدَى لَكُمَا لَا تَبْعَثُوا بَيْنَنَا حَرْبَا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے  
بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لیے فدا ہو جاؤں ہمارے درمیان  
آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصِحُّوْا مِنْ بَعْدِ وَدِّ وَالْفَقَةِ أَحَادِيثَ فِيهَا كَلِمٌ كُتِبَتْ فِي النَّكْبِ

اور (آپس میں) محبت و اتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کر لو کہ جس میں تم میں کا ہر شخص ادب و بر باد می کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاخِسٍ رَجِيْشِ ابْنِ يَكْسُوْمٍ إِذْ مَلَأَ الشُّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داخس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یقوم کے شکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انھوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللَّهِ لَأَشَى غَيْرُهُ لَا أَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُونَ لَكُمْ سُرِّيَا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمھاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کر سکتے۔

فَمَا إِنْ جَنَيْنَا فِي قُرَيْشٍ عَظِيْمَةً سَوَى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں کے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی برا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَاتِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُرَزَّاءٍ كَرِيْعًا ثَنَاهُ لَا بَخِيْلًا وَلَا ذَرِيْعًا

دہم نے اس فرد کی حمایت کی جو (شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف و توصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے۔) وہ (نہ بخیل ہے اور) نہ فسادی۔

يُطِيفُ بِالْعَافُونَ يَغْشَوْنَ بَابَهُ يَوْبُونَ نَهْرًا لَا تَزُورُ وَلَا صَرِيْعًا

اس کے دروازے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے  
وہ ایسی نہر پھا کر جاتے ہیں جس کا پانی نہ تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

قَوْلَا لِلَّهِ شَفَاكَ نَفْسِي حَزِينَةٌ تَمْلَمَلُ حَتَّى تَصْدُقُوا خُرُوجَ الصُّبَا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) نکلے اور بیقرار رہے گا  
جتک کہ تم لوگ خروج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب الفہری نے ابو جہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے:-

أَلَا مَنْ لِعَيْنٍ بَاتَتْ اللَّيْلُ لَمْ تَنَمْ تَرَاقِبٌ بِنَجَّانِي سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمِ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لیے جس نے اندھیری رات میں  
تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی  
(تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَدْزِي فِيهَا وَلَيْسَ بِهَا قَدْزِي سَوَى عِبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَسْبِيحٌ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس و خاشاک  
پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا ہوا نسووں کو ابھار کر بہاتی جاتی  
ہے کوئی خس و خاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشًا أَنَّ خَيْرَ نَدِيٍّ هَذَا وَأَكْرَمُ مَنْ يَمْشِي بِسَاقٍ عَلَى قَدَمٍ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص  
اور پندلی سے قدم پر چلنے والوں میں کا شریف ترین شخص۔

أَوَى يَوْمَ بَدْرٍ رَهْنٌ خَوْصَاءُ رَهْنَهَا كَرِيمُ الْمَسَاعِي غَيْرُ وَغْدٍ وَلَا بَرْمٍ ۲۹۸

۱۔ (الف) میں "توی" نامے ثناء فوقانیہ سے ہے جو تحریف کا تب ہے کیونکہ توی بمعنی هلاک جمع ہے

۲۔ (الف) میں "یوم" نامے ثناء فوقانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کرنی مناسب معنی نہیں معلوم ہوتے۔

۳۔ (الف) میں "یوم" نامے ثناء فوقانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کرنی مناسب معنی نہیں معلوم ہوتے۔ (احمد محمودی)

بدر کے روز تنگ کرٹھے میں رہیں جو گیا جو شریفانہ روز  
دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلیہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَالَيْتُ لَا تَهْلُ عَيْنِي بِعَبْرَةٍ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الرَّيْثِ أَبِي الْحَكَمِ  
پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوجحکم  
کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلَى هَالِكٍ أَشْجَى لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ أُنْتَهُ الْمَنَاءُ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَكِرْمِ  
اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے  
زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آگئیں اور وہ  
وہاں سے جدا ہوا۔

تَرَى كِسْرَ الْخَطِيئِ فِي نَحْرٍ مُهْرِدٍ لَدَى بَائِنٍ مِنْ لَحْمٍ بَيْنَهُمَا خِذْمٌ  
تو اس کے پچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام  
پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑہ ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْتُ سَاكِنُ بَطْنٍ بِبَيْتِهِ لَدَى غَلِيٍّ يَجْرِي بِطَحَاكُرٍ فِي أَجْمٍ  
جھاڑی میں بطحاکر سے بہکرا آنے والے کے پاس شیر کے  
رہنے کے جنگل میں کوئی شیر ایسا نہ تھا جو۔

يَأْجُرُ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا وَتُدْعَى تَزَالُ فِي الْقَهَاقَةِ الْبَهْمِ  
اس سے زیادہ جراث والا جو جبکہ نیزے دونوں جانب سے  
چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے

لفظ (الف) میں خدیم وال پہلہ سے ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے (احمد محمودی)

کے لیے میدان میں آؤ گی آواز بلند چوری ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوا آلَ الْمُغِيرَةِ وَاصْبِرُوا عَلَيْهِمْ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلَمْ

اسے آل مغیرہ بھینپی۔ بیقراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بیقراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

وَحَدِّدُوا فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْرُمَةً لَكُمْ وَمَا بَعْدَهُ فِي آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمٍ ۳۹۹

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کوئی پچھانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرِّيحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ وَعِزَّ الْمَقَامِ غَيْرُ شَكٍّ لِمَنْ لَذِيَ فَهَمٍ

اور میں نے کہہ دیا ہے (یا میری یہ مشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ ہوا تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لیے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابو جہل پر مرثیہ کہا ہے :-

أَلَا يَأْهَفُ نَفْسِي بَعْدَ عَمْرٍو وَهَلْ يُغْنِي التَّلَافُ مِنْ قَتِيلٍ

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے۔

۱۔ (ب) میں "قتیل" نے سے ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ذرا بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ (احمد محمودی)



لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخْبِرُنِي الْمُخْبِرَاتُ عَمْرًا      أَمَامَ الْقَوْمِ فِي جَفْرٍ مُحْيِلٍ

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمر و قوم کے سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقَدْ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ ذَاكَ حَقًّا      وَأَنْتَ لِمَا نَقَدَّمْ غَيْرُ فِيلٍ

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتُ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتُ حَيًّا      فَقَدْ خَلَفْتَ فِي دَرَجِ الْمَسِيلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز و نعمت کی حالت میں تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّي حِينَ أُمْسِي لَا أَرَاهُ      ضَعِيفُ الْعَقْدِ ذُوهُمْ طَوِيلِ

جب میری یہ حالت ہو گئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں تو میری حالت ایسی ہو گئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

عَلَى عَمْرٍوَ إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا      وَطَرَفٍ مِنْ تَذَكُّرِهِ كَلِيلِ

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی سلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے)

۱۔ دانہ میں "حفر" یا حاد خطی ہے جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور "ج" و "ی" میں "جفر" یا جیم ہے جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے اسحاق بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور جس شعر میں "حضر" ہے اس کی روایت ابن اسحق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابوبکر بن الاسود بن شوب اللیشی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے :-

فَمَاذَا بِالْقَلْبِ قَلْبٍ بَدْرٍ مِنْ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرِبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس ٹکانے والی لوندیاں اور شراب  
پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلْبِ قَلْبٍ بَدْرٍ مِنَ الشَّيْزَى يُكَلِّلُ بِالسَّامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں  
کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّرِيقِ كَهْوِيٌّ بَدْرٍ مِنَ الْحُومَاتِ وَالنَّعْمِ الْمُسَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق العنان  
چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے کھلے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّرِيقِ كَهْوِيٌّ بَدْرٍ مِنَ الْغَايَاتِ وَالْدُّسْعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی قوتیں اور بڑے  
بڑے عطیے تھے۔

وَأَصْحَابُ الْكَرِيمِ أَبِي عَلِيٍّ أَخِي الْكَائِسِ الْكَرِيمَةِ وَالنَّدَامِ

اور شریف ابو علی کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب

پینے والے اور ہنشین تھے۔

وَإِنَّكَ لَوَرَأَيْتَ أَبَا عَقِيلٍ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامٍ

اور کاش تو نے ابو عقیل اور تمام نعام کے دونوں پیاروں کے درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذَا لَظَلَّتْ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ كَأَمَّ الثَّقِبِ جَائِلَةٌ الْمَرْمِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح حصول مقصد کی امید میں توان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخْبِرُنَا الرَّسُولُ لَسَوْفَ نَجِيَّ وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءِ وَهَامٍ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم حقیر زندہ کیے جائیں گے۔ (ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی۔ سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرندے ملاقات کیسے ہوگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ النخوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے۔

يُخْبِرُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَى وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءِ وَهَامٍ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ کیے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی۔

اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہو گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں کئے جو لوگ بدر کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے :-

أَلَا يَكُنْتَ عَلَى الْبِرِّ مَبْنِي الْكِرَامِ أُولَى الْمَكَاحِ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح و ستائش والی ہے  
تو نے اس طرح آہ و زاری کیوں نہ کی۔

كَبَّكَ الْحَمَامُ عَلَى فُرُو عِ الْاَيَّامِ فِي الْغُصْنِ الْجَوَارِحِ  
جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں  
آہ و زاری کیا کرتی ہیں۔

۴۰۲

يَبْكِينَ حَرَّى مُسْتَكِبَ مَنَاتٍ يَرْجُنُ مَعَ السَّرَوَارِخِ  
وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی اور بیکسی سے  
روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْثَلَهُنَّ الْبَاكِ يَا تِ الْمَعُولَاتُ مِنَ التَّوَارِخِ  
پہنچ چھج کر رونے والی اور نوہ کرنے والی عورتیں بھی  
انھیں کی سی ہیں۔

مَنْ يَبْكُهُمْ يَبْكِي عَلَى حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلُّ مَا جِ  
جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔  
اور (ان کا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے۔

مَاذَا يَبْذُرُ فَالْعَقْنَمَلِ مِنْ مَرَا زِبَةِ حَاجِ  
بذر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں  
کی کیا حالت ہو گئی۔

فَمَدَّافِعَ الْبَرَقَيْنِ فَالْحَنَانِ مِنْ طَرْفِ الْاَوَاشِخِ  
مقام برقیں کی نشیبی جگہوں اور مقام اداش کے ٹیلوں میں

(کیا حال ہے)

شُمُطٌ وَ شُبَّانٌ بِهَا لِيلٌ مَغَاوِرٌ وَ حَارِجٌ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے  
غارت گروں (کی کیا حالت ہو گئی ہے)۔

أَلَا تَرَوْنَ لِمَا أَرَى وَلَقَدْ أَبَانَ رُكُلٌ لَامِحٌ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں انہیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ  
وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنٌ مَكَّةَ فَهِيَ مَوْحِشَةٌ الْأَبَارِطُ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکریں نشیبی  
زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بِطْرِيقٍ لِبَطْرِيقٍ نَقِيٍّ اللَّوْنِ وَاضِحٌ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے  
جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

دَعْمُوصِ الْأَبْوَابِ الْمَسْرُوكِ وَجَائِبِ الْخُرُوقِ فَارِحٌ

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیرے وسیع نیدانوں  
کا سفر کر کے فتح کرنے والے تھے۔

مِنْ السَّرَاطِطِ الْخَلَا جِمَّةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحِ

۱۔ (الف) میں "شرائطہ" باشندین مہجر اور ظالم مہجر ہے۔ شر ظلم کا بارہ مجھے کسی



جو کچھ گریباتیں کرنے والے بڑے ذیلِ دُول والے  
کا میاب مردار تھے۔

الْقَائِلِينَ الْفَاعِلِينَ      نِ الْأَمْرِ بِكُلِّ صَالِحٍ  
جو مقررِ کام کرنے والے۔ اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

الْمُطْعِمِينَ الشَّعْمَ قَوْ      قِ الْخُبْزِ شَحْمًا كَالْأَنَافِخِ  
جو روٹیوں پر شکنبیز کا سا چکنا گوشت (در کھڑکھڑانوں  
کو) کھلانے والے تھے۔

نُقِلَ الْجَفَانُ مَعَ الْجِفَا      نِ إِلَى جِفَانٍ كَالْمَنَاضِخِ  
جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹی باڈیوں (کے سے  
ظروف) کیساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ      يَعْضُو وَلَا رَحَّ رَحَايَ  
وہ ظروف سائلوں کے لیے خالی نہ تھے اور نہ صریت  
کشادہ اُتھلتے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفُ بَعْدُ      هَذَا الضَّيْفُ وَالْبُسْطُ السَّلَاحُ  
(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لیے تھا اور مہمان بھی  
ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی  
بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔ نعت میں نہیں ملا تصحیف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)  
نہ۔ (الف) میں "الخبر" بارائے جملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

وَهَبِ الْمُسَيْنِ مِنَ الْمُسِيءِ ۚ ۴۰۲ مَنِ إِلَى الْمُسَيْنِ مِنَ اللَّوَاتِحِ

جو سیکڑوں کا بھن اوٹھنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے  
سیکڑوں اس طرح دے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُؤَبِّلِ لِلْمُؤَبِّ ۚ لِصَادِرَاتٍ عَنْ بِلَادِ حُ

جیسے مقام بلاد ح سے واپس ہونے والے بہت  
ازنیوں کو ہانک دیا جاتا ہو۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَامِ ۚ مِمَّنْ زِيَّةُ وَزَنَ الرَّوَاجِحِ

ان میں کے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر افضلیت  
ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَا قُلُ الْأُزْطَالِ بِالْ ۚ قِسْطَاسٍ فِي الْأَيْدِي الْمَوَاتِحِ ۚ

جس طرح ترازو میں سخی ہاتھوں سے اوزان بہت وزن  
ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ ۚ يَحْمُونَ عَوْرَاتِ الْقَضَائِحِ

ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی حالانکہ وہ چھپی  
ہوئی رسوائیوں سے مدافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِينَ التَّقْدِمِ ۚ مَنَ بِالْمَهْدَةِ الصَّفَائِحِ

۱۔ (ب) میں ”موائج“ بجائے وزن کے ہمزہ ہے۔ اس نسخے کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے۔  
جس طرح ترازو میں اوزان کا بوجھ کانٹوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدس آبکش  
پر وار کر رہے تھے۔

وَلْتَدْعُنِي صَوْتُهُمْ  
مِنْ بَيْنِ مُسْتَقٍ وَصَايُحْ  
مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو  
پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی پیٹنے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِي عَصِي  
أَيْمٌ مِنْهُمْ وَنَاكِحْ  
بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاسہ بھی ہیں  
اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ كَمْ يُغِيرُ وَغَارَةً  
شَعْوَاءَ بَحْرِ كُلِّ نَابِغْ  
اگر انھوں نے کوئی ایسا سفر قحط نہیں کیا جو بھونکنے والے  
کوئل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

بِالْمَقْرِبَاتِ الْمُبْعَدَا  
تِ الطَّائِحَاتِ مَعَ الطَّوَارِخِ  
(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور  
سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں  
کے ذریعے ہو۔

مُرْدَا عَلَى جُرْدٍ إِلَى  
أُسْدٍ مَكَالِبَةٍ كَوَاحِ  
(ایسے جاں مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بوت۔  
بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش رو شیروں کی  
جانب حملہ آور ہوں۔

وَيُلَاقِ قِرْتُ قِرْنَهُ  
مَشَى الْمَصَافِحِ لِلْمَصَارِفِ

اور ہمسرا اپنے ہمسرے سے اس طرح مقابل ہو جس طرح  
ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب  
چلتا ہے۔

بَرْهَاءُ أَلْفٍ شُمِّ أَلْفٍ بَيْنَ ذِي بَدَنٍ وَرَاحٍ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش۔

نیزہ بازہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں جن میں  
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے گالیاں دی ہیں۔  
اور وُیْلَاقِ قَرْنُ قَرْنَهُ مَشَى الْمَصْلُوحُ لِلْمَصْلُوحِ کی روایت مجھے متعدد اہل علم  
نے سنائی ہے۔ اور

وَهُبِ الْمِثْلَيْنِ مِنَ الْمِثْلَيْنِ إِلَى الْمِثْلَيْنِ مِنَ اللّٰوَاخِ

سَوْقَ مُوَيْلٍ لِلْمُوَيْلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بِلَادِخِ

ابن اسحق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور  
بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔

عَيْنُ بَكِيٍّ بِالمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثٍ لَا تَذْخِرِي عَلَى زَمَعَةٍ

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابواحکارث پر  
رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَأَبِي عَقِيلٍ بَنَ أَسُودٍ أَسْدَاكَ بِأَسْرِ لَيُّومِ الْهَيَّاجِ وَالذَّقَّةِ

اور عقیل بن اسود پر زو جو ہیجان اور گرد و غبار کے  
وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ بَنُو إِسْدٍ إِخْوَةُ آلِ بَجُوزَاءَ لَا خَانَةَ وَلَا خَدْعَةَ

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے  
تھے نہ دھوکا باز۔

هُمْ الْأَسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَهُمْ ذُرْوَةُ النَّسَامِ وَالْقَحَّةُ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے  
تھے اور وہ کولان اور بلند مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

وَهُمْ أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرِ شَعْرَاءَ تَرَأَسَ وَهُمْ الْحَقَرُ الْمُنْعَكَةُ

انھیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان ہیں۔  
نشوونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسَى بَنُو عَمْرِئِ إِذَا احْضَرَا بَأْسُ وَاكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجَعَهُ

ان کے چہرے بھائیوں کی یہ حالت ہو گئی کہ جب  
جنگ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَطَطَ الْ قَطْرٌ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قُرْعَةً

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ  
بارش کا قطر حواور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ایک  
ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھے۔

۱۔ یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں۔ وزن شعر باقی نہیں رہا۔ اس کی  
صحیح صورت ابن ہشام کی روایت میں دیکھیے۔ (احمد محمودی)  
۲۔ (اس شعر کے لیے بھی ملاحظہ ہو مائتہ زبیر)۔



ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کا اس روایت میں خلط ملط ہے۔ اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ شعر مجھے ابو محرز خلف الاحمر نے بھی سنا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنا ہے ہیں۔ لیکن بعضوں نے ایسے شعر سنا ہے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنا ہے۔ (یعنی ان میں کے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَيْنُ بَكِيٍّ بِالْمُسِيَلَاتِ أَبَا الْحَا  
رِثٍ لَا تَذْخِرِي عَلَى زَمْعَةٍ

معنی پہلی روایت میں دیکھے

وَعَقِيلٌ بْنُ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْبَاءِ  
سِ لِيَوْمِ الْمَيْكَاكِ وَالذَّقَةِ

ایضاً

فَعَلَى مِثْلِ هَاسِكِهِمْ خَرَّتِ الْجَوُ  
زَاءُ لَا خَانَةَ وَلَا خَدَعَةَ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جزا برباد ہو جائے۔

(تو منراوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَدِّ  
بِ وَفِيهِمْ كَذْرُوةُ الْقَمْعَةِ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے

تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے

مانند تھے۔

أَنْتَبُوا مِنْ مَعَاشِرِ شَعَرِ الرَّأ  
سِ وَهُمْ أَحَقُّوهُمْ الْمُنْعَةَ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انھوں نے

نقد و نمسا پائی اور انھوں نے ملک کی عزت میں عزت کی

زیادتی کی۔

فَبَنَوْعِهِمْ إِذَا حَضَرَ الْبَأْسُ مِنْ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَجَعَهُ

پس ان کے چہرے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ  
جب ان پر کوئی جنگ آ پڑتی ہے تو ان کے سر دردناک ہو جاتے  
ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعَمُونَ إِذْ قُحِطَ الْقَطْرُ رَوْحَالَتْ فَلَا تَرَى تَرْعَاةً

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی مخزوم کا حلیف ابواسامہ معاویہ بن زبیر بن  
قیس بن الحارث بن سعد بن خبیہ بن مازن بن عدی بن شمس بن معاویہ نے کہا ہے کہ  
ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس  
سے گزرا جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ تھک چکا تھا  
تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھا لیا اور لے کر چلا گیا  
ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح  
اشعار ہیں۔

وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُوا وَقَدْ زَالَتْ نِعَاتُهُمْ لِنَفَرٍ

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ بک ہو چکے ہیں اور  
بھاگنے کے لیے ان کے تلوارے اٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تَرِكَتُ سَرَاةَ الْقَوْمِ صَرَعِي كَأَنَّ خِيَارَهُمْ أَذْبَاحُ عِثْرِ

اور قوم کے سربراہ بچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دئے گئے کہ

۱۔ (بج د) میں "یشالت" ہے اور معاویہ عرب کے لحاظ سے یہ نسبت "زالت" کے "شالت" سے  
بہت زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

ان میں کے بہترین افراد بتوں کے لیے ذبح کیے ہوئے جانوروں  
کے مثل (پڑے) ہیں۔

وَكَاثَتْ حُمَةٌ وَافَتْ حِمَامًا وَلَقِينَا الْمَنَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ ۴۹

اور قرابت (دارون) نے موت سے موافقت کر لی اور  
موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہو گئیں۔

نَصَدَعِنِ الطَّرِيقِ وَأَذْرَكُونَا كَانَ زُهَاءَهُمْ غَطْيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انھوں نے ہمیں پالیا تھا  
ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی۔

وَقَالَ الْقَائِلُونَ مَنْ ابْنُ قَيْسٍ فَقُلْتُ أَبُو أَسَامَةَ غَيْرُ فُخْرٍ

کہنے والوں نے کہا کہ ابن قیس کون ہے تو میں نے بغیر  
کسی فخر کے (اپنا نام بتایا اور) ابواسامہ کہا۔

أَنَا الْجُشَمِيُّ كَيْمَا تَعْرِفُونَ أَبِیْنُ نِسْبَتِي تَقْرَأُ بِنَقْرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں۔ میں اپنا نسب (پوچھو)  
کوشش سے بتا رہا تھا تاکہ وہ مجھے پہچان لیں۔

فَإِنْ تَأْكُ فِي الْعَصَا صِمٌّ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنِّي مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ

اگر تو قریش کے اعلیٰ نسب میں سے ہے تو میں (بھی)  
معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَأَبْلَغُ مَا لَكَ أَغْشَيْنَا وَعِنْدَكَ مَالٌ إِنْ نَبَأَتْ خُبْرِي

الک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو

اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی کہ ہمارا کیا حال ہو گیا تھا۔

وَأُتْلِغَ إِن بَلَغْتَ الْمَرْعَا  
هَبِيرَةَ وَهُوَ ذُو عِلْمٍ وَقَدِيرٌ

اور وہ شخص (جس کا نام) ہبیرہ ہے اور وہ علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہمارے طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّي إِذْ دُعِيتُ إِلَى أَفِيدٍ  
كَرَزْتُ وَلَمْ يَضِحْ بِالكَرْ صَدْرِي

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلا یا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

عَشِيَّةً لَا يَكْرَهُ عَلَى مُضَافٍ  
وَلَا ذِي نِعْمَةٍ مِنْهُمْ وَصِهْرِي

نام کے وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ ان میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیان کے رشتے والے پر۔

فَلَوْلَا تَكْرُ بَنِي لَأَيُّ أَخَاكُمْ  
وَدَّوْكَ مَالِكَا يَا أُمَّ حَمْرٍو

پس اے بنی لائوی (یعنی بنی لوی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمر مالک کی خبر لو۔

فَلَوْلَا مَشْهَدِي قَامَتْ عَلَيْهِ  
مَوْقِفَةُ الْقَوَائِمِ أُمَّ أَحْبِرِ

پس اگر میں نہ ہوتا تو کالی و حاریوں والے پاؤں والی (ترس کے) پلوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لیے) اس پر

لے۔ (انف) میں نے "موقف" ہے یعنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد حمزہ وی)

اکھڑی ہوتی ۔

دَفُوعٌ لِلْقُبُورِ بِمَنْكِبَيْهَا      كَانَ بَوَجهِهَا تَحْمِيمٌ قَدِيرٌ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی  
ہے اور اس کے ہتھ پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے ۔

فَأَقْسِمُ بِالَّذِي قَدْ كَانَ رَبِّي      وَأَنْصَابِ لَدَى الْجُمَرَاتِ مَغْرٌ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش  
کرتا رہا ہے ۔ اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس  
(ذبح کیے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں ۔

لَسَوْفَ تَرَوُنَّ مَا حَسْبِي إِذَا مَا      تَبَدَّلَتِ الْجُلُودُ كَجُلُودِ مَرٍ

غفیر جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے  
سبب سے لوگوں کی) کھالیں ۔ پیتوں کی کھالوں سے بدل  
جائیں گی تو تم دیکھ لو گے کہ میرا شریعتانہ برتاؤ کیا ہے ۔

فَمَا إِنْ خَادِرٍ مِنْ أَسَدٍ تَرَج      مُدِلٌ عَنِسٌ فِي الْغَيْلِ مَجْرٌ

مقام (ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جڑی ۔ ترش رو  
گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے ۔

فَقَدْ أَحْيَى الْأَبَاءَ مِنْ كَلَانٍ      فَمَا يَذْنُوكَهُ أَحَدٌ يَنْقُرُ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت  
کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جاسکے ۔

يَخْلُ تَخْجُزُ الْخُلْفَاءُ عَنْهُ      يُوَاثِبُ كُلَّ هَجْجَةٍ وَزَجْرٍ



رتیلے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز  
ہو جاتے ہوں جنہوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے  
کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے  
باوجود بھی حملہ کرتا ہو۔

بَاَوْشَكَ سُوْرَةٌ مِّنِيْ اِذَا مَا حَبُوْتُ لَهُ لُقْرُقَرَّةٌ وَهَدْرٌ  
جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جبکہ میں بلبلائے والے  
اونٹوں کے ذریعے اس کے قریب پہنچا۔

بَيِّضٌ كَالْاَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ كَاَنَّ ظُبَارَتِهِنَّ جَعِيمٌ حَبْرٌ  
برچھیوں کے سے تیز چکندار (تیروں) کے ذریعے جن کے  
پھل ایسے تھے گویا وہ آگ کے شعلے ہیں۔

وَاَكْلَفٌ مُّجْنَاكٍ مِنْ حَبْلٍ ثَوْرٍ وَصَفْرَاءُ الْبَرَايَةِ ذَاتِ اُذُرٍ  
اور کالی پیٹ والی چھپا لینے والی (دٹھالوں) کے  
خود سے جو بیل کی کھال کی بنی ہوئی۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی  
(جسکے ان پر تیروں ہیں) اور سخت تھیں۔

وَابْيَضٌ كَالْعَدْرِ ثَوْرِيٍّ عَلَيْهِ عَمِيرٌ جَالِدٌ اَوْسٍ نِّصْفَ شَهْرٍ  
اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے  
ذریعے جن پر عمیر (صیتل گر) نے صیتل کرنے کے آلے سے  
نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا۔

اَرْفَلٌ فِي حَمَائِلِهِ وَاَمَشِي كَمُشِيَةِ خَادِرٍ لَيْثٍ سِبْطُرٍ  
اس (تلوار) کو حامل کئے میں اگر کہ ایسی چال چلتا تھا

جیسے کوئی بٹاشیر اپنی جھاڑی میں پل رہا ہو۔

يَقُولُ لِي الْفَتَى سَعْدٌ هَدِيًّا فَقُلْتُ كَلَّاهُ تَقْرِيْبٌ غَدِرٍ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) دہنائی  
(کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا شاید یہ کسی ہونائی  
کی تہید ہے۔

وَقُلْتُ اَبَاْعَدِي لَا تَطْرَهُمْ وَذَلِكَ اِنْ اَطَعْتَ الْيَوْمَ اَمْرِي

اور میں نے (ابوعدی سے) کہا کہ اسے ابوعدی ان  
لوگوں کی سرحد کے قریب نہ جا۔ اور یہ (میں نے اس لیے کہا کہ)  
اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر ہے ورنہ)

كِدَا بِهِنَّ بِفَرَوَةٍ اِذَا تَاَهَمُ فَظَلَّ يَقَادُ مَكْرُوفًا بِضَفَرٍ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ کے ساتھ رہا ہے۔ (ویسائی)  
تمہارے ساتھ ہوگا) کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رہی  
اس کی اٹکیں کس گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو محرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح)  
سنایا۔

نَصَدُّعِنِ الطَّرِيقِ وَاذْرَكُونَا كَاَنَّ سِرَانَهُمْ تَيَّارٌ بَحْرٍ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انہوں نے ہمیں پالیا  
تھا ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول مُدَلِّعْنِ فِي الْغَيْلِ مَجْرٌ اَبْنُ اسْمٰحٍ (کی نہیں بلکہ  
ان) کے سواد و سروں کی روایت ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابواسامہ نے یہ بھی کہا ہے۔

الْأَمِنْ مُبْلَغٌ عَنِّي رَسُولًا مَغْلَخَةٌ يُشَبِّهُهَا الطِّيفُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورا نگیز  
پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کر لے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّي يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ بَرَقَتْ بِحُبْنِكَ الْكَفُوفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی کیا اس کی توجہ کو خبر نہ ہوئی  
حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) ہتیلیاں (جن میں تلواریں  
تھیں) چمک رہی تھیں۔

وَقَدْ تَرَكْتُ سَرَاةَ الْقَوْمِ صَرَعِي كَأَنَّ رُؤْسَهُمْ حَدَجٌ نَقِيفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پھڑپھڑے پڑے  
تھے کہ گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْكَ بَطْنٌ بِدْرٍ خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِيَةٌ خَصِيفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں  
تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آپڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِي وَعَوْنُ اللَّهِ وَالْأَمْرُ الْحَصِيفُ

ان آفتوں سے اس کو میرے عزم اور مستحکم تدبیر اور  
اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچا لیا۔

وَمُنْقَلَبِي مِنَ الْأَنْوَاءِ وَحْدِي وَدُونَكَ جَمْعُ أَعْدَاءٍ وَقُوفُ

اور مقام ابواسمیرے اکیلے واپس آنے نے  
(اس کو بچا لیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی ہوئی تھی۔

وَأَنْتَ لِمَنْ أَرَادَكَ مُسْتَكِينٌ      بِجَنْبِ كُرَاشٍ مَكْلُومٌ نَزِيفٌ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا)  
تو اس کے مقابلے میں عاجز۔ اور مقام کُرَاش کے کنارے زخمی  
خون بہتا رہتا تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِي يَوْمَ كَرْبٍ      مِنَ الْأَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِيفٌ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے  
مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا۔

فَأَسْمَعَنِي وَلَوْ أَجَبْتُ نَفْسِي      أَخٌ نِي مِثْلِ ذَلِكَ أَوْ حَلِيفٌ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز  
مجھے سنا دیتا تو اگرچہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

أَرَدْتُ فَأَكْشِفُ النَّفْسَ وَأَرْمِي      إِذَا كَلَعَ الْمَشَافِرُ وَالْأَنْفُوفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا تھا۔ اور (اس کی)  
سختی کا حل نکالتا اور (خود کو اس میں) ڈال دیتا جبکہ (دوسرے  
لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقَرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلَى يَدَيْهِ      يَنْوَرُ كَأَنَّهُ مَعْصُوفٌ قَسِيفٌ

اور بعض مقابلے والے کی میں نے یہ گت بنا دی کہ وہ اپنے  
پاتھوں کے سہارے پر کھڑا تھا۔ (اس کی حالت ایسی ہو گئی  
تھی) گویا دو ایک ٹوٹی ہوئی ہتھیار ہے۔

دَأَفْتُ لَهُ إِذَا اخْتَلَطُوا بِحَرِّي      مَحْصَاةٍ لَعَانِدٍ هَلْ حَقِيفٌ

جب لوگ ایک دوسرے سے مل گئے تو میں (برجی کے  
ایک) سخت وار کے ساتھ اس کے نزدیک ہوا جو بہت خون بہانے والا  
تھا کہ شرائے سے خون اس کی رگ سے بہہ رہا تھا۔

فَذَلِكَ كَانَ صُنْعِي يَوْمَ بَدْرٍ وَقَبْلُ أَخُو مَذَارَاةٍ عَزُوفُ

بدر کے روز یہ میری کارگزاری تھی اور اس سے پہلے (برجی  
کے ساتھ) مدارات کرنے والا (اور ذلیل کانوں سے) پھر جانے والا تھا۔

أَخُو كُمْ فِي السَّنِينَ كَمَا عَلِمْتُمْ وَحَرْبٌ لَا يَزَالُ لَهَا سَرِيفٌ

(میں) قحط سالی میں تو تمھارا بھائی ہوں جیسا کہ تمھیں معلوم  
ہے۔ (اور میں سرتاپا) جنگ بھی ہوں جس کی (حرکت کی) آواز ہمیشہ  
بہتی ہے۔

وَمِقْدَامُ لَكُمْ لَا يَزِدُّ حِسِي جَنَانُ اللَّيْلِ وَالْأَنْسُ اللَّفِيفُ

اور تمھارے لئے ہر ایک پر سبقت کرنے والا ہوں رات کی  
اندھیری اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے میں خوف زدہ نہیں ہوتا۔

أَخُوضُ الصَّرَّةَ الْحُمَا وَخُرُوضًا إِذَا مَا الْكَلْبُ أَجَاءَ الشَّفِيفُ

سخت سردی میں میں غوطے لگاتا ہوں جبکہ کتے کو بارش کی  
سردی پناہ لینے پر مجبور کر دے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تطویل کے خوف سے ابو اسامہ کا ایک لامیہ قہیدہ  
میں نے چھوڑ دیا ہے جس میں بجز پہلی اور دوسری بیت کے بدر کا اور کچھ ذکر نہیں ہے  
ابن اسحق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے بدر کے روز اپنے باپ کا  
مرثیہ کہا ہے۔

عَلَى خَيْرِ حَتَفٍ لَمْ يَنْقَلِبْ

أَعْيَنِي جُرْدًا بِدَمْعٍ سَرِيفٍ



اے میری آنکھو! بہنے والے آنسوؤں سے بنی خد ف  
کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو پلٹا نہیں۔

تَدَاعَى لَهُ رَهْطُهُ غَدَوَةٌ      بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ  
اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب نے صبح کے  
وقت اس کے لیے بلایا۔

يَذِيْقُونَ لَهُ خَدَّيْهِمْ      يَكُونُ لَهُ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِيتُ  
کہ اس کو اپنی تلواروں کی بارہ کا مزہ چکھائیں اور  
اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اس کو اس کا گھونٹ پلائیں

يَجْرُونَ لَهُ وَعَفِيرُ التُّرَابِ      عَلَى وَجْهِهِ عَارِيًّا قَدْ سَلِبُ  
وہ اس کو اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا  
غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا  
سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا      جَبِيلُ الْمَرْأَةِ كَثِيرُ الْعُشْبِ  
حالانکہ وہ ہمارے لیے ایک مضبوط پہاڑ (یعنی پناہ گاہ)  
تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَأَمَّا بَرِيٌّ فَلَمْ أَغْنِهِ      فَأَوْتِي مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبُ  
لیکن بری (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے  
بحث نہیں ہے اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہو گئی کہ وہ حساب

لے۔ پہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ المیراء کی تصغیر ہے اور یہ ایک شخص کا نام ہے۔  
(احمد سوری)

(جزا) کے لیے کافی ہے۔  
اور ہمد نے یہ اشعار بھی کہے ہیں :-

يَرِيبُ عَلَيْنَا دَهْرُنَا فَيَسُوْنَا وَيَأْتِي فَمَانَا تِي بِشِي نَغَالِبُهُ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لا ڈالتا ہے تو ہمیں برا  
معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے)  
انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ  
حاصل کر لیں۔

أَبْعَدَ قَتِيلٍ مِنْ لُؤْيٍ بْنِ غَالِبٍ يَرَاعُ أَمْرُؤَانِ مَاتَ أَوْ مَاتَ صَاحِبُهُ

کیا لوی بن غالب میں کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے  
بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے  
گھبراتا ہے۔

أَلَا رَبُّ يَوْمٍ قَدْ رُزِيتُ مَرَّةً تَرُوحُ وَتَعْدُو بِالْجَزِيلِ مَوَاهِبُهُ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے  
پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَنْبَلَغَ أَبَا سَفْيَانَ عَنِّي مَالُكَ فَإِنَّ اللَّهَ يَوْمَافُوفٌ أَعَابِيَّتُهُ

اے ابو سفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام  
پہنچا دینا اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی حقیر  
اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ يَسْعُرُ الْحَرْبَ إِنَّهُ لِكُلِّ أَمْرٍ فِي النَّاسِ مَوْلى يَطَالِبُهُ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات

یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سر پرست ہوتا ہے اور  
وہ شخص اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء و شعرا ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب  
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا ہے :-

لِلّٰهِ عَيْنًا مِّنْ رَّأْيٍ هَلَكًا كَهَلِكِ رَجَالِيَهٗ

جس شخص کی آنکھوں نے ایسی بربادی دیکھی ہو جیسی میرے  
لوگوں کی بربادی ہوئی اشد اس کو جزائے خیر دے۔

يَا رَبِّ يَا لِيْ عَذَابًا فِي النَّاتِبَاتِ وَيَا كَيْفَ

اے بہت سے رونے والے مرد و اور روتے والی عورتو۔  
جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لیے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ عَادَرُوا يَوْمَ الْقَلْبِ بِغَدَاةٍ تِلْكَ الْوَاعِيَهٗ

اس چیخ پکا کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے  
روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِي السَّنِيَةِ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهٗ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے جبکہ تارے بے اثر  
دوبے جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَجْذَرُ مَا أَرَى فَالْيَوْمَ حَقَّ حِذَارِيَهٗ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی  
تھا۔ میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَخَذَ رَمَا أَرَى فَأَنَا الْخَدَاةَ مُوَامِيَهُ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی  
تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہو گئی ہوں۔

يَا رَبِّ قَارِعَ لَعْنَةِ غَدَا يَا وَجِجَ أُمِّ مُعَاوِيَةَ

اے وہ بہت سی عورت جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ

کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار  
کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

يَا عَيْنُ بَكَ عُنْبَهُ شَيْخًا شَدِيدَ الرَّمْبَهُ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغَبَةِ يَذْفَعُ يَوْمَ الْمَغْلَبَةِ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا  
تھا غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَاكِفٌ حَرَبِيَّةٍ مَلْهُوفَةٌ مُسْتَلَبَةٌ

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس سے پُراور قتل سے  
مدد دی ہو گئی ہوں۔

لَبَنُ طَنْ يَشْرِبُهُ بَعَارَةٌ مِّنْ شَعْبَةٍ

ہم شرب پر ضرور ایک بیڑنے والے چلے کے ساتھ نازل ہوں گے

فِيهِ الْخِيُولُ مُقَرَّبَةٌ كُلُّ سَوَادٍ سَلْبَةٌ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکلی گھوڑے ہوں گے۔

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لَعْنُ قَذَاهَا عَائِلُ الرَّمَدِ حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ يُقَدِرْ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس میں کا فاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

أَخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِينَ مَعًا قَدْ أُخْرِزَتْهُمْ مَنَا يَا هُمُ إِلَى أَمَدٍ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے ایک وقت قاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَقَرَّ بِالْقَوْمِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ تَعْطِفْ غَدَاةٌ أُمُّ عَلِيٍّ وَلَدٍ

اور سواری والے لوگ قوم کو لے کر بھاگ گئے اور اس روز صبح میں کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قَوْمِي صَفِيٍّ وَلَا تَنْسَى قَرَابَتَهُمْ وَإِنْ يَكُنْتَ مَنَا تَبْكِينَ مِنْ بَعْدِ

اے صفیہ! اور ان کی قرابت کو نہ بھلا اور اگر تو روئے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوا سُقُوبَ سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْقَصَتْ فَأَصْبَحَ السَّمَاءُ مِنْهَا غَيْرَ ذِي عَمَدٍ



وہ گھر کی چھت کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا

اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے گر ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ”کھانا و سقوب“ جس بیت میں ہے اس کی روایت مجھے علما، اشعار میں سے بعضوں سے ملی ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:-

أَلَا يَا مَرْءَ لَعِينٍ لِلدَّبِّ كَيِّ دَمْعُهَا فَانْ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں اس کی فریاد  
سننے والا کیا کوئی نہیں۔

كَغَرْنِي دَارِ الْجَيْسِقِي خِلَالِ الْغَيْثِ الدَّانِ

(جس آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤنی سے  
حوض تک پانی لیجانے والے کے دونوں دُول جو چھرنے اور  
قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْتُ غَرِيفَ ذُو أَظْكَ قَيْرَ وَأَسْنَانِ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کہا سمجھ بیخون اور  
دانتوں والا ہے۔

أَبُو شَبْلِينَ وَثَابُ شَدِيدُ الْبَطْشِ غَرْنَانِ

(اور) دو کھمسن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ  
کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: سر جو جاتا ہے اور (ب و د) میں سقوب بار و حلو سے ہے جس کے  
معنی محمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

كَجَبِّي إِذْ تَوَلَّى وَ وَجُوهُ الْقَوْمِ الْوَوَاتِ

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے اس کے ہونٹوں سے  
لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَا رِمُّ أُنَيْضُ ذُكْرَانِ

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجَّ بِلَاؤِ مَنَهَا مُزِيدُ آتِ

(اے میرے دوست) تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا

ہے جس سے کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں اس کا قول "وما لیت الی  
آخرہ" سابق کی دونوں بیتوں سے علیحدہ ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ  
ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا ہے۔

لَقَدْ ضَمَّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَسُودًا وَحِلْمًا أَصِيلًا وَافِرَ اللَّبِّ وَالْعَقْلِ

(مقام) صفراء نے بزرگی۔ سرداری۔ مسلہ علم اور مغزو  
عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عَبِيدَةُ فَإِنَّكَ لَأَضْيَافُ عُرِّيَةٍ وَأَزْمَلَةٌ تَهْوِي لِأَشْعَثِ كَلْحِذْلٍ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر  
ہمانوں اور ان بیواؤں کے لیے جو (اس کے پاس) پریشانی میں  
آیا کرتی تھیں تو اس پر جو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَبِكَيْهِ لِلْأَقْوَامِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْتَرَأَ أَفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحُلِّ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے روجہ ہر ماہ میں آسمان کے  
کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس  
آیا کرتے تھے)

وَبِكَيْهِ لِلْإِنْسَامِ وَالرَّيْحُ زُفْرَتْ وَتَشْيِبُ قَدْرُ طَالٍ مَا أَزِيدَتْ تَغْلِي

اور یتیموں کے لیے روجہ سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے  
(تو انھیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ روشن  
کرنے کے لیے روجہ بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز تہی تھیں

فَإِنْ تَصْبَحَ النَّيْرَانُ قَدْ مَاتَ ضَمُورُهَا فَقَدْ كَانَ يُذَكِّرُ بِالنَّحْبِ الْجَزَلِ  
اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن  
سلا گیا کرتا تھا۔

لِطَارِقٍ لَيْلٍ أَوَّلُ اللَّيْلِ الْقَرَى وَمُتَّبِعٍ أَضْحَى كَدَيْسٍ عَلَى رِسْلِ

(مذکورہ سر و سامان) رات میں گھسی آنے والے یا  
ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لیے ہوا کرتے  
تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کر کے خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔  
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت  
کرنے سے انکار کیا ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ قتیلہ بنت الحارث النضر بن الحارث کی بہن نے  
کہا ہے۔

يَا رَاكِبًا الْأَثِيلَ مَظْنَةً مِنْ صَبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُرْفَقٌ

اے سوار (مقام) اٹیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح  
(یعنی پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر  
آیا (اچھے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)

أَبْلَغُ بِهَامِيَّتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا الْجَنَائِبُ تَخْنُقُ  
وہاں (مقام اٹیل) کی ایک میت کو جب تک کہ شریف  
اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّي إِلَيْكَ وَعَبْرَةٌ مَسْفُوحَةٌ جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَآخِرَى تَخْنُقُ  
میری طرف سے تجھے (دعا سے بچا پیٹھے) اور ایسے آنسو  
(پہنچیں) جو لگاتار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو  
جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعُنِي النَّصْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ  
اگر میں پکاروں تو کیا نصر میری پکار کو سنے گا یا (نہیں) جو میت  
بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمَّا يَا خَيْرَ ضَرْبٍ كَرِيمَةٍ فِي قَوْمِهَا وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ  
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! اے اپنی قوم میں کی شریف  
عورت کی بہترین اولاد۔ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ خَرْكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرَبًّا مَنِ الْفَتَى وَهُوَ الْمَغِيْظُ الْمُسْحَقُ  
آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو  
چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے  
ہوے جوان مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوَكُنْتَ قَابِلَ فِدَايَةٍ فَلَيْتُفَقِّنْ بَاعِزًا مَا يَغْلُو بِهِ مَا يَنْفُسُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مِنْ أُسْرَتِ قَرَايَةٍ وَأَجْمَعُهُمْ إِنْ كَانَ عَتَقُ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُرُوفُ بَنِي أُمِيَّةٍ تُنَوِّشُهُ لِلَّهِ أَرْحَامُ هُنَاكَ تَشَقُّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔  
خدا واسطے یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

صَبْرًا يُقَادُّ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُشْعَبًا رَسَفَ الْمُقِيدُ وَهُوَ عَانٍ مُوَشَّقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے سیر یوں میں شکل پاؤں اٹھاتا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اشد بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

لَوْ بَلَغَنِي هَذَا قَبْلَ قَتْلِهِ لَمَنْدَتُ عَلَيْهِ

اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میرے پاس یہ (شعر)

پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے ماہ رمضان کے



آخر میں یا شوال میں فارغ ہوے۔

## مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ



ابن اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ بذات خود بنی سلیم کا ارادہ فرمایا۔ ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری یا ام مکتوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد آپ ان کے چشموں میں سے ایک چشمے پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعدہ قیام پذیر رہے اور آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑ دی گئی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## غزوة السويق



(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبد الملك بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبد اللہ البکالی نے محمد بن اسحق المظلی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سويق کی۔ اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کے زیر نگرانی رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبد اللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی وہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان کی مکہ کی جانب واپسی ہوئی اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان نے (یہ) منت مانی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگانے کا پس اپنی قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دو سو سواروں کو لے کر نکلا اور نجد یہ گئی راہ اختیار کی حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام شیب تھا اور مدینہ سے ایک برید یا اس سے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر رات کی اندھیری ہی میں بنی النضیر کے پاس آیا اور حمی بن اخطب

۱۔ برید چار فرسخ یا بارہ میل کے مساوی ہے۔ ۲۔ ذاتی قطر المحيط۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے برید دو فرسخ یا بارہ کروہ یا دو منزل کی مسافت کے مساوی ہے۔ واللہ اعلم۔  
(احمد محمد ہودی)

کے پاس جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لیے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سرخار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانی کی اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی میزبانی کی اور اس کو کھلایا پلایا لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا قریش میں کے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں کے ایک تختان میں آگ لگا دی وہاں انھوں نے انصار میں کے ایک شخص کو اور اس کے ایک حلیف کو پایا جو اپنے کھیت میں تھے۔ انھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے، لوگوں کو (جب) اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت افزائی۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بیچ کر نکل گئے۔ (آپ کے ساتھیوں نے) ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان دیکھا جس کو انھوں نے بیچ نکالنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لیے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لیے کوئی جنگ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ نعم۔ ہاں۔ ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبد المندر کو جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابولبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ ابوعبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس (جنگ) کا نام غزوۃ السویق اس لیے رکھا گیا کہ انھوں نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے ستووں پر ٹوٹ پڑے اس لیے اس کا نام غزوۃ السویق رکھا گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابوسفیان بن حرب نے اس کی اس میزبانی کے متعلق کہا:۔

وَأِنِّي تَخَيَّرْتُ الْمَدِينَةَ وَاحِدًا  
لِحَلِيفٍ فَلَمْ أَتَدِمُ وَلَمْ أَتَكَلِّمْ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لیے  
منتخب کیا تو پچھایا نہیں اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے  
قابل ملامت ہو جاؤں۔

سَقَاتِي فَرَوَانِي كُنْتَا مَدَامَةً عَلَى بَحْلٍ مَنِيَّ سَلَامُ بْنُ مِشْكَمٍ

سلام بن مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی باوجود اس  
کے کہ مجھے (وہاں سے) کھل جانے کی جلدی تھی۔

وَلَمَّا تَوَلَّى الْجَيْشُ قُلْتُ وَلَمْ أَكُنْ لِأَفْرِحَهُ الْبَشَرُ بِغَزْوٍ وَمَغْنَمٍ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے  
کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی  
کہ میں اس پر بار ڈالوں۔

تَأْمَلْ فَإِنَّ الْقَوْمَ سُرُّوا بِهِمْ صَرِيحٌ لَوْ يَلَا شَمًا طَيْبٌ خَرَهُمْ

(اس بات پر) غور کرو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں  
اور خاص لوئی کی اولاد ہیں جہم سے خلط ملط ہونے والے نہیں ہیں۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضُ لَيْلَةٍ رَاكِبٍ أَتَى سَاعِيًا مِنْ غَيْرِ خَلَّةٍ مُعْدِمٍ

وہ (ابن مشکم) سے میری ملاقات کسی سوار کے مات کے  
تھوڑے سے وقت میں ٹھہرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے  
بغیر کسی سعی و کوشش کے لیے آیا ہو۔

## غزوة ذي امر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة سولق سے واپس تشریف لائے تو

تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ پھر عطفان کے لیے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوہ ذی امر ہے۔ اور بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمان بن عفان کو حاکم بنایا۔ ابن اسحق نے کہا کہ صبر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرما رہے۔

## بحران کا غزوۃ الفرع

پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔ ابن اسحق نے کہا حتیٰ کہ بحران تک پہنچے جو ضلع الفرع میں حجاز کا ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

## بنی قینقاع کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ اور بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا۔



يَا مُعْشَرَ يَهُودَ اِحْذَرُوا مِنْ اللّٰهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النَّقْمَةِ  
وَأَسْلِمُوا

اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے

ڈرو اور اسلام اختیار کرو۔

تو انھوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمھاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنھیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھے اس لیے تم نے ان پر موقع پالیا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ واہد اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمھیں معلوم ہو گا کہ ہم (خاص قسم کے) لوگ ہیں۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے آزاد کردہ غلام نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت لے کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ یہ آیتیں انھیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ

وَيُبْسَ الْمِهَادُ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِتْنَةِ التَّقَاتِ۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے کفر کیا ہے

کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ بہت بڑا فرشتہ ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہ اس میں تمھارے لیے نشانی تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور قریش۔

فِئَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَهُمْ

رَأَى الْعَيْنِ

ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور  
دوسری کافر۔ وہ انہیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ)  
دیکھنا آنکھ کا (ہے)۔

وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے  
بے شبہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لیے عبرت ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ  
بنی قینقاع یہودیوں میں کا پہلا گروہ ہے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو  
ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد  
کے درمیانی زمانے میں انہوں نے جنگ کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد اللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابو عون  
سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ  
سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بچکر وہاں کے  
ایک سار کے پاس بیٹھ گئی انہوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو  
اس عورت نے انکار کیا۔ اس سار نے اس کے کپڑے کا سر اس کی پھیلی جانب  
باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا سر کھل گیا (اور) ان بھوں نے اس کی  
(خوب) ہنسی اڑائی وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سار پر حملہ  
کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی  
اور اسے قتل کر ڈالا اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے  
دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آگیا اور ان میں اور  
بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے

کہا پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبد اللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزع کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اس کی جانب سے روئے (مبارک) پھیر لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ ابن اسحق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُرسِلْنِیْ مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غصہ آگیا کہ آپ کے چہرہ (مبارک) کو لوگوں نے سیاری مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔ وَیَحْکُ اُرسِلْنِیْ۔ تیرے لئے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (وائے) اور تین سوزرہ والوں (کورہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انہیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔ ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنے محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبد المذکر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحق بن یسار نے عبادہ بن الولید بن عبادہ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبد اللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادہ بن الصامت جو بنی عوف ہی میں کے

ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبد اللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار کرتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورہ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہ اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھ لگا۔

اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف

لگا ہوا ہے۔

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ

أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرَوْا فِي

أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ  
جَهَنَّمَ أَيْمَانِهِمْ

وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آجائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے اس پر پھٹائیں گے۔ اور ایماندار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں۔ اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

تمہارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عبادۃ بن الصامت اللہ، اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی ظاہر کر دی تھی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہ اللہ والی جماعت ہی



پروان چڑھنے والی ہے۔

## نجد کے چشموں میں سے مقام القردہ کی طرف زید بن حارثہ کا سر یہ

ابن اسحق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سر یہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انھوں نے قریش کے قافلے کو جس میں ابوسفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردہ کے پاس تھا جا ملایا تھا۔ اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چلنے سے ڈر کر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ اور ان میں سے چند تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔ اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں سے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں ۲۳۰ کا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زید ان سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو اور اس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔ پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ اُحد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوا فَلَجَاتِ اشْتَامٍ قَدْ هَال دُونَهَا جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمُخَاضِ الْأَوَّارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے زور  
(تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں جو سیلو کے  
درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوشاک) ہیں۔

يَا أَيُّدِي رِجَالٍ هَاجَرُوا وَانْحَوَرَّ كُهُمُ وَأَنْصَبَارُهُ حَقًّا وَأَيُّدِي الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے  
اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت  
کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا اسْلَكْتَ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ فَقُولَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيقُ هُنَا لَكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے  
کہدینا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے اشعار میں سے ہیں  
جن کا جواب ابوسفیان بن حرب بن عبدالمطلب نے دیا ہے۔ عنقریب ہم  
ان اشعار اور ان کے جواب کا اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

## کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر  
آفت پڑی اور زید بن حارثہ (مدینہ کے) تشیب میں رہنے والوں کے پاس  
اور عبد اللہ بن رواحہ اونچے چھتے میں رہنے والوں کے پاس خوشخبری لے کر

آگے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اطلاع دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو عبد اللہ بن المغیث بن ابی بردہ الظفری اور عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی طی کی شاخ بنی نہمان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النخیر میں کی تھی جب یہ خیر پہنچی تو اس نے کہا کیا (یہ) خیر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبد اللہ بن زواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی یہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خیر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن صیر قرآہی کے گھر اتر جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں کے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا ہے:-

طَحَّتْ رَحَىٰ بِذِرْ لِمَلَكَ أَهْلِهِ      وَلِثَلِّ بِذِرْ تَسْهَلٍ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لیے

چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی

(رہتی) ہیں۔

قَتَلْتُ سَرَاةَ النَّاسِ حَرْلَ حِيَاظِهِمْ      لَا تَبْعُدُ وَإِنَّ الْمُلُوكَ تُصْرَعُ

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے ارد گرد قتل کئے گئے

(تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَيْضٍ مَا جِدَّ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الضَّيِّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

طَلَقَ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ لَقَلَّتْ حَمَالُ أَثْقَالٍ كَيْسُودَ وَيَرْبَعُ

کارتیوں کے ہینے نہ برسانے کے وقت (یعنی قحط سالی میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے سر لینے والے سردار جو چوتھے لیا کرتے تھے۔

وَيَقُولُ أَقْوَامٌ أَسَىٰ لِيَنْجِطَهُمْ إِنْ ابْنُ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْرَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑکا لگا ہوا ہے۔

صَدَقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةً قَتَلُوا ظَلَّتْ تَسْوِخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

انھوں نے تو ٹھیک کہا لیکن کاش جس وقت وہ قتل کیے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہو جاتی۔

صَارَ الَّذِي أَثَرُ الْحَدِيثِ بِطَمَنَةٍ أَوْعَاشَ أَعْمَى مَرَعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش وہی نیزے کا نشانہ ہو گیا ہوتا یا اندھا ہو کر روندہ رہتا پھر پھر اتار رہتا (اور کچھ) نہ سنا دیتا۔

خَشَعُوا الْقَتْلَ ابْنِ الْحَكِيمِ وَجَدُّعُوا

نَبَتْ أَنْ بِي الْمَغِيرَةِ كُلُّهُمْ

مجھے خبر ملی ہے کہ ابو الحکیم کے قتل کے سبب سے تمام نبی المغیرہ  
کی ناک کٹ گئی اور ذلیل و خوار ہو گئے۔

وَأَنَا رِبْعَةٌ عِنْدَهُ وَمَنْبَتُهُ مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلِكِينَ وَتَبِعَ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے)  
اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں  
کے سے (رتبہ یا صفات) حاصل نہیں کیے اور (نہ) تبع نے۔

نَبِئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں کا حارث بن ہشام لوگوں میں نیک  
کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُورَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا يَجْتَنِي عَلَى الْحَسَبِ الْكَرِيمِ الْأَزْوَاعُ

تاکہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سیح تو  
یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان و شوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول ”تبع“ اور اس بسخطہم“ کی روایت  
ابن اسحق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا  
جواب دیا اور کہا:۔

أَبْكَاهُ كَعْبٌ ثُمَّ عَلَّ بِكَرْبَةٍ مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ  
دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ  
وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بَيْطُنَ بَذْرٍ مِنْهُمْ قَتَلَى تَحْتَ لَهَا الصُّوْنُ وَتَدْمَعُ



میں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لیے  
آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تار بندہ گیا ہے۔

فَأَبْكَى فَهَذَا أَبْكَيتَ عَبْدًا رَاضِعًا شَبَّهَ الْكَلْبَ إِلَى الْكَلْبِ يَتَّبِعُ

تو نے کہنے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تو رو  
جس طرح کم عمر کتا کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمَنُ مِسًّا سَيِّئًا وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوهُ وَصَرَّعُوا

اور ہمارے سرزار کے دل کو رحمن نے مطمئن فرما دیا اور  
جن لوگوں نے اس سے جنگ کیا انہیں ذلیل و خوار کیا اور وہ بھارے گئے۔

وَنَجَّاهُ وَأَفْلَتَ مِنْهُمْ مَنْ قَلْبُهُ شَفَى يَظُلُّ لِحُوفِهِ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے  
اور اس (ہمارے سرزار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء و شعرا کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے اور  
ان کا قول "ابکاہ کعب" کی روایت ابن اسحق کے سوا دوسروں سے ہے۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مسلمانوں میں کی ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ  
بنی مرید میں کی تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ الجعادرہ کے  
نام سے مشہور تھے۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام مہیونہ بنت عبد اللہ تھا۔ اور اکثر علماء و شعرا اس عورت  
کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس کے

جواب میں اس نے کہے ہیں۔  
تَحَنَّنْ هَذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنَّنٍ يُمَكِّي عَلَى قَتْلِي وَلَيْسَ بِنَاصِبٍ

اس غلام نے مقتولوں پر یہ تکلف بہت کچھ آہ و زاری کی  
کہ (دوسروں کو) دلائے حالانکہ (حقیقت میں) وہ غم و الم رکھنے والا  
نہیں ہے۔

۴۳۵ بَكَتْ عَيْنُ مَنْ بَكَى لِبَدْرٍ وَأَهْلِهِ وَعَلَتْ بِمِثْلَيْهَا لَوْىُ بْنُ غَالِبٍ

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے زلایا ان کی آنکھ تھوٹی  
لیکن لوئی بن غالب واہوں کو تو اس کے آفتوں کے دہرے گھونٹ  
پلائے گئے۔

فَكَلَيْتَ الَّذِينَ ضُرُّوا بِدِمَائِهِمْ بَرِي مَا يَهْمُ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ  
کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھر گئے ان لوگوں کی حالت کو  
دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَنِعْلَمُ حَقًّا عَنْ يَقِينٍ وَيُسْـَـرُّوْا بِجَرِّهِمْ فَوْقَ الْحَيِّ وَالْحَرَابِ

تو انہیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی دائریوں اور  
بہوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔  
تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا:۔

أَلَا فَازِحِرٌ وَاصْتَكَمُ سَفْهًا تَسْلَمُوا عَنْ الْقَوْلِ يَا تِي مِنْهُ غَيْرُ مَقَارِبِ  
سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈاٹو تاکہ ایسی بات سے تم بچے  
رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتَمُنِي أَنْ كُنْتُ أُنْكِى بِبَيْرَةِ لِقَوْمٍ آتَانِي وَدَهُمْ غَيْرُ كَاذِبِ  
کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم  
کے لیے اُسوہا رہا ہوں جس کی محبت میرے ساتھ چھوٹی نہیں رہی ہے۔

فَأَنَّى لِيَاكَ مَا بَقِيَتْ وَزَاكِرُ مَا تَرَى قَوْمٌ مَحْدُومٌ بِالْجَبَابِ  
میں تو جب تک رہوں گا زوتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی

اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہیوں گا جن کی شان و شوکت منازل کہ میں ظاہر ہے۔

۴۳۶ لَعْمَرِي لَقَدْ كَانَ مُرِيدًا مُعْزِلًا عَنْ الشَّرِّ فَاحْتَالَتْ وَجْهَ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہہ قبیلہ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا  
لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ نو مریدوں کے (سے)  
(ان) چہرے والوں کی توہین (ہی) مذمت کرتا ہوں۔

فَجِيءَ مُرِيدًا أَنْ تَجِدَ أَنْوَافَهُمْ فِي شَتْمِهِمْ حَتَّى لَوْ بَنِي غَالِبِ

جی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے  
نئی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں  
(اور وہ ذلیل و خوار ہوں)

وَهَبْتُ نَصِيْبِي مِنْ مُرِيدٍ لِحَبْدَرٍ وَفَاءُ وَبَيْتِ اللَّهِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے  
وفا داری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے  
بنی حدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں کے  
مشعل غاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کہ عبد اللہ بن المغیث نے مجھ سے بیان کیا ہے۔  
مَنْ لِي يَا مَعْزِلُ الْأَشْرَفِ۔ (کعب) بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے کون  
میرے آگے (ہاں ہی) بھرتا ہے۔ تو بنی عبد الاشہل والے محمد بن سلمہ نے کہا،  
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لیے (تیار)  
ہوں، میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔ فرمایا قَاتِلْ إِنْ قَدَرْتَ عَلَى ذَلِكَ۔ اگر تمہیں  
اس پر قدرت حاصل ہو جائے، تو (ایسا ہی) کرو۔ تو محمد بن سلمہ (وہاں سے)  
واپس ہوئے، اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سدر حق کے نہ کچھ کھاتے

اور نہ کچھ پیتے تھے، اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، تو آپ نے انھیں بلوایا، اور ان سے فرمایا:۔

لَمْ تَرَ كَتَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ كَهَاتَا يَنْتِمْ نَفِي كِيُونِ جُھوڑ دیا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک بات آپ سے عرض تو کر دی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ فرمایا:۔

إِنَّمَا عَلَيْكَ الْجَهْدُ تَمَّارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔ فرمایا:۔

قُولُوا مَا بَدَا لَكُمْ فَأَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِّنْ ذَلِكَ۔ جو تمہیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمہیں ایسی باتیں جائز ہیں۔ عرض اس کے قتل کے لیے محمد بن مسلمہ اور سلکان بن سلامہ بن وقش جو بنی عبد الاشہل میں کے تھے اور ان کی کنیت ابو نائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبد الاشہل ہی میں کی ایک فرد اور احبارث بن اوس بن معاذ بنی اشہل ہی میں کے، اور بنی حارثہ میں کے ابو صیس بن جبر (یا بنحو) نے اتفاق کیا اور ابو نائلہ سلکان بن سلامہ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔ وہ اس کے پاس پہنچے اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (داد و دھڑلہ کی) باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو اشعار سناتا رہا۔ ابو نائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا افسوس اسے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔ اس نے کہا کہ تو انھوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں)۔ اور ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں یہاں تک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آگئی ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

کعب نے کہا میں الاشرف کا بیٹا ہوں۔ اسے ابن سلامہ! بخدا سن میں (اس سے پہلے بھی) یہ بات سمجھو کہ جتنا تارہا ہوں اور اس کا ہی نتیجہ ہونے والا ہے







عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت  
 نیچے نہیں اتر اُکرتے۔ اس نے کہا یہ ایواناٹلہ ہے۔ اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔  
 اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے  
 کہا کہ کعب کہنے لگا جو ان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو  
 قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اُترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتا رہا  
 اور وہ بھی اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا ابے ابن اشرف  
 شعب البجوز تک چلنے کے لیے کیا تھارے پاس (اتنا وقت) ہے کہ آج رات  
 کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ  
 سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ایواناٹلہ نے اس کے  
 پیوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی  
 کوئی رات میں نے نہیں دیکھی پھر تھوڑی دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا  
 یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال کڑھے  
 اور کہا دشمن خدا کو ماروان سمجھیں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں  
 ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن سلمہ نے کہا کہ جب  
 میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھری  
 یا وائی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی  
 چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی) باقی نہیں رہی  
 جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔ انھوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف سے  
 نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک  
 پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور اس حارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے  
 سر پر پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور  
 بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بھارت (کے مقامات) پر سے ہوتے ہوئے  
 حرقہ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا بیاتھی اس حارث بن اوس سے چھپ رہا تھا اور خون جگر  
 کی آواز سے بہت گنزدہ ہو گیا آخر ہم اس کے لیے تھوڑی دیر ٹھہرے۔ اس کے پورے  
 وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ کہا پھر تو ہم نے اسی کو لٹھ لیا

اور رات کے آخری حصے میں اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ یا ہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اور آپ نے ہمارے ساتھ کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہ خوف زدہ ہیں۔ وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَعُودِ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيحًا      فَذَلْتُ بَعْدَ مَضَرَعِهِ النَّصِيرُ  
 آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ      بَأْيَدِنَا مَسْرَةٌ ذُكُورُ  
 وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَسَّ لَيْلًا      إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبِ يَسِيرُ  
 (وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَا كَرَهُ فَأَنْزَلَ لَهُ مَكْرًا      وَمَحْمُودًا خَوْفَةً جَسُورًا  
 پس اس نے اس کے ساتھ چال بازی کی اور چال بازی سے اس کو اتارا اور (اپنی ذات پر) بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص

قابل تعریف ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ  
بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے  
ابن اسحق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی النضیر کے قتل کے  
ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرْعُ صَابِيَةٍ لَا قِتِيَهُمْ  
يَا ابْنَ الْحَقِيقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے  
مقابلہ کیا اس جماعت کی جڑاے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

كَيْسَرُونَ بِالْبَيْضِ الْحَقَافِ الْبَكْمِ  
مَرَحًا كَأَسَدٍ فِي عَرِينٍ مُّغَرَفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لیے ہوئے گھسی  
جھاڑی کے خیموں کی طرح اکڑتے ہوئے تم دوگوں کی طرف جارہے  
تھے۔

حَتَّى أَتَوْكُمْ فِي مَحَلٍّ بِلَادِكُمْ  
فَسَقَرَكُمْ حَتَّى أَبْيَضَ ذَوْبُ

حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس تمہاری بستیوں کے مکانوں میں  
آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں)  
سے تمہیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَضِيٌّ لِنَصْرِ دِينِ بَنِيهِمْ  
مُسْتَضِيٌّ بَيْنَ لِكْلِ أُمْرِ مُجِيفِ

(جو) اپنے بنی کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی  
امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے  
ہر ایک خطرے کو حقیر جانتے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی النضیر کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ

عنقریب اس کے مقام پر بیان کروں گا۔ اور ان کے قول (شعر)  
”ذفف“ کی روایت ابن اسحق کے سواد و سرور کی ہے۔

## محیصہ اور حویصہ کا حال

۴۴۱

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
مَنْ ظَفَرْتُمْ بِمِنْ رَجَالٍ يَهُودَ فَاَقْتُلُوْهُ يَهُودِيُوْنَ مِنْ حَيْثُ بِرْتُمْ  
فتح پاؤ اس کو قتل کر دو۔ اس نے محیصہ ابن مسعود نے  
ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن جعدہ بن  
خازمہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں۔  
ابن سنیۃ پر حملہ کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن سنیۃ کہتے ہیں۔  
جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملارکھتا اور خرید و فروخت  
کیا کرتا تھا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور حویصہ نے اس وقت تک  
اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے عمر میں بڑا تھا۔ جب انہوں نے  
اس کو قتل کر دیا تو حویصہ ان کو مارنے لگے اور کہنے لگے۔ اے دشمن خدا  
کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا۔ سن اللہ کی قسم اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ  
تیرے پیٹ میں بھی چربی (پیدا ہوئی) ہوگی۔ محیصہ نے کہا میں نے کہا واللہ  
اس کے قتل کا مجھے ایسی ذات نے حکم فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی  
حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں۔ کہا کہ واللہ حویصہ کے اسلام اختیار کرنے  
سے آئے یہ پہلی بات تھی۔ اس نے کہا کیا بخدا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے  
قتل کا مجھے حکم دے تو تو مجھے بھی ضرور مار ڈالے گا۔ کہا ہاں واللہ اگر وہ  
مجھے تیری بھی گردن مارنے کا حکم دیں (تو) ضرور (تیری گردن) مار دوں گا۔  
اس نے کہا واللہ جس دین نے مجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے وہ ضرور ایک



عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔  
ابن اسحق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام نے  
سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔  
محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

يَلُومُنِي اُمِّي لَوِ اُمِرْتُ بِقَتْلِهِ لَطَبَقْتُ ذِفْرَاهُ بِاَيْتِضٍ قَاضٍ

میری ماں کا میٹا (میرا بھائی) عات مت کرتا ہے اس لیے  
کہ میں نے ابن سینہ کو قتل کر دیا حالانکہ اگر مجھے خود اس کے قتل  
کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں  
پڑیاں سفید (چمکتی ہوئی) کھائے والی (تلوار) سے ضرور  
کھاٹ دوں۔

حَسَامٌ كُلُّوْنَ الْمَلْحَ اَخْلَصَ صَقْلُهُ مَتَى مَا اَصَوْنَاهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبٍ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صقل  
خالص ہو۔ جب میں اس سے مار کروں تو غلط (پڑے والی) ہو۔

وَمَا سَرَّنِي اَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا وَاَنْ لَنَا مَا بَيْنَ بَصْرَى وَمَدْيَنَ

اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے  
مجھے قتل کر دوں اور (میرے) اہل قریبے (ہم دونوں کے درمیان  
بصرہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمر والدانی کی روایت  
بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ پر فتیاب  
ہوئے تو آپ نے ان میں سے چار سو کے قریب یہودی مردوں کو گرفتار فرمایا  
اور یہ لوگ بنی النخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردنیں مار دیں تو بنی النخزرج ان کی



گرد نہیں مارنے لگے اور اس سے انھیں مسرت ہو رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خنجر کیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ اثر نہیں ہے تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و بیان کے سبب سے ہے جو اوس میں اور بنی قریظہ میں تھا اور بنی قریظہ میں کے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو ان میں اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا کہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا۔

لِيَصْرِفَ فُلَانٌ وَلِيَذِفَّ فُلَانٌ

کہ فلاں شخص بھل کرے اور فلاں خاتمہ کر دے۔

انھیں عطا فرمائے ہوئے یہود میں کعب بن یہود بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا۔ اس کو محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے فرمایا۔ اور یہ ابو بردہ وہی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں۔ اور فرمایا۔

لِيَصْرِفَ مَحْيِصَةُ وَلِيَذِفَّ عَلَيْهِ أَبُو بَرْدَةَ

کہ محیصہ اس کو بھل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کریں۔

تو محیصہ نے اس پر ایسا (اٹوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکا اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ تو حویصہ نے جو اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا۔ کیا تو نے کعب بن یہود کو قتل کر ڈالا۔ اس نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی۔ اے محیصہ تو بڑا سفلہ ہے۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کر دوں اس کو اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ واللہ بے شبہ (حقیقی) ۴۴۲  
 دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار کر لیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہی ہیں جنہیں ہم نے لکھ دیا ہے۔  
 ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بحرن سے تشریف آوری کے بعد (ماہ) جمادی الاخرہ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔ اور قریش نے ماہ شوال سبہ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔



ثَبَتَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَمَا ارْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

بِصِرَافٍ نَبِيٍّ رَحِيمٍ عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیرت النبی

ابن ہشام

مُصَنَّفٌ

محمد عبد الملك ابن ہشام



محمد علی

کارخانہ اسلامی کتب و کان

گڈوانی بلڈنگ و بازار

کراچی

## فہرست سیرۃ ابن ہشام

نمبر صفحہ	مضمون
۱	ٹائٹل
۲	پرنٹ لائن
۹	غزوہ اُحد کے واقعات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
۲۱	فرمان کے باسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
۱۱	مُخْرِق یہودی شہادت کا واقعہ
۱۱	حرث بن سويد بن صلت کا بیان
۲۳	عمرو بن جموع کا شوق (جذبہ) جہاد
۱۱	ہندہ بنت عتبہ کا حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی لاش کو منظر کرنے کا واقعہ
۱۱	اور حلیس بن زبان کنانی کی ملامت
۲۹	جنگ اُحد کے متعلق جو کیات قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں
۳۹	جنگ اُحد میں جو مہاجر اور انصار شہید ہوئے ان کے نام
۴۱	ان مشرکین کے نام جو جنگ اُحد میں قتل ہوئے
۴۱	حسان بن ثابت نے مشرکین قریش کو مخاطب کر کے یہ اشعار کہے
۴۳	کعبہ بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ اشعار کہے
۱۱	یو الرجیع کا بیان جس کا واقعہ سیرۃ میں ہوا
۴۷	بیر معونہ کا واقعہ
۴۹	نبی نصیر کے جلا وطن کرنے کا بیان جو سیرۃ ہجری میں واقع ہوا
۵۱	غزوہ ذات الرقاع کا بیان
۵۴	غزوہ دومتہ الجندل کا بیان
۱۱	غزوہ خندق اور رحمتِ عالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات
۶۳	نبی قریظہ کا غزوہ اور ابولہبانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی توبہ
۷۲	سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان (یا) انصار میں نیکیوں کا شوق



صفحہ نمبر	مضمون
۷۳	عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا
۷۵	غزوہ بنی لحيان
۷۷	غزوہ ذی قرد
۷۸	غزوہ بنی معطلق
۸۱	انکاب یعنی حضرت امام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کا بیان
۸۵	حدیبیہ کا واقعہ
۸۹	بیعت رضوان
۹۱	صلح کا بیان
۹۳	حدیبیہ کی صلح کے بعد ان غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گزرتا رہے
۹۶	خیبر پر حضور کی لشکر کشی کا بیان
۱۰۰	خیبر کا باقی واقعہ
۱۰۳	ان مسلمانوں کے نام جو خیبر کے جہاد میں شہید ہوئے
۱۰۴	اسود راعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ
۱۰۵	حجاج بن علاط کا بیان
۱۰۶	خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان
۱۰۷	ذک کا بیان
۱۰۸	ان لوگوں کے نام جن کے واسطے حضور نے وصیت فرمائی تھی
۱۱۰	حضرت جعفر بن ابی طالب اور ہاجرین حبشہ کے مدینہ تشریف لانے کا بیان
۱۱۳	حبشہ میں ہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے ان کے نام
۱۱۴	عمرۃ القضا کا بیان
۱۱۶	غزوہ موتہ کا بیان
۱۱۹	ان کے نام جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے

صفحہ نمبر	مضمون
۱۱۹	ان اسباب کا ذکر جو مکہ پر لشکر کشی کے باعث ہوئے اور ماہ رمضان شہدے میں فتح مکہ کا واقعہ
۱۳۲	عباس بن مرواس کے اسلام لانے کا بیان
۴	فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کا کنز کی شاخ بنی جذیمہ کی طرف جانا اور پھر حضرت علی
۱۱	بن ابوطالب کا خالد کی تلافی کے واسطے روانہ ہونا
۱۱	خالد بن ولید کا غزویٰ کے مہدم کرنے کے لئے روانہ ہونا
۱۳۵	غزوہ حنین کا بیان
۱۴۲	ان مسلمانوں کے نام غزوہ حنین میں شہید ہوئے
۱۴۴	غزوہ طائف کا بیان
۱۴۶	ان مسلمانوں کے نام جو غزوہ طائف میں شہید ہوئے
۱۴۷	ہوازن کے مال غنیمت اور قیدیوں کا بیان
۱۵۲	پیائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جعفرانہ سے عمرہ کے لئے مکہ میں آنا اور عتاب بن اُسید
۱۱	کو مکہ کا حاکم مقرر کرنا پھر عتاب کا مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا
۱۵۳	کعب بن زہیر کے اسلام قبول کرنے کا بیان
۱۵۴	غزوہ تبوک ماہ رجب شہدے ہجری میں
۱۵۹	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو اکیدر دوسرے کی طرف روانہ فرمانا
۱۶۱	غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد مسجد فراء کا بیان
۱۶۲	ان آدمیوں کا بیان جو غزوہ تبوک میں جا نیسے رہ گئے تھے اور منافقین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
	کی خدمت میں نامعقول عذر
۱۶۷	ماہ مبارک رمضان شہدے میں ثقیف کے وفد کا آنا اور اسلام قبول کرنا
۱۷۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عہد نامہ بنی ثقیف کو لکھ کر دیا تھا اس کا مضمون یہ ہے
۱۱	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شہدے میں مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا اور حضرت علیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی
۱۱	طرف سے برأت کا حکم دینے کے لئے غفوں کرنا اور سورہ برأت کی تفسیر

## مضمون

## صفحہ نمبر

۱۸۰ حضرت زبیری کے واقعات کا بیان جس کا نام کُنتہ الوُفُود ہے اور سورہ فتح کا نزول

نہی تیمم کے وفد کا حاضر ہونا اور سورہ حجرات کا نزول

نہی تیمم کا خطبہ

ثابت بن قیس کا خطبہ

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بنی عامر کی طرف سے آنا

بنی سعد بن بکر کے وفد کا آنا

عبد القیس کے وفد کا آنا

بنی حنیفہ کا میلہ کذاب کے ساتھ حاضر ہونا

بنی طے کے وفد کا حاضر ہونا

عدی بن حاتم کا احوال

فردہ بن میک مرادی کا خدمت عالی میں حاضر ہونا

بنی زبید کے ساتھ عمرو بن معدی کرب کا حاضر ہونا

بنی کنزہ کے وفد کا حاضر ہونا

مرو بن عبد اللہ ازدی کا حضور کی خدمت میں حاضر ہونا

شاهان حمیر کے ایچی کا نامہ لے کر حاضر ہونا

فردہ بن عمرو جذامی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی حرث بن کعب کا اسلام قبول کرنا

زنا عہ بن زید جذامی کا حاضر ہونا

وفد ہمدان کی حاضری

دونوں کنزہ بنوں یعنی میلہ حنفی اور اسود غنی کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک مفتوحہ اسلام میں حکام اور اعمال کو روانہ فرمانا

میلہ کذاب کا حضور کی خدمت میں خط بھیجنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

## مضمون

## صفحہ نمبر

حجۃ الوداع کا بیان	۱۹۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یمن سے آتے ہوئے حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم سے حج میں ملنا	"
حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید کو ملک فلسطین کی طرف روانہ کرنا	۲۰۰
حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچیوں کا مختلف بادشاہوں کے پاس جانا	"
کل غزوات کا اجمالی بیان	۲۰۱
ان سب لشکروں کا اجمالی بیان چو حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے	۲۰۲
غالب بن عبد اللہ لیشی کا بنی ملوح پر جہاد کرنا	"
اب پھر میں ان لشکروں کا بیان کرتا ہوں جو حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے	۲۰۳
زید بن حارثہ کے جذام پر جہاد کرنے کا بیان	"
زید بن حارثہ کا بنی فزارہ سے جنگ کرنا	۲۰۶
عبد اللہ بن رواحہ کا غزوہ خیبر پر	"
عبد اللہ بن انیس کا غزوہ خالد بن سفیان بنیج کو قتل کے لئے	۲۰۷
اب پھر ہم لشکروں کا حال بیان کرتے ہیں جن کو حضور ر صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا	۲۰۸
بنی عینہ پر عینہ بن حصن کا جہاد	"
غالب بن عبد اللہ کا غزوہ بنی مرہ پر	"
عمر بن حاص کا غزوہ ذات السلاسل پر جانا	۲۰۹
ابن ابی حدرہ کا غزوہ بطن اضم میں اور عامر بن اقبط اشجعی کا قتل ہونا	۲۱۱
عبد اللہ بن ابی حدرہ کا غزوہ رفاعہ بن قیس جشمی کے قتل کے واسطے	۲۱۲
عبد الرحمن بن عرف کا غزوہ دومتہ الجندل کی طرف	۲۱۳
ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ یسف الجمر کی طرف	۲۱۴
عمر بن امیہ ضمری کا البر سفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ ہونا	"

صفحہ نمبر	مضمون
۲۱۶	ایذ بن حارثہ کے لشکر کا مدین کی طرف روانہ ہونا
۱۱	سالم بن عیمیر کا غزوہ ابوعطفک کے قتل کے واسطے
۱۱	عمیر بن عدی خطلی کا غزوہ عصما بنت مروان کے قتل کے واسطے
۲۱۷	ثمامہ بن اثمال حنفی کا قید ہو کر مسلمان ہونا
۲۱۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداءِ علالت کا بیان
۲۲۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا بیان
۲۲۳	اب پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کا بیان کرتے ہیں
۲۲۵	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جماعت سے نساہت پڑھانا
۲۲۸	سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ
۲۳۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور فن



کہہ دو کہ ملک گوشت بر آواز رہیں  
مذبح ہمیں سب کی زبان کھلتی ہے

## غزوہ اُحد کے واقعات اور

### نبی کریم ﷺ کے معجزات

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی۔ اور سرداران قریش مقتول ہوئے بقیہ مفرورین مثل حکمر بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن امیہ وغیرہم نے جن کے اقربا اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمد ﷺ کی جنگ میں صرف کرو تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمد ﷺ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور کل سوداگروں نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُفْسِدُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیُغْنُوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ سَبْیِطُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةٌ ثُمَّ یُغْلِبُوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ اِلٰی جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ بیشک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پھٹائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا پھر عاجز اور مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تہام اور نبی کنانہ وغیرہ ہم حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے ابوہریرہ عمرو بن عبد اللہ جمہی وہ شخص جس پر حضور ﷺ نے احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیال دار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر نہ کرم کیجیے اور بغیر فدیہ کے رہا فرمائیے تو حضور ﷺ نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لیا تھا کہ مجھے اے دشمنوں کا ساتھ نہ دیجو۔ اب اس وقت کہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اب ابوہریرہ تم ایک خاتمہ شخص ہو۔ تم مجھے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمد ﷺ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنی نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ کرو تم خود ہی مجھے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح و سلامت واپس

آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا اور اگر تم مائے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا یہ میں سے عہد کرتا ہوں ابو عزنہ صفوان کے ساتھ ہولیا اور تھامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب ابھارا اور جو شیلے اشعار سنا سنا کر حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن ہب بن خذافہ بن جحج بن مالک بن کنانہ میں پہونچا اور ان کو قریش کی امداد اور حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور خبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی ابن لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبشی کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا۔ ملک الموت کا حکم رکھتا تھا :

راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیان نے اپنی جد و ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا اسی طرح عکرمہ بن ابی جبل نے ام حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی جورو کو ساتھ لیا۔ اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت معوذہ کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی جورو سلافہ بنت سعد بن شہیدانصاریہ کو ساتھ لیا یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خناسہ بنت مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابی حذیفہ بن عکرمہ کے ساتھ ہولی یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہولی۔ اور ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اسکے پاس آتا۔ یہ اس سے کہتی کہ اے ابو ہندہ یہ وحشی کی کینیت ہے، ایسا کام کچھ جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کر دفر سے مدینہ کے مقابل لڑیں سب میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ اور حضور اور مسلمانوں کو اس لشکر کے درود کی خبر پہونچی۔ حضور نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا کی قسم بہتر کرے یہیں نے دیکھا۔ کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی۔ اور میں نے یہ دیکھا۔ کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زندہ کے اندر داخل کیا ہے۔ پس اسکی تفسیر میں نے مدینہ لی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے۔ اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دکھی۔ وہ ایک شخص ہے جو میری اہل بیت سے شہید ہوگا :

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے فرمایا اے مسلمانو! اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے رہے تو میری جگہ میں پڑے رہینگے۔ اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی حضور کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ عرصہ کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہم کو ساتھ لیکر حضور دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم ان کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ

ہم ان سے ڈر گئے اور ہم کثرت میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ حضور مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے مس اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے پس یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لجائیے اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بڑی حالت میں پڑا رہیگا۔ اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ برہنہ ہو کر ان کو قتل کرینگے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر مارینگیں پھر ان کو سوار اسکے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا اگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر حضور سے منہ ہوتے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک کہ حضور نے علاج جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا حضور نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے حضور کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ کہ اتنے میں حضور تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق حضور سے بچہ ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا پس حضور شہر ہی میں تشریف رکھیں حضور نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر انکو بغیر جنگ کے آثار دے پھر حضور ایک ہزار اصحاب کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لیکر مقام مٹوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے۔ عبداللہ بن ابی ران میں سے ایک صحابی لوگوں کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک و شبہ تھے عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے تئیں قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اسکے نبی اور اپنی قوم کی ترک یاری کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے ان لوگوں نے کہا ہم یہ مدد کھیتے تھے کہ تم جنگ کرنے نہ چکے ہو اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جاتے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا خدا تم کو دور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں حضور نے فرمایا مجھ کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور مع لشکر کے مقام حرہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھڑے سے اپنی دم جو ہلائی اس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا۔ اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضور خالی لینے کو پسند کرتے تھے۔ اس شخص سے آپ نے فرمایا چکی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو سونگھ لے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلواریں کھینگی۔ پھر حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستہ سے ہم کو ملے چلے۔ ابوخیثمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں اور ابوخیثمہ حضور کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں ایک شخص ملیع بن قتیلی نام کا یاغ تھا یہ شخص انہما اور نہایت برزات منافق تھا جب اس کو حضور کے آنے کی آہٹ معلوم



ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اسے محمد اگر تم رسول ہو تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے بلغ میں سے گزرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانوں کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں مسلمان اس کے قتل کرنے کو دوڑے حضور نے منع کیا۔ اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے کیا ہی دل کا اندھا بھی ہے مگر سعد بن زید اہلی نے حضور کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا اور حضور بیان سے گزر کر اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم لوگ جنگ نہ کرنا اور قریش نے انصار کی کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چرا رہے ہیں۔ پھر حضور نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبد اللہ بن جحیر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سپید تھے اور یہ تیر انداز کل بچاس نفر تھے ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیر و تکی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا اور تم لوگ یہیں بیٹھ کر رہو اور تیر مارے جاؤ کیسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے نہ آجائیں اور خود حضور نے اس روز دو روز میں زیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالہ کیا :

ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو حضور نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا جب عرض کیا گیا کہ حضور تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر اٹھا اٹھا کر دیا کرے گا۔ تب آپ نے اس کو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی :

اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب حارثی اور عمر بن حزم بخاری اور اسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغر سنی کے واپس کر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے :

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی۔ جس میں دو تلو سوار تھے لشکر کے مہینہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور سیرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو حضور نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر حضور نے ان کو نہ دی پھر ایک شخص ابو دجانہ نام کھڑے ہوئے یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار پیڑھی ہو جائے ابو دجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ اور ابو دجانہ بڑے بہادر اور فزون حرب سے خوب واقف تھے ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے واسطے نکلتے تو سرخ عمامہ سچر باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابو دجانہ جنگ کو جاتے ہیں وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان میں شامت شوکت و شان کے ساتھ پھرنے لگے حضور نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سو ایسے موقع



کے اپنے جنگ میں کفاروں کے سامنے اس طرح چلتا جا رہا ہے +  
ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ کا ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نمنان بنی فہسہ میں سے  
میرپہ سے بھاگ کر مدینہ آیا تھا اور اس کے پاس تمام اور ہندو آدمی اسکے قبیلہ کے اسکے ساتھ تھے اور یہ قریش  
نے کہا کہ تمہارا قبیلہ جس میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائیگی چنانچہ اب جس وقت اس  
جنگ کا موقع ہوا۔ اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اس ابو عامر نے اپنی قوم اور اس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس کے  
میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اسے فاسق خدا تجھ سے کسی اکملہ کو ٹھنڈا نہ  
کرے۔ راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اس ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور حضور نے اس کا نام فاسق کھا  
تھا پس جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر شرنازل ہوا۔ کہ یہ سب میرے  
کہنے سے۔ ہر جو گئے پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور پھر ان پر پتھر برسائے لگا +

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ  
اے بنی عبد الدار! یہ کی جنگ میں تمہارے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی ہے یا اور کھو کہ لشکر کی  
فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گرنا  
ہے لشکر کے بھی پھیرا کھڑا ہوتا ہے میں یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کا ٹھاٹھا دے یا ہمارا جھنڈا ہمارے سر کو دے  
مطلب تھا۔ اس جواب کو ان کے لشکر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندو بہت  
عتبہ ابوسفیان کی جو روادرب عورتوں کو اپنے ساتھ لیکر دف بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔  
چنانچہ ہندو یہ کہتی تھیں +

قَدْ هَمَّ ابْنُ عَبَّادٍ الدَّائِلُ صَرْبًا بِكُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ ہاں اس نے بنی عبد الدار اپنے دشمنوں کو قرب از مار کر ہلاک کر دیا +  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے آیت آمین یہ قول ابن ہشام کا  
سننے والا ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پس ایسی جنگ معلوم ہوئی کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی ہر شخص اپنے جوش و خروش  
میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عیش الہی میں جاہل شہادت کا طالب تھا اور اپنی اس زندگانی فانی سے قریب برداری اور فناء  
رحمانی میں خیانتا جادوانی کو برا تیب بہتر سمجھتا تھا۔ اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے  
کی کوشش نہ کرتا تھا۔ ابو جہاد النعمانی نے ایسی شجاعت اور جوش و خروش کو کام فرمایا کہ کفاروں کے چھکے ٹھپڑا دئے اور  
کشتوں کے پٹے لگا دیئے چدرہ سرخ کرنے لگے صفیں الٹ دیتے تھے +

ابن ہشام کہتے ہیں۔ مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے حضور سے  
تلوار اٹھی اور حضور نے مجھ کو دردی اور ابو جہاد کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ ادیس نے کہا۔  
کہ باوجود اسکے کہ میں حضور کی چھوٹی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر حضور نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی۔  
ابو جہاد میں ایسی کیا صفت ہے کہ اسکو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا۔ کہ ابو جہاد اس تلوار کا کیا حق ادا کرتا ہے  
پھر میں اٹھ کر ابو جہاد کے پاس گیا۔ ادیس نے دیکھا کہ ابو جہاد نے تلوار اٹھائی۔ اس کو دیکھا کہ اسکا کھنکھارہ جنگ۔

و اُسے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے نکال لیا۔ اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اس وقت کہہ رہے تھے :-

اَنَا الَّذِي عَا هَكَذَا فِي خَلِيلِي وَعَنْيَ بِالْمَسْخِ كَذِي الْخَيْلِ  
ترجمہ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے غلیل نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری فہرست میں پڑا ہوا ہے  
اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّهْرَ فِي الْكَبُوْلِ اَحْرَابُ نَسِيحَتِ الدِّمَةِ وَالْمَرْسُوْلِ

یہ نکتہ میں کبھی پھلی صفوں میں لشکر کی نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا اور رسول کی تلوار کے ساتھ کفاروں کو قتل کروں۔  
ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو جہانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو ساسے آیا اسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اس کو شہید کر دیتا اتفاق سے ابو جہانہ کا اور اس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابو جہانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو جہانہ نے اُسکی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابو جہانہ نے اپنی شمشیر کبار کا ایسا وار کیا کہ اُسکے درمگڑے ہو گئے۔ زبیر کہتے ہیں اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں واقعی ابو جہانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو جہانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جب میں نے اُس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے پس میں حضور کی تلوار کی بزرگی کی اور خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کبر شان ہے :-

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار منہ و مل کے چٹنا چٹا ارطاة بن عبد شریل بن عبد شمس بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر شجاع بن عبد العزیٰ غبشانہ جس کی کنیت ابو نیار تھی حضرت حمزہ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اُس سے فرمایا اے ابن مقطعم میرے سامنے اسکی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب نقی کی انا دوڑتی تھی۔ اور مکہ میں عورتوں کے ختبہ کیا کرتی تھی۔ ابو نیار حضرت حمزہ کے سامنے آیا آپ نے فوراً اسکو قتل کیا۔ وحشی بن جبیر مطعم کا غلام کہتا ہے۔ حضرت حمزہ نے میرے سامنے ابو نیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اُس پر پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہ کی طرف میں نے اُسکو روکا کیا اور وہ یہد جا جا کر اُنکے زیر ناف لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکلا گر پڑا۔ حضرت حمزہ میری طرف متوجہ ہوئے مگر فوراً گر پڑے میں ٹھیکر ہوا۔ آخر جب وہ ٹھنڈے ہو گئے میں نے اپنا حربہ اُنکے پاس جا کر اٹھا لیا اور حمیہ میں لٹکر بیٹھ گیا کیونکہ اور کچھ میری ضرورت نہ تھی :-

ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور عبید اللہ بن علی بن حمید معاویہ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کا آزاد غلام بھی ہمیں رہتا تھا جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو پس ہم دونوں وحشی پہنچے کیلئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اُس کا پتہ

پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے تو اسے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔ یہ دونوں شخص کہتے ہیں ہم وحشی کے مکان پر پہنچے۔ اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڑھا بھات کی طرح سے غالیچہ پڑھتا ہے اور ہوشیار ہے نشہ میں نہیں ہے ہم نے جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن عہری سے کہا کہ تو عہری بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ نے کہا ہاں وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا۔ اور تیرے چیراس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے پس انہیں کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں پس ہم وحشی کے پاس پہنچے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے ان کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا ہے اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا۔ ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہؓ شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور مسیکہ آقا جبر بن مطعم نے موافق شرط کے مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور نے مکہ بھی فتح کر لیا۔ میں طائف میں بھاگ گیا۔ پھر جب حضور نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے میں پریشان ہو کر اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جائے گا خیال کرتا تھا آخر ای فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ حضور کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا ہے تم سے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے حضور اس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں میں اس شخص سے یہ سنا کہ حضور کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے لگا حضور نے جب مجھ کو دیکھا فرمایا کیا وحشی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بیٹھ جا۔ اور بیان کر کہ تو نے حمزہ کو کیوں قتل کیا۔ میں نے اسی طرح حضور کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے پھر جب میں بیان کر چکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو خبردار اب مجھ کو اپنا منہ نہ دکھلاؤ۔ پس جب میں حضور کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو حضور کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ حضور کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ مسیلہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا۔ اور جب وہ پوری گردش کھا چکا اس وقت اس کو میں نے مسیلہ کی طرف دھاکا اور صر سے میں نے یہ حربہ اس کی طرف چھوڑا۔ اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دھڑکڑ مسیلہ کے تلوار ماری اب خدا کو علم ہے۔ کہ ہم دونوں کے حملوں میں سے کس کے حربہ نے اس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول خدا کے بعد خیر الناس حضرت حمزہؓ کو قتل کیا۔ ایسے ہی شر الناس مسیلہ کذاب کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ سے روایت ہے اور آپؐ پیام کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ میں نے جنگ کا ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا مسیلہ کو وحشی غلام نے قتل کیا ہے۔



ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہونچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار ولوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قاتل حمزہؓ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور محمدؐ کی جنگ میں مصعب بن عمیرؓ نے حضورؐ کے ساتھ اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہو گیا اور ابن قریہؓ نے ان کو قتل کیا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے حضورؐ کو شہید کر دیا ہے اور اسی خیال میں اس نے قریش سے اگر کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور مصعب بن عمیرؓ کے خیمہ ہونیکے بعد حضورؐ نے اپنا نشان حضرت علیؓ کو عنایت کیا اور حضرت علیؓ نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا اور بہت سے مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتال گرم ہوا حضورؐ انصار کے نشان کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علیؓ فوراً حسب الارشاد نشان کو لیکر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالفضلؓ ہوں ابوسعید بن ابی طلحہؓ مشرکوں کے علم بردار نے آپؐ کو آواز دی کہ اے ابوالفضلؓ میدان میں آتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپؐ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعیدؓ نے ایک ضرب آپؐ پر لگائی آپؐ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعیدؓ نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے اسی طرح کئی بار آواز دی جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحابؓ مجھ تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگرچہ ہوتے تو حضورؐ میرے مقابل آتے یہ بات سن کر حضرت علیؓ اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں اس کا کام تمام کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسعیدؓ کو سعد بن ابی وقاصؓ نے قتل کیا ہے۔

اور عاصم بن ثابت بن ابی اقلع نے مسافع بن طلحہؓ اور اس کے بھائی جلاس بن طلحہؓ کو تیرے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ اس کی ماں سلافہؓ نے ان کو اس کا سراپا بنی گود میں رکھ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اے تخت جگر تیرے کس شخص نے تیرا مارا اس نے کہا اے ماں میں وقت یہ تیرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے۔ اور میں ابن ابی اقلعؓ ہوں۔ سلافہؓ اس کی ماں نے یہ سن کر قسم کھائی۔ کہ اگر عاصم کی کھوپڑی اس کے ہاتھ لگیگی تو وہ اس میں شراب پیئے گی۔ اور عاصمؓ نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگایگا۔ اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ رادی کہتا ہے اس وقت مشرکوں کا علم ہر دار عثمان بن ابی طلحہؓ تھا اس کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔ اور غنظلہ بن ابی عامرؓ نے ابوسفیانؓ کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر ہنوز عرب نہ کیا تھا جو پیچھے سے غفلت میں شہزاد بن اوسؓ نے انکو شہید کر دیا۔ حضورؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی غنظلہؓ کو فرشتے قتل فرماتے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے صحابہ نے دریافت کیا تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سننے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور

انفل و شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام

جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اڑ جاتا ہے :

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت حضور کو خنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی فرمایا اسی سبب فرشتے

ان کو فسل دے رہے ہیں :

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح و ظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں

نے کفاروں اور مشرکین کو مارے مارے بھگانا شروع کیا۔ اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور ایسی ہنویت

حاصل ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں :

ابن اسحاق کہتے ہیں عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ

کی سبب عورتیں بے تحاشا بھاگی چلی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز

جین کو حضور نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کے لالچ

سے چلے آئے۔ اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ پس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی

میں سے جواب خالی ہو گیا تھا۔ مسلمانوں پر پلٹ پڑے :

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کرتے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ کا ریشہ نام

نے اگر اس جھنڈے کو اٹھایا پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نام نے لے لیا اس غلام کے دونوں

ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اسکو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا۔ اور مرتے وقت کہہ رہا تھا

اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کس نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علم بردار تھا :

ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں ایک طرح کی دہی و

برہی پیدا ہوئی۔ اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے واسطے پوزی آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے

فائز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا حضور تک گزر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور کے

چہرہ مبارک پر مارا جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں

بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔ اور اس وقت حضور نے فرمایا وہ لوگ کیسے نلاحیت پاسکتے ہیں

جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ ان کا نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے

متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے حضور کو پھر مارا تھا جس سے آپ

کے دائیں طرف کے تپے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور پیشانی

بھی آپ کی زخمی ہوئی۔ اور ابن قمر لمون نے حضور کے رخسارہ کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے

دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر داخل ہوئے۔ اور مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان

غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ چنانچہ حضور انہیں گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں راقع ہوئے۔

اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی نے حضور کا ہاتھ پکڑا اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ



گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے اور مالک بن سنان ابو سعید خدری کے والد نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کلیاں کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائیگا سار طلحہ بن عبید اللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھتا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے ۛ

حضرت عائشہ حضرت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آپ کے رخسارہ میں چھپ گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دودانت نکل پڑے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دودانت بھی باہر آ گئے چنانچہ حضور کے چاروں دانت شہید ہوئے ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں جو وقت مشرکین نے حضور کی جانب ہجوم کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے واسطے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خریدے یہ سکر زباید بن سکین پانچ انصاری کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ حضور کے پاس آ گیا اور اس نے مشرکین کو ہمارے گرد و ماں سے ہٹا دیا حضور نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو مسلمانوں نے ان کو حضور کے قریب کر دیا حضور نے اپنے پیروان کا سر رکھ لیا اور حضور کے پیرو ہی پر سر رکھے ہوئے انکی روح پڑا ہوئی ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نبیہ بنت کعب مازینہ بھی اُحد کی جنگ میں مردانہ دلیرانہ خوب لڑائی

لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتائیے کہ اُحد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی۔ کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی ہے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور کے پاس پہنچی۔ اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں حضور کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ پھر میں حضور کے پاس آئی اور آپ کے شانہ پر میں نے ایک گھرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور یہ زخم آپ کو کس نے پہونچایا۔ حضور نے فرمایا ابن قثم نے خدا اس کو خراب کرے۔ پھر جب لوگ حضور کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قثم یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ مجھ کو بتلاؤ مجھ کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو حضور کے ساتھ تھے اسکی طرف بڑھے۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دہندہ ہیں پہنے ہوئے تھے میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابو جہل نے اپنے جہم کو حضور پر ڈھال بنا دیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ حضور پر جھگے ہوئے تھے۔ اور سعد بن ابی وقاص حضور کے پاس کفاروں کو تیر مار رہے تھے سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور نے مجھ کو اس تیر اٹھا کر دیا میں میں پھلا بھی نہ پٹھا اور فرمایا اس کو مار ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود حضور نے بھی تیر بازی کی اور پھر حضور کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی۔ چنانچہ انہیں کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہونچی جس سے انکی آنکھ نکل کر رخسارہ پر آن پڑی حضور نے پھر اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صبح و سالم

اور تیز نظر ہو گئی

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ انس بن نضر انس بن مالک کے چچا کا گزندہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ  
مجاہدین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں  
بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں۔ انس نے کہا پھر تم رسول خدا کے بعد زندہ رہ  
کر کیا کر گے جس طرح ان کا انتقال ہوا۔ تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفاروں کی طرف متوجہ ہوئے  
اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔  
انس بن مالک کہتے ہیں اس روز جو دیکھا گیا۔ تو انس بن نضر میرے چچا کے جسم میں ستر زخم کے  
نشان تھے اور مقتولوں میں ان کی لاش کوئی پہچان نہ سکا فقط ان کی بن نے ان کی انگلیوں سے انکو پہچانا۔  
ابن ہشام کہتے ہیں عبد الرحمن بن عوف کے چہرہ میں سخت زخم آیا۔ اور بنی سہمہ زخم ان  
کے اور بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے۔ اور ان کے سبب سے انکی ٹانگ میں لنگ  
ہو گیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں حضور کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد  
جس شخص نے اول آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے یہ کہتے ہیں۔ میں نے خود میں سے حضور کی درو  
انکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اور پکار کر آواز دی کہ ابے معشر مسلمین خوش ہو جاؤ یہ رسول خدا صبح و  
سلامت موجود ہیں۔ حضور نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے حضور کو پہچان لیا۔ سب آپ کی طرف آئے شروع ہوئے  
اور آپ انکو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا  
علی مرتضیٰ اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور حارث بن صہمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے اور جس وقت  
آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم  
میں سے ایک شخص اس کے مقابلے کو کافی ہے۔ حضور نے فرمایا اسکو میرے سامنے آنے دو چنانچہ حباب  
وہ حضور کے قریب آیا حضور نے حارث بن صہمہ سے ہتھیار لیکر اسکو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس  
سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے کھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اور ابی بن خلف کی گردن پر آپ  
نے اسکو مارا۔ اور ابی اس کے صدمہ سے لرز گیا۔ اور گھوڑے پر سے لڑکھنے لگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابی بن خلف جب مکہ میں حضور سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمد میں ایک گھوڑا  
سونا کھلا کھلا کر پرورش کرتا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ حضور نے فرمایا بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ  
تمہ کو قتل کروں گا۔ اب جو یہ خبیث حضور کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگا کر اسی گھوڑے پر گرتا پڑتا  
بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ قسم ہے خدا کی محمد نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے  
ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا کہ میں محمد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں  
مجھ کو قتل کروں گا۔ پس قسم ہے خدا کی اگر محمد مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا۔ اور اب تو انہوں

نے مجھ کو زخمی کر دیا اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر حبیب قریش مکہ واپس ہوئے تو اس دشمن خدا الی بن خلف کی روح ناپاک مقام سرف میں جہنم کو اسی حضور کے زخم کی معرفت روانہ ہوئی۔  
پھر حبیب حضور پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے حضرت علیؑ نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ حضور پر پیریں مگر بدبو کے سبب سے آپ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرہ اور سر سے خون کو دھویا۔ اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضب الہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبیؐ کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی۔ ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے حضور کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے حضور سے یہ کلمہ سنا خدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبیؐ کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ بس میں نے اس غضب الہی ہی کو اُس کے واسطے کافی سمجھا۔  
ابن اسحاق کہتے ہیں۔ حضور اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے جو کفاروں کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ اور ان کفاروں میں خالد بن ولید بھی تھا حضور نے اُس وقت دعا کی۔ کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اور عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اور سارے مار تے مار تے ان کو بھگا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے ایک اونچے پتھر پر چڑھتا چاہا مگر چونکہ درز رہوں کے پھٹنے سے آپ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہؓ کے بچے بیٹھ گئے۔ اور آپ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہؓ نے جنت واجب کر لی کہ رسول خدا کے ساتھ آیا کام کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ کے روز حضور نے طلحہ کی ناز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جس وقت حضور اُحد کی جنگ کے واسطے تشریف لیچے ہیں خیل بن جابر بن نام بیان تھا اور خذیفہ بن یمان کے یہ باپ تھے اور ثابت بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لیکر مدینہ کے باہر چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں آدمی بڑھے ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مرینگے پھر چلیں ہم بھی کفاروں کو قتل کرتے ہوئے حضور سے کیوں نہ جالیں۔ شاید خدا ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔ پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفاروں پر جا پڑے۔ اور لوگوں میں رُل رُل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفاروں نے شہید کیا۔ اور خیل بن جابر ابو خذیفہ کے باپ کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ خذیفہ نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تم میرے باپ ہیں مسلمانوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا۔ اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ خذیفہ نے خاتم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر حضور نے خذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر خذیفہ نے نہ لیا۔ اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے خذیفہ کی قدر و منزلت خدا و رسول اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔



ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن امیہ بن رافع تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا۔ نام اس کا زید بن حاطب تھا۔ اس کو اسکے گھر پہنچا دیا گیا۔ اور سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو۔ اور حاطب اس لڑکے کا باپ ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا۔ کہ اس کو کس چیز کی تم خوش خبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کے ساتھ اس کو قریب ہے؟ ہرگز نہیں میں حرمی کے درخت میں ۛ

### ایک شخص کا بیان جس کا نام قرنان تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا۔ یہ نہ معلوم تھا کہ یہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قرنان کہتے تھے جب حضور کے سامنے اس کا ذکر ہوتا حضور فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تین تہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا۔ اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر نبی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے۔ کہ اے قرنان آج تیری خوب آدائش ہوئی۔ پس اب تو جنت کی بشارت حاصل کر۔ اس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے میں مرے اپنی قوم کی حمایت کی واسطے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی۔ ترکش سے تیز کال کر اس نے خود کشی کر لی ۛ

### مخیرق یہودی کی شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیرق ہے یہ بنی ثعلبہ بن فیلون میں سے تھا جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی اس نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد کی مدد کرنا تم پر فرض ہے یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے مخیرق نے کہا اے وقت پر کچھ ہفتہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیرق نے تلوار لیکر کفاروں سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر میں قتل ہو گیا۔ تو میرا کل مال حضرت محمد کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ اور مخیرق نے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوا۔ حضور نے فرمایا مخیرق یہودی میں سب سے بہتر تھا ۛ

### حزب بن زید بن صلت کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقعہ پا کر غفلت میں مجذربن زیاد ملوی اور قیس بن زید ضبعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضور نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ لے حرمی اپہند لینے سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگوں اور خرابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے درخت میں نہایت بدبو برکتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا ۛ سید سلیمان مترجم

اگر تم کو یہ حرث بن سويد ملعون ملجائے۔ تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمر کو یہ نہیں ملا۔ اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی موید بن جلاس کے ہاتھ لیتی تو یہ کا پیغام حضور کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے حق میں نازل فرمائی۔ **كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ كَذِبًا كَذِبًا يَهْدِي اللَّهُ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ** خدا ایسے ظالموں کو کیونکر ہدایت کرے۔ اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لائے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دیے اور بنیات کے ان کے پاس آجانے کے بعد بھی کافر ہو گئے خدا ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سويد نے فقط مجذربن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذربن حرث نے اس عداوت سے قتل کیا کہ مجذربن نے اس کے باپ سويد کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گذر چکا ہے پھر ایک روز حضور اپنے چند صحاب کے ساتھ مدینہ شریف رکھتے تھے۔ جو سويد بن حرث ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اس نے اپنے تئیں پوشیدہ کر رکھا تھا حضور نے حضرت عثمان کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں سويد بن صامت کو معاذ بن عفراء نے تیر کی ضرب سے بے لوث کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے ایک روز لوگوں سے کہا۔ کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور عینت میں داخل ہوا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور ان کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا۔ تو ابو ہریرہ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائے۔ وہ کون شخص ہے ابو ہریرہ نے کہا وہ اصیرم بن عبد شہل عمرو بن ثابت بن قش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں۔ میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز حضور اُحد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصیرم کو اسلام کا خیال آیا۔ اور اپنی تلوار لیکر مشرکین پر جا پڑا۔ اور بہت آدمی قتل کر سکے خود بھی زخمی ہوا۔ اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبد الاشمل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جو ان کا گزر اصیرم کے پاس ہوا۔ اور انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ تم کیونکر آئے اسلام کی رعیت سے یا قوم کی حمایت کے واسطے اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رعیت کے سبب سے آیا ہوں۔ اور میں خدا و رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لیکر مشرکین پر جا ملا اور اس قدر ان کو قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی۔ جس میں تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ پھر اس وقت اصیرم کی روح خضر بن کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر حضور کی خدمت میں عرض کیا حضور نے فرمایا اصیرم جنتی ہے۔



## عمر بن جوح کا شہیدین پر چہا کرنا اور شہید ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جوح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور ان کے چار بیٹے تھے جو حضور کے ساتھ مثل شہیدوں کے جہاد کیا کرتے تھے جب احد کی جنگ کا موقع ہوا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے ہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھر وہ حضور نے فرمایا اے عمرو بن جوح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے۔ تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی بھی خوشی ہے۔ تب پھر تم ان کو کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جوح نے جہاد کیا۔ اور شہید ہوئے۔

## ہندہ بنت عتبہ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

### کی لاش کو مثلاً کرنے کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی۔ اور ان کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے ان کالوں اور ناکوں کے بارہا کراپنے گلے میں پہنے۔ اور اپنا سارا زلیور اٹھار کر وحشی جبر بن مطعم کے غلام کو حضرت حمزہ کے شہید کرنے کے القام میں دیا۔ اور حضرت حمزہ کے جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں لیکر چبایا۔ مگر اس کو نگل نہ سکی۔ تب اس کو اگل دیا۔ اور پھر ایک اوسپنے پتھر پر چڑھی۔ اور پکار کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اثنا نے اس کو دندان شکن جواب دیا۔ اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب نے اس وقت حسان بن ثابت سے

فرمایا۔ اے ابن فریہ تم سن رہے ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہو کر رہی ہے۔ اور حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اس نے کی ہیں۔ ان کے گیت بنا کر گامی ہے۔ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ حسان نے کہا ہاں میں اس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا ہے۔ اور میں کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ

کے ہشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے۔ چنانچہ اس کو  
نہایت ذلیل اور خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

## علیس بن نبان کنانی کا ابوسفیان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے مشاہد کرنے پر غلامت کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں علیس بن نبان بنی حریث بن عبد مناتہ میں سے ایک شخص تھا۔ اور اس جنگ میں یہ ان مخالف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہ کی لاش کے جبرہ میں اپنا نیزہ مار رہا ہے۔ اللہ کہتا ہے تو نے مزہ چکھا۔ علیس نے پٹکار کھالے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چپا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا بیوہ حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے علیس سے کہا تجھ کو ضروری ہو میری بات کو ظاہر نہ کر یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے پھر جب ابوسفیان واپس ہوا۔ تو اس نے ایک شیلہ پر چڑھ کر یاواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تمہارے درمیان میں مثل ڈول کے ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوتی ہے۔ پھر کہا اسے شیلہ اپنے دین کو غالب کرے حضور نے ابوسفیان کا یہ کلام سنکر حضرت عمر سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو۔ اور کہو خدا عزوجل غالب اور اعلیٰ ہے ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول معذنی ہیں اور تمہارے عینی ہیں۔ جب حضرت عمر نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا۔ ابوسفیان نے کہا اسے عمر ذرا میرے پاس آؤ حضور نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمر اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا اسے عمر میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ۔ کہ تمہارا جنگ میں ہمارے ہاتھ سے؟ مل ہوئے یا نہیں۔ حضرت عمر نے کہا نہیں وہ تو شریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے ہاتھ پیچھے رکھا۔ تاک۔ کان کاٹنے کو نہ دیتا کہتے ہیں۔ ۱۷ شیلہ وہ بت ہی جو فاد گوہ کے مانند کھاتا تھا اور قریش اس کی پویش کیا کرتا تھا۔

نے کہا اے عمر میں تمہاری بات کو ابن قیس کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا  
نقمہ کا نام عبد اللہ تھا۔ پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لوگوں کے قتل ہو نیے نہ میں  
خوش ہوا نہ ناراض ہوا۔ اور میں نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا نہ ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد  
سلیمان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بند میں پھر ہوگی۔ حضور نے اپنے صحابہ میں سے  
شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو بہت اچھا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں بچتہ وعدہ ہے۔ پھر  
نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں آیا مکہ کو واپس جاتے  
یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو جاتا ہوں  
ان کو پورا مژہ چکھا ڈنگا۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں  
مے لیکر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔ حضور  
فرمایا کوئی آپس شخص ہے جو سعد بن زید کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص  
سے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہے۔ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش  
کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور ایک رقی جان بانی تھی۔ انصاری کہتے ہیں میں نے  
کہا اے سعد حضور نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ۔ سعد نے  
کہا میں مرادوں میں ہوں تم حضور سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن زید عرض کرتا ہے۔ کہ خدا آپ کو ہماری طرف  
سے ایسی بڑا ذخیرہ دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو۔ اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے  
سلام کہنا۔ اور کہنا کہ سعد بن زید تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو چکا۔ اور رسول خدا کو کوئی  
آسیب دشمن سے پہونچکا۔ پس تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو  
پس اس کو حضور کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتی چاہئے۔ اور حضور کو آسیب نہ پہونچے مونیانچا ہے  
انصاری کہتے ہیں پھر اسی وقت سعد بن زید نے انتقال کیا۔ اور میں نے حضور سے ان کو یہ بارگاہ واقع بیان کیا  
ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور دیکھا کہ ایک لڑکی کم سن  
حضرت ابوبکر کے مہینہ پرکھتی ہے اور ابوبکر اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے حضرت  
ابوبکر نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن زید کی ہے۔ جن کو عقبہ کے روز حضور نے نقیب بنایا تھا۔ اور وہ  
کی جنگ میں شریک تھے۔ پھر اس کی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر حضور حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈتے تشریف لائے۔ اور میدان کے بیچ  
میں دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا۔ اور جگر باہر نکلا پڑا ہے۔ اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ حضور نے اس  
جائے کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا۔ اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دستور نہ بتا لیتے۔ تو میں ان  
کی لاش کو یہی چھوڑ دیتا تاکہ حد نبی اور جانور کھا لیتے۔ اور اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا۔  
تو میں ضرور اس کے عوہن میں ان میں تین آدمیوں کو مسئلہ کروں گا۔ جب مسلمانوں نے حضور کا اس قدر رنج

و مال حضرت حمزہ کی حالت پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اس کو ایسا مثلہ کر بیچے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا۔ اور حضور نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سارنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔ حمزہ بن عبد المطلب خداؤ رسول کے شیر ہیں۔

رادی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابولہثمہ بن عبد اللہ اسد آپس میں دودھ پیتے تھے۔ ثوبہ ابولہب کی نوٹھی نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے اس غصہ اور کافروں سے انتقام لینے کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَإِنَّ عَذَابَهُمْ لَكَاظِمٌ مَّا عُوذُوا بِهِمْ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ جَدِيدًا**۔ یعنی اگر تم بالہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر کہ تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو۔ تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اسے رسول تم صبر ہی اختیار کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر نیچیدہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو۔ پس حضور نے معاف کر دیا۔ اور صبر فرمایا اور مشاہدہ کرنے سے منع کیا۔

سمر بن جندب سے روایت ہے کہ حضور نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم کیا اور مشلہ سے منع فرمایا ۔

ابن عباس کہتے ہیں حضور نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اڑھانے کا حکم کیا پھر ان پر غماز پڑھ لی اور سات تکبیریں کہیں پھر اور مقتول لاکر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے۔ اُن پر بھی حضور نے غماز پڑھ لی یہاں تک اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن آئیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں حضور نے اُن کے پیٹے زہیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو اگٹا پھیر دو تاکہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔ زہیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں تم اٹلی چلی جاؤ۔ صفیہ نے کہا کیوں۔ میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی کو مٹایا گیا ہے یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔ زہیر نے اُن کو حضور سے عرض کیا کہ حضور نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔ اور حمزہ کو دیکھ کر ان پر غماز پڑھی اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضور نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے پ

عبداللہ بن جحش کے گھر کو لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کو بھی مسئلہ کیا تھا مگر سہیٹ اُن کا چاک نہیں کیا تھا حضورؐ نے اُن کو بھی حضرت حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ یہ روایتیں نے انہیں لوگوں سے سُنی ہے اور کسی سے نہیں سنی اور عبداللہ بن جحش امیرِ بنتِ عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہؓ کے بھائی تھے بہت سے لوگ اپنے تئوں کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر حضورؐ نے منع فرما دیا تھا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کر دو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں ۔



جب حضور اُحد کے مقتولوں کے پاس تشریف لائے فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں فحشی ہوگا رقیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اسکو دفن میں مقدم کرو پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا ۛ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوگا خدا رقیامت کے روز اس کو اٹھائے گا اور اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی ۛ اور حضور نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن جوح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو کیونکہ یہ دونوں دنیا میں دوست تھے ۛ

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے۔ تو عمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی عمنہ نے انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تب بھی انہوں نے انا للہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بچپن ہو گئیں اور روتا شروع کیا حضور نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص بچہ ہوتا ہے کیونکہ عمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بچپن نہیں ہوئی جیسی کہ خاوند کی خبر سے بچپن ہوئی اور پھر حضور بنی عبداللہ شمل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے جب گزرے اور نوحہ دگریہ کی آواز حضور کے کان میں آئی تو خود حضور بھی رونے لگے اور فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے یہ سنکر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبداللہ شمل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہ پر رونیکے واسطے بھیجا ۛ جب حضور نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی فرمایا انصار پر حذر جم کرے یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیے کہ واپس چلی جائیں ۛ

روایت ہے کہ مدینہ میں حضور ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اس عورت کو اس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔ عورت نے کہا اور حضور کہاں ہیں لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا ہے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے حضور کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے یعنی سب سے زیادہ ہم کو حضور کی صحت و سلامتی مطلوب ہے ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب حضور اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو خوب اپنا جوہر دکھایا ہے۔ اور حضور کی اس تلوار کا نام ذو الفقار تھا۔ پھر جب حضرت علی نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو کہ اس نے آج خوب اپنا جوہر دکھایا ہے حضور نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں خوب جوہر دکھایا ہے۔ تو اللہ جانہ اور رحمت بن ضیف نے بھی تمہارے ساتھ خوب جوہر دکھایا ہے ۛ

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اُحد کی جنگ کے روز ایک غلیبی آواز آئی۔

كَاسِيفٍ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَ لَا فِئْتِ اِلَّا عِیْیَیْنِیْ ہے تلوار گرز و الفقار اور نہیں ہے کوئی جوان گمراہی ۛ

اور پھر حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے یہاں تک کہ  
خدا ہم کو فتح نصیب فرمائیگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا روز ہوا تو حضور نے حکم دیا  
اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور اُن کا تعاقب کرنے کے واسطے جمع  
کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا  
شخص نہ آئے۔ جابر بن عبد اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات  
بنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں  
تجھ کو حضور کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر تو اپنی بنوں کے پاس ٹھہر جا کر انکے پاس کوئی مرد نہیں  
ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ حضور نے اُن کو اجازت دیدی اور یہ حضور  
کے ساتھ ہوئے اور اس مرتبہ حضور اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی  
اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بنی عبد الاشمل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی  
ہو گئے تھے۔ جب ہم نے حضور کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے واسطے بلاتا ہے  
میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ جہاد حضور کے ساتھ کا ہم  
سے فوت ہوتا ہے۔ اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے۔ جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں  
پھر آخر ہم دونوں ہمت کر کے حضور کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس  
سے چلا نہ جاتا تو میں اُسکو سہارا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان  
گئے تھے۔

حضور نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل مقام حراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن کتوم  
کو چھوڑ گئے تھے۔ اور پیر مسگل بدھ تین روز یہاں مقام کیا پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت کہ آپ مقام  
حراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی حضور کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اُس وقت مشرک ہی تھا کہنے  
لگا۔ اے محمد تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تم کو لعنت  
ان میں قائم رکھے پھر یہ حضور سے رخصت ہو کر البوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اس وقت مقام روجہ میں اُترا ہوا تھا۔  
اور حضور کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔  
اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں۔ اُن کو بھی مار اس جھگڑے ہی کو پاک کریں۔ کہاتے ہیں البوسفیان نے معبد کو دیکھا  
پوچھا اے معبد کیا خبر لائے معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لیکر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔ اور اس قدر لشکر جبار  
دخو نخوا ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد  
کی غیر حاضری پر پوچھتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضبناک ہو رہے ہیں۔ البوسفیان نے کہا  
اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں مگر تجھ کو یقین نہیں ہے۔ تو خود سوار ہو کر جا اور

دیکھ لے ابو سفیان نے کہا ہم تو خود ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔  
سعد نے کہا میں تو تجھ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبد القیس کے چند سوار گذرے ابوسفیان نے اُن سے پوچھا کہا جاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم مدینہ جاتے ہیں ابوسفیان نے کہا کس واسطے انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے۔ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمدؐ سے پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اُس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُسکے معاوضہ میں سُنّ عکا کے اندر تم کو کئی اونٹ کشمش کے بھر دوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم مجھ کو خبر دے دینا۔ کہ ہم بہت سا ساز و سامان تمہارا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آرہے ہیں پس بنی عبد القیس کا قافلہ حمرار الاسد میں حضورؐ کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا حضورؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یٰلَہُ عَزَّوَجَلَّ یعنی کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کار ساز ہے۔ پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اپنے گمانِ باطل میں، صحابہ رضوانِ خدا کا استیصال کرے۔ صفوان بن اُبیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کو چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے جنگ کا نتیجہ عکس شکلے اس واسطے واپس چلنا بہتر ہے پس یہ سب لوگ مکہ کو واپس چلے گئے۔ راوی کہتا ہے۔ جس وقت حمرار الاسد میں حضورؐ کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی۔ ہے حضورؐ نے فرمایا اکتاہ میں نے ان کے واسطے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ اُن کے پاس سے گزریں گے۔ مثل روزِ گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں حضورؐ نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا۔ اور یہ معاویہ عبد الملک بن مردان کا نانا یعنی مردان اس کی بیٹی عائشہ کا بلیا تھا۔ حضورؐ نے اسکو بدر میں قید کیا تھا۔ اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے حضورؐ سے چھوڑ دینے کے واسطے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ اب ایسا نہ ہو گا۔ کہ مکہ کے لوگ بچہ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھر سے کہ میں نے محمدؐ کو دو مرتبہ فریب دیا اسے زہیر اس کی گردن مار دو۔ زہیر نے فوراً اُس کی گردن مار دی۔

پھر حضورؐ نے فرمایا سلمان ایک سو راخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جانا یعنی ایک دفعہ وہو کا کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا پھر عاصم سے فرمایا۔ کہ اس کی گردن مار دو چنانچہ عاصم نے اُس کو قتل کیا۔ اور ایک روایت اس طرح ہے۔ کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمرار الاسد واپس ہو کر قتل کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اور عثمان نے حضورؐ سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود حضورؐ نے صحابیہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

پھر جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے



روز جب حضور خطبہ پڑھ چکے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو یہ رسول خدا تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم کو قتل کرنے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ انکی امداد اور اعانت کرو ہر جگہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس جمعہ کو جو اس نے لیا کیا اور کھڑا ہوا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمن خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کا معلوم ہیں پس عبداللہ بن ابی ذیل ہو کر دیاں سے لوگوں کو الاٹکتا پھٹا پھٹا ہر جگہ۔ اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہیں کے کام کی نچنگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔ انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے۔ اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہیں کے کام کے پختہ ہونے کے واسطے تقریر بیان کرتا تھا۔ مگر انہیں کے چند اصحابیوں نے میرے کپڑے کھینچ کر روک دیا۔ ان انصاری نے کہا میرے ساتھ چل۔ میں حضور سے تیرے واسطے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو انکی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اللہ کی جنگ کا روز مسلمانوں کے واسطے آزمائش اور بلا اور صیدیت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز خداوند تعالیٰ نے شہادت اور کرامت و عنایت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

### جنگ اُحد کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں ساتھ انہیں اللہ تعالیٰ نے اُحد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائی۔ میں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِذْ عَلِمْنَا مِنْ مَّا هُمْ فِيْهِ يَمْشِيْنَ فَاَوْفَوْا بِالْعَهْدِ الَّذِيْ لَكُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور جب اسے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے واسطے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کر رہے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے۔

اِذْ هَمَّتْ كَاِلْتِمَاسٍ مِّنْكُمْ اَنْ تَفْشَرُوْا فَاَنْذَرَكُمْ اللّٰهُ وَلِيُّكُمْ مَا وَعَدَ اللّٰهُ فَاٰتٰهُمُ الْغَلٰبَ وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں یہ دونوں گروہ بنو سلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارث بن نبیت اؤس میں سے تھے اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا کیونکہ انکی بزدلی محض ضعیف جہانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ پس خدا نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی و دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ جنگ میں یہ شریک ہوئے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر کم زور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اس سے مدد کے خواستگار ہوں۔ تاکہ خدا ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنا دے۔

وَلَقَدْ كَفَرَ كُفْرًا يُّبْدٰی سِرًّا فَانْصَرَفْنَا عَنْهُمْ وَاللّٰهُ لَعَنَهُمْ وَكُنَّا لَهُمْ شَرِيْکًا فَاَنْصَرَفْنَا عَنْهُمْ وَاللّٰهُ لَعَنَهُمْ وَكُنَّا لَهُمْ شَرِيْکًا خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اس وقت تم قتل اور قوت میں تھوڑے اور ضعیف تھے۔ پس تم خدا سے تقویٰ کرو تاکہ تم شکر گزار نہ بنو یعنی تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يُّكَفِّرَكُمْ عَنْ اَنْ يُّدْخِلَكُمْ سَرِيْعًا فِيْ الْاٰثِمِيْنَ الْمَلَاٰئِكَةُ مُنْزِلِيْنَ بَلٰی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا يٰۤاُولٰٓئِکُمْ مِّنْ قُوْرٍ هٰمِهٍ هٰذَا مِمَّا دُكِّرْتُمْ سَرِيْعًا يُّخَمِّسُ الْاٰثِمِيْنَ

مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَسْبَوْنَهُمْ ۚ وَانْزِلْ عَلَيْهِمْ طُفْرًا مِّنْ ذُرِّ اسْمَاءٍ مُّطَهَّرَةً ۚ  
 تَازِيهِمْ وَتَكُنُ لَهُمْ بُرْجًا مُّحِيطَةً ۚ فِيهَا كُرْسِيُّهُ ۚ وَسُورَةُ الْمُرْجَاتِ ۚ وَالْجَنَّةُ  
 مَعَهُ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۚ وَتُفْرِغُ السَّاعِيَةُ ۚ وَنُفِثَ لَكُمْ فِي  
 الْحَرْبِ ۚ وَنُفِثَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ ۚ وَنُفِثَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ ۚ وَنُفِثَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ ۚ

الْحَزِينُ الْخَكِيْبُ ۝ اور اِس امداد ملائکہ کو خدا نے تمہارے واسطے بشارت کیا اور تاکہ تمہارے دل اِس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف یا تباہی ہے اور نہیں ہے مددِ خدا غالب اور کثرتِ ملے کے نزدیک سے یعنی تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے ۝

لِيَقْطَعَنَّ طَرَفَاتِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْيِكَتْهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝

ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کرو پس پھر جاویں وہ ناامید اور شکستہ کا میاب ہو کر

پھر ہمارے حضور سے خطاب کر کے فرماتا ہے لَيْتَنَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يَعْزَّ بِهَيْدٍ ذَاكُمُ ظَالِمُونَ اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے پس بیشک وہ ظالم ہیں +

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوْا اَمْۤوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ رِیْبًا ۚ وَاَقِیُّوْا لِلّٰهِ حَقَّهَا ۚ وَتَقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝  
وَالَّذِیْنَ اٰتٰهُمُ الذِّنْنُ مِنْۢ بَعْدِ مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَاُولٰٓئِكَ لَیْسَ لَهُمْ جَزَاٌ ۙ اِلَّا الْعَذَابُ ۚ وَهُمُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝  
والہ۔ دے گئے پر دگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے تقویٰ کر۔ تاکہ تم فلا جیت پاؤ اور اس آتش دوزخ سے  
ٹور جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جگہ نہ

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُودُ وَلَا مِزْوَالٌ  
لِّلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ الْكَاسِيَةَ الْغَظِيظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ  
وَالْحُبَّ الْحَنِينَ ۚ وَالَّذِينَ قَالُوا قَوْلًا حَاشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا وَالَّذِينَ  
ذَكَرُوا اللَّهَ فَأَعْلَوْا لَهُمْ جَزَاءُ هَمِّهِمْ ۚ



بدلہ یہ ہے کہ اُن کے واسطے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا +

پھر مسلمانوں کی اس بلاؤں مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تعزیرات  
اور تعزیمات کے طور سے ارشاد کرتا ہے۔ **فَلَمَّا خَلَّاتِ مِنْ قِبَلِكُمْ سُدُنْ فَسَيَّرُوا بِآلِ الْأَرْضِ قَائِلًا زُوَا**  
**كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمَلِكِ** **بَيْنَ هَاتَا آيَاتِ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ** **وَكَانَ**  
**وَكَاخِرَ لُوَا وَآخِرُ لَكُمْ** **إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** **وَ** **أَلَمْ تَرَ كَيْفَ جَعَلْنَا لِبَنِي إِسْرَءِيلَ**  
واقعات ہو گزرے ہیں۔ پس زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ احکام الہی کو نبھانے والوں کا انجام کیا ہوا یہ  
بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم بہت نہ مارو۔ اور  
عالمین نہ ہو۔ تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو۔

اِنْ يَسْئَلُكُمْ فَرَاخٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ فَسْخٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُنَادِ بِهَا بَيْنَ النَّاسِ  
وَلِيَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شَوَاقِدَ اَعْدَاءِ اللَّهِ وَلَا يَخِيبُ الظَّالِمِينَ ط وَلِيَتَخَيَّصَ اللَّهُ  
الَّذِينَ اٰمَنُوا وَيَتَّخِذَ الْكَافِرِينَ ط اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے طرف ثانی کو بھی  
بد میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے ان دلوں کو ہم لوگوں کے درمیان میں گردش دیتے ہیں کبھی فتح ہے  
کبھی شکست ہے۔ اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ  
بنائے اور اللہ ظالموں کو دست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے خدا مومنوں کو اور کفاروں کو سزا دے  
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَخْلَوْا بِالْجَنَّةِ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ يَجَاهِدُوا فِيْكُمْ وَيَعْلَمَ  
الصَّابِرِيْنَ ط کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم  
میں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔

اور بیشک تم تو موت کے آگے سے پہلے خدا کی راہ میں مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ پس اب تم نے اسکو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

فَمَا لِحَبَشَةِ الْأَسْرَسُوْلِ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى  
 أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَذَلِّبْ عَلَى عِمَّتَيْهِ فَلَنْ يَصُرَ اللهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ ه  
 اور محض نقطہ رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے۔ تم اپنی  
 ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا  
 ہے۔ اور شتریب خدا شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیگا یعنی یہ بات ظاہر ہے۔ کہ رسول ایک نہ ایک روز  
 انتقال فرمائیں گے۔ پس تم کو ان کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیئے۔ جیسے کہ ان کے سامنے ثابت ہو  
 وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا  
 نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ ه اور کسی نفس کو یہ لائق



اِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَشْلُوكَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الرُّسُلِ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاجِكُمْ فِي مَا بَيْنَكُمْ عَمَّا يَنْهَى عَنْهُ  
تَحْزَنُوا عَلَى مَا قَاتَلْتُمْ وَلَا تَمُوتُوا بِمَا كُفَرْتُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ جب تم بجائے جسے جہاد سے منع ہے اور  
پچھے نہ کر کسی کو دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکار رہے تھے پس تم کو منہج کے بعد منہج پہنچا۔  
تاکہ تم غمگین نہ ہو۔ اُس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ نہ ہزارستان کا  
کاموں سے جو تم کرتے ہو +

لَقَدْ أَكْرَهْنَا عَلَيْكُمْ مِنَ قَبْلِ الْعَهْدِ أَمْنَهُ لَكُمْ سَائِلُكُمْ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ  
أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ  
كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْلِفُونَ فِي الْأَنْفُسِ مَا لَا يَمِيدُونَ لَكَ يَحْكُمُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا دُفِنَّا  
هَهُنَا قُلْ لَنْ كُنْتُمْ فِي بَيْتِكُمْ لَبْرَزَ الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ فِي مَصَاحِبِهِمْ وَلِيُنْزِلَ اللَّهُ مَا فِي  
صُدُورِكُمْ وَلِيُخَيِّضَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا فِي الصُّدُورِ ۝ پھر خدا نے تم پر ایک طائفہ  
کی حالت طاری کی اور مسلمان حضور کو زندہ اور سلامت دیکھ کر خوشی کے مارے سامانِ غم پھول گئے اور  
آہنگ نے ایک گروہ کو تم میں سے ڈھک لیا۔ اور ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پُرپی ہوئی تھی۔  
اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے۔ ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہہ دو  
سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو اسے رسول تمہارے  
سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے  
گمراہ میں ہوتے۔ تب بھی جیکی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا۔ وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور تاکہ خدا تمہارے  
سینوں کی باتوں کو آدما لے۔ اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور خدا سینوں کی باتوں کا جاننے والا ہے +  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجْعَلُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا قَاتَلُوا الْإِخْوَانَ يَهُودِيًّا إِذَا ضَرَبُوا  
فِي الْأَرْضِ مِنْ أَذَى كَاتِلٍ أَتَى كَاتِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ وَمَا قَتَلُوا إِلَّا يَجْعَلِ اللَّهُ ذَلِكَ  
حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُخَيِّئُ وَيُمْنِيثُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ اے ایمان والو! تم ان  
کافروں کی مثل بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے  
ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ خدا نے ان کے ایسے خیالات کی واسطے  
کئے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں ہی حسرت رہے۔ اور خدا ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب  
کاموں کو دیکھ رہا ہے +

وَلَقَدْ قَاتَلْتُمُ الْيَهُودَ فِي بَيْتِ اللَّهِ أَوْ مُتَمِّعًا لِقَفْرِ ۝ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً مِمَّا يَجْعَلُونَ ط وَلَقَدْ  
مُتَمِّعًا أَوْ تَقَاتِلْتُمُ الْيَهُودَ فِي اللَّهِ خَشَرْتُكُمْ ط اور اگر تم وہاں خدا میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت  
اُن سال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جانے والے  
فِي مَآرِحِهِ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ تَهْتَمُّ وَكَوْنَتْ فَطْلًا غَلِيظًا الْقَلْبُ لَا تَقْضُوا مِنْ حَوْلِكَ ط  
فَاخْفَ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَارِهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِنَّ عَنْ مَتَّ قَتَلَ كُلَّ عَلَى اللَّهِ بِكَ اللَّهُ



يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۚ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يَخْشَى اللَّهَ مِنْكُمْ غَافِلًا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۚ  
لوگ اُحد کی جنگ میں تھکے اور گردے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو۔ اور ان کے واسطے  
دُعائے مغفرت کرو۔ اور امر جنگ میں ان سے مشورہ لو۔ اور حجب پورا قصد کرو۔ پس خدا ہی پر بھروسہ کرو بیشک  
خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۛ

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۚ  
وَعَلَى اللَّهِ تَكْلِيمٌ ۚ كَلَّ اللَّهُ الْمُؤْمِنُونَ ۚ ۛ اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور  
اگر خدا تمہاری ترک پاری کرے پس کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر مومن  
بھروسہ کریں ۛ

مَا كَانَ لِوَيْبِيِّ بْنِ يَعْتَلٍ وَ مَنْ يَخْلُلُ يَأْتِ بِمَا خَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يَكُنْ لَوْفِي نَفْسٍ  
مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْمَرُونَ ۚ ابی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے  
مال خیانت کو بیک قیامت کے روز حاضر ہو گا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اس کا بدلہ دیا جائیگا۔  
اور کسی کو بدلہ کم نہ دیا جائیگا ۛ

أَقْبَنِ اتَّبِعْ رِضْوَانُ اللَّهِ كَمَنْ بَاعَ بِخَبِيْثٍ مِنَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۚ  
هَبْ دَرَجَاتٍ عِندَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَمُحْسِنٍ ۚ بَيَّا يَعْمَلُونَ ۚ ۛ ایسا جس نے خدا کی رضا مندی کی پیروی کی  
وہ اس شخص کی مثل ہے جو خدا کے غصہ میں آگیا۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ  
لگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں کو دیکھتا ہے ۛ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ نَزَّلَ فِيهِمْ رِزْقًا مِنْ الْأَنْفُسِ ۚ يَتَنَافَسُونَ عَلَيْهَا ۚ  
بِرِزْقِهِمْ ۚ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَرَافِقًا كَانُوا مِنْ قَبْلُ ۚ لَقِيَ صَلَاتِي ۚ مُمِينِينَ ۚ مومنوں پر خدا نے  
بڑی ہی فضل کیا۔ کہ ان میں ان ہی میں کا ایک نزل بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سنا رہے اور کتاب  
اور حکمت ان کو تعلیم کرتا ہے۔ تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور بڑا یوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے  
آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے ۛ

أَوَلَمْ أَصَابِكُمْ مِصْرَبٌ ۚ فَذُكِّرْتُمْ ۚ مِثْلَهَا قُلْتُمْ ۚ إِنَّا نَزَّلْنَا قُلُوبَنَا ۚ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ  
إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہونچی۔ حالانکہ تم بدر  
کی جنگ میں اس سے وگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی کہہ دو۔ یہ  
تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بیشک خدا اس چیز پر قادر ہے ۛ

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۚ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنِينَ ۚ قَدْ لَيْسَ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ  
مَا فَتَنُوا مِنْكُمْ ۚ وَتَبِيلُكُمْ ۚ مَا لَوْ أَنَّا جَعَلْنَا فِي سُبُلِ اللَّهِ آوَادًا ۚ فَغَوَّاهَا لَوْ كُنَّا كُفْرًا ۚ قَالُوا لَا تَنْفَعُكُمْ  
هَٰؤُلَاءِ الْفَرَسُ ۚ كَذِبٌ ۚ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَكْمُلُونَ ۚ ۛ اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ  
میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہونچی پس خدا کے حکم سے تھی۔ تاکہ خدا تم میں سے مومنوں اور

منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ اؤ خدا کی را میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم رہائی مانگتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو جیتے یہ لوگ اس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور انکی پوشیدہ باتیں کو خوب جانتا ہے +

... الَّذِينَ قَالُوا لَا خِيفَةَ عَلَيْنَا مِنَ قِتَالِ مَا قَاتِلُوا قَالُوا نَدْعُوُكَ أَنْ تَقَاتِلَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اُن جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اگر یہ ہمارا کہہ لیتے تو قتل نہ کئے جاتے اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے نفسوں سے موت کو دفع کرو +

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے واسطے فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزِقُونَ فَرِحْنَاهُمْ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبِشِرُونَ بِالَّذِينَ لَا يُلَاقُوا إِلَهُكُمْ مِنْ خَلْفِهِمْ إِلَّا خِزْفٌ عَلَيْكُمْ وَكُلَاهُمْ يَخْرُتُونَ اُن جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے ہیں انکو تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے پیتے خوش ہیں اس نعمت کے ساتھ جو خدا نے انکو اپنے فضل سے دی ہے اسی اُن لوگوں کی خوشخبری پلٹے ہیں۔ جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے +

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں اُن کی روحیں خداوند تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھاووں کو کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلیں سونے کی لٹک رہی ہیں اُن میں آرام کرتے ہیں۔ اُحد پھر جب اپنی خوش میثی ادب کھانے پینے کو دیکھتے ہیں تو کہنے میں کاش ہم سے بھائی مسلمان ہمارے اس میثی سے واقف ہوتے تو جہاد میں رغبت کرتے۔ خدا تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

ابن عباس ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں۔ اور روزانہ صبح و شام جنت سے اُن کو رزق ملتا ہے +

ابن مسعود سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله انهم اموات بل هم حي عند ربهم يرزقون نے کہا ہم نے بھی اسکی نسبت حضور سے دریافت کیا تھا فرمایا تمہارا اسے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا۔ کہ اسے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اسے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں۔ چل اور میوے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اور عرض کیا کہ خداوند اچھا ہم یہ



چلتے ہیں کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کرے۔ اور ہم دُنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں ۛ

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں مجھ سے حضور نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سناؤں میں نے عرض کیا یا ابنی اللہ ستائے۔ فرمایا تیرا باپ جو اُحد میں شہید ہوا ہے خدا نے اُسکو زندگانی مرحمت فرمائی ہے اور فرمایا اے عبد اللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں ۛ

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا تم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دُنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دُنیا میں واپس آتا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دُنیا کی نعمتیں اُسکو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں دوبارہ آئے جہاد کرے ۛ

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابَ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ سُوْلٍ مِنْ بَعْدِ مَا اٰمَنَّا بِالْحَقِّ اَلْقَوُۡمُ الدِّیْنَ اَخْلَسُوْا اَوْ شَهَّدُوْا اَلْقَوُۡمُ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَبَّوْا اَلْاَكْبَادَ كَمَا خَشَوْا اَمَّهُمْ فَرَاَدُوْهُمْ اِلَیْمَانًا وَّ قَالُوْا احْبَبْنَا اللّٰهَ وَ لِعِزِّمُ النَّاسِ و طعن لوگوں نے خدا سے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ پہنچا ان کو زخم جہاد میں نیک لوگوں اور تقویٰ کرنے والوں کے واسطے اُن میں سے اُجبر عظیم ہے جن لوگوں سے مکہ سے اُن کو چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سن کر ایمان زیادہ ہوا۔ اور اُنہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کار ساز ہے ۛ

قَالَ قَلْبُیْوَا بِسَعْمِیْهِ مِنَ اللّٰهِ وَّ لَمْ یَسْتَسْخِمْ سُوْعًا وَّ اَتَّبَعُوْا رِضْوَانِ اللّٰهِ ط وَاَللّٰهُ ذَرَفَتْ لَیْ عَظِیْمٌ ۛ پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی بُرائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضا مندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۛ

اِمَّا وَّ لَكُمْ الشَّیْطَانُ یُخَوِّتُ اَوْ لِبَیْعًا وَّ فَلَاحًا فُوْهُمُ وَّ عَاقِبُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَّ کَا یَفْعَلُ مَلِکُ الَّذِیْنَ یَسَیْرُوْنَ فِی الْکَفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ یُضْرُوْا اللّٰهَ شَیْئًا یُرِیْدُ اللّٰهُ وَاَلَا یَجْعَلُ لَهُمُ حِطَّیْنِ الْاٰخِرِ ۛ وَاَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اَبْعَظِیْمٌ ۛ بیشک یہ خبر شیطانی تھی اپنے دوستوں کو وہ ڈراتا ہے پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسول تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر میں دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور ان کے واسطے بڑا بھاری عذاب ہے ۛ

اِنَّ الَّذِیْنَ اسْتَمْنُوْا وَالَّذِیْنَ یَاٰی اِیْمَانٍ لَّنْ یُفْضَرْ وَاَللّٰهُ شَیْئًا وَّ لَهُمُ صَدَاقٌ اَلِیْمٌ ۛ بیشک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خرید لیا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کے واسطے درونگ عذاب ہے ۛ

إِنَّمَا وَكَلَهُمُ اللَّهُ عَذَابُكَ مُهِينٌ ۖ اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفاروں کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ انکے نفع کے واسطے بہتر ہے۔ ایمان کو اس واسطے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں۔ اور ان سے واسطے ذلیل کرنے والا عذاب ہے ۚ

مَا كَانَ اللَّهُ مَبِيتًا وَالْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا مَنَعَهُمْ عَلَيْهِ حَقٌّ يَدْعُوا الْغَيْبَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ - يَلْعَنُ اللَّهُ جَبَّتِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمُّوا بِمَا لِلَّهِ وَمَا سُئِلَ فِيهِ قَالُوا تَكُونُوا وَتَكُونُوا أَفَلَا تَعْلَمُونَ ۚ خدا مومنوں کو اس حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اسے منافقوا تم ہو یا نیک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ ولیکن خدا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا و رسول کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ کرو گے۔ پس تمہارے واسطے اجر عظیم ہے ۚ

### ان مہاجرین کے نام جو احد کی جنگ میں شہید ہوئے

قبیلہ قریظ کی شریخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم شہید ہوئے وحشی جبر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا ۚ

ادہ بنی امیہ بن عبد شمس سے عبد اللہ بن حبش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھے ۚ  
ادہ بنی عبد الدار بن قصی سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کو ابن کعبہ لہشی نے قتل کیا تھا ۚ  
ادہ بنی مخزوم بن یعقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے یہ سب چار شخص مہاجرین ہیں تھے

### اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے

بنی عبد الاشہل میں سے عمرو بن معاذ بن نیمان۔ اور حرث بن انس بن رافع اور عمارہ بن زیاد بن سکون۔ اور سلمہ بن ثابت بن دقش اور عمرو بن ثابت بن دقش۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ ثابت سلمہ اور عمرو کے والد بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے ۚ  
ادہ رفاعہ بن دقش اور حیل بن جابر ابو حذیفہ بن یمان کے باپ انکو بیان کرتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کو مسلمانوں نے دہوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور ابو حذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں کو معاف کر دیا تھا ۚ

ادہ صیفی بن قیظی اور حباب بن قیظی اور عباد بن سہل اور حرث بن اوس بن معاذ یہ سب بارہ شخص تھے ۚ

اور اہل راحہ میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبد الاکرم بن زعور ابن جشم بن عبد الاشہل۔ اور عبید بن تیمان اور حنیب بن زید بن تیم بن شخص شہید ہوئے ۚ  
ادہ بنی ظفر میں سے زید بن حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے ۚ

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیہ بن زید سے ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید اور بطلہ بن ابی عامر بن سیفی بن نعمان بن مالک بن امتان کو شہاد بن اخو بن شعیب لیشی نے شہید کیا تھا۔ اور بنی فہیل ملائکہ ہیں۔ یہ وہ شخص تھے۔

اور بنی عبید بن زید میں سے انیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔  
 اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حنیفہ جو سعد بن حنیفہ کے ماں شریک بھائی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو حنیفہ بن عمرو بن ثابت ہیں۔ اور عبد اللہ بن جبریل بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے۔ وہ شخص شہید ہوئے۔  
 اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے عبید بن جبریل ابوسد ایک شخص شہید ہوئے۔  
 اور ان کے خلفاء میں سے جو بنی عجلان سے تھے عبد اللہ بن سلمہ ایک آدمی شہید ہوئے۔  
 اور بنی معاویہ بن مالک میں سے بیہ بن حاطب بن حارث بن قیس بن ہبشہ ایک شخص۔  
 اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔  
 اور ثابت بن عمرو بن زید اور عامر بن مخلد۔ یہ شخص اور بنی مبدول میں سے ابو ہریرہ بن حارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبدول۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ وہ شخص شہید ہوئے۔  
 اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن اسد ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ اوس حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔ اور بنی عدی بن نجار میں سے انس بن نضر بن غنم بن زید بن عزام بن جذہ بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس انس بن مالک حضور کے خادم کے چچا تھے۔  
 اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس بن مخلد اور کیسان بن ان کا غلام یہ وہ شخص۔  
 اور بنی دینار بن نجار میں سے سلیم بن حارث اور نعمان بن عبید عمرو یہ وہ شخص۔  
 اور بنی حارث بن خزرج میں سے حارث بن زید بن ابی زبیر اور سعد بن زبیر بن عمرو بن ابی زبیر یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن قیس شخص شہید ہوئے۔

بنی ابجر میں سے جن کو بنی غدرہ کہتے ہیں۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر یہ یہ غدری کے والد تھے اور ابوسعد غدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔ اور سعید بن سواد بن قیس بن عامر بن عباد بن ابجر۔ اور غنیمہ بن ریح بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارث بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ اور ثقف بن فردہ بن بدی یہ وہ شخص شہید ہوئے۔  
 اور بنی طریفہ میں سے عبد اللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف اور حنظلہ ان کے حلیف بنی جریئہ میں سے یہ وہ شخص شہید ہوئے۔  
 اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالمہ میں سے ابو ہریرہ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم



بن سالم میں سے نوفل بن عبد اللہ۔ اور عباس بن عبادہ بن نضالہ بن مالک۔ اور عثمان بن مالک بن ثعلبہ بن خمر بن غنم بن سالم۔ اور مجذوب بن زیاد بن کے حلیف قبیلہ بلی ہے۔ اور عبادہ بن صحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور عثمان بن مالک اور مجذوب اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔ اور بنی جبلی میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرم۔ اور عمرو بن جوح بن زید بن حرام یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے اور غلاب بن عمرو بن جوح بن زید بن حرام۔ اور ابو ایمن عمرو بن جوح کے آزاد غلام۔ چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے سلیم بن عمرو بن جدیدہ اور ان کے آزاد غلام عشرہ۔ اور مال بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس یہ تین شخص شہید ہوئے۔ اور بنی زریق بن عامر میں سے ذکوان بن عبد قیس۔ اور عبید بن معالی بن لؤس یہ دو شخص شہید ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معالی بنی حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پس کل ہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ آمد میں شہید ہوئے کل بیٹھ شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں:- اوس کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ثعلبہ ان کے حلیف مزینہ سے۔ اور بنی خطیب میں سے حرث بن عدی بن غریبہ بن امیہ بن عامر بن خطیب شہید ہوئے۔ اور سہمہ کا نام عبد اللہ بن جثیم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔ اور بنی عمرو بن مالک بن نجار سے ایاس بنی عدی شہید ہوئے۔ اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

### ان مشرکین کے نام جو جنگِ احد میں قتل ہوئے

ابن اسحاق کہتے ہیں:- احد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبد الدار سے جو علم بردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبد الحمز بن عثمان بن عبد الدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابو سعید بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علی ہی نے اس کو بھی قتل کیا۔ اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ساف بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔ اور کلاب بن طلحہ اور صرث بن طلحہ کو بنی تضر کے حلیف قرمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبد الرحمن بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور اوطاة بن عبد شریک بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ابو یزید بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو ابو صواب اسکے ایک حدیثی غلام کو قرمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علی نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابو جابر نے قتل کیا ہے۔ اور قاسط بن شریک بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قرمان نے قتل کیا۔

کیا سب گیارہ اونوں کی شاخ ہے

اور بنی اسد بن عبد معری بن قضی میں سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابو الحکم بن احنس بن شریح بن عمرو بن دہب ثقی ان کے حلیف کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ اور سباع بن عبد العزیٰ عبد العزیٰ کا نام عمرو بن نضله ہے اسکو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے

اور بنی مخزوم بن لیقظہ میں سے ہشام بن اُمیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ابو اُمیہ بن ابی صلیح بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص اس قبیلہ کے قتل ہوئے

اور بنی جحج بن عمرو میں سے عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن دہب بن حذافہ بن جحج جو ابو عزرہ کہتے تھے اسکو حضور نے بحالت گرفتاری قتل فرمایا۔ اور ابی بن خلف بن دہب بن حذافہ بن جحج جو خاص حضور نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے

اور بنی عامر بن لوی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ یہ سب شریکین میں سے بالیس آدمی قتل ہوئے

جنگ احد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعرا عرب نے کہے ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں

### حسان بن ثابت نے شکرین قریش کو مخاطب کیے اشعار

سَقَمْتُ كُنَا مَنَّةً جَهْلًا مِثْ سَقَا مَتَكُمُ إِلَى الزَّمَوِلِ فُجِنْدُ اللَّهُ فُحْزُنُهَا  
 وترجمہ قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جہالت اور بیوقوفی سے رسول خدا کے مقابلہ پر لائے پس خدا کا شکر انکو ذیل کرتیوا ہے  
 أَوْرَدْتُكُمْ هَاجِرًا مِنَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً قَالُوا مَوْعِدُهَا وَالْقَتْلُ لَا يَهْمُهَا  
 (۱) موت کے گلے پہنے اور ظاہر مقاموں پر تم نے انکو لا کر کھڑا کر دیا پس اگ خدا کا ہانکی ہے اور قتل ان سے ملنے والا ہے  
 جَمَعْتُمْوَاهُمْ أَحَابِيشَ بِلَا حَسَبِ أَمَّةٍ الْكَافِرُ عَزَّ شَكْمُ كَلَّوْا عَنْهَا  
 جمع کیا تم نے ان کو مختلف قبائل غیر حبشہ والوں سے اے مشرک اور کفر کے تم کو ہانکے سرکشوں نے فریاد اور دہوکا دیا ہے  
 أَلَا أَعْتَبُرُكُمْ بِحَيْثُ اللَّهِ إِذْ قَتَلْتُ أَهْلَ الْقَلْبِ وَمَنْ أَلْفَيْتُمْ كَفَيْتُمْ  
 (۲) کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے اہل قلب کو قتل کیا اور جو اس کے لشکر کو ڈالا  
 كَذَّبْتُمْ مِنْ أَسِيرٍ فَكَلْنَا كُيْلًا لَمْ نَمَنْ وَجَزَ مَا صِيَّتْ كُنَّا مَوَالِيهَا  
 (۳) بہت سے قیدی تمہارے ہم نے بغیر فدیہ لے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے جن کے ہم  
 آقا اور وہ ہمارے غلام تھے



## کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اشعار کے

أَبْلَغُ قُرَيْشٍ عَلَى نَائِبِهَا أَلْفَحَى مَنَابِسًا لَمْ تَكُنْ فَتَحَلَّ بِقَتْلِي أَصَابَتُهُمْ

ترجمہ: قریش کو انکی دوری پر یہ بات پہونچا دو کہ کیا تم ہم سے اُس بات میں فخر کرتے ہو جو تم کو میسر نہیں ہوئی۔ تم اُن مقتولوں کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کو

فَوَاصِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفْضِلِ خَلَقَ اجْتَنَاءًا وَالْقَوَاكِمُ أَسْوَدًا تَحَاوَى عَنِ الْأَمْثَلِ  
بڑی بڑی نعمتیں فضل پروردگار سے پہونچیں۔ پس وہ توجہت میں جا داخل ہوئے۔ اور تمہاری سرکوبی کے واسطے بڑے بڑے بہادر چھوڑ گئے ہیں :

تَقَاتِلْ عَنْ دِينِهَا وَسَطَهَا بَنَى عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْسُكَلْ

جواپنے دین کی طرف سے جنگ کرتے ہیں اور اُن کے درمیان میں بنی ہیں جو حق سے پیچھے نہیں رہتے۔ نہ اس کے اعلان کرنے میں کسی کا خوف کرتے ہیں :

## یوم الریح کا بیان جس کا واقعہ ۳۰ مہری میں ہوا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدکہ کی شاخ ہیں :  
اور اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ حضور ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تاکہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ حضور نے چھ اصحابی ان لوگوں کے ساتھ کئے جن کے نام یہ ہیں۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہ کے حلیف اور خالد بن کبیر لیشی بنی ہدی بن کعب کے حلیف اور عاصم بن ثابت بن ابی الفح قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے۔ اور حبیب بن ہدی قبیلہ بنی جحی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وثنہ بن معاویہ۔ اور عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔ اور ان سب میں حضور نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔ جب قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لیکر مقام ریح میں پہونچے جو قبیلہ نذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارہ پر واقع ہے۔ ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ غدر کیا۔ اور قبیلہ نذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہ اُس وقت اپنے حینہ ہی میں تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لیجائیں۔ اور ان سے تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن کبیر نے کہا قسم ہے خدا کی ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے اور عاصم کی کنیت ابوسیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے اور عاصم کے شہید ہونے کے بعد نذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلا فہ بنت

سعد کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ جب عاصم نے اُسکے دونوں بیٹوں کو اُحد میں قتل کیا تھا۔ تو اُس نے نذرمانی تھی کہ اگر مجھ کو موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوؤں گی۔ اور عاصم نے مشرکین کو ناپاک سمجھ کر خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا۔ اب جو ہذیل نے یہ ارادہ کیا خداوند تعالیٰ نے اس زور کی بارش برسائی۔ کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بارش کی رو میں انکی لاش بہ گئی۔ اور کسی کو اُس کا پتہ نہ چالو حضرت عمرؓ نے جب یہ واقعہ عاصم کا سنا تو فرمایا کہ یہ اُسی عہد کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں خدا سے کیا تھا کہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے انکی لاش کو مشرکین کے ہاتھ نہ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

اور زید بن دثنہ اور حنیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور زندگانی کو عزیز سمجھ کر انہوں نے اپنے بیٹے بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام مزلہ میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ اور حنیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ جو مکہ میں ان کے قید تھے فروخت کر دیا حنیب کو تو بحیر بن ابی اہاب بنی تہمی بنی تو قیل کے حلیف نے خرید ا عقبہ بن حرث بن عامر بن قوتار کے واسطے کیونکہ ابواہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اسکے باپ کو حنیب نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ اُمیہ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لیجا کر انکو قتل کرے اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے انکو باہر لے گئے۔ ابوسفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمدؐ کی اس جگہ گردن ماریں زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں۔ اور حضرت متحد کے ایک کاٹا بھی لگے ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ حیا میں نے محمدؐ کے اصحاب کو محمدؐ کا درت دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن دثنہ کو شہید کیا۔

ماویہ بن حنیف بن ابی اہاب کی لونڈی کہتی ہے کہ حنیب میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھ کر ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھاتے ہیں تعجب ہوا کیونکہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ تیسرے تھے۔ پھر یہ ماویہ کہتی ہے کہ قتل کئے روز حنیب نے مجھ سے کہا کہ استرہ مجھ کو دیدار میں قتل کے واسطے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو استرہ دیا اور کہا کہ یہ حنیب کو دیدے پھر مجھ کو خوف ہوا کہ حنیب کہیں اس لڑکے کو استرہ سے قتل نہ کرے۔ اور اپنے خون کا بدلہ لے لے اور میں نے اپنے تئیں بہت علامت کی۔ لڑکا حنیب کو استرہ دے آیا حنیب نے اس سے کہا تیری ماں کو خیال ہوا ہے۔ کہ کہیں میں تجھ کو قتل نہ کر دوں پھر حنیب نے اُس کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ حنیب کو لیکر مقام تنعیم میں آئے۔ تاکہ ان کو قتل کریں حنیب نے کہا اگر تم نہ ہو تو کس کو اتنی حنیب وہ کہ میں دو کہتیں پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ اور حنیب نے ابھی

طرح سے دو کعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس حنیب ہی نے اہل اسلام کے واسطے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ سکالا ہے۔ راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے حنیب کو ایک لکڑی سے باندھا۔ حنیب نے اُس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔ معاویہ البوسفیان کے بیٹے کہتے ہیں میں اُس وقت موجود تھا جب حنیب نے قریش کو یہ بددعا دی ہے اور میں اس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اُس بددعا کا اثر نہیں ہوتا ہے ۛ

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سنا ہے کہ میں نے حنیب کو قتل نہیں کیا کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابویسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا۔ اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس حربہ کے ساتھ حنیب کو قتل کیا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص سعید بن عامر بن خدیج حمی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور اس شخص کو نکاح بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر نے اُس شخص سے سوال کیا کہ یہ تجھ کو کیا بیماری ہے اُس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب حنیب کو قتل کیا گیا ہے۔ اور انکی بددعائیں سنی تھی۔ پس قسم ہے خدا کی جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے ۛ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قریش نے حرام مہینہ میں حنیب کو قید رکھا پھر اُسکے گزرنے کے بعد ان کو شہید کیا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے بعض منافقوں نے کہا کہ یہ لوگ نہایت نالائق تھے۔ جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ خداوند تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائی ۛ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلِيُشْهَدَ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قُلُوبِهِ وَهُوَ أَلْفٌ خَصَامٌ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَمْرِ مَن لِّيُعْجِبَ فِيهَا وَيُجْهَلَ الْأَحْرُتُ وَالشُّرُ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ اتَّقَىٰ اللَّهُ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِتْصَادِ ۛ

رَبِّسَ إِلَيْهَا دُؤْلُهُ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُكْذِبُ لِقَوْلِهِ ابْتَغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَهُ نُجُومٌ بِالْعِبَادِ ۛ اور ایک وہ شخص ہے اسے رسول جس کا قول تم کو زندگانی دُنیا میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑا لو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے زمین میں فساد کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے۔ اور خدا نسا دکر درست نہیں ہے۔ اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کرو تو اسکو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لینی ہے جتنے گناہ دنیا باز رہنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے۔ پس کافی ہے اسکو جہنم اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے نہیں۔



ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضا مندی میں فروخت کرتے ہیں۔ اور خدا بندوں کے ساتھ مہربان ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ طیب نے اپنی شہادت کے پر شعار پڑھے۔ اشعار  
 اَللّٰهُ اَسْكُوْهُ عَزَّ وَجَلَّ لَشَيْءٍ كَرِهْتِيْ . دَعَا رَحْمَةً لِّلْاَحْزَابِ لِيُغْنِيَ عَنْهُمْ  
 ترجمہ میں خدا کی حضور میں اپنی غربت اور کرم کی شکایت کرتا ہوں۔ اور اس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے واسطے کیا +

فَكَالْاَحْزَابِ صَبْرًا عَلٰى مَا يُرَادُوْهُ . فَقَدْ يَنْصَبُوْنَ الْحِجْيَ وَقَدْ يَاسَ مَطْبَعِيْ  
 ترجمہ پس عرش والے ہی نے مجھ کو اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ پس بیشک میرے گوشت کے انہوں نے ٹکڑے کر دئے ہیں اور مجھ کو نا امید ہی ہو گئی ہے +  
 وَ ذٰلِكَ فِيْ ذٰلِكَ الْاَلَاءِ وَاِنْ يَّكْشَا . يَبَارِكْ عَلٰى اَرْصَالِ سِلَاحٍ مُّنْزَعِ  
 ترجمہ اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو جہم کے پریشان جھٹھے کے جوڑوں پر برکت عنایت کرے +

وَقَدْ خَيْرُوْهُنَّ اَلْكَفَرِ وَالْمَنَافَةِ دَوْنَهُ . وَقَدْ هَمَمْتُ عَيْنَايَ مِنْ فَيْرٍ يَّجْزَعِ  
 ترجمہ کفاروں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ اور میری آنکھیں بغیر بصری کے جاری نہیں رہیں۔  
 وَمَا بِيْ حِيْنَ اَرَادَ الْكَوْبُ اِلَيَّ مَيِّتًا . وَ لٰكِنْ حِيْنَ اَرَىْ جُحْمًا نَّارًا مُّفْلِعِ  
 ترجمہ مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بیشک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی آتش شعلہ زن کا خوف ہے۔  
 فَلَمَّا اَبَا لِيْ جِيْنًا اُقْتُلَ مُّسْلِمًا . عَلٰى اَنِّيْ جُنُبٌ كَانَتْ فِيْ اِلٰهٍ مَّكْرَعِيْ  
 ترجمہ پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پردہ نہیں ہے کہ کسی پہلو پر راوند میں میرا گرتا ہو +

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے ضیاب بن عدی کے قتل میں کو شش کی وہ ہیں  
 عكره بن ابي جهم، عبد الله بن ابي قيس بن عبد ود، اور اخضر بن شريق، لقيط بن زهره، حليف  
 عبد عبيد بن حكيم بن امية بن حارث بن الاقرس، سلی بن امیہ بن عبد شمس کا حلیف اور امیہ بن ابی عتبہ اور خضرمی کے بیٹے +  
 ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا مرثیہ کہا ہے جو اس واقعہ میں شہید ہوئے

### مرثیہ

فَتَمَيَّ الْاِلٰهَ مَعَالِ الْمَنَاتِ تَتَابَعُوا . يَوْمَ الرَّجِيْعِ قَاتِلُوْا اَوْ اَيُّوْا . رَأْسُ الشَّرِيْفَةِ مَوْقِدٌ وَّ اَمِيْرُهُمْ  
 ترجمہ خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید ہو کر بزرگی اور ثواب کو پہنچے۔ رزید جو لشکر کے سردار اور امیر تھے +  
 وَ اَنْتَ الْبَكِيْرُ اَمَامَهُمْ وَ خَمِيْنُ . وَاَنْتَ بَطِيْنُ اَيُّوْا وَ ذَلَّتْ جَنَّتُكُمْ . وَاَقَامَ لَشَرِّهِمْ مَعَهُ الْمَلَكُوتُ  
 ترجمہ اور ابن بکیر جو لشکر کے امام تھے اور خبیب۔ اور شارق کے فرزند اور ابن دشمن بھی انہیں میں سے

تھے وہیں ٹکی موت اُن کو پہنچتی جو اُن کے واسطے لکھی ہوئی تھی +  
 وَالْعَاصِمَةُ الْمَقْتُولُ مِنْهُمْ كَسَبَ الْمَعَالِي إِنَّهُ لَكَسُوبٌ مَنَعَ الْمَقَادَةَ أَنْ يَتَنَاوَا ظَهْرَهُ  
 اور عاصم جو رجم کے پاس شہید ہوئے۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے جا مل گیا اور یہ بڑے جا مل کرنے والے  
 تھے۔ لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا +

حَتَّى يَجَالِدَ إِنَّهُ لَلْغَيْبِ

یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار سے جنگ کی بیشک یہ بڑے جوانمرد تھے

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور سے اللہ علیہ وسلم شوال کے باقی مہینہ اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم میں  
 یہاں رہے۔ اور مشرکوں ہی نے اس حج کی بنا پر مدینہ کی پھر حضور نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینہ کے  
 بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام ہیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا +

### ہیر معونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہ عامر بن مالک بن جعفرؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے اس کو  
 اسلام کی دعوت کی اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ حضور اپنے اصحاب میں سے چند  
 لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں۔ ترجمہ کو امید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ حضور نے فرمایا مجھ کو اندیشہ  
 ہے کہ وہاں کے لوگ غدر نہ کریں ابو ہریرہ نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں حضور نے اس کے کہنے سے چالیس  
 صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا۔ جن میں یہ لوگ بھی تھے منذر بن عمرو اور حریٹ بن صمد اور حرام بن ملحان بنی نجار  
 میں سے اور عردہ بن اسماء بن صلت سلمیٰ اور نافع بن بزل بن درقار غزاعی اور عامر بن نفیرہ حضرت ابو بکر کا  
 غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے بدریہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام ہیر معونہ پر پہنچے  
 یہ مقام بنی عامر اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان میں تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب  
 صحابہ یہاں آکر ٹھہرے۔ حرام بن ملحان کو انہوں نے ایچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا جس  
 وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اس نے خط کو بھی نہ دیکھا۔ خدا حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو  
 صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے۔ ہم ابو ہریرہ کے عہد کو نہیں  
 توڑتے ہیں۔ وہ حضور صلعم سے ان کے واسطے ضمانت ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور  
 بنی رعل اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا۔ اور صحابہ کی طرف  
 روانہ ہوئے۔ اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر ان پر جا پڑے۔ اور سب صحابہ  
 شہید ہوئے سوا ایک کعب بن زید کے۔ کان میں ایک دوق جان باقی تھی۔ مقتولوں میں سے کھسک کھسک  
 کر یہ نکل آئے اور پھر بالکل تندرست ہو گئے۔ اور خندق کی جنگ میں شہید ہوئے +

طاوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام  
 کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقیب بن ایحہ بن ملج تھے +



ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ان دونوں شخصوں کو صحابہ نے اس وقت تک پہنچا دیا۔ یہ خبر پہنچا دی ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر جا کر رہا ہے اسکو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے۔ کیا اس پرندہ کی ضرورت کوئی خاص حالت معلوم ہوئی ہے اور پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں۔ اور لشکر سے ان کے قابض کھڑے ہیں انصار کی شخصیت نے عمر بن امیہ صغریٰ سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم حضور کے پاس نہیں آؤں اور اس واقعہ کی خبر کریں انصار نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس جگہ سے۔ اس نے جانتا تھا کہ عمر و شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر اور لوگ حضور کے گوش گزار کریں گے۔ پھر انہوں نے دشمنوں کو ہتھیار کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔ اور عمر بن امیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر چپ ٹھون کو یہ حاوم ہوا کہ شہید قبیلہ مضر ہے ہیں۔ ثبام انہوں نے انکو چھوڑ دیا اور عمر بن طفیل کے عمرو بن امیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی ناز پوری کر نیکی خیال سے ان کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اسکی بل کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ عمر بن امیہ یہاں سے روانہ ہوا کہ جب مقام قرقر میں پہنچے۔ وہاں غلام ہیں۔ سے دو شخص اور بھی آکر ٹھہرے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمر مدنی کہتے ہیں۔ کہ یہ وہ نواسہ بنی سلیم ہیں۔ یہ سے تھے۔ اور یہ دونوں شخص عمر بن امیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمر بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور عمر کو یہ حال حاوم نہ تھا۔ کہ حضور کی (ال) سے صلح ہوئی۔ ہے۔ یہ دونوں آتے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر جب عمر بن امیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا نوحہ ہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلی بار ان کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے پیچھے پڑا ہوں نہ تھا۔ جب ابو بکر صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی۔ ان کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گذرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی شیریںیت کے زمانہ میں تھے۔ اور ان شہیدوں میں عامر بن فہر بھی تھے۔ جن کی نہایت عامر بن طفیل کرنا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ جب وہ قتل ہوا۔ تو آسمان وزمین کے درمیان میں معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن فہر ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جبار بن علی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اس کے سینہ سے پار ہو گیا اور اس نے کہا ظلم ہے خدا کی۔ میں اپنے مطلب کو پہنچا۔ جبار کہتا ہے۔ میں اس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا۔ کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے اس کا مطلب شہادت کے ساتھ قاتل ہونا تھا جو اس کو نصیب ہوئی۔ پھر ربیعہ بن عامر بن طفیل پر حملہ کیا۔ اور ایک نیزہ اس کے مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا۔ اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر

کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر خدا مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے واسطے ہے۔ اس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی بھیری راستے ہوگی۔ اس کے موافق عمل کروں گا۔

### بنی انصیر کے علما و علمائے عرب کا بیان جو سگہ ہجری میں واقع ہوا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وہاں مشغولوں کے خونہا کے متعلق گفتگو کرنے سے روک دیا۔ بنی انصیر میں تشریف لیگے جن کو عمر بن ابی سفیر نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مشغول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو حضور نے اطلاع دیدی تھی۔ اور بنی انصیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے حضور نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا اے محمد بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی انصیر کے لوگوں نے پوشیدہ پر شورہ کیا کہ ایسا موقع فرصت کا ہاتھ نہ ملے گا۔ محاکمہ زندہ چھوڑ دو۔ اور ایک شخص عمرو بن جامل بن کعب کو انہوں نے اس حکم پر آمادہ کیا۔ کہ جس دیوار کے نیچے حضور تشریف رکھتے تھے۔ دوسری طرف سے اُس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر حضور کے اوپر گرا دے تاکہ حضور شہید ہو جائیں۔ چنانچہ کیجر آیا۔ نے اس واقعہ کی خبر کی۔ اور اسی وقت حضور بغیر کسی سے کہے تھے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صواب حضور کے تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نے کہا کہ میں نے حضور کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یثرب مدینہ میں پہلے آئے۔ پھر حضور نے ان سے بنی انصیر کے اس حکم کو فرمایا بیان کیا۔ اور بنی انصیر سے جنگ۔ و حرب کی تیاری کا حکم دیا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نام مقرر کر کے حضور روانہ ہوئے۔ اور فتح الاول کے مہینہ میں ابن کاحاصہ کو کیا۔ اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی انصیر قلعہ بند ہوئے اور چھ شہانہ روز حاضر کو ان کے محاصرہ میں گذر گئے تب حضور نے حکم دیا۔ کہ ان کے باغات کاٹ دیے جائیں۔ اور کھیتوں میں آگ لگا دی جائے۔ اس وقت بنی انصیر نے غل مچایا کہ اسے محمد تم کو فساد کر بیٹھے۔ سب سے بد۔ اور فساد کی کوڑا لگاتے ہوئے۔ اب کیا وجہ ہے۔ کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو۔ اور حیاواتے ہو۔

بنی حنیفہ بن ضریر میں سے بعض منافقین نے جن میں عبد اللہ بن ابی بن سلول اور دو بچہ بن مالک بن ابی قتل اور دوسرے اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی انصیر کو کھلا بھیجا تھا۔ کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ نہ کرو گے تو ہم بھی تم سے ساتھ جنگ میں شریک ہونگے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کیس اور پیلے جاؤ گے تو ہم بھی تم سے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ ابی بھر و نہ پر بنی انصیر کی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے ان کی کچھ مالد کی۔ اور وہ لاچار ہوئے۔ حضور سے انہوں نے کھلا بھیجا۔ کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں۔ اور یہ اجازت دیں کہ جو قدر مال ہم سے اونٹوں پر لیجا یا جانے کے ہم لیجا لیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ حضور نے اس بات کو ان کی منظور فرمایا۔ اور وہ اپنا کل مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کوڑا اور پوکھٹ بھی لے گئے۔ اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ

پھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو ان میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بیسے۔ جو خیبر میں گئے۔  
 ان میں اشرف یہ لوگ تھے سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن معج بن ابی الحقیق اور حمی بن اخطب +  
 ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ اور انکی عورتیں  
 گیسٹ گاتی۔ اور وف بجائی جاتی تھیں۔ اور ایک عورت ان میں عروہ بن درعلسی کی بیوی نہایت صاحب  
 جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ اور بنی نضیر باقی کل مال اپنا حضور کے واسطے چھوڑ گئے۔  
 اور یہ مال فاص حضور کا تھا جہاں حضور چاہتے۔ اسکو خرچ کرتے تھے۔ اور ان مہاجرین پر حضور نے اس مال  
 کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے حضور نے کچھ نہیں دیا سو ایک سہل بن جنیف  
 اور ہود جانہ کے کہ جب انہوں نے حضور سے اپنی تنگ دستی بیان کی۔ تو حضور نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی  
 نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاجش نے اور  
 دوسرے ابوسعید بن دہب نے اور حضور نے ان کے مالوں پر ان کو برقرار رکھا +  
 یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضور نے یامین سے کہا۔ کہ تم نے نہیں دیکھا۔  
 کہ تمہارے بھائی عمرو بن حجاجش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا یا یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن  
 حجاجش کو قتل کر دیا +

بنی نضیر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے سورہ شہر نازل فرمائی ہے۔ اور اس میں حضور کو ان پر  
 مسلط کرنے اور پھر حضور کے ان کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے +  
 چنانچہ فرماتا ہے **هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَنَّهُمْ**  
**مَاتُوا فِي بَطْنِهِمْ جُؤَادَظُنُوا إِنَّهُمْ لَمَّا لَحِقَتْهُمْ حَقُوقُهُمْ مِنْ دِينِهِ فَاَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا**  
**وَقَدْ كَفَرَ فِي قُلُوبِهِمُ الزُّعْبُ يُخِئُّ لَوْنُ بَيُوتِهِمْ يَأْتِيَانِيَهُمْ وَيَأْتِيَانِيَهُمْ فَاَعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ**  
 وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے ان کے گھروں سے نکالا۔  
 مسلمانوں کو تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلتے۔ کیونکہ انکی موت و شہادت بہت تھی۔ اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے۔  
 کہ ان کے گلے ان کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ پس خدا کا عذاب ان پر اس جگہ سے آیا جہاں سے ان کو گمان  
 بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں  
 کے ہاتھوں سے ہیں اسے آنکھوں والو۔ ان کے حال سے عبرت پکڑو +

وَلَوْ كَانُوا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَلَّاهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ  
 اور اگر خدا ان کے واسطے جلا وطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے واسطے آگ کا  
 عذاب ہے +

**مَا تَقَطَّعَتْ مِنْ طِينَةٍ أَذْكَرَ كُتُومًا هَاقَائِمَةً عَلَى أَصُولِهَا فَيَا ذِينَ اللَّهِ هُيُوتِي الْفَاسِقِينَ**  
 جو کچھ تم نے قطع کی وہ خدا کے حکم سے کی۔ اور جس کو تم نے اسکی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ  
 فاسقوں کو دلیل کرے +





میں آیا۔ حضور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تلواریں آپ کے آگے رکھی تھیں۔ غورٹ بٹے کہا اے محمد میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ بلادی کہتا ہے حضور کی تلوار پر چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ غورٹ نے اُس کو اٹھا لیا۔ اور میان سے نکال کر ہلانے لگا۔ اور کہا اے محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر ہے۔ حضور نے فرمایا میرا امیر ادا نکلا ہے۔ میں تم سے کچھ نہیں ڈرتا۔ لیکن بعد غورٹ نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا النِّعْمَةَ الَّتِي عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ ان يَسْطُرَ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ**۔ اے اللہ! فليتوكل المؤمنون یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کر کے قتل کیا۔ پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور خدا نے تمہاری تقویٰ کو روکا۔ اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت نبی نفسیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ جبکہ انہوں نے حضور کے قتل کرنے کے واسطے مکر کیا تھا۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں میں حضور کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے حضور واپس آئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر کیا بات ہے جو تو پیچھے رہ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اونٹ نہیں چلتا حضور نے فرمایا اس کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھا یا حضور نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دے یا کسی تخت میں سے توڑ لا۔ میں نے ایک لکڑی لا کر حضور کو دی۔ حضور نے مجھ سے فرمایا تو اونٹ پر سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر حضور نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اُس اونٹ کو ماری۔ پھر وہ اونٹ سائڈ میوں سے آگے جاتا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور کی نذر کرتا ہوں حضور نے فرمایا میں نہیں خریدت کرو۔ میں نے عرض کیا تو حضور قیمت بیان فرمائیں کہ کیا دینگے۔ فرمایا میں ایک درم کو لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت کم ہے۔ قیمت ہے حضور نے فرمایا اچھا دو درم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے۔ یہاں تک کہ حضور بڑبڑاتے بڑبڑاتے ایک اوقیہ پر پونے پونے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک اوقیہ پر حضور راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا میں تو یہ اونٹ آپ کا ہو چکا حضور نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر تم نے شادی کی ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اگر عورت ہے یا بیٹیہ سے۔ میں نے عرض کیا بیٹیہ سے۔ فرمایا اگر وہ ست شادی کیوں نہ کی نہ تم سے خوش ہوتی۔ اور تم اُس سے خوش ہو رہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد احمد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا۔ کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کے گھر و بار کو نبھال سکے حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشا اللہ برکت ہوگی +

اور اسے جایا اگر ہم کسی شہید پر پونے۔ تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دینگے۔ اور آج کا دن وہیں گزرا دینگے۔ اسے جایا برہماری میری اپنے خیار میں کو صاف کر لگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے اگر وہ عورت ہے جس کا شادی نہیں ہوئی اور بیٹیہ وہ ہے جسکی شادی ہو چکی ہے۔



پاس نثارق کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہونگے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیے۔ جابر کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے حضور نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے پھر شام کو حضور اپنے گھر میں تشریف لے گئے ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لیکر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندھ کر آپ مسجد کے اندر حضور کے پاس گیا اور بیٹھ گیا حضور مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا یہ اونٹ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔ حضور نے فرمایا جابر کہاں ہیں میں بلایا گیا حضور نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے اونٹ کو لیجاؤ یہ تمہارا ہی ہے۔ اور پھر بلال کو حکم دیا کہ جابر کو لیجا کر ایک اوقیہ دید و چنا پنجہ بلال نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا ہوا گیا تک کہ یہ حیرت کی جنگ ہوئی ۛ

جابر کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے۔ تو ایک شخص کسی مشرک کی عورت پر واقع ہوا تھا۔ اور اس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اس کو خبر ہوئی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحاب محمد کا خون نہ بہاؤں گا۔ واپس نہ ہونگا۔ پھر یہ شخص حضور کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ حضور منزل پر پہنچ کر فرودکش ہوئے اور فرمایا کون شخص آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا۔ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ ان میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے حضور نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔ چنانچہ یہ دونوں اس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجر سے کہا کہ تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجر نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات جاگ لو۔ پس مہاجر سو رہا اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا۔ کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ پس انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا۔ اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اس شخص نے ایک تیر اور مارا۔ انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اس نے تیسرا تیر مارا۔ جب انصاری نے رکوع و سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا۔ اور اپنے ساتھی مہاجر کو جگایا۔ جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اور مہاجر نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا۔ کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد حضور مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے پھر مکہ مجری میں شعبان کے اندر آپ نے ملوثی دعدہ البوسفیان کے بدر کا ارادہ کیا۔

### بدر کا دوسرا غزوہ

حضور صحابہ کا لشکر لیکر مدینہ میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر میں حضور نے اٹھ روز البوسفیان کا انتظار کیا اور البوسفیان اہل مکہ کو لیکر جب مقام طمران یا علفان میں پہنچا۔ تو اس کی رائے واپس کہ چلے جانے کی ہوئی۔ اور اس نے قریش سے کہا

کہاے قریش تمہارے سفر کے واسطے ایسا موسم ہونا چاہیے جس میں تم جانوروں کو اپنے چرا بھی سکو اور درد بھی خوب پیو۔ اور یہ موسم خشکی کا ہے۔ اس واسطے میری ہدایت ہے کہ تم واپس مکہ کو چلے چلو۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اور اس لشکر کا نام اہل مکہ نے حبشہ سولق رکھا تھا کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت پئے تھے :

حضور بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار کر ہی رہے تھے کہ حبشہ بن عمرو ضمری کا حضور کے پاس گزر ہوا۔ اور یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ ودان میں حضور نے بنی ضمرہ کی بابت علم لیا تھا۔ اور اس نے کہا اے محمد کیا تم اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرتے آئے ہو حضور نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر میرا جی چاہتا ہے تو تم تیری صلح کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرتے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ کر دیگا۔ حبشہ نے کہا اے محمد قسم ہے خدا کی ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے : پھر حضور ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے :

### غزوہ دومۃ الجندل کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آن کر حضور کئی مہینے تک مدینہ میں رہے۔ اور ربیع الاول میں آپ غزوہ دومۃ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے :

### غزوہ خندق کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال ۵ میں درپیش ہوا اور ابتداء اس کی اس طرح ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری اور جی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوزہ بن قیس وائل اور الامارہ اٹلی وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی داکل میں سے تھے یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ اور ان کو حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تم محمد سے جنگ کرو۔ ہم بالکل بیخبر بنیاد ان کی اگھیر کر پھینک دیئے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو۔ اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمد کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے۔ اور تم بہ نسبت محمد کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اَلَمْذُکْرَ اِلَى الَّذِیْنَ اَوْفَوْا نَصِیْبَہُمْ مِنَ الْکِتَابِ یَوْمَ صُنُونٍ بِالْحِیْتِ وَالطَّلَاعِ وَتَطَسَّیْ اَخْرَجَ اس کا مفصل بیان اوپر گزر چکا ہے :

قریش فوراً حضور کی جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ اور یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے۔ اور ان کو بھی حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا اور غطفان میں بنی خزاعہ

کامرہ بن عیینہ بن جحش بن خذیفہ بن بدر تھا۔ اور بنی مرہ کا سردار حضرت بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی شعیب کا سردار  
سعد بن خذیفہ بن نویرہ بن طریف بن محمد بن عبد اللہ بن ہلال بن سلاوہ بن اشجہ بن ریش بن خطفان تھا۔  
جب حضور نے یہ خبر سنی تب آپ نے خندق پر پہنچنے کے گرد بنائے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو غربت و  
کی خاطر سے حضور بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے  
تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ حضور کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے چھاگ جاتے تھے۔ اور مسلمانوں  
کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی۔ جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور سے اجازت لیکر  
اپنے کام کو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اِنَّكَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ  
فَرَسُوْا لِهٖ وَاِذَا كَانُوْا اِمْحًا عَلٰۤی اَمْرٍ جَامِعٍ كَمَدٍ بَيْنَ مَشْرَاحَتِيْ يَسْتَاْذِلُوْكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِلُوْكَ  
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَلُوْكَ لِيَنْخُصَّ مِنْهُ بَعْضٌ فَاَذِنْ لِّمَنۡ شِئْتَ  
مِّنْهُمْ وَاَسْتَغْفِرْ لَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ذی بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا اور رسول کے  
ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب رسول کے ساتھ کسی امر بات پر ہوتے ہیں۔ رسول کی بغیر اجازت کہہیں  
نہیں جاتے۔ ایسے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب تم سے  
اپنی کسی ضرورت کے واسطے اجازت لیں۔ ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو۔ اور خدا سے ان کے واسطے  
سفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی جو چپے چپکے کھسک کر یا کرتے تھے لا تَخْلُوْا دَعْوَةَ  
الرَّسُوْلِ يٰۤاَيُّهَا بَعْضُكُمْ يَدْعُوْا كَدِّ فِئَةٍ بَعْضُكُمْ يَدْعُوْا كَدِّ فِئَةٍ اِلٰی اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ مِنْكُمْ لَوِ اِذَا اَقْلَمُوا دَعْوَةَ  
يَحْتَالُوْنَ عَنْ اَمْرِ اَنْ لَّيُصِيبَكُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اَكْبَرُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مَآ فِی السَّمٰوٰتِ وَاَكْبَرُ الَّذِيْنَ  
قَدْ يَحْلِفُوْنَ مَا اَتَتْكُمْ عَلَيْهِ وَاَيُّكُمْ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ شَيْءٌ عَلِيْدٌ اَوْ رُوْلٌ  
کے بیانے کو ایسا نہ کرو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بیشک خدا ان لوگوں کو خوب جاننا ہے  
جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات  
سے خوف کرنا چاہیے۔ کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بیشک خدا ہی کے واسطے ہے  
جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس بات کو جس پر تم ہو۔ اور جس روز وہ اسکی حضور میں  
حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ ان سے ان کو خبردار کرو گے۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے  
ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں حضور سے متعدد پیچھڑنا ہر ہونے۔ جن کے بیان  
کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان پیچھڑنا  
کو پچھم خود دیکھا ہے۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین  
تھلی حضور سے اس کا ذکر کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اس میں گدال پر ہادڑ رکھ کر کچھ کاہ کر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر  
کھودیں حضور نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا حضور نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈال دیا۔ اور  
پھر اس پانی کو اس سخت جگہ پھڑک دیا۔ پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اس جگہ موجود تھے۔ کہ قسم ہے



ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ حضور کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے وہ زمین ایسی نرم ہوگئی جیسے ریت اور بہت جلد اس کو اٹھا کر پھینک دیا :

لعمان بن بشر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہتا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں میں ان کھجوروں کو لیکر چلی اور حضور کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈتے ہی تھی حضور نے فرمایا۔ اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضور نے فرمایا لا بھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضور کے دلوں ہاتھوں میں رکھ دیں حضور نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا۔ اور پھر ان کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا۔ اور ایک شخص نے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلاؤ۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے۔ اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں :

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ہم حضور کے ساتھ خندق کے کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں حضور کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکالو۔ میں حضور کی دعوت کروں گا۔ جب شام ہوئی اور حضور مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہ قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور کی دعوت کرتا ہوں حضور میرے گھر تشریف لے چلیں جابر کہتے ہیں میں یہ جانتا تھا کہ حضور تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئینگے۔ مگر حضور نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دیدو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حضور مع لوگوں کے میرے گھر میں تشریف لائے ہم نے کھانا مکا لکر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جلتے تھے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے :

سلمان فارسی کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چیز میں نے اس کے اکھاڑنے میں کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ حضور نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس پتھر پر لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی خداوند تعالیٰ نے عین کو بھر پختہ کیا۔ ساورد دوسری بار تک شام اور مغرب کو فتح کیا۔ اور تیسری بار شرق کو فتح کیا :

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر اور عثمان کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ تو ابو ہریرہؓ مجاہدین سے کہا کرتے تھے کہ جہان تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے اُن سب کی گنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمدؐ کو عنایت فرمادی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لیکر مقام مجتمع الاسیال میں اُن پہنچے۔ یہ مقام زمین روم میں حرت اور زغالہ کے درمیان واقع ہے۔ اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تمامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لیکر اُحد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں اُن اترے۔ حضور رسول خداؐ کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لیکر خندق کے اس طرف صف آرا ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقع پر حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے حکم دیا تھا کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا جی بن اخطب کعب بن اسد قرظی بنی قریظہ کے سردار کے پاس پہنچا۔ اور اس کعب نے حضور سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ جی بن اخطب جو اس کے پاس آیا اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور اُس کو اپنے پاس آنے نہ دیا۔ جی بن اخطب نے غل جپائی۔ کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور دوسرے میرا محمدؐ سے عہد ہو چکا ہے۔ اور میں نے محمدؐ کو باؤنا اور عہد کا پورا پایا ہے میں نہیں چاہتا کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں جی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرضیکہ جب جی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو بلایا۔ اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لیکر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے۔ کہ ہم بغیر محمدؐ کا استیصال کئے واپس نہ ہونگے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے جی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری لیکر میرے پاس آیا ہے۔ اے جی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔ کیونکہ میں نے محمدؐ کو نہایت باؤفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔ الغرض جی بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کر لیا کہ اگر ہم یعنی قریش اور غطفان کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں اگر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے جی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا۔ اور حضور کے عہد کو توڑ ڈالا۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول خداؐ کا عہد شکستہ کر کے جی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے۔ تب حضور نے سعد بن نفعان کو جو ادس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ میں کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور



ابن عبد اللہ بن رواحہ اور خواتین میں جبر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا۔ تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق معلوم کریں اور ان سے حضور نے فرما دیا کہ اگر یہ خبر سچ ہو تو تب تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے۔ اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سستی تھی۔ اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضور کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا کا عہد کسب سے توڑا۔ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول خدا کون ہے اور محمد سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔ اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلتانی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلتامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اے مسلمانو! خدا بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قیس نے جو بنی عمرو بن ہذیل سے تھا کہا کہ محمدؐ سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اب یہابی یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جاسکتا۔

بعث اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدکلی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ اور اس بن قیس نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم کو گھیر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرض کہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔ راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی صورت سے کچھ اوپر نہیں راہیں پڑے رہے سوائے اندانی کے اور جنگ نہیں ہوتی۔

مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن خذیفہ بن بدر اور خربہ بن غوث بن ابی عارفہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کی لے اور یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر تحفظوں اور گواہیوں سے ہونہ مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضور نے اس کا مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آیا اس بات کا خدا نے حضور کو حکم کیا ہے یا حضور اپنی رائے سے اسکو کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تسکین اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کو قدامت ہو جائے گی سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سنت مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوا دہائی یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب جو خدا نے ہم کو حضور کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ اور خدا نے

اس لئے جبراً یہ دینی ہم سے ایک کھجور دے سکتے تھے۔

آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی اب ہم ان سے دہ کر گس طرح اپنا مال ان کو دینیں۔ قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اہل کچھ ان کو نہ دیں گے۔ خدا جب چاہیگا ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیگا۔

حضور نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کا غلہ کو یکے بڑا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے۔ ہمارا کہیں اسی طرح جب بہت روز گذر گئے۔ کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی۔ قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ ان میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبد دؤد بن ابی قیس بنی عامر بن لوی میں سے اور اسد بن ابی جہل اور ہبیرہ بن عبد مناف اور ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے۔ اور کئے گئے۔ اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو گا کہ کون فتح سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا کر دیکھا ہے ایسا کہ عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضور کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اور ماجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ حضور نے جو قصہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ پینہ دیا وہ چوڑی نہ تھی۔ اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لیکر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبد دؤد نام لکھا۔ بار کی جنگ میں یہ شخص بہت مرنخی ہو گیا تھا۔ اور اعد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے کہ میرے مقابل کون آتا ہے۔ حضرت علی اس کے مقابل گئے۔ اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے کہا نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا۔ تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علی نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا۔ اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علی پر تلوار ماری۔ حضرت نے اس کا وارزد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو لمٹے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی راستے مارنے خندق سے باہر نکال کر بھاگ دیا۔ اور مکر مہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بے سرو پا بھاگا۔ کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔ خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شمار کرتے ہیں یہ تھی۔ کہ ہر ایک مسلمان خدا کا ایک حصہ تھا۔ کہتا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

اس جنگ میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عاربہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام  
بینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور محکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں  
اور اس وقت تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نہ ہوا تھا +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گذرے اور میں نے انکی زندہ کو دیکھا  
کہ ہرٹ بیدہ اور بچھی ہوئی تھی۔ اور اس میں سے سعد کی گلاٹیاں باہر نکلی ہوئی تھیں عائشہ فرماتی ہیں میں نے  
سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی ترہ درت ہوتی تو بہتر تھا۔ اہ میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے ترہ  
لگ بھاسے چٹا پنچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکل رگ میں ایک تیراں کر لگا۔ اور یہ تیر حیان بن قیس بن عرقہ بنی عازر  
کے ایک شخص نے مارا تھا اور اسے وقت کہا تھا۔ کہ میرا یہ تیر نوش کر۔ اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا  
تیرے منہ کو دوزخ میں ڈالے۔ پھر خدا سے دعا کی۔ کہ اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ  
رکھیو۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے تیرے رسول  
کو نکالے ہیں۔ اور ان کو ان کے گھر سے نکالا ہے۔ اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔  
تو مجھ کو اس رقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قریش کی ہلاکت دیکھ لوں +

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو ابو اسامہ جثنی بنی مخزوم کے عیث نے تیر مارا تھا۔ اور بعض کہتے  
ہیں خفاجہ بن عاصم بن حیان نے تیر مارا تھا۔ اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور کی بھوپھی خیا  
بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت  
کے واسطے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد ویرا ہے اور  
حضور اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آگیا۔ تو سخت مشکل ہوگی۔  
پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اور محل دیکھ رہا ہے  
یہ یہودی اس کا بخیر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام  
کا آدمی نہیں ہوں مدفیہ کہتی ہیں۔ جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور بھی کہ ابن میں ہمت نہیں ہے۔  
میں خود ایک لٹھ لیکر قلعہ سے باہر نکلی۔ اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا پھر حسان سے انکر  
کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کرائی ہوں۔ تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں جو مکہ عورت ہوں  
اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں آتے حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ  
ضرورت نہیں ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں جبکہ مسلمان اس شدت اور تلکی میں تھے۔ کہ چاروں طرف سے دشمنوں  
نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیس بن ثعلبہ بن قنقذ بن ہلال بن خلدہ بن اشج بن ریش  
بن غطفان حنظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میری  
قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ حنظلہ نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی غیرت ہو  
ہو سکے کرو۔ اور جو نہ لڑائی کرے لہذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ نعیم نے عرض



کیا بہت بہتر ہے پھر نعیم حضور کے پاس آئے اور پہلے یہ ابن کے بڑے دوست بنی قریظہ سے انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بیشک تم بہت بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد سے عہد شکنی کی ہے یہ بچاؤ کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمد تم پر حملہ کرینگے اس وقت تم کیا کرو گے۔ ورتم میں محمد کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن کے اپنے پاس مقید رکھو۔ تاکہ اگر محمد تم پر حملہ کریں۔ تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں بنی قریظہ نے کہا اب نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کرینگے اور بغیر اسکے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔ نعیم قریش کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو۔ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریشہ محمد سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں۔ اور محمد سے انہوں نے کھلا کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ چند قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لا دیں۔ آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمد نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریشہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم چند آدمی بطور رہن کے مانگیں۔ اور پھر ان کو محمد کے پاس بھیجیں اور محمد ان کو قتل کر دیں۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریشہ کو نہ دینا۔ ورنہ تم بھینٹاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور ذلیل ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیار ہے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے غطفان کہ بیشک تم سچ کہنے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات سہین میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمد پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پر سے پہلے سخت پریشان ہو گئے ہیں بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے۔ اور وہ راز بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمد ہم کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہونگے تو ہم کو یقین ہوگا۔ کہ ضرور تم ہماری مدد کو آ جاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا۔ کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ قسم ہے خدا کی ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے۔ اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس جیلہ حوالہ کو نہیں منستے۔ اگر تم کو ہمارا نہ دینا ہے۔ تو تمہارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے

ہم ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کے آپس میں بھپوٹ ڈال دی ۛ

راوی کہتا ہے اور خدا کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا۔ کہ اُس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی۔ کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے الٹ گئے۔ اور کھانے پینے کا سارا سامان اُن کا خراب ہو گیا اور ماہِ سردی کے پریشان ہو گئے ۛ

راوی کہتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے خلیفہ بن میان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تاکہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گذری ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے خلیفہ بن میان سے کہا کہ کیا آپ نے مول خدا کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں خلیفہ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے۔ خلیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا اے خلیفہ اگر ہم لوگ حضور کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔ خلیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خدقی کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھا۔ حضور نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایا کرن شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لادے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے خلیفہ کہتے ہیں۔ خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب حضور نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے خلیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ کہنا۔ سیدھے ہمارے پاس چلا آؤ۔ اور خلیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی۔ تم ایسی جگہ میں آن کر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں ۛ

اور بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلافتی کی۔ اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گذریں۔ اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح کا ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو بے مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم کہہ کو واپس چلے چلو۔ اور پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے پیکیڑہ بندھا ہوا تھا ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا تب ایک اور شخص نے اس کا پیکیڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ خلیفہ کہتے ہیں۔ اگر حضور مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا ۛ

خلیفہ کہتے ہیں۔ پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اُس وقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا۔ اور چادر مجھ پر ڈال دی پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا ۛ

قریش کے واپس جانے کی خبر سننے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے ۛ



## بنی قریظہ کا غزوہ

ابن اسحاق کہتے ہیں شہہ بھری میں جبکہ مسلمان اور حضور خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبریل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے فخر و رسوا حضور کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دئے۔ حضور نے فرمایا ہاں جبریل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک دو قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لیجائے اور میں بھی انہیں کی طرف جاتا ہوں ۛ

حضور نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سنتے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھی اور مدینہ میں حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا ۛ

پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی انکے ساتھ ہوئے۔ جب حضرت علی بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے۔ حضور کی شان میں ان کے گستاخانہ کلمات سن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے۔ اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی۔ اور عرض کیا حضور اگر آپ بذات خاص ان جنیثوں کی طرف تشریف نہ لائیوں تو کچھ حرج ہمیں ہے۔ حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ان کو میرے تیئیں برا بھلا کہتے سنا ہے۔ علی نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لینگے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پس جب حضور ان کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا اے ابوالقاسم تم تو جاہل نہ تھے اب یہ کس قسم کا کلام کرتے ہو ۛ

بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے حضور کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ حضور نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وجہ بن خنیفہ کلبی سفید فخر پر سوار جس کا زین پوش دیباچ کا تھا۔ یہاں سے گزرا ہے حضور نے فرمایا وہ جبریل تھے۔ خداوند نے ان کو اس واسطے بھیجا۔ تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ اور ان کے دلوں پر خوف اور غم غالب کریں ۛ

الغرض جب حضور بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ ان کے ایک کنوئیں پر جب کوہرانا کہتے تھے آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آن کر جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ حضور نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور حضور کے پاس آئے شروع ہوئے۔ اور یہیں حضور کے اس عشاء کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا۔ اور خدا نے اپنی کتاب میں انکی بڑائی بیان کی ۛ

حضور نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ کیونکہ بنی اسرائیل سے ایک فرقہ کو خداوند تعالیٰ نے بندوں کی صورت میں منع کر دیا تھا۔

نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد عی بن خطیب بنی نصیر کا سراپا بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس موافق عہد کے آگیا تھا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہونگے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ بس یہودیو جس حالت اور عیبت میں تم مبتلا ہو اسکو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اسکو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان شخص کا اتباع کریں۔ اور ان کی تصدیق بجا لائیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ کہ یہ سچے نبی ہیں۔ اور وہی رسول ہیں۔ چنانچہ تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ کہ ہم تو رات کے ذریعہ کو چھوڑا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تواریخ کھینچ کر محمد اور ان کے اصحاب پر جاؤ۔ اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو پسٹھاختے قتل کرو۔ پھر خود لڑکر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمد پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے اور بہشت سی عورتیں اور اولاد دیتا ہو جائیگی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹک نہ پیگیا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بچہ اپنی زندگانی کا کیا لطف پہنچا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو۔ کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بیفکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شبخون مارو شاید اس ترکیب سے تم کا سیلاب ہو یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مر چکے ہیں۔

پھر ان سب لوگوں نے حضرت کنیز مت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے حضرت ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ بن کے پاس پہنچے بہت سے مرد و عورت بنی قریظہ کے ان کے ہاٹے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آگیا۔ اور انہوں نے کہا اسے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمد کے حکم پر آتے ہیں ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے دل سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔ ابولبابہ کہتے ہیں وہاں میں پہلے نہ پایا تھا۔ کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا۔ کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد خریف میں آیا اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور بول میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہ فرمایا گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہونگا۔ بعد ہی قریظہ میں جہاں میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا لِلْبَاطِلِ حُكْمَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا كَمَا تَأْمَنُ الْكُفْرُ وَالْكَافِرُونَ**۔ یعنی اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی عزابی کو چاہتے ہو۔

جب ابولبابہ کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیے دیر ہوئی اور حضور کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اس کے واسطے دے دیتے مگر تیرا کتاب جو خود آتش نے اپنی حرکت کی ہے۔ میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا۔ جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضور پر نازل ہوا۔ اور حضور پہنچے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضور کس بات سے پہنچے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہمتا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ میں ام سلمہ نے اپنے چہرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولینگے۔ جب میں کھولنگا۔ چنانچہ جب حضور صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے۔ تب آپ ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ انکی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔ اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَالْآخِرُونَ اَعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ اَنْزَلْتَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ اَنْزَلْتَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ اَنْزَلْتَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ اَنْزَلْتَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن مسیبہ اور سعید بن مسیبہ اور اسد بن عبید جو بنی ہل میں سے تھے بنی قریظہ میں سے نہ نصیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اسی رات اسلام لائے۔ جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اور اسی رات میں عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکلا حضور کے پاس بان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گذرا۔ جب محمد بن مسلمہ نے اس کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور یہ وہ شخص تھا جس نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا۔ کہ میں تمہارے کبھی عہد نہ کر دے گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچانا۔ اس سے کچھ نہ کہا۔ اور جانے دیا۔ عمرو بن سعد وہ سے مسجد نبوی کے صودا پر آیا اور پھر اس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضور سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا۔ کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اس نجات دی۔

پھر جب صبح کو بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے قبیلہ ادس نے حضور سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ یہ بنی قریظہ ہمارے موالی ہیں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں۔ اور حضور نے ہمارے خدو جی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ایسی وہ فیصلہ فرمایا ہے کہ حضور جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب حضور نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا



تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضور کے حکم پر اتر آئے تب حضور نے اُن کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو نشان  
لکھا یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ حضور نے فرمایا اسے اوس کے لوگوں کو کیا تم اس بات سے رضی نہیں ہو۔  
کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرتے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی  
ہیں حضور نے فرمایا۔ پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ اور حضور نے ان کو ایک عورت  
رفیدہ نام کے غیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر غیموں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھی اور بڑی تجربہ کار تھی  
اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک میں بنی قریظہ کی تم سے واپس آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضور نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حکم بنایا انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے  
پاس گئے۔ اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جیم اور خوبصورت شخص تھے۔  
اور حضور کی خدمت میں لیکر آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان  
کرنا۔ کیونکہ حضور نے تم کو اسی واسطے اس فیصلہ کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص  
نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب شکر بیت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس  
سے کھڑے تھے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبداللہ شمل میں جا کر بنی قریظہ  
کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت حضور کے سامنے پہنچے حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے  
سردار کی طرف گھڑبے ہو۔ حجاج بن جو قریش میں سے تھے اُن کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضور نے انصار  
سے کیا۔ اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضور کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہنا اے سعد رسول اللہ نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ  
کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا تم اللہ کے عہد اور میثاق پر قائم رہو۔ اور جو حکم میں کروں۔  
اس کو تسلیم کرو۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضور کی تعلیم کے سبب سے حضور کی طرف سے مٹھ پھیرے ہوئے  
تھے۔ سعد نے کہا میں میں چمک کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے  
حضور نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علی اور زبیر بن عوام شکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اس  
فیصلہ کو سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آج یا تو میں یہی مثل عمرو کے شہید ہو گا۔ اور یا ان کے قلعہ کو فتح کرنے کے چھوڑ دوں گا  
بنی قریظہ نے کہا اے محمد بن معاذ کے حکم پر اتار دے۔ چنانچہ اُن سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور حضور نے مدینہ میں  
لا کر اُن کو بنی بنجار میں سے ایک عورت بنت حریث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر حضور مدینہ کے بازار میں تشریف  
لائے۔ اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہودی بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے بہتے  
آتے تھے۔ اور قتل کئے جاتے تھے یہ سب یہودی چھ سویاسات سو تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے

درمیان میں تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جاز ہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اسے کعب یہ ہمارے لوگوں کو  
 کہاں لے جاتا ہے ہیں کعب نے کہا کیا تم کسی جاگہ بھی نہیں سمجھتے تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ پس  
 نہیں آتا ہے۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور کے قتل سے فارغ  
 ہوئے اور اسی وقت دشمن عداچی بن اخطب بھی گرفتہ دستہ مشکیں بند ہوا حضور کچھ مدت میں پیش کیا گیا اور  
 حضور کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ہلاکت نہیں کی مگر خدا جس کو  
 شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی  
 تعذیبی طرح جاری ہوئی تھی۔ اور اس خونریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اسکی بھی گردن  
 مار دی گئی +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل  
 نہیں کی گئی۔ اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلا بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گر کر ان کو شہید کیا تھا۔  
 حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول  
 رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی۔ کہ  
 اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں حضرت عائشہ  
 فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں قتل کی جاؤ گئی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے  
 اور اس کی گردن مار دی +

بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نام تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس  
 بن شماس پر حسان کیا تھا پسے بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی  
 پیشانی سے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر زبیر ثابت کے پاس آیا۔ اور کہا اے ثابت مجھ کو  
 پہچانتے ہو ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھے جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ پہچانتا  
 ہوں۔ کہ تم مجھ کو پناہ دلاؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت حضور  
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ازیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے  
 احسان کا اس کو بدلہ دوں۔ حضور نے فرمایا ہم نے اسکو تجھے بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضور نے  
 تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ  
 ہونگے۔ تب پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ  
 میرے ماں باپ قرآن ہوں اس کی جو رواد اور والد کو بھی مجھے عتاپت فرمائی۔ حضور نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا  
 ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضور نے بخش دیا اس نے کہا جاز میں ایسے  
 گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہینگے ثابت پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
 اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ حضور نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا ثابت نے زبیر سے آن کر کہا تیرا مال بھی حضور نے  
 بخش دیا ہے + زبیر نے کہا اے ثابت برادری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر



کہا اور ہر غائب و ماضی کا سردار حتیٰ بن خطیب کیا ہوا ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سموال جو ہمارا پشت و پناہ تھا وہ کیا ہوا ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنو قریظہ کیا ہوئے۔ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بن تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں اُن کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے یہاں گرائس کی گروہ مار دی۔ راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکر نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتارہے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے حضور نے اُن لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جس کے زبیر ناف بال برآمد ہوئے تھے۔ علیہ قریظہ کہتے ہیں۔ مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف پال نہ تھے پس مجھ کو بچھڑا کر کے چھوڑ دیا۔

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو حضور کی خالہ بنی ہدیٰ بن سجاد میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضور سے رفاعہ بن سموال قریظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخشہ دیجئے وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا۔ اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا حضور نے اُسکو انکے تیس بخشہ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ حضور نے بنی ہال میں سے تھیں نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کھینچنے سوار کے تین حصے اور پیدل میں کے پاس گھوڑا نہ تھا اُسکے واسطے ایک حصہ مقرر کیا۔ اس بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔ راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور کے جاری ہوا۔ پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خدا فہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ عورت حضور ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا۔

حضور نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے۔ حضور نے اُن کو اُسی حالت پر رہنے دیا۔ اور جب حضور نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا۔ تو ریحانہ نے انکار کیا حضور کو یہ انکار ناگوار لگا۔ پھر حضور ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جویتوں کی آواز آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لیکر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو نقص کرنے اور منافقوں کی ننگ کا ذکر فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقُوا الْحَمَةَ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ إِذَا جَاءَ شُكُّهُمُ بِالْجُنُودِ فَإِنَّهُمْ فِي الْحَمَةِ جُنُودًا لَهُمْ نُرَوِّدُهُمْ فِيهَا وَاللَّهُ بَصِيرٌ رَّاهٌ لَّهُ إِيْمَانٌ وَالْوَاغِدُ إِلَىٰ نِعْمَتٍ كَوْنًا كَرِهَ جَوَاسُ فِي تَمِيمٍ



ہیں۔ ان کی اکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے موت کی غشی والی کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے۔ تب تم سے تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں بال غیبت میں تمہیلی کرنے والے +

وَاِنْ يَأْتِ الْاَحْزَابَ يَوْمَ ذَا الْاَهِدَىٰ يَأْتِيهِمْ فِي الْاَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ اَنْبَاءِ مَكَّةَ وَكُوَيْلِهَا  
فِيَكْفُرُ مَا قَاتَلُوا بِاَلَا قَلِيلًا اَمَّا اَلْكُفْرُ لَشَدِيدٌ موجود ہوں تو یہ سنا فی جہاں کہ کاش یہ ریات میں کہیں کل  
جائیں اور تمہاری خبر میں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑینگے یہ لوگ نہ  
تھوٹا سا +

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ اَمُوهٌ حَسْبُكُمْ لَنْ كَانَ يُرْجُو اللَّهُ وَالْيَوْمُ الْآخِرُ  
بِشَكٍّ تَمَّه اے واسطے اے مسلمانو! یعنی ان لوگوں کے لئے جو خدا اور روز آخرت کے عذاب سے ڈرتے  
اور کثرت سے یاد الہی کیا کرتے تھے یہی کرنے کو رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود تھا +

وَلَمَّا رَاَى الْمُؤْمِنُونَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَ  
رَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا فَتَرَى الْاَحْزَابَ يَرْجِعُ عَنْ مَّسَامِنِهِمْ فِي الْيَوْمِ الَّذِي  
وَدِخُوا تَوَكَّنْ لَكُمْ کہ یہ تو وہی موقع ہے جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے  
رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور نماں برداری کا شیوہ زیادہ ہوا +

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ حَدَّثُوا مَا عَاهَدُوا اِلَیْهِمْ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ  
مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَا لَوْ اَنَّ بَدَا لَمْ يَجْزِیْ اِلَیْهِ الصَّادِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِیْنَ  
اِنْ شَاءَ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا رَحِيْمًا مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ  
خدا کے ساتھ جو انہوں نے جہاں غماری کا عہد کیا تھا اس میں کچھ اڑے سو بعض تو ان میں سے اپنی موت  
پوری کر گئے دینے شہید ہوئے اور بعض ان میں سے شہادت کے منتظر ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ربات  
میں کچھ رد و بدل نہیں کیا۔ یہ جنگ انہی واسطے پیش آئی کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور  
منافقوں کو چاہے سزا دے یا درپاچہ تو بہ کی توفیق دے کر انکی توبہ قبول فرمائے بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے +

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوا بِاٰیٰتِہِمْ لَمْ یَكُنْ اٰیٰتُہُمْ خَیْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ مَا وَكَانَ اللَّهُ  
قَوِّیًّا عَزِیْزًا وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اٰیٰتِہُمْ مِنْ صُحُفٍ مُّہِیْمٍ وَقَدْ تَبٰی قَوْلُہُمْ  
الرَّعِیْبَ فَرِیْقًا لِّقَسُوْنٍ وَتَابِیْرُیْنَ فَرِیْقًا وَاَوْسَرَ لَکُمْ اَرْضَہُمْ وَدِیَارَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ وَاَرْضًا  
وَکَمْ تَطَوَّعَہَا وَكَانَ اللَّهُ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرًا اور خدا نے کافروں کو دہینے سے ہٹا دیا اور  
وہ اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہتھے ادا) ان کو (اس ہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا اور خدا نے (اپنی مدد سے)  
مسلمانوں کو دشمن کی نبوت نہ آنے دی اور اللہ بڑا وسیع اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ دینے  
نی قرینہ کے یہودی اشرکین کے مددگار ہوئے تھے خدا ان کو ان کے قلعوں سے بچنے اٹا کر لایا۔ اور ان کے  
دلوں میں دہم مسلمانوں کا ایسا عجیب ہتھیار دیا کہ تو رب کے دھڑکے بعض کو ان میں سے قتل اور بعض کو قید  
کرنے لگے۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھر ان کے لئے لالوں کا اور زمین ان کے لئے دھڑکے کا جس میں تم



نے قدم تک نہ رکھا تھا تم دہی کو مالک بنا دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہو گئی سعد بن ہذیل کا زخم بند نہ لگا۔ اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے۔ رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبریل امین کا عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ اور عرش ہل گیا ہے۔ حضور اسی وقت اپنی چادر گھیسٹے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ جب نکر سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں رات میں اسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر ہو چکی اسید اس سے بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا اسے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کر سکتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زار جہاٹی کا بھی انتقال ہوا ہے جنگی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جیم آدمی تھے جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اسکو بہت ہی ہلکا پایا یا سمان کھنے لگے قسم ہے خدا کی یہ ایسے جیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ دیئے فرشتے بھی ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبض میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جابر کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا ہے ہم حضور کے ساتھ موجود تھے۔ پس حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضور کے ساتھ تسبیح پڑھی اس سے تکبیر کی ہم نے بھی تکبیر کی۔ پھر صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضور نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ خدا نے اس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا۔ تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات میں یہ شعر کہا شعر  
وَمَا أَهْلُ عَرْشِ اللَّهِ مِنْ مَوْتٍ هَالِكَةٍ . مِمَّا تَأْتِيهِ الْكَالُوتُ عَمَّسَرُ  
اور جو کسی مرثیہ کی موت سے ہم نے خدا کے عرش کو پہنچے نہیں سنا سو سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے۔ بنی عبدالاششل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن عوف بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن اسلم تین شخص۔ اور غزوہ کی شلخ بنی سلم میں سے لمقبل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص۔ اور بنی نجار کی شلخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی شرب سے شہید ہوئے۔ جس کا نام دارالمعالم نہ ہوا۔ کہ کون شخص تھا۔

اور شریکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبداللہ ابن قحطی میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار۔ ایک تیر سے زخمی ہوا۔ اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن قریظہ میں سے نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ قتل ہوا۔ اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ حضور نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور نے وہ لاش مشرکین کو عنایت کر دی اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں حضور کو دس ہزار درہم دیے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عمرو بن عبد ود اور اس کے بیٹے حسان بن عمر کو قتل کیا۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حارث بن خزرج سے قتادہ بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے اور حضور نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن مہصن نے انتقال کیا اور بنی قریظہ کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اسی مقبرہ میں اب بھی ان کے مرنے کے وقت دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آویں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قریظہ کی ہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے حضور سے سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے حضور کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو حضور کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ حضور نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی۔

## سلام بن ابی الحقیق کو قتل کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دو قبیلے اس کو شمش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں۔ جب اس کوئی کام کرتے۔ تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں۔ اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اس کا یہی حال ہوتا۔ جب اس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزرج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لیا میں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضور سے سخت عداوت رکھتا ہو چلے کہ ابن اشرف تھا۔ پس یہ بات سنے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو خیبر میں رہتا ہے قتل کر دو۔ پھر انہوں نے ان کو حضور سے اجازت چاہی۔ حضور نے ان کو اجازت دی پس خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبد اللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبد اللہ بن انیس اور ابوقتاہہ حرث بن ربیعہ اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی سلمہ سے تھے ان میں حضور نے عبد اللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جب قدر گھر تھے سب



کے دروازوں کی کٹھیاں لگاتے گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اُس کو آواز دی اُسکی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور پیر کی تلاش میں بیان آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اور گئے اور ماں سے اُس کو ٹھٹھی کی بھی کٹھی لگائی تاکہ اور کوئی اندر نہ آسکے قتل میں مانع نہ ہو سکر اُس کی بیوی یہ دیکھ کر غل مچا لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے پچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ اور زارت کے اندھیرے میں اُسکے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو جان کر اپنی تلواروں کے نیچے رکھ لیا۔ اور جب اُس عورت نے غل مچائی۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر حضور کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُمیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا میں مجھ کو یہ کافی ہے کافی ہے انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے بیٹھ ہی رہے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیرا اتر گیا۔ ہم ان کو چھڑھی پر چڑھا کر خبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اب ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معاف ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لٹے ہوئے اُس کے منہ کو دیکھ رہی ہے۔ اور لوگوں سے اس قصہ کو بیان کر رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ قسم ہے خدا کی میں نے ابن عتیک کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا۔ کہ یہاں اس وقت ابن عتیک کہا۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا۔ اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔ انصاری کہتے ہیں۔ اُس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر حضور کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُس کو قتل کیا ہے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے حضور نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے حضور کو تلواریں دکھائیں۔ حضور نے عبداللہ بن اُمیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے۔

### عمر بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں عاص عمرو بن عاص کی زبانی روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے کہ واپس گیا۔ تو میں نے چند لوگوں کو قریش کے جمع کیا جو اکثر جو اکثر میری رائے سے متفق نہ آتے اور میری بابت کو سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم یہ خدا کی یہ کیا دیکھتا ہوں کہ روز بروز

۱۱ یعنی ذیج کے واسطے سامان خورد و نوش اور قسم خورد و غیرہ ۱۲ اسے جب عبداللہ بن اُمیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار گھسا دی تھی۔ تو اُمیس پر پیٹ کی آلائش بچھ لگ گئی تھی ۱۳

حضرت محمد کا کام بلند ہوتا جائیگا اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے۔ تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لیکر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں۔ اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ اس کے ہاتھ ہو کہ رہنا ہمارے نزدیک محمد کے تابعدار ہو کر رہنے سے بہتر نہ ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم محمد پر غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر محمد غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ خرچ نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا۔ اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے ہمارے کہہ نے دیکھا عمرو بن أمیہ ضمری کو حضور نے جمعہ ان کے ساتھیوں کے واسطے بھیجا تھا۔ اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے۔ اس وقت عمرو بن أمیہ نجاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن أمیہ جا رہا ہے میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا۔ اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمد کو قتل کریں گے تو میں اُنکے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نجاشی کے سامنے گیا۔ اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی۔ نجاشی نے کہا آؤ میرے دوست آؤ مہربان آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ نجاشی بہت خوش ہوا۔ اور اُسکو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے اسکو آپ مجھے دیدیجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس نعرہ سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا۔ کہ مجھ کو یقین ہوا۔ کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہوگی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہ میں اس قدر شرمندہ ہوا۔ کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہو گے۔ تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تاکہ وہ اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرے بیشک وہ حق پر ہیں۔ اور غرض وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں نجاشی نے کہا ہاں میں بیعت لیتا ہوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا اس کے بعد فاص حضور کے ہاتھ پر ہلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید کہہ سواتے ہوئے ملے۔ اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا اے ابوسلیمان کہاں جاتے ہو۔ خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو ان پر اسلام لانے جاتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں۔ پھر ہم مدینہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر حضور کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت

کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں حضور نے فرمایا اے عمرو بن ابی سلمہ سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ابھر بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور سے بیعت کی ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں قرظہ کی جنگ ماہ ذی حجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں تھا ۛ

### غزوہ بنی لحيان

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قرظہ کی جنگ کے بعد حضور مدینہ میں ذی حجہ محرم صفر ربیع الاول ربیع الثانی پانچ مہینہ رہے۔ پھر چھ مہینہ میں بنی لحيان کی جنگ کے واسطے تشریف لے چلے اور اصحاب ربیع لے گئے غیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے بھگ کا ارادہ تھا اور حضور نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام پر جاتے ہیں تاکہ کبارگی دشمنوں پر چاڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مدینہ سے باہر نکل کر جبل غراب پر سے گزے یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے حضور مقام شرار پر آئے۔ اور وہاں سے صفق ذات الیسا میں آئے پھر یہاں سے پھر یلے میدان سے گذر کر سیدھے راستہ پر آ گئے۔ اور یہاں سے آپ نے زور رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحيان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے ان اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساج ہے حضور کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحيان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ تب آپ نے فرمایا اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں۔ پھر حضور دوسو سواروں کو لیکر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دوسو سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا۔ اور پھر مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ جابر کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ دَعَائِ السُّطْرِ وَكَابِتِ الثَّقَلَيْنِ وَسُوءِ النَّظَرِ فِي الْاَكْهَلِ كَالْمَالِ ۛ

بنی لحيان کے غزوہ سے ان کر مدینہ میں حضور دو تین ہی رات رہے تھے کہ یسینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لیکر حضور کے اونٹوں پر آ پڑا۔ اور ان کو لوٹ کر لے گیا اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا۔ اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا ۛ

### غزوہ ذی قرد

ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے یسینہ کو اونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اہلی تھے ربیع کے وقت یہ اپنی تیرکمان لگاتے ہوئے کسی ضرورت کو ہا بے تھے۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام

ۛ پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے ساتھ سفر کی مشقت سے اور عیبی کی غم و اندوہ اور ملل و اہل میں برائی کے دیکھنے سے ۛ



ایک گھوڑے کو ہکاتا ہوا ان کے ساتھ چار یا پانچ سو اونٹنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے اور وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آجاؤ۔ اور پھر سلمہ بن زکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور ان سے ان کی خبر لیتی شروع کی۔ اور جب تیرا رستے تھے کہتے تھے خذھا و انا بانئنا الا کوئج و الیوم یقنم الرضیع۔ اور سلمہ یہ کرتے کہ جب دشمن ان کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر ان کے تیرا رستے شروع کرتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سلمہ بن اکوع کے پیچھے کی آمادہ نشی تمام مدینہ میں اعلان کر دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً سوار حضور کینہ مت میں آئے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہیں کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن وقش بن زغیرہ بن زغورہ بنی عبد الاشمل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبد الاشمل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور عکاشہ بن محسن بنی ہمد بن نخعہ میں سے اور ابو قتادہ حرث بن ربیع بنی سلمہ میں سے اور ابو عیاش بن عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے ان کو حضور کینہ مت میں جمع ہوئے۔ سعد بن زید کو حضور نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آکر ملتا ہوں۔

راوی کہتا ہے حضور نے ابو عیاش سے فرمایا۔ کہ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دیدو تو بہتر سے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے چاہیگا۔ ابو عیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں۔ اور پھر میں نے گھوڑے کو اپنے ہاتھ دی۔ پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم یعنی میرا گھوڑا نہ چلا۔ کہا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر توبہ ہوا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دیدو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی نضیر میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا حضور نے معاذ بن معص بن قیس بن قلدہ کو عنایت کیا تھا۔ سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے مقرب ہیں گئے تھے پھر ان کے بعد سوار جا پہنچے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا۔ یہ محرز بن فضلہ بنی خزیمہ تھا جس کو اخزم بھی کہتے ہیں۔ اور بعض قہر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار نکلا روانہ ہونے لگا۔ تو عمرو بن سلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا اسی سے بے ہوا ہوا تھا۔ وہ گھوڑا اور گھوڑوں کی آواز سن کر ہنسانے اور غل مچانے لگا۔ بنی عبد الاشمل کی بعض عدوتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قہر سے کہا کہ اسے قہر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضور سے جاملو۔ قہر کہتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا سوار میں اس پر سوار ہو کر بہت جلدی قوم سے چاہیگا۔ اور ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان سے کہا کہ اسے بد معاشیہ قدامتیر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے تمہا جہیز اور انصار تمہاری گوش مالی کو آجائیں۔ لٹیروں میں سے ایک شخص نے قہر کو حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آگیا۔ اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے بنو قہر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قہر جس کے ساتھ وہ قس بن مجزہ مدنی بھی شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو کے گھوڑے کا نام ذوالجہ تھا۔ اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام حق تھا۔ اور عکاشہ بن محسن کے گھوڑے کا نام ذوالہ تھا۔

ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام خرہ تھا اور عیاد بن بشر کے گھوڑے کا نام لمارع تھا اور اسید بن ظمیر کے گھوڑے کا نام سنون تھا۔ اور ابو عیاش کے گھوڑے کا نام حلہ تھا +

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ حمزہ عکاشہ بن محسن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جنح تھا۔ پس حمزہ کو شہید کر کے لیث بن عقیل کے جناح کو لے گئے۔ اور ابو قتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جولیتوں میں سے تھا اپنی چاند اس پر اڑا دی۔ پھر لیثوں کے مقابلہ پر چلے گئے +

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ اور مسلمانوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چاند اور سے ہڑے پڑا دیکھ کر انابند پڑھی اور سمجھے کہ ابو قتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہے بلکہ ابو قتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابو قتادہ نے اس واسطے اپنی چاند اس کو اڑا دی۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابو قتادہ کا قتل ہے +

اور عکاشہ بن محسن نے ادبارہ اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ لیساماراکہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لیثوں سے پھڑپھڑاتے پھر حضور مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد میں جا کر اترے اور ایک شبانہ روز وہاں قیام کیا +

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور سے عرض کیا کہ اگر سو آدمی حضور میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لیثوں سے پھڑپھڑاؤں اور لیثوں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کر دوں۔ حضور نے فرمایا یہ لیثے قبیلہ عطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر حضور نے اپنے صحابہ کے اندر توستو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور غفاری کی بیوی حضور علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار تھیں حضور کے پاس آئی اور سارا واقعہ بتا دیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دیگا۔ تو میں اس کی قربانی کر دوں گی۔ عورت کی اس بات سے حضور نے قسم فرمایا۔ اور فرمائے کہ تو نے اس اونٹنی کے واسطے بڑا بدلہ تجویز کیا ایک تو خدا تجھ کو اس پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو۔ یہ اونٹنی میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا +

### غزوہ بنی مصطلق

غزوہ ذی قرد کے بعد حضور نے مدینہ میں بیماری لاحقہ اور حبیب کا عہدہ گزار کر شعبان سنہ ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر چھا دی کیا۔ اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نسیمہ بن عبد اللہ لیشی کو حاکم مقرر فرمایا۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں حضور کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق حضور کی جنگ کو واسطے تیاری کر رہے ہیں۔ اور طرار کا حارث بن ابی ضرار ہے جو حضور کی زوجہ ام المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا +

حضور اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لیکر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور بمقام مرہبیج میں جہان کے ایک



چشمہ کا نام تھا۔ دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی یہ مقام ساحل ہند کے قریب قادی کے کنارہ پر ہے۔  
 دونوں لشکروں میں خوب جنگ خلوہ ہوئی۔ اور قتل و قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ  
 کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضور نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔  
 راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبابہ کو انصاری  
 میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ سے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر اسے جان پہنے میں قتل کر دیا۔  
 راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی مغارہ میں سے  
 ایک شخص جوہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا۔ اور سنان بن دبر جہنی بنی عوف بن خزیمہ کا  
 حلیف بھی چمکے۔ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جوہ میں لڑائی ہو گئی۔ پھر ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے  
 واسطے لوگوں کو پکارا۔ جوہ نے مہاجرین کو اور ذی النہستان نے انصاریوں کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول شافعی  
 کو غصہ آیا۔ اور اس نے انصاریوں کو حضور اور مہاجرین کے برائیاں اُبھاننے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان  
 مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا۔ قسم ہے خدا کی اب جو ہم مدینہ میں ہیں  
 چاہیں گے۔ تو ضرور عزت والا دولت والے کو مدینہ سے نکال دیگا۔ پھر انصاریوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ سارا تمہارا  
 قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں  
 سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا۔ ایک نو عمر شخص زید بن ارقم نام وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سن کر  
 صاحب عبداللہ بن ابی کہنے لگا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر حضور کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ اور یہ اس وقت کا ذکر  
 ہے جبکہ حضور دشمن کی ہم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور عمر بن خطاب بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب  
 نے عرض کیا حضور عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فدا ہو کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں حضور نے فرمایا اسے عمر  
 لوگ یہ کہیں گے۔ کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔  
 پھر حضور نے اسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت حضور کے کوچ کرنا نہ تھا  
 حضور کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا اور عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضور کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے۔  
 زید بن ارقم نے حضور سے کندی ہے وہ اسی وقت دوڑا ہوا حضور کی خدمت میں آیا۔ اور ہم کھائی۔ کہ میں نے ایک  
 طرف نہیں کہا ہے۔ انصاریوں سے جو لوگ اس وقت حضور کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی  
 طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کر لے  
 میں غلطی ہو گئی ہوگی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے ایک شخص اسید بن حضیر نے حاضر ہو کر آپ کو  
 سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے۔ کہ اس وقت آپ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔  
 حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنے سامعین کی بات نہیں سنی کہ اس نے کیا کہا ہے اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس سامعی  
 کی۔ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچا۔ تو

عزت والا ذلت والے کو نکال دینا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو آپ ہی اس کو مدینہ سے نکالینگے اگر آپ چاہینگے قسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہیں۔ اور وہ دلیل ہے پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ عبد اللہ بن ابی کے واسطے لوگوں نے تاج بنایا تھا۔ کہ اس کو بادشاہ کرینگے مگر حضور کے تشریف لائے سے وہ بات رنچر ہو گئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے اس کی بادشاہت عیین لی حضور اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

اور حضور کے اس وقت کو رخ فرماتے کا یہی سبب تھا۔ کہ لوگ اس گفتگو سے رگ چا میں پھر حضور اس دن پھر چلے اور اب پھر چلے جب صبح ہوئی تو وہ صوبہ بنے لوگوں کو سستا یا آخر حضور ایک جگہ اترے اور سب لوگ سینگے پھر حضور حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چٹبہ پر جس کو بقعہ کہتے تھے فردکش ہوئے۔

پھر جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی۔ جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضور نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بنت زید بن تابوت مر گیا تھا۔ یہ منافقوں کا سردار ان کا سرگرم رہا تھا۔

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبد اللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضور نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سنکر خدا کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبد اللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں سبب اس بات کے جو آپ نے اس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سزا آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ قسم ہے خدا کی خورج اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور اس نے قتل کیا تو مجھ سے ہرگز گوارہ نہ ہو گا کہ میں اس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤنگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اس کو قتل کر دوں حضور نے فرمایا نہیں ہم اس کو قتل نہیں کرتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا سمجھتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبد اللہ بن ابی جب کوئی ایسی جیسی بات کہتا اسی کی قوم اس کو سخت دست لگتی تھی اس وقت حضور نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرنے کے واسطے کہا تھا اگر میں اس کو قتل کر دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے۔ اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ عمر کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے جان لیا کہ بیشک حضور کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ کہ سے سلمان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں سلمان ہو کر آیا ہوں اور حضور سے اپنے بھائی کا خونہا چاہتا ہوں میں نے ہشام بن صبابہ کا چیکو سلمان نے خطا سے قتل کیا ہے حضور نے اس کو خون بہا دیا۔ یہ چند روز تو سلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے کہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شمار یہ تھا یا منصور اُمیت اُمیت ۷  
ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی  
نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمن بن عوف ایک شہ سوار کو جس کا نام امر بن ابیخیر تھا قتل کیا۔  
اور حضور کے ہاتھ اس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اور ام المؤمنین جویریہ  
بنت حارث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں ۷

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضور نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث ثابت بن قیس  
بن ثماس کے حصہ میں آئیں یا اس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں غرض کہ جویریہ نے کتابت کر لی۔ اور  
جویریہ نہایت خوبصورت ملاحظت والی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازہ  
پر آتے ہوئے دیکھا۔ اور ان کا آنا مجھے ناگوار گذرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا۔ کہ جو حش ان کا میں نے دیکھا ہے حضور  
بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ حضور کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ حارث کی بیٹی ہوں  
جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہونچی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے میں ثابت بن قیس  
یا اس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اس سے کتابت کر لی ہے۔ اور اب میں آپ کی خدمت  
میں اس واسطے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے  
جویریہ اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے فرمایا وہ بات یہ ہے  
کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کرویتا ہوں۔ تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے  
جب یہ خبر لوگوں میں شائع ہوئی۔ کہ حضور نے جویریہ بنت حارث سے شادی فرمائی ہے۔ لوگوں نے حضور  
کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضور کے شادی فرمانے سے اسی  
روز ایک سو آدمی قید سے آزاد ہو گئے۔ رادی کہتبے میرے نزدیک جویریہ سے بٹھ کر کوئی عورت اپنی  
قوم کے واسطے بابرکت نہیں تھی ۷

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضور نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط  
کو زکوٰۃ وصول کرنیکے واسطے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے واسطے  
سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آتے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کئے بھاگ  
کر حضور کی خدمت میں چلا آیا۔ اور یہ بیان کیا کہ حضور وہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور زکوٰۃ نہیں دی  
مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا۔ اور ان پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور نے بھی جہاد کا قصد  
فرمایا۔ مسلمان اسی امداد میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ  
ہم نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا ہم اُسکے استقبال کے واسطے نکلے۔ اور زکوٰۃ بھی ہم اس  
کو دینی چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا۔ اور آپ سے اس نے کہا کہ ہم اسکو قتل کرنا چاہتے تھے۔  
قسم ہے خدا کی ہم اس واسطے نہیں نکلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔  
لَا يَهْدِي اللَّهُ الْبَاطِلَ إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن لَّصَيْنَا لَهُ أَمْراً جَهَنَّمَ فَمُضِيهِمْ أَعْلَىٰ





پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔ پس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے ۛ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب میں نے حضور کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنے ماں باپوں کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور دردی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں سم ہے۔ کہ گھر میں پاخانہ بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جائیں تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اوپر میں اتوں کے بعد میں قضاء حاجت کو ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ام مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے مسطح کا نام عورت تھا، عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے۔ اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے۔ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے ام مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا ۛ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو منکر میں ایسی بد حال ہوئی کہ قضاء حاجت بھی پورے طور سے نہ کر سکی۔ پھر الٹی گھر آگئی۔ اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے۔ اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی میری والدہ نے کہا۔ اے بیٹی تم کچھ رنج نہ کرو جس شخص کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں پس اس پہ لوگ ضرور تہمت کرتے ہیں ۛ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ حضور کی بیان فرمائیے پس آپ نے خدا کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بھڑ بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں۔ اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بھڑ میرے ساتھ کے داخل نہیں ہوتا ہے ۛ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور فزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمزہ بنت عبد شمس بھی تھے۔ اس کے ساتھ شریک تھے اور حمزہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمزہ کی بیوی زینب حضور کی زوجہ تھیں اور حضور کو جو التفات میری جانب تھا وہ اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو تو خدا نے انکی دینداری کے سبب سے رشک و حسد سے محفوظ رکھا مگر حمزہ بن ابی کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب حضور نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی مایہ بن حنفیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اس میں سے ہیں تو میں ان کی سزا ہی کے واسطے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی عزیز ہیں تو میں سے ہیں۔ پس آپ مجھ کو حکم فرمایا میں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ انکی گردنیں ماری جائیں ۛ



عائشہ فرماتی ہیں اسید کا یہ کلام سنکر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خمر میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز توبہ بات نہ کہتا۔ اور تو ہرگز انکی گردنیں نہیں مار سکتا ہے اسید نے کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک ان دونوں میں بذر بانی ہوئی کہ قریب تھا کہ آس اور خمر ج میں جنگ ہو جائے۔ حضور اس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کہیں۔ اور کہنا یا رسول اللہ یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کی اہل کی نسبت بکڑ بھیلانی۔ تھے اور کچھ نہیں جانتا اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ لو کی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دیں گی۔ تب حضور نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا۔ اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہہ دے۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ بڑائی نہیں دیکھی ہے۔ اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں آٹا گو اندھ کر نکلتی ہوں۔ اور عائشہ سے کہتی ہوں اسکو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے۔

ماریکہ فرماتی ہیں پھر حضور میرے پاس آئے میرے انتاب اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس بیٹھ تھیں میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی روتی تھی حضور آن کر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثناء بیان کر کے فرمایا اسے عائشہ جو خیر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا نے اسے توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں حضور کے اس ارتداد سے میرے آنسوؤں کی ٹراپیں جاری ہوئیں۔ اور میں اس بات پر سو رہی کہ میرے ماں باپ حضور کو کچھ جواب دینگے۔ مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے تئیں اس مرتبہ کا بھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائیگا جو مسجدوں میں۔ نمازیں پڑھی جائیگی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضور کو اس طرح کا دکھائے جس سے میری بریت حضور کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضور کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم کیا جواب دین کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

فرماتی ہیں میں عین عانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی۔ جو ان دونوں میں ابو بکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپوں نے کچھ جواب نہ دیا میں زیادہ روئے لگی۔ اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں۔ تو کسی کو یقین نہ آدینگا۔ بعد اگر اقرار کرتی ہوں۔ تو خواہ مخواہ کی بڑائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمہ میں لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا۔ تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہوں فَصْبِرْ يَحْيٰى وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰجِلُ عَلٰى مَا تُصَلِّىۡ۟ۤ

لے ہیں صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکار کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو۔



نازل فرمائی ولا ینا کل اوتوا الفضل منکم واستعج ان یکن لکوا اولی القربی والمساکین و  
 المہاجرین فی سبیل اللہ ولینفقوا ولینفقوا الا یخونون ان یعقر اللہ لک و اللہ یعقر  
 ذہبہ لکم تم میں سے فضل اور کثرت دلوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں  
 کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیے بلکہ ان کو سعادت اور درگتہ کرنا چاہیے اسے مسلمانوں کی اتم یہ  
 بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے +  
 حضرت ابو بکر نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے  
 اور میں ہرگز مسلح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کرونگا +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن یعلیٰ کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے اُن کی نسبت  
 اہمت کی۔ اور ان کی بھوپ میں شہر بھی گئے تو صفوان تلوار لیکر حسان کے سامنے آئے اور ایک غریب حسان  
 کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار راری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا  
 عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور کو بھی خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور کو کچھ خبر نہیں ہے  
 عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو کھول دیا۔ اور پھر سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا  
 قصہ بیان کیا حضور نے حسان کو بھی طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری بھوپیں  
 شہر کئے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا۔ میں نے اس کے تلوار ماری۔ حضور نے حسان سے فرمایا اے حسان تم  
 کو ایسی باتیں نہ چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گزری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا  
 اے حسان یہ زخم چوتھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے +  
 ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بارے میں حضور نے حسان کو میر جا جو بنی حدلیہ کا اب مدینہ میں محل  
 ہے۔ عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن اسلم نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبیلہ لوٹری سیرین نام بھی عنایت  
 کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا +  
 حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حضور شخص تھا۔ اس کو عورتوں سے غیبت  
 نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا +

### حدیث کا واقعہ

(جو سنہ ہجری کے آخر میں واقع ہوا) حدیث رضوان اور حضور کی ہیل بن عمر و صلح کا بیان)  
 ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر یثرب میں۔ آپ عمر کے  
 کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا۔ اور مدینہ میں حضور نے نبیلہ بن عبداللہ لیشی کو حکم  
 مقرر کیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضور کے اس ارادہ کو سنکر عمرو کی شرکت  
 کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپ سے بدتر جنگ آمادہ نہ ہوں



اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور مہاجرین اور انصار اور گردنواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ جنگ کے ارادہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط نیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور پندرہ اونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ میں آدمیوں کی طرف سے ہتھیار تھا۔

جابر کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو کوئی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام خسفان میں چوسپنے پر بن سفيان کعبی حضور سے آن کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی مددگی کی خبر سن کر دندوں کی کھالیں پسنگوڑی تیار سے حضور کے مقابلہ کو آئے ہیں۔ اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں۔ اور خدا سے کہہ رہے ہیں کہ حضور کو آنے نہ دینگے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہو لائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے ہیں۔ اگرچہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں۔ اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر قاب کیا۔ تب یہ بھی اسلام اختیار کریں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پس قریش کیا خیال کرتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اس دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔ پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جدا لگا دے۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ شخص سارے قافلہ کو لیکر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گذرتا ہوا ایک زم زمین کی طرف آیا۔ وہ مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گذرا حضور نے فرمایا اسے مسلمان نہ کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطی کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

پھر حضور نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام حمص کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستے کے کے پیچھے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے موارد نے جب حضور کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضور نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جاتا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صمدی کے جو حقوق مجھ سے طلب کرینگے میں ان کو دے دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر چو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیز کمال کرناجیہ بن جندب بن عکیر بن لہیر بن وادم بن عمر بن دائلہ بن ہم بن یازن بن سلمان بن اسلم بن انسی بن ابی عامرہ کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ بیٹھا پکا لکڑیا تھا اور فرمایا ان گزہوں میں سے ایک ریشہ میں اس تیر کو لگا دو۔ تیر کا گھڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور

کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب کے مشکیں بھریں بستر اہل ہوا۔  
 کا بیان ہے کہ برادر بن عازب کہتے ہیں۔ میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا اختار۔

ابن شہاب۔ زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آئے کہ پھیرنے کے بدل بن در تمام خزانہ بنی  
 خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف  
 لائے ہیں۔ حضور نے بیان کیا کہ ہم صرث کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگِ حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور  
 کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے۔ اور کہا۔ اے گروہ قریش تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی  
 کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد جنگ کے واسطے نہیں آئے۔ وہ تو صرثِ زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان  
 لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکہ دیکر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور  
 پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔

راوی کہتا ہے۔ بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے کہ کی کوئی بات آپ کے  
 پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکہ بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا جس وقت حضور  
 نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا  
 کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے ان کر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر جلیل  
 بن علقمہ یا بن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی صرث بن عبد شمس کے قبیلہ  
 سے تھا جب اسکو حضور نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس  
 کو قریش کے یونٹ دکھاؤ تاکہ اسکو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قریش کے ادنیٰ دیکھے وہیں سے  
 قریش کے پاس اٹھا پھا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس  
 سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جاتا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے جیسے اس بات کو قریش سے سنکر بہت خفا ہوا۔ اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس  
 بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے تم کو کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو  
 روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں عیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرتے دو۔ ورنہ میں ایک دم میں  
 اپنے تمام لشکر کو لیکر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے صلیحت وقت کو خیال کر کے کہا انے جناب آپ خفا نہ ہو مجھے  
 ہم خریدیے لکڑی میں ہیں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش  
 میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم  
 میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ پیچہ ریت بعد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ  
 نے کہا میں اس ضرورت کو سن رہا ہوں جو اس وقت تم کو لاحق ہے۔ اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع  
 کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک  
 تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔



پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے بیٹھنے کی طرف آتے ہیں تاکہ اُسکے شکستہ کردیں۔ یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور دندنوں کی کھالیں چنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو کمے میں داخل ہونے نہ دینگے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آجائینگے اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابو بکر حضور کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا جالوت کی فرج کو چوس کیا ہم لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے عرض کیا اے محمد یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا۔ تو میں اسکو بتا دیتا پھر عروہ حضور کی ڈاٹھری مبارک کو ہاتھ لگا لے لگا اور حضور سے بات کرتا جاتا تھا اور غیرہ بن شعبہ حضور کے سر ہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُسکے ہاتھ پر جب وہ حضور کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضور نے فرمایا یہ تیرا چچا غیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے غیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بڑائی کو کس طرح مثایا تھا۔

راوی کہتا ہے غیرہ نے سلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے غیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خونہا دیکر اُس قصہ کو طر کیا راوی کہتا ہے پس حضور نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اُنہ لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ پھر کاسب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا ہتھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسراے اوقیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سہولت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اُس کو قائم کرو۔ راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن امیہ خراعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اُس کے اونٹ کی کوئی نچیں کاٹ دیں۔ اور اُس کو قتل کرنا چاہا مگر اُنہ لوگوں کے منع کرنے سے اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص اُنکے ہاتھ لگ جائے تو اُسکو پکڑ لیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیرا درپتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔

پھر حضور نے عمرو بن خطاب کو بلا یا تاکہ اُن کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری اُن سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جیقہ اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی کہ میں نہیں ہے جو مجھ کو چالیں گے میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک

مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر تھے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ شرافت قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمان ان کو خبر دیں کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے ہیں صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں +

راوی کہتا ہے عثمان کہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن حاص کہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا۔ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے +

### بیعت رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں نے بدلہ نہ لے لوں گا۔ اور اس وقت حضور نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضور نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جابر یہ کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضور نے بیعت نہیں لی بلکہ اس بات پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی۔ سو ایک جہد بن قیس سلمیٰ کے جابر کہتے ہیں۔ میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر حضور کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے +

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی +

### صلح کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے تمہیں بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب۔ کہیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کر لیا۔ اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا۔ حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے۔ پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی لمبی چوٹی تقریر بیان کی۔ پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہوئیں اور صحت لکھنا باقی رہ گیا حضرت عمر و دیگر بکر کے پاس گئے۔ اور کہا اے ابوبکر کیا حضور رسول خدا نہیں ہیں۔ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا وہ جہ ہے کہ ہم اپنے دین میں

کمزوری اختیار کریں ابو بکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضور خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابو بکر نے کہا پس توجہ کچھ حضور کریں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضور کے پاس آئے۔ اور یہی تقریر کی جو ابو بکر سے کی تھی۔ حضور نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برا د اور ضائع کرے گا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہو گا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسم اللہ حضور نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے باہم طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر پس آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھتے تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے باہم طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے دُکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمد کے پاس آئیگا۔ محمد اس کو واپس کر دیئے۔ اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائیگا قریش اس کو واپس کرے گی اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہو گا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو وہ محمد کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے ستم ہی کہا کہ ہم تو محمد کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضور واپس۔ تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تین روزوں کو میان میں گئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

راوی کہتا ہے ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو بنخیردوں سے بندھے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جو حضور کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو لکھڑا دیکھا ایک طمانچہ اُن کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد میرے تمہارے درمیان میں تفسیہ اسکے آئے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہنچا جائے ابو جندل نے غل مچائی کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کفاروں میں واپس کر دیا گیا۔ تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اسے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب خدا کو تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کر دیگا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا۔ اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطابؓ بڑھ کر ابو جندل سے کہے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو۔ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے



ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کہ کا خون۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کرے اور پھر قریہ زیادہ پھیل جائے۔

راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیا ہوئیں مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابو بکر صدیق عمر بن خطاب عبد الرحمن بن عوف عبد اللہ بن سہیل بن عمرو سعید بن ابی وقاص عمود بن لہجہ مکرم بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب بھی تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مقام صل میں بیٹھیں تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربانی کیا۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سرمٹہ دایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سرمٹہ مانگے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتر دئے حضور نے فرمایا خدا سرمٹہ مانگے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتر دانے والوں پر فرمایا سرمٹہ مانگے والوں پر خدا رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتر دانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتر دانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سرمٹہ مانگے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتر دانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابو جہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلائے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی تکمیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔ زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آئے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورہ فتح نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَنْتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ بِحَبْلِكَ وَيَهْدِيكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اے بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پیچلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَحَ كَا لِمَا يَمْكُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُوْتِيَ مِنْهَا غُلًّا فَلْيُغْلِقْهَا وَلَا يُمْسِكْ بِهَا عَصَاهُ أَوْ يُنْفِذْ بِهَا عَصَاهُ فَإِنَّهُ لَا يُغْلِقُهَا وَلَا يُمْسِكُ بِهَا عَصَاهُ وَلَا يَنْفِذُ بِهَا عَصَاهُ فَإِنَّهُ لَا يُغْلِقُهَا وَلَا يُمْسِكُ بِهَا عَصَاهُ وَلَا يَنْفِذُ بِهَا عَصَاهُ۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا۔ تو اس کا وبال اُسکے اوپر ہے اور جو اس عہد کو جو خدا سے اس نے کیا ہے پورا کرے گا۔ پس عنقریب خدا اُسکو اجر عظیم عنایت فرمائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو حضور کے ساتھ نہیں گئے تھے اور حضور نے ان کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تَبَايَعُوا لَكَ الْخَلْقُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَعَلَتْ أَمْوَالُ النَّاسِ وَأَهْلُؤُنَا فَاسْتَعْفِفْنَا لِنَأْتِيَ رَسُولَ عُنُقَرِيبٍ تَمَّ سَعْيُهُ دِيهَاتِي جُوْنُكُ بِيْنِ شُرْكَتٍ سَعْيُهُ رَهْ كُنْ كَيْفَ هَمَّ سَعْيُهُ مَالٍ أَوْ رَدَادٍ نَعْيُهُ كُنْ كَيْفَ شُرْكَتٍ سَعْيُهُ بَارِكَا۔ پس آپ ہمارے واسطے مغفرت مانگئے۔ پھر اس کے بعد فرمایا ہے سَيَقُولُ الْخَلْقُ إِنَّا لَمُظْلَمُونَ۔





جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جالبیہ - اور احمق پنہ کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اُس بات کے بڑے حقدار اور اہل و

لَفَذًا صَدَقَ اللَّهُ رَسُولُهُ الرَّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَلَذَّ خُلُقَ السَّجْدِ الْحَرَامِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَحْلِيْقُهُنَّ رُكُوعًا وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَهُ مَا لَمْ تَعْلَمُوا تَعْمَلُ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتُخَافُ نِيَاةً يَبْنِي بِشَاكٍ خَدَانِ  
اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا۔ کہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر نہٹائے اور بال کتر و اسٹے بیٹھو فی اور اطمینان کے ساتھ ذیل ہو گے۔ پس خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔ دینے حضور کا خواب ہیں، لکھنا کہ ہم اس کیساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں۔ پس خدا نے تمہارے واسطے اسکے علاوہ فریغ بھی ہے۔

نہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے سلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ لیونکہ جنگ سے متوقف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اہل قبول کر لیتا تھا۔ زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضور حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اسکے دم ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

## حدیبیہ کی صلح کے بعد ان غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی

### قید میں گرفتار تھے

جب حضور اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں مدتی افراد ہوئے ابو بصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں بن عبد عوف بن عبد المہرث بن زہرہ اور افنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضور کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوی میں سے ایک شخص کو یہ خط دیکر ابو بصیر کے لائیکے واسطے حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ایکسپاٹنا غلام بھی اسکے ساتھ کھانڈیہ دونوں شخص ازہر اور افنس کا خط لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اے ابو بصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اُس کا غلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضور نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کریگا۔ ابو بصیر بہشتکاران دونوں کیساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الخلیفہ میں پہنچے ابو بصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابو بصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے۔ اُس نے کہا اے ایں کہا میں اسکا

فرادیکھ لیں اُس نے کہا دیکھ لو ابو بصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر عامری کے ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچایا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضور کی خدمت میں آیا حضور نے جو اُس کے آتے ہوئے دیکھا فرمایا ضرور یہ گھبراہٹ ہوئی ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو گیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہر گز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے میں نے اپنے دین کو بچالیا۔ حضور نے فرمایا تو بڑا لڑاکا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اُس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔ پھر اُس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارے پر مقام عیص میں جو ذی مروجہ کے پاس ہے جا رہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابو بصیر کے یہاں رہنے کی خبر کہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے۔ اور حضور کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے اب جو انہوں نے یہ خبر سنی اور حضور کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اُس کے ساتھ اور آدمی ہوتے یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ ادھر سے گذرتا اُس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بچد مجبور ہوئے۔ تب انہوں نے حضور کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ یا شوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب حضور نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اسمیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اُس نے کہہ کر اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اس کا خون نہ دیا جائیگا میں اپنی پشت کہہ کر سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ قری جہالت ہے اس کا خون نہ دیا جائیگا میں مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔ اور انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے حضور کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور لیث عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اُسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور نے ام کلثوم کے بچنے سے صاف انکار کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن ابی نہیدہ عبد الملک بن مروان کے صنوبر نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں اس آیت کی تست سوال کیا تَحْيَا يٰ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَاَءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَرَاَتِ كَاٰمِنَتُوْنَ هُنَّ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّۙ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تُرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ وَلَا هُنَّ حِلٌّ لِّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لِهِنَّۙ وَ اُوْرْهَمُ مَا اَلْفَقُوْا وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اَبَيْتُمُوْهُنَّ اَجْعَلْنَ مِنْ دَوْلَتِكُمْ اَبْعَدُ الْاَقْرَبِ وَ اَشْهَدُ مَا اَنْفَقْتُمْ وَّلَيْتُمْ مَا اَنْفَقُوْا لِيُكْمِلَ خَلْقَهُ وَاَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاَللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ پس اگر تم ان کو پکا

مسلمان جانو تو پھر ان کو کفاروں کی طرف واپس نہ کرو نہ عورتیں کفاروں کے واسطے حلال ہیں نہ کفار ان کے واسطے حلال ہیں۔ اور جو مہر کفاروں نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفاروں کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس نے تمہارے درمیان میں کیا ہے اور خدا علم و حکمت والا ہے۔ عروہ بن زبیر نے اسکو جواب لکھا کہ حضور نے حدیبہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ جو شخص قریش کا حضور کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی ایٹکا حضور اس کو قریش کے پاس واپس کر دینگے مگر جب عورتیں قریش کی اسلام لا کر اور ہجرت کر کے حضور کے پاس آئیں تو حضور نے ان کو واپس نہ کیا اور ان کا مہر دیا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر شرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دیدیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دیدینگے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو حضور نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو حضور ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا **وَإِنْ فَاتَكُمْ نِسَاءٌ مِنْ أَهْلِ الذِّكْرِ فَمَا لَهُمْ شَيْءٌ مِمَّا آثَرْتُمْ** اور انے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں۔ اور مہر ان کا کفار سے تمہارے ہاتھ نہ آیا۔ پھر تم نے کفاروں کا مال لوٹا۔ پس اس مال میں سے ان لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئی ہیں وہ رقم دیدو جو انہوں نے ان پر خرچ کی تھی۔ اور اس خدا سے تقویٰ کرو جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو۔ زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفاروں میں ہو اور کفاروں کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات **فَمِمَّا ظَنَنْتُمْ لَهُمْ** کو آخر تک حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن نبیہ کو طلاق دیدی پھر اس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے۔ اور ام کلثوم بنت جبرول سے جو بنی خزاعہ میں سے بھید اللہ بن عمرؓ کی ماں تھی۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کہیں میں داخل ہونگے۔ حضور نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایسی سال داخل ہونگے اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اسی کے موافق ہے جو جبریلؑ نے مجھ سے کہا ہے۔



ابن اسحاق کہتے ہیں صریحاً سے واپس آکر حضور مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں تمیلہ بن عبد اللہ لیشی کہ حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

### خیبر حضور کی شکرگشی کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں حضور نے عامر بن اکوع سے جو سلم بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان بھٹا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کو کئی رجز ایسے بہا دریا کا شعر کہو۔

پس عامر بن اکوع نے یہ رجز کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كَلَّا اللّٰهُ مَا اَهْتَدَايْنَا  
رَحْمًا اِذَا قَوْمٌ كَفَرُوا عَلَيْنَا  
وَاللّٰهُ لَوْ كَلَّا قَتَلْنَا وَلَا صَلَّيْنَا  
وَاِنْ اَرَادُوا قِتْلَنَا اَبَيْنَا  
وَقَاتِلْنَا اِلَّا قَتْلًا اَمْ اِنْ كَلَّيْنَا

قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفاروں نے بغاوت کی یا قتل کا ہم سے ارادہ کیا۔ ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہم مارا کفاروں سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے جہاں ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی۔ کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلم بن عمرو بن اکوع نے حضور سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں اور پھر حضور نے اور مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ امام معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہیں میں بٹھا کہ ٹھیکے۔ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَخْلَقْتَ دَرَبَ الْاَرْضِ وَمَا اَقْلَقْتَ دَرَبَ الشَّيْطَانِ وَمَا اَقْلَقْتَ سَرَبَ الْبَرِّيَّاتِ وَمَا اَذَرْتَ قَانًا سَلَكْتَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ بَنِيهَا وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا قِيَلَا۔ پھر فرمایا اے اللہ کہ آگے بڑھو راوی کہتا ہے۔ حضور جس شہر میں جلتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

اے اللہ زبردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ نکلے ہیں۔ اور زبردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور زبردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گراہ کیا اور زبردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اسکا اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اس کے اندر ہیں۔ مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر سے اور اس کے لوگوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اسکے اندر ہیں ۱۲



انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صحیح کے وقت ان پر حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو ارات کے وقت وہاں پہونچے رات حضور نے آرام کے ساتھ بہر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا جس وقت خیبر کے پہونچے دیکھا کہ کارباری لوگ اپنے اہل وغیرہ سامان و کھجور کو لیکر باہر آ رہے ہیں اور حضور کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ تم آج خدا کی حمد و شکر لیکر آ گئے۔ اور پھر یہ لوگ آئے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا اللہ اکبر و ضربت خیبر انا اذا انزلنا بساحتہ قوم کساء صباخ المندثرین اللہ بہت بڑا ہے خیبر حراہ ہوا بیشک ہم جب کسی قوم کے میدان میں انازل ہوئے پس منذرین کا دن بڑا ہوا اور منذرین وہ لوگ ہیں جنکو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار +

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مہینہ سے چکر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جسکو حیح کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے روانہ ہوئے کہ مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ حضور کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو آئے چلے گئے۔ اور حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چمکی کا پاٹ ڈال دیا تھا +

پھر حضور نے بنی النقیق کے قلعہ حصن القمود میں کفر فتح کیا۔ اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں آدم المومنین حضرت عائشہ بھی تھیں۔ اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی النقیق کے پاس تھیں۔ اور ان کی دو چچا زاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضور نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا +  
وخیہ بن خلیفہ کا بیٹا نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر تب حضور نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کر لیا۔ تب وخیہ کو ان کی چچا زاد دونوں بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مسلمانوں نے گھیرے گاؤں کے گوشے پکائے حضور نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنسیوں کو غور آؤنا دیا +

کچھال کہتے ہیں حضور نے اس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اسکے پاس نہ جائیں دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں چوتھے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کریں +

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک تھے کہ جب خیبر میں حضور نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی +

حش معنانی کہتے ہیں ہم دو دفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں شریک تھے پھر ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور دو دفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے دہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضور سے سنی ہے۔ اور خیبر کی جنگ میں حضور نے ہم سے

فرمائی تھی حضورؐ نے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے  
یعنی حاملہ غورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ  
بغیر استبراء کئے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے  
اُس کو فروخت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے  
اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اُس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اُس کو مال غنیمت میں واپس کر دے  
ایسا نہ کرے کہ اُس کو پکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے  
پہلے پہنے اور پھر پڑا کر کے اُس کو واپس کرے +

عباد بن صامت کہتے ہیں ہم کو حضورؐ نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو یکے سونے  
اور کچی چاندی کو کچی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو کچے سونے اور کچے سونے کو کچی  
چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کریں +

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضورؐ نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ اور سلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضورؐ  
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ  
کھانے پینے کو نہیں ہے حضورؐ کے پاس بھی اُس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے تب حضورؐ نے دعا کی کہ اے  
مذاق خوب جانتا ہے۔ جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ پس  
تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کر لے تاکہ یہ اُسکے مال غنیمت سے غنی  
ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے  
زیادہ پرانہ مال و سہلاب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرایا +

راوی کہتا ہے جب حضورؐ فتح کرتے ہوئے طے اور سلام آخری دو قلعوں پر پہنچے ان کا آپ نے  
کچھ اور پڑیں راہیں محاصرہ رکھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شمار یا منصور امت تھا  
جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے  
اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں گیا اور اپنی تعریف کے اشرار پڑھنے لگا۔ حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ اس کے  
مقابلے کوں جو اُتر جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضورؐ مجھے کو اجازت دیجئے۔ کل میرا بھائی شہید ہوا ہے۔  
آج میں اُس کا قصاص لیتا ہوں حضورؐ نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔ محمد بن مسلمہ  
اُس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اُسکی آڑ میں ہو کر ایک نے  
دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر ویر و مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار  
ماری۔ محمد نے سر سے پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر اُس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا۔ مگر تلوار نہ نکلی۔  
محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہ راست اُس میں داخل ہو گیا۔  
ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اُس کا بھائی یا سر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا  
کون مقابل ہے زبیر بن عوام ترشی حضورؐ کے چھو بھئی زاد بھائی اسکے مقابل گئے ان کی والدہ حضرت صفیہؓ

کی پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائیگا حضور نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا بیٹا مارا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر باسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی دوزخ کو بھیج دیا ۔

عمر بن ابیوسف سے روایت ہے کہ حضور نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابو بکر صدیقؓ کی سفیر نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابو بکرؓ نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آگئے پھر حضور نے اسی قلعہ کی طرف ہی نشان دیکر عمرو بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر ناکامیاب ہو کر واپس چلے آئے تب حضور نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا و رسول کو دست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کر لے گا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے سلمہ کہتے ہیں پھر حضور نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت علیؓ کی آنکھیں دھکتی تھیں۔ پس حضور نے اپنا لب مبارک انکی آنکھوں پر لگایا اور نشان اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے سے ہاتھ پر اس کو فتح کر لے گا۔ پس حضرت علیؓ دوڑتے ہوئے نشان لیکر اس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھر سے کے نیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؓ کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے پورے آس پاس نے پوچھا تم کون ہو حضرت علیؓ نے فرمایا میں علی بن ابیطالب ہوں۔ یہودی نے کہا۔ تم قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خدا نے اس قلعہ کو فتح کر دیا ۔

ابو رافع حضور کے آزاد غلام سے روایت ہے کہ میں جب حضور نے حضرت علیؓ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا ہے میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے مقابلہ اور مقابلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے جو حضرت علیؓ پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے پیر نکلا در جا پڑی حضرت علیؓ نے قلعہ کے دروازہ کا کوا جو قریب تھا اٹھا لیا اور اسی سے کفاروں کے حربے مثل ڈال کے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فاسخ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اس کو اڑا کر آپ نے پھینک دیا ابو رافع کہتے ہیں وہ کوا اڑتا بڑا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اس کو پشت چاٹا مگر نہ پلٹ سکے ۔

ابو الیسر کتب بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ہم خیبر کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک روٹ قلعہ میں جا رہا ہے حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابو الیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ حضور نے جب مجھ کو روٹے ہوئے دیکھا فرمایا اسے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابو الیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بیل میں دبا کر بھاگا اور حضور کے آگے لاکاؤں کو بھڑک دیا۔ پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا ۔

راوی کہتا ہے ابو الیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اس لیے یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اسے لوگو میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کر دیں کیونکہ یہ صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں ۔



ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ محصور کر لیا۔ اور بالبال حضرت صفیہ بنت حی بن اخطاب کو اور ایک اور عورت کو لیکر حضور کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہودیوں کے مقتولوں پر سے ان کا لڈر ہوا۔ پس اس عورت نے جو اپنے مقتولوں کو دیکھا چمبیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر خوب اس نے طابچے سے اور سر پر خاک ڈالی جب حضور نے اس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لیجاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر ان کو ڈھادی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرمایا ہے۔ رادی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا چنانچہ اسی نشان کو دیکھ کر حضور نے صفیہ سے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

### خبر کا بانی واقعہ

کنانہ بن ربیع حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے ان کو بیان کیا کہ میں نے اس کو قلاں بنگلہ اکثر کرتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے حضور نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس بنگلہ سے خزانہ ملے تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے پھر حضور نے اس مقام کو کھدوا لیا تو وہاں سے کچھ خزانہ بھلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا اس نے بتا کر اسے بالکل انکار کیا تب حضور نے زہر بن عمامہ کو حکم دیا کہ اس کو تکلیف دیکر پوچھ چنا چنے میرے ہر چند کلیف دیکر بھی اس سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا تب حضور نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض میں اس کو قتل کریں چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

رادی کہتا ہے حضور نے خبر کے آخری قلعوں و طبع اور سلام کا محاصرہ رکھا جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جان بخشی کریں حضور نے اس بات کو منظور کر لیا۔

اور خیرہ کا تمام مال اسباب حضور کے ہاتھ آیا سو ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فک کے لوگوں کو پہنچی انہوں نے بھی حضور کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال اپنا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی ہو جائے حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضور کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے عیصہ بن مسعود و عمارؓ بھی روانہ ہوئے کہ جب خیرہ والوں کو اس اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضور کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی



محنت کا حق سمجھ کر لے لینگے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے۔ اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں حضور نے اس بات کو منظم کر لیا اور یہ شرط ان سے کر لی کہ جہنم جہنم چاہیں گے۔ ہم تو دنیا سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضور نے خاص اپنے اخراجات کو واسطے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بخیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتوحات سے فارغ ہوئے زینب عرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم بنیادی کی چورہ نے ایک بکری کا گوشت بھون کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کو کونسا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہا دست کا پس اس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب زہر لگا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی۔ اور اس کو چبا چکا اور انہوں نے بلکہ اس کو تھوک دیا۔ اور بشر بن برادر بن معرور بھی حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضور نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں ہر ملا ہوا ہے۔ پھر حضور نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملا ہوا ہے حضور نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا عورت نے کہا میں نے اس کے مہری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر راست پادگنی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائیگی۔

راوی کہتا ہے حضور نے اس عورت سے مد گذر کی اور بشر بن برادر نے اس ایک لوالہ کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کو مرض فاقہ ہوا۔ اور بشر بن برادر کی بہن آپ کی مزاج پتیری کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی لوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیر میں تھپانے بھائی بشر بن برادر کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بار جود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خیر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو راستہ میں آپ نے چند راہیں راوی القرئی کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔ ابھر یہ کہتے ہیں جب ہم حضور کے ساتھ خیر سے فارغ ہو کر راوی القرئی میں آئے تو قریب غروب آفتاب ہم نے وہاں قیام کیا۔ اور حضور کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے حضور کی نذر کیا تھا۔ یہ غلام حضور کا کجاوا اٹھا کر رکھ رہا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آن لگا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے لگا ہے غلام بیچارہ تیز کے صدر سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ کیا جنتی آدمی ہے حضور نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیر کے مال غنیمت میں سے پھرایا تھا۔ حضور کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جو تیروں کے دو تیرے تیرے نے بھیج دی ہیں میں سے نے لے لیا۔ ان کی برابرتی کو

وہ خ میں جلتا ہوگا۔

عبداللہ بن مسفل بن زنی کہتے ہیں خیر کے مال غنیمت میں سے ایک کپڑا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لیکن اسے ڈیرے میں آ رہا تھا۔ کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھ دیکھ لیا۔ اور ان کو وہ کپڑا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ کپڑا میں تجھ کو نہ دے گا اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہو جائیگا برب سے لیجی اسی اثنا رہیں حضور تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لیجی نے دو عید اللہ کہتے ہیں میں اس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُس کو کھایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیر میں یا آتے ہوئے راستہ میں حضور نے صفیہ کے ساتھ شادی فرمائی اور ام سلمہ انس کی ماں نے صفیہ کو دہن بنایا اور رات کو حضور ان کے ساتھ ایک خیمہ میں ہے اور ابو ایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور کے خیمہ کے گرد پیرا دیا کئے۔ جب صبح کو حضور نے ان کو دیکھا۔ تو فرمایا اسے ابو ایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی۔ ابو ایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس عورت سے حضور کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور فائدہ اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نو مسلم ہے اس سبب سے مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ حضور نے ابو ایوب کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ اے خدا جیسے ابو ایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرما۔ وہ جب حضور خیر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضور نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں اس واسطے صبح کی وقت بنگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہئے۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاگوں گا۔ پس حضور اور سب لوگ سو رہے۔ اور بلال نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے۔ اور نیند ان پر غالب ہو گئی۔ پھر سجد کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا۔ کہ یہ تو نے کیا کیا۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو بٹایا اسی نے مجھ کو بھی سٹلادیا حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر حضور نے اپنے اوتار کو تھوڑی دیر بیٹھا کر بٹھایا اور وہ ہیں وہ تو کیا اور سب لوگوں نے بھی دھنوکیا پھر بلال نے تکبیر کی اور حضور نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا۔ کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اِقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِهِ

ابن اسحاق کہتے ہیں خیر کو فتح کر کے حضور نے وہاں کی مڑکیاں وغیرہ ابن لقیم عیسیٰ کو عنایت فرمائی تھیں اور خیر کا غزوہ ماہِ سفر میں ہوا تھا۔

خیر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں۔ اور حضور نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضور نے خیر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں۔ کہ حضور کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں۔

ہم زخمیوں کی تیمارداری کر رہی تھی اور جہاں تک ہم سے ہو گا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کے مستحق ہونے کی ضرورت  
نے فرمایا چلو خدا تمہارا ہے۔ ارادہ میں برکت دے چٹا نیچے ہم حضور کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے چپے کو  
اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بیٹھا لیا اور صبح کو حضور منزل پر اترے احد میں بھی اونٹ پر سے اتریں تو اس  
کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی احد یہ مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب  
حضور نے اس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا  
تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیر فتح  
ہو گیا تو حضور نے ہم عورتوں کو بھی مالی عنایت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود حضور  
نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے میں اس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔ راوی کہتا ہے یہ ہار آخری وقت  
نمک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے رافق اُس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت  
حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملائی جھیں اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے  
پانی سے غسل دینا۔

ان مسلمانوں کے ہم جو خیر حباد میں شہید ہوئے

بنی امیہ کے ملیہ فوں میں سے ربیعہ بن خنجر بن عمر بن لکثیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقفہ

بن عمر و اور زفاعہ بن مسروق :

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے عبد اللہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غبرہ یہ اصل میں بنی سعد بن  
لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھائی تھے ۔  
اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلسہ سے بیشتر بنی ہاشم بن عبد مناف کے ساتھ نہ ہر ملی  
ہوئی بوٹی کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نمان ۔

اور بنی زریق میں سے سعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق :

اور اوس کی شارح بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجعہ بن حارثہ بن حارثہ  
یہ بنی حارثہ ہیں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ذبیح بن ثمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراق اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ ۛ

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تبر سے شہید ہوئے +

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور  
خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہداء و خیر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے سہنی زہر دیس سے مسعود بن ربیعہ جو بنی



قلعہ میں سے ان کے حلیف لٹے اور بنی عمرو بن حوف سے اوس بن قنادہ شہید ہوئے ۛ

## اسوداعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خیر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اسوداعی بکریاں لے ہوئے حضور کے پاس آیا۔ اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر لڑ کر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مسلمان کیجئے حضور نے اس کو مسلمان کیا اور حضور کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ رب کو مسلمان کرتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں قرایا ان کو مار کر ہکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیگی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لیکر بکریوں پر اسے اور ان کو قلعہ کی طرف ہکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ اور ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدر سے شہید ہو گیا۔ لوگ اس کی لاش حضور کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر ڈال دیا۔ حضور چند صحابہ کے ساتھ اس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے مونہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور نے اس کی طرف سے مونہ کیوں پھیرا۔ فرمایا ایک عروہ اس کی بیوی ہے اس کے پانس بیٹی ہیں۔ راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی ۛ

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے اس کی بیوی حوروں میں سے اس کے مونہ پر خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے مجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اس کو خاک آلود کرے اور جس نے مجھ کو قتل کیا ہے خدا اس کو قتل کرے ۛ

## حجاج بن علاط کا بیان

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمیٰ ثم البہری نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ میں میرا بہت مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سودا گروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضور مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں۔ اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضور نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بمقام ثبیتہ البیضاء میں آئے۔ تو دیکھا قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں یہ لوگ مکہ سے کلکرا رہے ہیں انے جانے والوں سے حضور کی خبر پوچھا کرتے تھے۔ اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضور نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے اب جو انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگے حجاج بن علاط آپ سے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں اہل درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے۔ اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرض کہ حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قلعہ نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے وہ یہودیوں کا نہایت آباد ملک ہے حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے۔ اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب



لوگوں نے چاروں طرف سے میرے آئینہ کو گھیر لیا اور کہا اسے حجاج بھلا اس خبر کو بیان کرو میں نے کہا  
محمد کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تمہارے نبی نہ ہوگی تمام اہل انساب ان کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے۔ اور یہودیوں  
نے کہا کہ ہم محمد کو قریش کے پاس ایک میں بھیجینگے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے ساتھ صلہ میں محمد کو قتل کریں۔ حجاج کہتے  
ہیں یہ بات سنتے ہی وہ ریگ کہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمد تمہارے پاس  
آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اسے قریش تم میرا مال جمع کرو اور میں بہت جلد خیبر کو جاتا ہوں  
تاکہ سوداگروں کے پہونچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کر دوں۔ پس قریش نے  
ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا۔ اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا۔ تو وہ  
مال مجھ کو دیدے اس نے بھی سب مال دیدیا پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں  
جوتا جرات وضع کا تھا آن کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اسے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے  
کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دوسرے وقت میں پہلنے لگوں گا۔ اس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا چاہتا ہے  
جب میں خلوت ہونے لگا۔ تو عباس میرے پاس آئے میں نے کہا اسے عباس جو بات میں تم سے کہوں  
تین دن تک تم اس کو ہرگز کسی سے نہ بولا ہرگز کرنا اور بعد اسکے تم کو اختیار ہے شوق سے کہہ دینا میں تمہارے  
بھیجے یعنی حضور کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر انہوں  
نے فتح کر لیا۔ عباس نے کہا اسے حجاج یہ تو کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں۔ اور  
میں مسلمان ہو گیا ہوں یہ جیسا میں نے نقطہ اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز اتنا دن کے  
اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دوسرے محل جاؤں گا۔  
پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے تب حجاج کو کہہ گئے ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت عباس نے اپنا مال چھوڑا اور  
عصا ہاتھ میں لیکر کعبہ میں آئے۔ اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے آن کو دیکھا اہل  
ابوالفضل حضرت عباس کی کنیت ہے یہ تو جنگ کا سامان ہے حضرت عباس نے فرمایا اس غذا کی قسم ہے  
جس کی تم قسم کھا۔ تے ہو کہ محمد نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور ہاں کے تمام مال و حساب پر قابض ہو گئے۔ اور خیبر  
کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے قصرت میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے یہ لباس آج پہنا ہے قریش نے کہا یہ خبر  
تم کو کس نے دی حضرت عباس نے کہا اسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی وہ مسلمان ہو گیا ہے اور  
اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا۔ اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔ قریش نے یہ بات سن کر بہت خفا ہو  
اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اسی وقت خبر ہوتی۔ تو ہم  
اسکو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اسکے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر دلوم ہوئی

### خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے مال غنیمت میں سے خمس خداوند رسول اور دوسری القربی اور یتیموں اور مسکینوں

کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضور کی ازواج کا خرچ تھا۔ اور ان لوگوں کو بھی حضور نے اس میں سے عنایت کیا۔ جنہوں نے اہل مذک سے صلح کرائی تھی اور انہیں لوگوں میں سے ایک مجید بن سعد تھے ان کو حضور نے تین دنوں کے کھجوریں عنایت کیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم کیا جو مدینہ کے واقعہ میں حضور کے ساتھ تھے چنانچہ سب لوگ جو مدینہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے۔ سو ایک جابر بن عبد اللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضور نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

راوی کہتا ہے خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے پس حضور نے کل مال کے اٹھارہ سو حصہ کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور دو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دینے کا اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضور نے عربی اور حبش گھوڑے کو بھی بٹھرایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی اور سید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے۔

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ بنی عبیدہ کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوس کا انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلام کا اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاة بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دو سو آدمی سر ریام تھا اور شق بھی اس کے کہتے تھے اس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہونے۔ اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاة میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دو سو حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی سید کا اور چھ حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بنی عوف بن خزرج اور زمریہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا۔ اور انہیں کے ساتھ حضور کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبد الرحمن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا پھر بنی غفار اور اسلام کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبیدہ کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبیدہ کا۔ پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اثنین میں ہمینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی ازواج اور اقرباؤں کے درمیان میں تقسیم فرمایا۔ اور بعض مسلمانوں کو بھی اس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دو سو دس دے دیئے۔ اور حضرت علی کو ایک سو دس اور اسامہ بن زید کو دو سو دس اور سچاس دس کھجوریں اور حضرت ام المومنین عائشہ کو دو سو دس

سے دس کا حصہ ملے۔ اور ایک صاحبزادے میں سے ۱۲

۱۵ حبشین وہ گھوڑا ہے۔ جو عمدہ نسل کا ہے۔ ۱۲

اور حضرت ابو بکر کو سو دست اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس دست اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس دست اور عبید بن جریث کو سو دست اور صہبہ بنت جحش کو سو دست کے دونوں بیٹوں کے سو دست اس طرح کہ نہایت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخزوم کے تیس دست اور رکانہ بن عبد یزید کو پچاس دست اور عبیدہ بن جریث کی بیٹیوں اور ان کے بیٹے طحیہ بن جریث کو سو دست اور بنی عبیدہ بن عبد یزید کو ساٹھ دست اور اوس بن مخزوم کے بیٹے کو تیس دست اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس دست اور ام رومیہ کو چالیس دست اور نعیم بن ہند کو تیس دست اور بحدہ بنت جریث کو تیس دست اور عجز بن عبد یزید کو تیس دست اور ام حکم کو تیس دست اور جہانہ بنت ابی طالب کو تیس دست اور ابن ارقم کو پچاس دست اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو چالیس دست اور صہبہ بنت جحش کو تیس دست اور زبیر کی ماں کو چالیس دست اور ابن ابی خنیس کو تیس دست اور ام طالب کو چالیس دست اور ابی نصرہ کو بیس دست اور عبیدہ کلبی کو پچاس دست اور عبد اللہ بن وہب کو مائت کے دونوں بیٹوں کے نوے دست جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیبہ بنت جحش کو تیس دست اور مکند بن عبیدہ کو تیس دست اور اپنی کل ازواج کو نو سو دست عنایت فرماتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ دست گیدوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اس کی ضرورت کے موافق ان اجناس دئے گئے اور چونکہ بنی عبد المطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے حضور نے ان کو زیادہ حُرمت کیا اپنے بنی عبد المطلب کو ایک سو اسی دست دئے اور حضرت فاطمہ کو پچاسی دست اور اسامہ بن زید کو چالیس دست اور مقداد بن اسود کو پندرہ دست اور ام رومیہ کو پانچ دست عنایت کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی ایک تو ہاتھین کو خیر سے سو دست دئے جائیں اور دوسرے پچیس کو سو دست اور سبائین کو سو دست دئے جائیں اور اشعر بنیہ کو سو دست دئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور مالک عرب میں فدویں نہ چھوڑے جائیں۔

## فدک کا بیان

جب حضور خبیر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے حضور کا رعب ڈال دیا اور انہوں نے اپنا اہم حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ حضور نصیحت فرمادیں اور پھر سے صلح کر لیں۔ حضور نے منظور فرمایا اور حضور اپنی وقت خبیر میں یا خبیر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آئے تھے۔ اور چونکہ فدک بخیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس سبب سے یہ تمام حضور کا مال تھا۔

## ان باری لوگوں کے نام جن کے واسطے حضور نے وصیت فرمائی تھی

یہ لوگ بنی فہر بن ہانی بن حبیب بن ثعلبہ بن عمر کی اولاد سے ہیں اور حضور نے وصیت میں مالک شام سے ہستے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرو بن مالک۔ ان کا نام حضور نے عبد الرحمن رکھا تھا۔ مردان بن ثعلبہ۔ عوفہ کے بھائی۔ فاکہ بن ثعلبہ۔ جلیلہ بن مالک۔ ابو ہند بن جراحہ بن کے بھائی۔ طیب بن جراحہ بن کا نام حضور نے



رکھا تھا :

راوی کتبہ حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور بچپلوں کا اندازہ کیا یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے عبداللہ نے کہا تم چاہو تم بڑھتی لے لو۔ اور تم چاہو تو ہم کو دیدو یہود نے کہا اسی بات سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا کہ پھر غزوہ مؤدہ میں شہید ہوئے :

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن حنظلہ بن فصل بن خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت بعد پر قائم ہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے پھر انہوں نے حضور ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا :

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کتبہ ہے یہود نے ان کو شہید کر کے لاش کو انکی فاسق کر دیا تھا۔ پھر ان کے ساتھی حضور کیندر مت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سن کر عبدالرحمن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور مہیصہ حضور کیندر مت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمن ان سب میں نو عمر بھتیجے اور خون کے حق دار بھی یہی تھے انہوں نے حضور سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے بڑے کو تب مہیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضور نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں۔ انہوں نے عرض کیا ہم کو قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھا لینگے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائینگے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضور ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر بھوٹی قسم کے کھانے میں ان کو کیا تامل ہوگا :

راوی کتبہ ہے پھر حضور نے عبدالرحمن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خونہا لینے سواؤنٹ اپنے پاس سے عنایت کئے :

سہل بن ابی حمزہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان اونٹوں میں ایک سرخ اونٹنی تھی۔ جب میں اس کو گھر رہا تھا۔ تو اس نے مجھ کو مارا تھا :

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حمزہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے حضور نے حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلواتے ولیکن حضور نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی قتل پایا گیا ہے اس کا خونہا تم ادا کرو یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اس شخص کو قتل کیا ہے تب حضور نے اپنے پاس سے خونہا ادا کیا :

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خونہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ :

ابن اسحاق کہتے ہیں یحییٰ بن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ حضور نے خیبر کے باغات اور کھجوریں



کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں نہ ہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضورؐ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو لوگ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے حضورؐ نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے اور حضورؐ نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہم چاہینگے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب حضورؐ نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھی اور جب وہ پھل وغیرہ حضورؐ کی خدمت میں آئے حضورؐ نے ان کو تقسیم فرمایا پھر جب حضورؐ کی وفات ہو گئی حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔ اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ نے ابتداء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر ان کو معلوم ہوا کہ حضورؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں حضرت عمرؓ نے اس حدیث کی تحقیق کی۔ اور جب ان کو ثابت ہو گئی کہ یہ انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ بس جس یہودی کے پاس حضورؐ کا کوئی عہد ہو وہ اسکو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر بن عوفؓ میں اپنا مال دیکھنے گئے۔ اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ گتھی کے جوڑ پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے۔ اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کسی نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں ان ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو حضورؐ نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہینگے ان کو نکال دیں گے اب یہود نے عبداللہ بن عمرؓ پر زیادتی کی اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے اور اس سے پہلے ضرور انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں ہاں پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں۔ کیونکہ اب یہاں ہمارا بھڑان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے پھر حضرت عمرؓ نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مدینہ کو لیکر سوار ہوئے اور جابر بن صخرؓ بن اُمیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور زبیر بن ثابتؓ کو بھی ساتھ لیا۔ اور ان دونوں شخصوں نے اُسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دیا۔

اور روادی قرنیؓ کو حضرت عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ حضرت عثمانؓ کا اور ایک حصہ عبدالرحمن بن عوفؓ کا اور ایک حصہ عمر بن ابی سلمہؓ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہؓ کا اور ایک حصہ اور ایک حصہ اولاد جعفرؓ کا اور ایک حصہ بنی قریبہ کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقمؓ کا اور ایک حصہ عبداللہؓ کا

اور ایک حصہ عبید اللہ کا اور ایک حصہ عبداللہ بن جش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ  
عمر کا اور ایک حصہ یدین ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب کا اور ایک حصہ معاذ بن عفرار کا اور ایک حصہ  
ابو احمہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن ربیع کا اور ایک حصہ بانک  
بن معصہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حنیفہ کا اور ایک حصہ خدیج بن معاذ  
کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبدالرحمن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی  
ہش بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے ہیں۔ قتادہ کا اور آدم  
بن جمیر بن عتیک کا اور آدم حصہ مرثد بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خرمہ اور ضیاک کا  
ابن اسحاق کہتے ہیں خیر کی جنگ اور اس کے ال غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا ۛ

### حضرت جعفر بن ابی طالب اور عمر بن حبشہ کے مدینہ شریف لائیک بیان

ابن ہشام کہتے ہیں جس میں خیر کی فتح ہوئی ہے اسی بعد جعفر بن ابی طالب حضور کیندست میں حاضر  
ہوئے حضور نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ محمد کو  
کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی ۛ  
ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے مکہ حبش کی طرف ہجرت کی تھی۔ انہ وہاں مقیم تھے حضور نے  
ان کے بلائے کے واسطے عمرو بن أمیہ صہری کو پنجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا۔ اور پنجاشی نے ان صحابہ کو دو  
جہازوں میں سوار کر کے حضور کیندست میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور کیندست میں پہنچے جس روز آپ  
خیر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے۔ اور نہ یہ لوگ ہیں ۛ

بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عیسٰی شجیہ  
بھی تھیں۔ اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر چنگ نوتہ  
مضامات ملک شام میں حضور کے لشکر کے سردار ہو کر گئے۔ اور وہیں شہید ہوئے۔ ایک شخص ۛ  
ابو ہنی عبید اللہ بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن أمیہ بن عبد شمس رح اپنی بیوی امینہ بنت  
خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امینہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے  
خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافت صدیق میں ہاک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے۔ اور خالد کے بھائی  
عمرو بن سعید بن عاص رح اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن أمیہ بن محرز کنانی کے ان عورت کا انتقال حبشہ  
میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت صدیق کی خلافت میں اپنا دین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔  
اور یحییٰ بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔ اور ابو موسیٰ  
الخنزری عبید اللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ چار شخص حبشہ سے آئے ۛ

ادبنی اسد بن عبد العزیٰ بن قیس میں سے اسود بن ذہل بن خویلد ایک شخص۔ اور بنی عبد الدار  
بن قیس سے جہم بن قیس بن عبد شریک بن جہم اور عمرو بن جہم اور اپنی بیوی حلیہ بنت عبد اللہ

کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص +

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عقبہ بن معوذ ہذیل سے ان کے حلیف۔ دو شخص +

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی رقیطہ بنت حرث بن حبیب۔ کے جن کا

انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص +

اور بنی جحج بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن احبان۔ ایک شخص

اور بنی ہم بن عمرو بن ہصیص سے حمیہ بن جزیان کے حلیف بنی زبید سے ان کو حضور نے مال غنیمت

کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص -

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عمرو بن عبد اللہ بن فضل۔ ایک شخص +

اور بنی عامر بن لوی سے ابو عاصم بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی

بیوی عمرہ بنت سیدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص -

اور بنی حرث بن قمر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص +

اور جن ہماجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی دوتوں کو بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے

ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور کی خدمت میں آئے سول آدمی

تھے۔ راوی کہتا ہے اور جو ہماجرین بدر کی جنگ کے بعد حضور کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے

حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن جحش بن ربیعہ اسدی بنی خزیمہ میں شمس بنی اُمیہ کے حلیف

مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبید اللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا ام حبیبہ کا

نامہ اس تھا۔ جب عبید اللہ حبش میں پہنچا اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اور اس کے بعد حضور نے اس کی بیوی ام حبیبہ

سے شادی فرمائی +

عروہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب

وہاں باکرہ نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ لینے

تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بنی ہاشم بن خویمہ میں سے ایک شخص تھا۔ اور یہ اُمیہ بنت

قیس کا باپ تھا اور اُمیہ اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابو سفیان کی

اتنا فکی ہوئی تو ثدی تھی جب عبید اللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں۔ تو ان دونوں عورتوں نے ام حبیبہ اور

ام حبیبہ کو ساتھ لے گئے تھے +

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے زید بن زہد بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید

ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ دو شخص +

اور بنی عبد الدار بن تھس سے ابو الروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ اور فراس بن نفیر بن



بن کلاب بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔ و شخص ۛ

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ مع اپنی بیوی بنت ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا۔ اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے ایک شخص ۛ

بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص ۛ

اور بنی مخزوم بن یقظ بن مرہ بن کعب سے مبارک بن سفیان بن عبد الاسد یہ حضرت ابو بکر کی خلافت میں یمن وین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور بن کے بھائی عبد اللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور انکی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ تین شخص ۛ

اور بنی جمح بن عمرو بن ہفص بن کعب سے خطاب بن حارث بن مہم بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح مع اپنے دونوں بیٹوں حارث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجمل کے حبشہ کو گئے۔ خطاب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لیکر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور خطاب کے بھائی خطاب بن حارث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لیکر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور کے پاس آئیں۔ اور سفیان بن مہم بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیوی حسنہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجیل بن حسنہ یہ سب حبشہ گئے۔ اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ پھر شخص ۛ

اور بنی سہم بن عمرو بن ہفص بن کعب سے عبد اللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبش میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور البرقیس بن حارث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابو بکر کی خلافت میں یمن کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم انہیں کو حضور نے ایچی بنا کر کسری بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا۔ اور حارث بن حارث بن قیس بن عدی اور شریک بن قیس بن حارث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حارث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے۔ اور رباب بن حارث بن قیس جو حضور کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں سیر بن شہید ہوئے۔ گیارہ شخص ۛ

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عوف بن عبید بن عزیٰ بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے۔ اور عدی نضاب بن عبد العزیٰ بن عثمان حبشہ میں فوت ہوئے۔ و شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا عثمان بن عدی بھی تھا۔ مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آگیا۔ اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ



بصرہ میں شرمیان کا حاکم بنایا تھا یہ ایک شاعر شخص تھا۔ اس نے چند اشعار کے اور ان میں شراب اور معشوق کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمرؓ نے بھی سنے۔ فوراً اس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر شخص ہوں قسم ہے خدا کی میں اُن افعال کا ترک نہیں ہوا چاہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا خیر جو تو نے کہا سو کھا لگرا یہ تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے سلیمان بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن جسل بن عامر انہیں کو حضورؐ نے پیغمبر بنا کر ہودہ بن علی حنفی کے پاس بامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص ۛ

اور بنی حارث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد قیس بن زہیر بن ابی شہاد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن حارث بن فہر اور عیاض بن زہیر بن ابی شہاد تین شخص ۛ

پس جو لوگ حبشہ کے صاحبزادے ہیں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ اور نہ مکہ میں حضورؐ کے پاس آئے تھے۔ اور جو لوگ اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں آئے اور جنگ نہ لڑی تھے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونیتس آدمی تھے۔ اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے اُن کے نام یہ ہیں :-

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبد اللہ بن حبش بن رباب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قحطانی سے عمر بن امیہ بن حارث بن اسد۔ اور بنی جمح سے ماطب بن حارث اور ان کے بھائی خطاب بن حارث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبد اللہ بن حارث بن قیس ۛ

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے مردہ بن عبد العزیٰ بن حارث بن عوف۔ اور عدی بن نضلہ سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حارث بن خالد بن صحر بن عامر ایک شخص ۛ راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہؓ حضورؐ کی صاحبزادی ۛ

اور بنی امیہ سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں۔ اور بنی مخزوم سے ام سلمہ بنت ابی امیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لیکر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریطہ بنت حارث بن حبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا۔ اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حارث اور زینب بنت حارث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حارث یہ سب راستہ میں ایک پانی کوئی کر ملاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نام بھی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی۔ اور بنی سہم بن عمرو سے سلمہ بنت ابی عوف بن حبیرہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی جہم بن غانم ۛ

اور بنی عامر بن لوی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سلمہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور جلیل کی بیٹی۔ اور عمرو بنت سعد بن بن وقدان۔ اور ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو ۛ

اور مختلف قبائل عرب سے اسباہ بنت عقیس بن نعمان خشعیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن حارث

کتابیہ۔ اور فکیہ بنت یسار اور برکہ بنت یسار اور حسنہ توجیل کی والدہ ۛ

## جلد ہشام کے چوتھے پیدائشی نام

عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب۔ بنی ہاشم سے۔ اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمّہ بنت خالد۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسدہ ۛ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہرہ ۛ

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حارث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حارث اور فاطمہ بنت حارث اور زینب بنت حارث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حارث۔ اور لڑکیاں اُمّہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حارث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں خیر سے فارغ ہو کر حضور مدینہ میں ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر جب شعبان رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور نے بابجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی ۛ

## عمرۃ القضا کا بیان

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے حضور واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضور تشریف لیجاتے ہیں اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضا رکھا گیا ہے۔ اور بعض اس کو عمرۃ القضا میں کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضور کو سنہ حدیبیہ سے مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ پس اب حضور اس کے قضا میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں فیقعد کے مہینہ سترہ میں داخل ہوئے ۛ

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے وَالْحُرِّ مَاتٌ قِصَاصٌ ط اور مدینہ میں حضور نے عوف بن امیہ بن ابی امیہ کو حاکم مقرر کیا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان حضور کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں ہوئے گئے تھے اور یہ سب عجمی کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے حضور کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب ذوالاندوہ میں جمع ہوئے تاکہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے بے طاقت لوگ ہیں۔ حضور نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادریں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپ نے دو گزین طواف کئے اور رکن یسائی اور حجر اسود کو بوسہ دیا ۛ ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھٹا رکھنا لازم نہیں ہے

کیونکہ حضور نے فعل شرکین کے دکھانے کو کیا تھا مگر جب حضور نے جمعہ اوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ ہماری ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی کربہ کہتے ہیں جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ آپ کی ادٹنی کی مہاکمہ کڑھے ہوئے + اشعار پڑھ رہے تھے۔ اشعراس

خَلَقُوا مِنِّي بِكَافًا رِعْنًا سَبِيْلًا + خَلَقُوا مِنِّي الْخَيْرِي رَسُوْلًا + يَدِي اِلَيْهِ مَوْصِلٌ بِقَبِيْلِهِ  
ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اس کے راستہ سے بڑے جاؤ۔ پس سارا خیر اس کے رسول میں ہے۔ اسے  
اب میں رسول کی بابت پر ایمان لایا ہوں +

اَعْرِفْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ قَبُوْلِهِ + وَ عَنَّا قَتَلْنَاكَ عَلٰى مَا رَسَلَهُ + كَمَا قَتَلْنَا كُمُ عَلٰى مَا رَسَلْتُمْ  
اور میں نے اس کو قبول کرنے میں خدا کا حق پہچانا ہے۔ اے کفار ہم نے تم کو اس کی تائید پر قتل کیا ہے جیسا  
کہ اس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے +

ضَرَبَ بَايَرَئِيْلُ الْهَامَّ عَنْ مَعِيْلِهِ + وَ مَزِيْلُ الْخَلِيْلِ مَنْ خَلِيْلِهِ  
ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دست کو دست سے فراق دیتی ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حارث سے بحالت احرام شاری کی مدد یہ شادی حضرت  
عباس نے کرائی تھی +

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنی شاہی کا اختیار اپنی بہن ام الفضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں۔  
دیا تھا اور ام الفضل نے دعا اختیار حضرت عباس کو دیا حضرت عباس نے من کی شادی حضور سے کر دی۔ اور حضور نے  
میمونہ کے ہر گے چار سو دو م عنایت کئے +

راوی کہتا ہے حضور مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا۔ تو قریش نے حذیفہ بن یشجب الغری بن ابی اسحاق  
بن عبد وہ بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری  
ہو گئی لہذا تم اب چلے جاؤ۔ حضور نے فرمایا تمہارا کچھ عروج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکھاؤ گے۔ اور  
تمہاری بھی دعوت کریں گے۔ قریش نے کہا نہیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے۔ تب حضور خود جو صحابہ کے روانہ  
ہو گئے اور ابراہیم اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم ان کو ایک مقام سرٹ میں حضور سے  
جا کر ملے اور وہیں حضور نے میمونہ سے نکاح فرمائی اور قریش کے حینہ میں مدینہ واپس تشریف لائے +

ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ لِّىْ رِزْقًا  
الرَّزُقِيَا + بِالْحَقِّ لَسْتُ خَلَقْتُ السَّجْدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَمِيْنُ الْخَلِيْقِيْنَ وَ رُسُلَكَ وَ مَقِيْمِيْنَ  
لاَ اَتْبَعُ فَوْقَ فَعْلَمِكَ مَا لَمْ تَعْلَمْ اَنْ تَجْعَلْ لِّىْ رِزْقًا ذٰلِكَ فَتَجْعَلَ لِّىْ رِزْقًا يُّشْكُ خَدَانِيْ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ رِزْقًا  
تو سچا کہہ دلا با انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تم سجدہ حرام میں امن کے ساتھ رہنا دے اور مال کہہ دے کے نفوت و خلوط اس  
ہو گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس قسم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسبب عمرہ نہ کر نیکے ہو لقا  
اس نے فتح قریب خیر کی تم کو عنایت کی +



غزوہ موتہ کا بیان

یہ غزوہ جمادی الاول ۳۵ھ میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبد اللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے۔  
ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں حضور باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور حرم اور صفر اور صبیح الاول اور صبیح الثانی کا مہینہ ہے۔ پھر  
جمادی الاول میں آپؐ تے مقام موت کی طرف جو مصافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق  
کہتے ہیں۔ اس لشکر کا حضورؐ نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا۔ اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار  
ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبد اللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

پس لوگ اس جہاد کے واسطے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا جب یہ لشکر رخصت ہونے  
لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے جب سب سے رخصت ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے  
لوگوں سے پوچھا اے عبد اللہ تم کیوں روتے ہو عبد اللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔  
کہ ایک آیت مد لا نہی ہے جو میں نے حضور سے سنی ہے وَإِنْ مِنْكُمْ ذُرِّيَاةٌ فَأَرِئْهُمْ لَكَ مِنْكُمْ  
مَا مَقْصُودًا یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دروغ پر دار نہ ہو گایہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔ پس میں اس  
خبر سے روتا ہوں کہ دروغ پر دار ہو کر رہاں سے کیونکر چھٹکارا ہو گا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبد اللہ خدا تم کو اپنی  
حایت میں رکھے اور دشمن کو سکوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبد اللہ بن رواحہ نے اس وقت یہ شعار  
کہے۔

مَلْنِي "اَصْلَ الرَّحْمَنِ مَقْفَرَةٌ" اَضْرِبْهُ ذَاتُ فَرْعٍ لَقَدْ نَزَلَ الْبَيْدَا وَ اَوْ طَلَعَهُ بَيْدَا فِي حَوَانِ جُحْمَةٍ  
 کہ میں خدا سے منفرت مانگتا ہوں۔ اور ایک ضرب گہرائے والی جو سر کران دے یا نیزہ کی ضرب سنانے سے لسی  
 بَحْرَانِي تَفْدًا لِحَشَاءٍ وَالْكَبْدَاءُ حَتَّى يُقَالُ اِذَا صَرَوْا عَلَى حَلْوَى اُرْشِدًا لِّلَّهِ مِنْ عَازٍ وَقَدْ رُشِدَ  
 جہان تریوں اور جگر کے پار بہاؤے تاکہ جب لوگ میری طرہ سے گزریں تو کہیں خدا اس کو نیکی دے یہ رہی شخص ہے جس  
 نے بہاد کیا اور ہدایت پائی :

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے واسطے تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن رواحہ حضور کی خدمت میں رخصت ہوئے کہ حاضر ہوئے حضور نے ان کو رخصت کیا اور بطور پناہیت کے مرنہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہونچا جو نہین شام کے متعلق ہے تو ان کو خبر  
پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لغم و جذام اور ہبراہ  
اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شراب میں جو بقاء کے متعلق ہے آن کر ٹھہرا ہے اور قہال کی فوج پر اس  
تائید ایک شخص کو سردار کیا ہے مسلمان اس خبر کے سنتے سے دررات تک مقام معان میں متردد  
رہے کہ کیا اپنی بسنس لئے کہا اور کو ہیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر باتو حضور ہائے مد کو اور لشکر روانہ  
دریا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کار بند ہونگے عبد اللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر



سے شجاع کئے اور کہا اے قوم تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تو تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے ہو تم تو دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو زندگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے پس بسم اللہ کر کے قدم بڑاؤ دونوں کھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدام کو غالب کر لیا اور یا تم شہید ہو گے پس تمہارا مطلب کسی طرح قوت نہ ہو گا تمام لشکر نے عبد اللہ کی اس تقریر کو سن کر کہا اے عبد اللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا ۛ

زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبد اللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے پس ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رورنے لگا انہوں نے اپنا کورا اٹھا کر مجھے تم دو حکمایا کہ کیوں روتا ہے خدا تم کو شہادت نصیب فرمائے گا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بقاء میں ہوئے ہر قتل کا لشکر بھی اُن پہونچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موت نام ایک گاؤں کے پاس تھا اور دشمن کا لشکر شارق نام ایک گاؤں کے پاس تھا ۛ

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ سیمہ پر قطیب بن قناہ بنی عذہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور ہیرہ پر عباس بن مالک انصاری کو مقرر کیا پھر جنگ مقام واقع ہوئی اور زید بن عارضہ نے حضور کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ یہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اس کی گھنٹیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے ۛ

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سیمہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر کی تنہا ہی کی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ہاتھوں کے مواضع میں و در عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اُڑتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار باری تھی جس سے آپ کے دو جھتے ہو گئے اور حضرت جعفر کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متر دور تھے پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کا ایک چچا زاد بھائی بھتا ہوا گولٹ کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمزوری کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبد اللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھا یا تھا۔ کہ لشکر کے ایک طرف سے غل و شور کی آواز آئی۔ پس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس قدر بڑے۔ کہ آخر شہید ہوئے ان کے بعد ثابت بن ارقم بنی مملان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے مسلمانوں اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں نے کہا کیا تم کو مقرر کریں۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارنے مارے اٹھا دیا۔ اور پھر لوگوں کے ساتھ

اپنے قیام گاہ پر آئے ۛ ابن اسحاق کہتے ہیں جلب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور نے مدینہ میں فرمایا کہ زمین جارح نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر حضور نے لیا اور وہ بھی لڑا کہ شہید ہوئے یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے۔ انصار کچھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے چنانچہ پھر حضور نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بتایا کہ وہ زید کے تخت کے ایک قسم کی کئی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے۔ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے حضورؐ کو کیا تھا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں اس بار جنت میں کسی ہیں جس روضہ جبر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے حضور میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جبر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضور کے پاس لائی حضور نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جبری کچھ خبر آتی ہے فرمایا ہاں آتی ہی وہ شہید ہوئے ہیں اس بار کتنی ہیں میں کھڑی ہو کر اس سردار سے پیچھے لا دوںے لگی۔ عورتیں محل کی میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکال کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جبر کی بیوی بچوں کے واسطے کھانا تیار کر آؤ۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہوگی ۛ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جبر کے شہید ہونے کی خبر حضور نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرے میں رنج و طلال پایا اور کہا کہ میں نے ان کو عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت روپیٹ رہی ہیں حضور نے فرمایا ان کو منع کر دو وہ شتمیں پر کیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتی ہیں فرمایا ان کو جا کر منع کا در اگر باز نہ آئیں تو ان کے سونہوں میں خاک ڈال میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو اہ کرے۔ تو نے اپنے تئیں ہی نہیں چھوڑے نہ وہ کی تو شکایت کرنے لگا تھا اب خود حضور کی نافرمانی کر چکا ہے میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے رونہوں اہل خاک نہیں ڈال سکتا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں قلب بن قتادہ غندی نے جو مسلمانوں کے لشکر کے پیمنہ کے سردار تھے حمزہ کی سہرت سے ہاک بن رافدہ کو جو ہر قل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کا نہ تھی اس نے غریبی قوم سے حضور کے لشکر کی آمد کی خبر سنی کہما کہ یہ ایسا تیر اور چالاک لشکر آ رہا ہے جو بہت خون بہا ہے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کا منہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے جب خالد بن ولید کے مقابلہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے ۛ

ابو ہریرہ کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا۔ مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور حضورؐ بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑنے کے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دھڑ دھڑ کر آئے لگے حضور نے فرمایا۔ ان بچوں کو گود میں بیٹو اور جبر کے بیٹے کو بچہ دے دو اور حضور نے عبداللہ بن جبر کو اپنی گود میں چھایا ۛ

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالتی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو حضور نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں ۞  
 اہل سلمہ قرأتی ہیں۔ میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن میسرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نمازیں حضور کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اسے جھگڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں ۞  
 ابن ہشام کہتے ہیں مومنہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا سے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آئے تک یہ اس لشکر کے سردار رہے ۞

### ان لوگوں کے نام جو جنگ میں شہید ہوئے

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ اور بنی مالک بن جسل سے وہب بن سعد بن ابی مرث۔ اور انصار میں سے پھر بنی مرث بن خنزلہ سے عبد اللہ بن رماحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے مرث بن لقمان بن صاف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے مرث بن عمرو بن عطیہ بن خنسلہ ۞  
 ابن ہشام کہتے ہیں۔ بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن خرباب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے۔ ابو کلیب اور جابر بن عمرو بن زید بن عوف بن مہندل کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بن انطی سے عمرو اور بن سعد بن مرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلیبہ بن مالک بن انطی کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۞

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان اسباب کا ذکر جو بکر پر لشکر کشی کے باعث ہوئے اور ماہ رمضان شریف

### میں فتح مکہ کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں مود کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور مدینہ میں جمادی الاول اور جب کاہلیت ہے اور اسی اشار میں بنی بکر بن عبد مناة بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حشری نام بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا۔ اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال اس کا لوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرفہ کے اندر رحم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور خورمے یعنی سلی اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے



مقتول کے دو خونہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونہا لیا کرتے تھے۔ اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔  
راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے امنیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو  
اپنی طرف متوجہ کر لیا اور مسائل کے باہمی فساد کم ہو گئے اور اب جو یہ حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک  
شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل  
ہو۔ پس بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنی کرنی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں  
کا جو بنی بکر نے قتل کئے تھے۔ قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لیکر بنی خزاعہ  
کے ایک چشمہ پر جس کو دیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو  
تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی  
اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس  
آگئے اس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آگئے جنگ موقوف کرنی  
چاہیے۔ خدا سے ڈر خدا سے ڈر نوفل نے اس وقت ایک سخت کلمہ کہایا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں  
ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کتے ہو  
راوی کہتا ہے اور جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اس کا نام مہد تھا اس نے اپنے ساتھی تمیم  
بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں ان کے مقابل ہو کر مار جاؤ نگاہ یہ مجھ کو چھوڑ دیجئے۔ اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔  
چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقاء اور  
ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی۔ اور ان کو قتل و غارت کیا اور  
حضور کے عہد در بیان کو توڑ دیا۔ کیونکہ بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل تھے۔ پس عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے  
روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچا حضور اس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر  
ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی حضور نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل  
حضور کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی بکر کے لیے ہے خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پھر اس کے بعد خزاعہ کے  
اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقاء بھی تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قریش کے بنی بکر کی مدد کے  
اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آگئے اور حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان  
عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے چنانچہ بدیل  
بن ورقاء وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا  
قریش نے اس کو مدینہ میں حضور کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے  
واسطے بھیجا تھا جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقاء کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو۔ اور ابوسفیان  
کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور حضور کے پاس آیا ہے۔ بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان



نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے بدل نے کہا نہیں پھر بدل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی پھر اس نے بدل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آکر اسکی میگنی کو توڑ کر دیکھا تو اس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا۔ اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو ام المومنین تھیں اور حضور کے خاص بچھونے پر اس نے بیٹھنا چاہا ام المومنین نے اس بچھونے کو لپیٹ دیا ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص حضور کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی۔ کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شریں مبتلا ہو گئی۔ پھر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابو بکر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تم چل کر حضور سے میرے واسطے گفتگو کرو حضرت ابو بکر نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی میں اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علی کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام ان کی گود میں بیٹھے تھے ابوسفیان نے کہا اے علی تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو۔ اور میں ایک حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا۔ تو بہت ذلیل ہو گا حضرت علی نے فرمایا اے ابوسفیان حضور کو ایک ایسا مرد پیش ہے کہ ہم ہرگز حضور سے اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے پھر ابوسفیان حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمد کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ یہ لوگوں میں پناہ پکار دیں حضرت فاطمہ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا حضور پر کون پناہ پکار سکتا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علی سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو حضرت علی نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہونچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر پناہ پکار دو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہونچے گا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہونچے گا یا نہیں مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو میں نے سب کے درمیان میں پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر ہوا ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔ جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہ کیا خبر لائے ابوسفیان نے کہا محمد نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابو بکر کے پاس گیا۔ اس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمر کے پاس گیا۔ اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علی کے پاس گیا۔ لیکن کو سب سے زیادہ نرم پایا۔ اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے کیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ اس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہونچایا نہیں۔ قریش نے کہا علی نے تجھ سے کیا کہا ابوسفیان نے کہا کہ علی نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکارنا چنا پھر میں نے پکار دی قریش نے کہا پھر محمد نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں اور سفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پس تو علی نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا ہے قسم ہے خدا کی اور کوئی بات

اس کی سوا مجھے معلوم نہ ہوئی ۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا۔ اور حضور کی ازواج بھی حضور کے سامان سفر کو  
درست کرنے لگیں حضرت ابو بکر حضرت عائشہ کے پاس آئے اور وہ حضور کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابو بکر نے  
پوچھا اے بیٹی حضور کا کس طرف جانے کا قصد ہے عائشہ نے کہا یہ تو حضور نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضور نے  
لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ازادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اسے ابیدہ مخیر قل اور  
خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو۔ اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ پس  
لوگ نہایت چپقلشی سے تیار ہوئے۔

ملادی کہتا ہے جب حضورؐ نے سفر مکہ کی تیاری کی عاتب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضورؐ کی تیاری اور شکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت ساوہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عیالہ المطلب میں سے کسی کی آزاد نوٹدی تھی رجب یہ عورت روانہ ہو گئی تو حضورؐ کو یاد رہی وہی جس کے اس حال سے اطلاع ہوئی اہ آپؐ نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملیگی۔ اس کے پاس عاتب کا خط ہے وہ خط اُس سے آؤ۔ نو اس عورت نے عاتب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی اس کے تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علیؓ نے کہا قسم ہے خدا کی حضورؐ نے غلط خبر نہیں دی۔ اسے عورت یا تو خط ہم کو دیدے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں عورت جب لاچار ہوئی۔ تب اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؓ کو دیا اور وہ اُس کو لیکر حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ تب حضورؐ نے عاتب کو بلایا۔ امام فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ عاتب نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی میں سہمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا ہے اور یہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے پس اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضورؐ مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن باروں حضورؐ نے فرمایا اسے عیتم نہیں جانتے ہو کہ عاتب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کہو خدا نے تم کو بخش دیا۔

اور اہل بدولت میں خد کے گریہ کیا ہے کہ ہم یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے دروازے کھل جائیں اور ہم اس میں داخل ہو سکیں۔  
 لادنی کہتا ہے پھر مخاطب کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ کیت نازل فرمائی یا اے اللہ الٰہیٰ میں اُمّتوں  
 کا تخیل و اعتقاد دیکھو کہ وہ کس قدر اذیتناک ہے یعنی اس نے امت کو اتنا ذلیل کر دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو بدست نہ بنا دیا  
 آخر ایت تک دیکھو

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور زیدینہ میں الیوم علم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو عام مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی کہ کوزوانہ ہوئے اور حضور صبح حسب لوگوں کے روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب آپ مقام گدید میں پہنچے وہ عسکان اور رجم کے درمیان ہے حضور نے روزہ افطار فرمایا۔  
راوی کہتا ہے جب حضور مقام مرطران میں پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار لشکر تھا اور یہاں  
دورانصار میں سے کوئی شخص بھیجے نہ رہا تھا۔ حسب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ مرطران میں پہنچے

راوی کہتا ہے جب حضور مقام مرطران میں پہنچے تو آپ کے ساتھ دس ہزار لشکر تھا انہیں  
 درانصار میں سے کوئی شخص بھیجے نہ رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ مرطران میں پہنچے

تو قریش کو اس وقت تک حضور کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہونچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے حضرت عباس اپنے اہل عیال کو لیکر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے جو حضور سے مقام جمعہ میں انکی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباس کہہ میں اپنے عہدہ سفایت پر قائم تھے اور حضور بھی ان سے راضی تھے :

اور انہیں دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن فرام اور بدیل بن درقا خبر اخبار کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام بنی نقاب میں حضور کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کھایہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور کے پاس جانا چاہا۔ اور ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور چھوٹی کا بیٹا جو آپ کا خسر ہے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے قمری ابرو ریزی کی اور میرا چھوٹی کا بیٹا جو خسر بھی ہے۔ اس نے مکہ میں مجھ کو وہ وہ کچھ کہا ہے جو کہا ہے۔ جب یہ ان دونوں کو پہونچی ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ اور بھوکے پیاسے مچا کینگے کیونکہ حضور ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے جب حضور نے یہ سنا تو آپ جو کہ رحم اور خلق مجسم تھے ان کے حال زار پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو حضوری کی اجازت دی پس یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرت باسلام ہوئے اور ابوسفیان نے اپنی گزشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عذر کیا :

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضور نے مقام مظہر ان میں قیام کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی از نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اس کو حضور کی لشکر کشی کی خبر کر دیا اور وہ قریش سے کہے اور قریش کہہ حضور کے حملہ کرنے پہلے ان کرا من مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضور کی سفید چمر پر سوار ہو کر میدان آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص کڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی حاجت مندری اور میں اس کو خبر کروں پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن وقار کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضروریہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہنا ضروریہ خزانہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزانہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اس قدر روشنی ان کے لشکر کی ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی۔ اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا اللہ الفضل ہیں حضرت عباس کی کینت ہے، میں نے کہا ہاں کہتے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں ہیں کہ کہا اے ابوسفیان مجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ میرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن مار دیں گے تو میرے پیچھے چھو سوار ہو جا میں مجھ کو حضور کی خدمت میں لے چلتا ہوں۔ اور تیرے واسطے اس کی درخواست کروں گا حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے



یہ سچے سوار ہو گیا اور وہ نوں ساتھی اس کے الٹے پھر گئے اور میں ہمسکو لیکر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس سے گذرنا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول خدا کے چار رسول خدا کی ٹھہر سوار ہیں یہاں تک کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گذرنا تو عمر کھڑے ہو گئے۔ اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر حضور کی خدمت میں دوڑے حضرت عباس کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ حضور سے لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور عمر بھی اسی وقت آگئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دیدیا ہے۔ پس مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن بارہوں عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دیدی ہے۔ اور قسم ہے خدا کی آج کی رات میں اپنے پاس اسکو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کیے قتل میں بہت ہرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی مدی بن کعب میں سے شخص ہوتا۔ تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے اس سبب سے میں نے اسکی سفارش کی ہے عمر نے کہا اے عباس شتو قسم ہے خدا کی جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اسقدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا غور نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جقدر خوشی اُن کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی حضور نے فرمایا اے عباس اب تم اس کو لیجاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس آیا۔ اور صبح کو میں ہمسکو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو قرانی ہو گیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ سے ملانے والے ہیں بیشک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کہ میں اسکی پوجا کرتا تھا پھر حضور نے فرمایا انہوں نے تجھ پر اسے ابوسفیان کہ کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حکیم و کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کو قرانی ہو گردن کے ناسے جانے سے پہلے اسلام قبول کرے۔ اور

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی گواہی دے۔ پس ابوسفیان نے گواہی دی۔ ابھی اسلام قبول کیا۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان غزوہ بدر کے واسطے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اسکو فخر ہو حضور نے فرمایا ابوسفیان کے گھڑیوں میں دھلی ہو گا اسکو امن ہے اور جو اپنا دوازد بند کر لیا اسکو امن ہے اور جو کچھ حرام میں داخل ہو گا اس کو امن ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں جب ابوسفیان خدمت پر آکر پہنچے لگا۔ تو حضور نے فرمایا اے عباس اس کو رستہ



کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کی سیر دکھاؤ۔ عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو بیکر ٹیلہ پر کھڑا کر دیا۔  
 جہاں حضور نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا  
 کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلان ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ حضور رزق لشکر  
 کے ساتھ گزرے اور ہر اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق سے یعنی زرہ اور  
 خود وغیرہ سامان حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل ہوتے کہ عرب ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا  
 جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ ہماجرین اور انصاری ہیں اور حضور  
 بھی انہیں کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اسے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب  
 طاقت ہے۔ قسم ہے خدا کی اسے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے حضرت عباس  
 نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے ابوسفیان نے کہا ہاں بیشک نبوت ہے۔ حضرت عباس  
 کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتا ابوسفیان دوڑا اور مکہ  
 میں جا کر چچا اور پکار کر کہا کہ اے قریش خدا آگئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے  
 پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اس کی موچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس  
 پہلوان مضبوط موٹے فریب کو قتل کر دو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باغیہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے  
 کہا اے قریش تم اس کے ہکالے میں آئی کر اپنی جان نہ کھوؤ۔ محمد تم پر آگئے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا۔  
 اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تمہ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہونگے ابوسفیان نے کہا جو اپنا  
 حذاذہ بند کر لے گا۔ اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا۔ اُس کو بھی امن ہے پس یہ گھنٹے ہی بہت  
 سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حضور مقام ذی طوی میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر بٹھیرنے اور آپ اس  
 وقت سرخ رنگ کی جبری چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور خدا کی اُس جنایت اور فحش کو دیکھ کر اپنا سر تو اُٹھائے  
 خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی ٹھنڈی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔  
 ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت حضور ذی طوی میں ٹھہرے ہوئے تھے ابو قحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنے  
 سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اسے بیٹی تو مجھ کو ابوبکر سپاڑیہ لے چلے اور ابو قحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں پس یہ  
 لڑکی اکبر بیکر پر کئی اونٹوں پر چالنے والی تھی کہ کھائی سے رہے نہ کہ نہ کہا جسے سوار لڑکے اور ایک شخص کو مدنیہ ام جابر ام ابی ذر کہا  
 اے لڑکی یہ شخص جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابو قحافہ نے کہا  
 اب یہ لشکر یہاں آ جائیگا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھیرے چل لڑکی ان کو لیکر نیچے اتری کہ سواروں نے ان یا  
 اُس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسی تھی کہ کسی سوار نے اس کے گلے سے اتار لی۔ پھر جب حضور مکہ میں داخل  
 ہوئے تو ابوبکر اپنے باپ کو بیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم نے بڑے میاں کو اتنی  
 تکلیف دی میں خود ان سے لینے کو ان کے گھر جاتا۔ ابوبکر نے عرض کیا حضور کے تشریف لے جانے

سے بچ کر وہ کی خدمت میں حاضر ہوا بہتر ہے حضور نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پڑھا۔  
... انہوں نے سلام قبول کیا۔ جب ابو بکر اپنے والد کو لائے ہیں۔ تو ان کا سر بالکل سفید چکا  
تھا۔ حنفیہ و رافضیہ فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ چہرہ بکرتے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی امانت  
اسلام کو قائم دیتا ہوں میری ذات بتاتے گا جس نے طوق لیا ہو وہ میرے نگر کیسی نے جواب نہ دیا۔ تب ابو بکر  
نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن تو اپنی ہنسی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں پر بہت  
کم ہے +

جب حاضرین نے مقام دی طوی سے لشکر کو روانہ کیا تو نہیز بن عوام کو عیسو لشکر کے ساتھ مقام کدار  
کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف روانہ کیا سعد بن عبادہ  
جس وقت تک کہ میں داخل ہونے کو متوجہ ہوئے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے  
دن حرمت حلال کی جگہ لگی حضرت عمر کو سعد کا اس کلام سے اندیشہ ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو  
سعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہ میں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ حضور نے علی سے فرمایا کہ تم جا کر  
سعد سے نشان لے لے لو اور کہہ میں داخل ہوں +

اور خالد بن ولید کو حضور نے عیسو لشکر کا سردار کیا جس میں سلمہ بن سلمہ اور غنارہ بن غنیمہ اور جہینہ وغیرہ  
قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لیکر کہ میں پہنچے کی جانب سے داخل ہونے لگا +  
اور ابو العیہ بن جراح نے ان کا لشکر لیکر حضور کے آگے آگے اذان کی طرف سے مکہ کی باندی پر  
آئے۔ اور وہیں حضور کے واسطے خیمہ کھرا لیا گیا +

راوی کہتا ہے کہ غنارہ بن ابی جہل اور عیاد بن ابی جہل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لیا جنگ کے ارادہ سے  
مقام ہندہ میں حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے اور حسان بن قیس بن خالد بنی بکر میں سے ایک شخص  
حضور کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا لڑتا تھا۔ اس کی بیوی نے  
اس سے پوچھا تو اس نے واسطیہ ہتھیار تیز کرنا ہے۔ اس نے کہا محمد اور ان کے اصحاب کی جنگ کے واسطے  
قدرت ہے کہ ہم میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھیر سکتی۔ حسان نے کہا تم ہتھیار  
مکہ کی بجائے کو اُنید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکار کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا۔ پھر یہ حسان بھی  
خندہ کی لڑائی میں غنارہ اور عیاد بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا +

راوی کہتا ہے مجارب بن نہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے  
تھے مشرکین نے ان کو شہید کیا اور گردن جا بڑھی ان کے ساتھ تھے جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا۔ تو  
ان کی لاش سے آگے بڑھ کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے +

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلہ شہید ہوئے اور مشرکین میں سے قریب بارہ آدمیوں کے  
نسل ہوئے ہر مشرکین بھاگ گئے اور حسان بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آن چھپا اور غور سے کہا گھر کا دروازہ بند کر دے  
بدرو نے کہا تو اس دن تو کیا کرے ہاتھ ابراہیم ایسا نامزد ہو گیا حسان نے جواب دیا +

انکے ان شہادت رستم الخندہ سے بڑھ کر صفوان و غیرہ عکرمہ و وائل و یزید قاتلین کا نہ دیتے۔  
اگر تو خندہ کی جنگ میں موجود ہوتی۔ جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے۔ اور یزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔  
وَأَسْتَفِیْکُمْ بِالسُّیُوفِ الْمَسَامَةِ وَیَقْطَعُونَ کُلَّ سَاعِدٍ وَجُجْجَہُ یُحْضِرُ یَا قُلَادَ یَسْتَمِعُ الْاَعْمَحَہُ  
اور میں تیرے تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھاؤں گا اور بھوپری کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں۔ اور ایسی مارا کرتی  
کہ بجز خیمہ و مار کے کچھ سنانی نہ دیتا تھا۔

لَقَدْ تَنَبَّأْتَنِي فِي الْكُفْرِ اَذْنِي كَلِمَةٍ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کی نقل تھی۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ نامت کا میری نسبت نہ کہتی۔  
راہی کہتا ہے فتح مکہ اور تحنین اور طائف میں مہاجرین کا شمار یا بنی عبد الرحمن تھا اور انصار کا شمار  
یا بنی عبد اللہ تھا اور حضرت نے اپنے امراء بشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بھی لڑنا  
اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لیکر فرما دیتا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ  
کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

انہیں لوگوں میں سے ایک شخص عبد اللہ بن سعد عامری تھا اسکے قتل کرنے کا حکم حضرت نے اس  
سبب سے دیا تھا کہ یہ پہلے دشمنان ہوا تھا۔ اور وہی کو حضور کے پاس بلکھا کرتا تھا پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے  
آگیا۔ اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان کے پاس جا بیٹھا۔ کیونکہ ان کا دودھ بھائی تھا یہ اشک کہ  
جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمان اسکو لیکر حضور کی خدمت میں امن دلانے کے واسطے آئے  
حضور بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب عثمان نے اصرار کیا تو حضور نے فرمایا ہاں اور جب عثمان اسکو  
لیکر چلے گئے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا۔ تم میں سے کسی نے کھڑے  
ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے فرمایا۔  
بنی اشارہ سے قتل نہیں فرماتے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہ بن سعد پیر لہمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر اسکو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا  
تھا اور حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔  
اور ایک شخص عبد اللہ بن خطل نامی کے قتل کا حضور نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ یہ  
بھی مسلمان ہوا تھا اور حضور نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ایک  
انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام مسلمان بھی اسکے ساتھ تھا جب یہ کسی منزل میں  
اترا تو اپنے غلام سے اس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکائے غلام بیچارہ سو گیا۔ اور کھانا اس نے نہ پکایا  
اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آگیا۔ اور اپنی لونڈیوں سے حضور کی ہجو کے اشعار  
گواہ کرتا تھا حضور نے اسکے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک جویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں حضور کو ستایا کرتا تھا۔ اور جب حضرت عباس  
حضرت فاطمہ اور ام کلثوم حضور کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لیکر مدینہ میں پہنچانے چلے ہیں تو اسی جویرث بن نقید



نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرا دیا تھا +

اور تیس بن ہباجہ کے قتل کا حضور نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا +

اور سارہ کے قتل پر حکم دیا جو بنی عبد المطلب میں سے کسی کی لوطی تھی اور حنفہ کے قتل میں بہت بڑا بھلا کہا

کرتی تھی + اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضور نے حکم دیا تھا مگر یہ عین کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم

بنت مہرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضور سے اس کے واسطے امن لیا حضور نے امن دیدیا۔ تب وہ عین میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر حنفہ کی خدمت میں لیکر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا +

عبد اللہ بن مظہل کو توسعید بن مرث حنظلہ اور ابو بکر بن ابی رزہ سلمی دونوں نے مار کر شہید کیا۔ اور تیس بن ہباجہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص بنیلہ بن عبد اللہ نے قتل کیا اور حویرث بن یقیہ کو حضرت ثعلی نے قتل کیا۔ اور عبد اللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک کو قتل ہوئی۔ اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے واسطے حضور سے امن لیا گیا تو حضور نے امن دیدیا۔ اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیدیا۔ پھر حضرت

عمر کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی روغن میں آکر مقام البطح میں ہلاک ہوئی +

ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی کی بہن کہتی ہیں کہ جس وقت حضور کے کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حضرت بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے ان کو پھری میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابیطالب تلوار لے ہوئے آئے۔ اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاندان میرہ بن ابی دہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے حضور کے پاس آئی۔ حضور اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لیکر غسل کر رہے تھے۔ اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ام ہانی خوب آئیں اچھی ہو۔ میں نے عرض کیا حضور میرے خاندان کے دور رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔ اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے +

صفیہ بنت خیبر کہتی ہیں کہ جب حضور مکہ میں آئے اور لوگوں میں امن ہو گیا حضور نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھتری سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ حجر اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضور نے عثمان بن طلحہ کو پکار کر کعبہ کی تنگی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آن کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں پھیرے ہوئے تھے +

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اہل علم کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے



ہُوَ فَرَّيَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ كَصَدَقَ وَعْدُهُ وَتَصَرَّحَ بِبَدَلِهِ وَحَزَمَ  
 الْاَجْزَابَ وَحْدَهُ ۚ۔ اسے لوگو! جس باپ دادا کے نخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے پس وہ میرے  
 ان دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور منزم سے پانی پلانے کی خدمت۔ اسے لوگو  
 خطا کر جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا گورے وغیرہ سے پس اس میں پورا جو نبھائیے سوا دنت لازم ہیں۔  
 اسے قریش خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا  
 تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
 إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ  
 أَتْقَاكُمْ ۚ اسے لوگو ہم نے تم کو زائد مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے  
 ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو اور بیشک خدا کے نزدیک تم میں بزرگ مرتبہ وہ ہے  
 جو بڑا متقی ہے۔ پھر فرمایا اسے قریش تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم میں کیسی کارروائی کروں گا۔ قریش نے کہا  
 آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی کریم ابن الکرم ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور خود  
 حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لیکر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا  
 رسول اللہ حجاب بھی سقاہت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے حضور نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے  
 عثمان حاضر ہوا حضور نے فرمایا اسے عثمان اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور نوا کا ہے اور حضرت علی  
 سے فرمایا کہ تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم شقبت میں نہ پڑو گے ۚ

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب حضور فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے اندر آپ نے فرشتوں  
 کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیم کی دیکھی کہ ازل لائم کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اس کو  
 دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بندگان کی کس صورت سے تصویر بنائی ہے بھلا حضرت  
 ابراہیم کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکتو ہوئے  
 مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے پھر ان تصویروں کے مٹانے کا آپ نے حکم فرمایا چنانچہ  
 اسی وقت وہ مٹا دی گئیں ۚ

جب حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے جب حضور باہر نکل آئے۔ تو  
 بلال پیچھے رہ گئے عبد اللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ حضور نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر  
 پڑھی ہے پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین  
 راتھ دیوار سے دسے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ حضور کی نماز کی بلال نے ان کو بتائی ہے  
 جب حضور کعبہ میں داخل ہوئے ہیں تو بلال کو آپ نے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ اور ابوسفیان بن حرب  
 اور عتاب بن اسید اور ہشام بن عروث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے عتاب بن اسید نے کہا کہ اسید کو اللہ

نے خداوند لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وہ کو اس نے پکایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام کفاروں کے لشکر کو اس نے ہرٹ کا  
 لگ جو ہٹا کے اکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے ۚ اذ لام تمام جاہلیت میں قرعہ ڈالنے کے تیر تھے ۚ

نے بڑی بزرگی ہی کہ اس نے یہ بات نہیں بنی دینہ ضرور یہی بات کہتا جس سے ان کو یغیہ حضور کو غصہ آتا۔  
عزت نے کہا اگر عجبہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں ان کا اتباع کر لوں۔ ابو سفیان نے کہا میں تو کچھ  
نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ لنگریاں میری بات ان سے کدہنگی پھر حضور کیہ سے باہر ان کران  
کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں سب مجھے معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کروں عجب  
اور حشر نے کہا بیشک ہم کو ہی دیتے ہیں کہ تم خدا کے رسول ہو۔ کیونکہ اس وقت ہماری گنتا دینس کوئی شخص  
نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اس نے تم سے کہا ہو گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی اسلام میں ایک شخص احترام بڑا بہادار تھا اور جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے  
خراٹے نیا کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے الگ سوتا تھا۔ اور جب لوگ اس کو پکارتے تو شل شیر کے اٹھ کر آتا  
تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضروہ کو جاتے تھے جب یہ حاضروہ کے قریب پہنچے۔ تو  
ان میں ایک شخص ابن اثربغ ہذلی کے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں امر بھی ہے یا نہیں  
اگر وہ ہوگا تو اس کے خراٹے کی آواز ضرور آئیگی اور یہ رات کا وقت تھا پھر ابن اثربغ نے امر کے خراٹے کی آواز  
سنا کہ اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر زور کیا اور اس کو مار ڈالا پھر حاضروہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے امر  
امر کہہ کے پکارا۔ مگر امر نہ سچا رہ کہاں بتا جو ان کی مدد کو جاتا۔

اب جو حضور نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثربغ مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے  
آیا۔ اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا امر کا  
لائل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں امر کا قاتل ہوں پھر اتنے میں خراش بن امیہ تلوار لئے آئے اور  
اس کو قتل کر دیا جب حضور کو یہ خبر پہنچی فرمایا اسے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ کیونکہ بہت لوگ قتل  
ہو چکے ہیں۔ اور یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خوب نام دینا پڑے گا۔

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے ملنے کو آئے تو میں ان  
کے پاس گیا۔ اور میں نے کہا انے شخص ہم فتح مکہ میں حضور کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک  
مشرک کو قتل کر دیا۔ حضور نے فرمایا اسے لو کہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ ہر مہرے  
اور قیامت تک حرم رہیگا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا دھت کاٹے  
مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے واسطے یہ حلال ہوگا۔ صرف میرے  
نے ایک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا۔ اب پھر اسکی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں  
سے موجود ہیں ان کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں انکو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا نے اس  
میں قتل و قتال کیا ہے۔ تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے  
لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی۔ اور اسے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا  
ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھاؤ بہت قتل و قتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون نہا

مجھ کو دنیا پڑنے لگا۔ اور اب سے جو شخص قاتل ہو گا۔ پس اُسکے واسطوں کو اختیار ہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خون بہا پر رضی ہو جائیں ۔

عمر بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سنا کر کہا آپ بشارت یحیٰی تھے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کی حرمت قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے ابو شریح نے کہا جس وقت حضور نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ پس میں نے تجھ کو یہ حکم پونچھا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولین کے پٹے جس مقتول کا حضور نے خون بہا دیا وہ حنیف بن ابی اسفہان تھا۔ کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور سے اس کے خون بہا میں سوا دس عنایت کئے ۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صفا پہاڑ پر عادات حاجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضور کا شرف فتح کر دیا ہے شاید حضور یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب حضور اعراسے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے حضور نے فرمایا اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو زنگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ ہے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مکہ کے روز جب حضور نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا ہے۔ تو کعبہ کے گرد بہت پیسے سے جڑے ہوئے نصب تھے حضور نے چٹری سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان تلوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بہت کے بونہ کی طرف آپ اشارہ فرماتے وہ بونہ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا تھا تک کہ اسی طرح سب بہت گر پڑے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عیمر بن ملحوشی نے ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دیں اور جب حضور کے قریب پہنچے اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے آپ نے فرمایا فضالہ میں عرض کیا حضور ہاں میں ہوں۔ فرمایا تم کس امان سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد رکھا ہوں حضور نے فرمایا جازا سے معفرت مانگو اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتے ہیں حضور کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے حضور کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہو گئی ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جادو میں آیا۔ تاکہ جہاں میں سوار ہو کر امن کو پالا جائے عیمر بن وہب نے حضور سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے حضور اس کو امن عنایت کریں حضور نے اس سے دیا۔ عیمر نے کہا اسکی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو حضور نے اپنا وہ عمامہ جس کو بازو سے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عیمر عمامہ کو یکسر جھڑ میں نہوان کے پاس آئے اور کہا حضور نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضور کا میں نشانی کے واسطے لایا ہوں صفوان نے کہا اے عیمر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عیمر نے کہا اے صفوان حضور تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عیمر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عیمر کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ عیمر کا تباہی ہے کہ آپ نے مجھ کو



امن دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔  
حضور نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے +

زہری کہتے ہیں کہ اُم حکیم بہت حریف عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضور سے عکرمہ کے واسطے  
 من لیکر یمن کو گئی اسد ہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بہت ولید صفویان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاندانوں  
 سے پہلے اسلام لائی تھیں اور حضور نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی۔ اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تھے اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

غیاث بن مرواں کے اسلام لانے کا بیان

عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بٹ کی جس کا نام اُس نے ضمنا رکھا تھا پتھر کیا کرتا تھا جب مرواس  
مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اسے فروزہ نامی بٹ کی پتھر کرنا یہی تمہارے نفع اور نقصان  
کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بٹ کی پتھر کیا کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے بٹ کے اندر سے یہ اشعار نکلے  
مَنْ رَاقِبًا يَلِي مِنْ فُلَيْدٍ يَكَلِّمُ ۖ أَدْوَى ضَمَارٍ عَمَّاشٍ أَهْلَ الْمَسْجِدِ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَرَفَّ النَّبُوَّةَ وَالْهَدْيَ  
لَبَسَكَ ۖ رَوْحِيَا مِنْ مَرَاتِلٍ تَهْتِكُ ۖ أَرْدُو فِيمَا نَ كَانَ يُعَدُّ مَسْكَةً ۖ كَبَلُ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ  
جب مرواس نے یہ اشعار نکلے اُسی وقت اُس بٹ کو آگ میں جلا دیا اور حضور کی خدمت میں  
حاضر ہو کر امام سے مشرف ہوا ۛ

فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کا کمانہ کی شاخ بنی خدیجہ کی طرف

جاننا اور پھر حضرت علی بن ابی طالبؓ کا خالد کی خطا کی تلافی کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدح بن مرہ کے قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا۔ اور قتل و قتال کا حکم نہیں دیا۔ محتاجبہ الدفوج لیکر بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناة بن کنانہ کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے ان کو حکم کیا کہ اپنے ہتھیار سب ڈال دو۔ کیونکہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم کیا تو ہم ہیں سے ایک شخص محرم

۱۰۔ نہ کہا کہ اسے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کرینگے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالو گا۔



نبی جزیہ نے کہا اے محمد تو ہم سب کا خون کرنا چاہتا ہے سب لوگ سلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیے ہیں اور من قائم ہو گیا ہے پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالد ان کی مشکیں ابدھ کر چند لوگوں کو ان میں سے قتل کر دیا جب یہ خبر حضور کو پہنچی۔ آپ نے دونوں آسمان کی طرف بلند کر کے فضا کی کہ اسے پروردگار میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں +

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا یا انداس کا نہر مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اسکو میرے حلق سے نکالا حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر کچھ کارروائی سے اسکی آپ خوش ہونگے اور کچھ کارروائی اس کی قابل اعتراض ہوگی جو حضور کو ناگوار گذرے گی +

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کارروائی کی تو قوم میں سے ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بار بار اجراء عرض کیا حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید رنگ میاں قد نے خالد کو منع کیا خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان میں گفتگو ہوتی رہی حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو خدیفہ کا آزد غلام ہے +

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو۔ اور حالت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی ان باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علی بہت سہا مال حضور کے پاس لئے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جب قدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کئے تھے۔ ان سب کا خون بہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ کوئی اس نے سے اس نے چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونہ یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لیا تو قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دے دیتا ہوں شاید تمہارا یا خونہ یا مال رہ گیا ہو جسکی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی حضور نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ اور پھر حضور قبلہ رو کھڑے ہوئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالد کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریئت ظاہر کرتا ہوں آمین یا ربی فرمایا +

بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن خدیفہ سہی خالد سے کہا تھا کہ حضور نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں +

راوی کہتا ہے جب خالد اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہنا شروع کیا صلیبا نا صلیبا منا یعنی ہم لوگ بیدین ہو گئے۔ اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو مجرم نہ لے کہا اسے قوم تم

ابھی اٹھال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جن سے میں تم کو ڈراتا تھا مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی عبدالرحمن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہاریسے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے عبدالرحمن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں۔ بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن خیرہ کا قصاص لیا ہے آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور تک اس کی خبر ہو سچی حضور نے فرمایا اسے خالد تم میرے اصحاب کے پیچھے نہ رٹو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کی برابر ہونا بھی راؤ خدا میں خرچ کر دے گا تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدالمطلب بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن کی طرف مال تجارت لیکر گئے تھے اور عفان کیساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ میں ان سے اس شخص کے مال کا مطالبہ کیا حالانکہ یہ بھی اس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم یمن سے چند لوگ سبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جاڑے۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خون بہا دے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ ہو قوت ہو گئی۔

ابوہداد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو جوان تھا۔ اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اسے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا تو مجھ کو قذا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل۔ جو اس سے بھڑکتے فاصلہ پر کھڑی تھیں۔ میں ایک بات ان سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آؤ۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لیکر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند اشعار پڑھے۔ ابوہداد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اس کی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن باری گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس پڑی اور پٹ کر اس کے بوسہ لیتی لیتی خود بھی مر گئی۔

**خالد بن ولید کا غزی منہم کر کے واسطے روانہ ہونا**

پھر خالد بن ولید کو حضور نے غزی کے ڈھانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مقام تھلی میں یہ ایک مکان تھا

اور قریش اور کناہہ اور ضر و غیرہ سب قبائل اسکی تعظیم کرتے تھے اور بنی سائبہ کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی۔ اس بٹانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار نکال دی اور کہا اے عمری اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قلعہ قتل کیجو کہ ایک بھی لڑکا نہیں بچے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضور کی خدمت میں واپس چلے گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ کی فتح کے بعد حضور نے انہیں پندرہ راہیں دیں اور نماز قصر ادا کی۔

## غزوہ حنین کا بیان

{ یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ششہ ہجری المکرمہ میں واقع ہوا }

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہواذان کو مکہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی۔ ان کے سردار مالک بن عوف بن بصری لے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اسکے پاس ہواذان کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نصر اور بنی جثم اور بنی سعد بن بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہونے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی حشم میں ایک شخص بہت بوڑھا ذیذہن صمد نام تھا۔ اس کو بھی یہ سبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں اسرذابہ سے ایک قاریت بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالنہار بن حشر بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث۔ اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف بن بصری مقرر کیا گیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر حضور کی جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی ذیذہن صمد بھی ایک اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ جب یہاں لشکر آرا تو ذیذہن نے پوچھا۔ یہ کیا مقام ہے لوگوں نے کہا اوطاس ہے ذیذہن نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے نہ چٹانیں پر سے پھر پھسلین بہت نرم ہے چٹانیں پیر و حسین پھر کہنا یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچہ بوی کی آوازیں دہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال و ہتھیار اور جو دیوے کو ساتھ لایا ہے۔ ذیذہن نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بلا یا گیا جب وہ آگیا تو وہ ذیذہن نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتلا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و ہتھیار اور مال و زاد کو اس جگہ چھوڑے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اسکے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرتے ہو۔ ذیذہن نے کہا یہ بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔ اگر تیری فتح ہوئی۔ تو صرف



تھوار اور نیز سے تجھ کو نفع پہونچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا پھر دریا نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ دریا نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ دریا نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ پھر دریا نے مالک سے کہا کہ بڑے مالک یہ حرکت تو نے بالکل نامعقول کی ہے میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو نیکر محفوظ مقامات میں چلا جا۔ اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ سے پھر مزخرفت بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اسے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تاکہ کوئی شخص دریا کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اسے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابع رہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر چھینیک دو۔ اور نکلی تلواریں یکساں ایک دم اس طرح جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے چند مخبر روانہ کئے۔ جب وہ اسکے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے۔ اس نے پوچھا۔ تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو وہے ہو گمانوں نے کہا ہم نے سفید و گلابی کھوڑوں پر وارد کیے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس بگم ہو گئے۔

راوی کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی عدس سلمیٰ کو ملکہ یا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبد اللہ ہوازن کے لشکر میں گئے۔ امدان کے سب حالات معلوم کر کے حضور کینہ صمت میں حاضر ہوئے۔ اور ساری خبر بیان کی۔ حضور نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا۔ عمر نے کہا عبد اللہ جھوٹ بولتا ہے عبد اللہ نے کہا اسے عمر اگر تم مجھ کو جھٹلایا۔ تو حق بات کو جھٹلایا۔ اسے عمر اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ عبد اللہ کیا کہتا ہے حضور نے فرمایا اسے عمر تم پہلے گرام تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے۔ ایسی ہدایتی نہ کیا کرو۔ راوی کہتا ہے جب حضور نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی۔ تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زورہ اور ہتھیار بہت ہیں حضور نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زورہ اور ہتھیار نہیں دیدہ تاکہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فائدہ ہو کر پھر تم کو بچا یہ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک تیز زورہ اور اس کے ہتھیاروں کے حضور کینہ صمت میں بھیج دیں۔



راوی کہتا ہے پس حضور دس ہزار لشکر پہلے جہنم کے واسطے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دس ہزار لشکر  
 دہل کے کاکل بارہ ہزار لشکر ساتھ لیکر ہوازن کی ہم پوزہ اندھڑے۔ خود مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن  
 ابی العیص بن اسید بن عبد شمس کو ان لوگوں پر ماکم عرب کی یومیان زد گئے تھے اور حضور کے ساتھ نہ گئے تھے۔  
 حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت تو کم تھے جب حضور ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے  
 ہیں۔ کہتے ہیں ایک درخت ذات النواط نام تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی  
 زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں بایاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے تھے۔ اور ایک دن حاضر  
 رہتے تھے اس سفر میں جب ہم حضور کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت جری کا بہت بٹا اور سرسبز  
 دیکھ کر ہم نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسے مشرکوں کا ذات النواط ہے۔ ہمارے واسطے بھی ایک  
 ذات النواط مقرر فرمائیے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰ کی تو میں نے موسیٰ سے  
 کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود پر بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ  
 نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

بابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کے وادی میں پہنچے۔ تو یہ دلوں بہت تشیب میں تھا۔  
 اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا۔ اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں  
 چھپ گئے تھے۔ مسلمانوں کو اسکی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی  
 ہوازن نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے اٹھے پھرے اور حضور لشکر کے دائیں طرف  
 تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی۔ کہ اے لوگو میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول اللہ اکایاں  
 موجود ہوں۔ اور ہمارے ادا انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ یعنی ابو بکر اور عمر اور علی اور  
 عباس اور ابوسفیان بن مرثد اور ان کا بیٹا ابو الفضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور امین  
 بن اُم ایمن بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن مرثد کا نام خیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن  
 عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔  
 جابنہ کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں  
 لگا ہوا تھا جب کوئی شخص اسکی زد پر آتا ہے نیزہ سے اس کو قتل کرتا۔ اور پھر نشان کو گونچا کر ملہ تو سب لوگ اس کی  
 قوم کے اس کے گرد آ جاتے۔

راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصاری سے یہ دونوں اس کی طرف چلے  
 اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے پیسے تلوار ماری۔ کہ اونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اسے اس کا فر کے ایسی  
 تلوار لگائی۔ کہ ایک پیر اس کا مع نصف پٹہ لی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے پیچھے گر کر مر گیا۔

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں۔ تو بعض مکہ کے منافق جو ساتھ تھے انکو اپنے نفاق  
 اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا۔ کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو ہمدرد

کے کنارہ تک کہیں وہ نہ پہنچے اور اس کے ترکش میں قرعہ بازی کے تیر پہنچے اور لام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جب بن ہشام نے پکار کر آواز دی کہ آج خبر باطل ہو گئی ہے جلیل صفوان بن امیہ کا بھائی مختار صفوان نے جو بنو ہاشم کے تھا اس سے کہا کہ اتیر سے نو بجے کو غراب کر خیر کیا پیورہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا دروازہ بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے اور سید بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ احد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضور کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرتے لگا کہ بچا کہ ایک ایسا خوف پہرے دل پر طاری ہوا کہ میں حضور کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں۔ اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہونگے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔ حضرت عباس بن عبد المطلب کہتے ہیں میں حضور کی سفید نچر کو پکڑے آؤں گے گھڑا تھا اور میں ایک جیم بلند آواز بخش تھا جب حضور نے لوگوں کو شکست کی باتیں لکھیں تو آواز دی کہ اے لوگو کہاں جاتے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضور کی آواز نہیں سنی۔ تب حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آئے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی ایسی بدحواسی کی حالت تھی کہ اونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے۔ اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اونٹ کی گردن پر اپنی زندہ بچھڑکے تیا تھا۔ اور کوئی تلوار اٹھ ڈال کر بھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ جب حضور کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر پہلے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر طرارج کو آواز دی کہ جنگ میں بڑے صبر کرنا اس لئے تھے پھر حضور جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک ہندی پر چڑھے۔ اور صبح اس وقت خوب گرما گرمی سے جنگ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔ اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قدمی گرفتہ و بیدار حضور کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے حضور نے جو میز کر دیکھا تو ابو سفیان بن حرب بن عبد المطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضور کے ساتھ جنگ میں صبر کیا۔ اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ حضور کی نچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ان سے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔ اور حضور نے اسی وقت ام سلمہ بنت مہمان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبد اللہ بن ابی طلحہ اس وقت ان کے محل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نگیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ام سلمہ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بھائی ابی طلحہ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں یا رسول اللہ حضور ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ حضور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ

یہ بھگڑے اسی لائق ہیں حضور نے فرمایا اسے ام سلیم خدا کافی ہے +

راوی کہتا ہے ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خداوند ابولہ نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ اسے ام سلمہ خنجر  
تھا سے پاس کیا ہے ام سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا۔ تو  
اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ ابولہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ ام سلیم بھادریا گیا کہ یہ  
ابو قتادہ کہتے ہیں جنہوں کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں  
مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کرنے کو آ رہا ہے۔ میں اس کے مقابل گیا۔ اور میں نے  
ایسی تلوار اس کے لگائی۔ کہ ایک ہاتھ اس کا کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آن کر چمٹ گیا۔ یہاں تک کہ  
مجھ کو اس میں سے موت کی بو آئی۔ اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اسکو قتل کیا اور نہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کرے  
اور اس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا۔ اور کہہ کے ایک شخص نے اس کا سارا  
مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے جب لڑائی ختم ہو گئی تو حضور نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اس کا مال  
اس کا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب  
مجھے نہیں معلوم کہ اس کا اسباب کس نے لیا۔ مگر کا وہ شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے  
اس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ یہ بگڑ  
تجھ سے راضی نہ ہونگے۔ خدا کے شیعہ خدا کے دین کی طرف سے لڑیں۔ اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جاسب مال  
لا کر ان کو دے۔ حضور نے بھی فرمایا۔ کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر چنا سب مال اس نے ابو قتادہ  
کو دیدیا۔ ابو قتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فردخت کر کے اس کی قیمت سے ایک بار غریباں۔ اور پہنچا دیا۔  
مجھ کو حاصل ہوا تھا +

ان بن مالک کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابولہ نے فقط تنہا بنیں آدمیوں کا اسباب لیا۔ کیونکہ  
انہوں نے ان کو قتل کیا تھا +

جسیر بن مطعم کہتے ہیں کفاروں کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ میں نے  
آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی۔ ابھ پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ اور وہ سیاہ  
چیونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھری گئی تھیں۔ اور اسی وقت مسلمانوں کی فوج اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔  
پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں۔ یہ کہ بیشک وہ فرشتے تھے +

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب  
کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا مگر

قَدْ عَلَيَتْ خَيْلُ اللَّهِ خَيْلَ الْاَلَاتِ وَخَيْلُهُ اَحْوٰى بِاَلْحَبَابِ

یعنی بیشک خدا کا لشکر لات کے لشکر سے بہتر ہے۔ پرستوں پر غالب ہو گیا۔ اور اسی کا لشکر زیادہ عقدا ہے +  
رہنے کا +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔ تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے شتر آدمی



قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی النحر تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی سہل بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر حضور کو پہونچی۔ تو فرمایا: اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے۔ عثمان بن عبد اللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ جب لڑائی کے بعد سامان مشرکین کا اسباب لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے اُتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ نہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر قذاسوں یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ کچھ تو یہ ختنہ نہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے اعلات کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لیکر بھاگ گیا۔ اور اس قوم میں سے صرف وہ آدمی قتل ہوئے ایک بنی غبرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے۔ اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام علاج تھا۔ جب حضور کو اس کے قتل کی خبر پہونچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض بھاگ کر طائف میں آئے۔ اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعضہ ادھاس کو چلے گئے۔ اور بعضہ مقام نمک کی طرف بھاگے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غبرہ تھے۔ اور انہیں کے تعاقب میں حضور کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یزید بن ہمال بن عوف بن مرثیٰ القیس نے جن کو ابن دغنے بھی کہتے تھے اور وطنہ ان کی ماں تھی۔ درید بن صمم کو ایک اونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔ کیونکہ درید بن صمم خود حج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا۔ میں ربیعہ بن رفیع ہوں۔ اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اس کے لگائی۔ جو کچھ کارگر نہ ہوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاگری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار ہے اور کچھ آدمے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا۔ اور پڑیوں کی طرف سے باور کو کے داغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ اور جب تو اپنی ماں کے پاس جاسے۔ تو اس سے کہہ دو کہ تو نے درید بن صمم کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے) کیونکہ قسم ہے خدا کی۔ کہتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں۔ جب میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو اس کی راتوں اور کوٹھوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے ہر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے سبب سے مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آیا تو یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے تیری تین راتوں



کو آزاد کیا تھا +

ابن ہشام کہتے ہیں درید بن ہمد کو جس شخص نے قتل کیا ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اسبان بن ثعلبہ بن بزیہ

تھا +

ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے اُن کے تعاقب میں حضور نے ابو عامر اشعری کو فوج دی جو وہ لے گیا۔ اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو چالیا۔ مگر ابو عامر کے ایک ستر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اس کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ جس لوگ کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ درید بن ہمد کا بیٹا سلمہ بن ابی ہریرہ تھا +

راوی کہتا ہے سجاد ہوادن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی مایہ میں سے جب بہت لوگ غازیہ بن سلام نے جمع کئے۔ تو عبداللہ بن قیس ربائی نے جن کو ابن العور بھی کہتے ہیں۔ حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی مایہ ہلاک ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔ ابے خدا ان کی سیدیت کا ان کو اچھا معاوضہ ہے +

جب ہوازن کو پر شکست ہوئی۔ تو مالک بن عوف چند اپنی قوم کے سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر گھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھیر جاؤ۔ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے باجا میں چٹنا سچہ چند لوگ اور ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آیا ہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیروں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے مالک نے کہا۔ یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چٹنا سچہ بنی سلیم سید سے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا کہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ بنی زہرے تانے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اس اور ضرر ہے۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو چٹنا سچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار تار دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا کہ کون آتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرر تم سے متعرض ہوگا۔ تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چٹنا سچہ جب زبیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا۔ خدا ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ سے ان کی خمر لی۔ کہ ان کو دباں سے بھگا دیا +

ابن ہشام کہتے ہیں ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ اور یہ کہ بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت ہلام کر کے کہتے تھے اسے خدا اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے جب وہ بھائی کی باری آتی تو اس کو بھی دعوت ہلام کر کے ہوا دے ہو جیو۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ اور یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور جب حضور اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگا یا ہوا ہے +

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں وہ بھائیوں عکلمہ اور اوثی بنے جو عرث بنے بیٹے ابی جہم بن سعادہ کے

سے لڑا کہ اسے خواہاں ہو۔ اور پھر اسوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اس شخص نے کہا اسے خدا چھوڑ

قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیرا سے ایک کا تیرا ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنے میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان بنھا لیا۔ اور ان دونوں بھائیوں کو منع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا: اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہو کہ رسول خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی روز حضور نے اپنے افسرین لشکر سے فرمایا کہ اگر ہنی محد میں سے شہادہ تمہارے ہاتھ آجائے تو ہرگز اس کو نہ چھینڈنا۔ اس شخص نے بڑی گراہی پھیلائی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور منع اسکے اہل و عیال کے لیکر حوض کعبہ میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شہداء و بنت مرث بن عبد العزیٰ حضور کی دودھ بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شہائے کہا اسے لوگو تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت چاہیے۔ صحابہ نے اس کے نول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو شہائے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کی دودھ بہن ہوں۔ حضور نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے۔ شہابی کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا۔ اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضور کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر آپ نے بچھا کر اس پر شہاب کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ شہاب نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور نے ان کو بہت سال دے دیا وہ سب اب دے کر رخصت کیا۔ یہی سجد کے لوگ کہتے ہیں کہ شہاب نے شہاب کو ایک غلام کچھول نام اور ایک لونڈی بھی دی تھی۔ اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ اور انکی نسل اب تک باقی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: **لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذْ أَخْبَرُوا بِكُمُ الْفِتْنَةَ الْآخِرَةَ** تاکہ بیشک خدا نے تمہاری بہت سے مداخلت میں تمہاری مدد کی۔ اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت و فوج سے خوش تھے۔

## ان مسلمانوں کے نام جو حنین کی جنگ میں شہید ہوئے

قریش کی شہداء بنی ہاشم میں سے امین بن عبدید۔ ورنہ بنی ہاشم میں سے بنی ہاشم بن زید۔ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھڑ سے نے جس کا نام جناح تھا۔ چاک کران کو شہید کیا۔ اور انصاریں سے ہرقہ بن ثور بن عدی۔ اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے حضور نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کی جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو عطا کیا کہ ان کو مقام جبرائیل میں لیجا کر مقید رکھو۔  
 بخیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قیدیہ کہا ہے جس کے چند شعر نزل میں مندرج کئے جاتے ہیں۔

فَاللّٰهُ اَكْرَمُنَا وَاَظْهَرُ وَيَنْتَبِأُ  
 وَلَا خَيْرَ بِنَا بِعِيَارِ قَوْمِ الرَّحْمَنِ

پس خدا نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ظاہر کیا اور خدا بڑا ہی عزیز ہے اور ہمارے لیے کوئی نفع نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ اَكْهَلُكُمْ مَّوَدِّقَ جَعَلَهُمْ  
 وَاَذْكَاهُمْ بَعَادَةَ الشَّيْطَانِ

ترجمہ اور خدا نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا اور شیطان کی عبادت کرنے سے انکو ذلیل و رسوا کیا۔

اِذَا قَامَ عَمَدُ بَنِيكُمْ دَوْلِيَّةُ  
 يَدْعُونَ يَا لَكَيْتَ الْاِيْمَانِ

وہ جبکہ تمہارے بنی کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے اور آمادہ ی کر اسے ایمان کو لشکر کہاں جاتے ہو۔

اِنَّ الْاِيْمَانَ هُمْ اَجَابُوا سَأَلَهُمْ  
 يَوْمَ الْغَرِيْبِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

وہ کہہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے غریب اور بیعت الرضوان کے روز۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ حضور پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ

کو ایک شخص نے سلمان ہونے کے بعد اس طرح نظم کیا ہے۔

اِذَا كَرُمَ سَيْرُهُمْ لِيَتَّسِبَ اِذَا جَمَعُوا  
 وَمَا لِكَ مَمْلُوكَةٍ تَمُوتُ الْاَيَاتُ تَحْتَفِقُ

ترجمہ جنگ کے واسطے لوگوں کے فر کر نیکیاں یاد کر جبکہ وہ جمع ہوئے اور مالک ہوازن کو سزا کے سوا نشان مل سکتے تھے۔

وَمَا لِكَ مَمْلُوكَةٍ مَّا تَوَقَّعُ احَدًا  
 يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ السَّاجُ يَا مَلِكُ

وہ اور مالک سے اوپر کوئی سردار نہیں کی جنگ میں نہ تھا اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حَتَّى لَقُوا النَّاسَ حِينَ النَّاسِ يَقْدُمُ  
 عَلَيْهِمُ الْبَيْعَةُ وَالْاَيْدِ الْاَلْدُ

وہ یہاں تک کہ جنگ کے وقت وہ خوب لڑے۔ ان پر نہیں اور خود اور ڈالیں تھیں۔

فَصَارَ بَوَالِ النَّاسِ حَتَّى لَمْ يَرَوْا احَدًا  
 حَيْلُ الدِّي وَحَتَّى جَنَّتِ الْعَصَى

وہ میں انقدر ہوازن نے مسلمانوں کو مارا کہ رسول کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا۔ اور یہاں تک کہ انھوں نے ان کو ڈھانک لیا یعنی شام ہو گئی۔

لَمَّا نَزَلَ جَبْرِئِيلُ بِنَضْرِ هِمٍ  
 مِنَ السَّمَاءِ فَهَزَّوْمٌ وَمُعْتَنَقُ

وہ تب جب جبریل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے پس ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور

بعض گرفتار ہوئے۔

مِنَّا قَلَوْا غَيْرُ جَبْرِئِيلَ يَفْقَاهُنَا  
 لَمَّا نَزَلَ اِذَا بَنِيَانَا الْعَتَقُ

وہ اور اگر جبریل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیر تلواریں اس کو غالب نہ ہونے دیتیں۔



## غزوہ طائف کا بیان

{ یہ غزوہ حنین کے بعد ہی مسند ہجری میں واقع ہوا }

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اُس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا۔ اور بدوچ و فصائل کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔  
 راوی کہتا ہے غزوہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں متحین و غیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب دیکھنے گئے ہوتے تھے اور حضور جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ میانہ سے قرن اور قرن سے طبع اذریہاں سے بھرۃ الریغار میں پہنچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اُس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ اور اُس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے۔ اور یہیں حضور نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسد کیا گیا۔ پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دیانت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسری ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نمب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا۔ اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضور نے ایک صحابی کو اُس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اُس نے جاہری سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اجاڑ دیں گے جب بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ حضور نے باغ کے برابر کھڑے ہو کر حکم دیا۔ اور اسی وقت وہ باغ سمار کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فیصل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اُس مقام پر ڈالا جہاں اب حضور کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا کچھ اوپر بنیں راتیں محاصرہ رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں شہر رات محاصرہ رکھا۔

ابن احق کہتے ہیں اس سفر میں حضور کے ساتھ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ جن میں سے ایک ام سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں۔ اور ان دونوں کے خیمہ پاس پاس استادہ تھے اور حضور ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے جب بنی ثقیف نے اہل طائف سے اسلام قبول کر لیا۔ تب عمرو بن لہب بن وہب بن معتب بن مالک نے حضور کے قتل کی جگہ مسجد تعمیر کی۔



لوگ کہتے ہیں کہ ایسی مسجد میں ایک ستون تھا کہ جب دھوپ اس پر پڑتی تھی تو اس میں سے آواز

سنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی تیر اندازوں نے اپنے منظر ہر  
کئے اور حضور نے منجیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجیق اہل طائف  
ہی پر لگا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی تفصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اس میں  
سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تاکہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے  
طائف والوں نے ان مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کئے ہوئے مارنے شروع کئے۔ تب یہ لاچار ہو کر  
باہر نکل آئے پھر طائف والوں نے ان پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے  
کا حکم دیا۔ لشکر نے ان کو کاٹنا شروع کیا۔ اور ابوسفیان بن حرب اور خیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس  
گئے۔ اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا  
پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ ان کے قید ہو جانے سے خوفزدہ  
ہوئے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ امدان میں سے ایک آمنہ ابوسفیان کی بیٹی عروہ بن  
مسعود کی بیوی تھی۔ اور عروہ سے اس کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت  
ابی سفیان تھی۔

امد ایک فراتہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمن بن قمارب تھا۔ اور ایک امیر  
بنت ناشی امیر بن قلع کی بیوی تھی جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور خیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان  
کے ساتھ آنے سے انکار کیا ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اسے ابوسفیان اور اسے خیرہ جو بات  
تم چاہتے ہو۔ اس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو جن سے  
بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں۔ اور اگر وہ اچڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم محمد سے جا کر  
ان باغات کے واسطے گفتگو کرو۔ کہ وہ ان کو سارنہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے اور  
رشتہ کے واسطے ہم کو عنایت کریں۔ کیونکہ ہمارا جو ان سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے حضور اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی حقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں  
کے درمیان میں تھا امدان باغوں کو حضور نے ان کی درخواست سے ان کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکر طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سے لرایا کہ  
اے ابو بکر میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں سکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے  
پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابو بکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضور کی فتح  
ہوگی۔ حضور نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔ خولید بن عاص بن حارث بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن

منظون کی بیوی تھیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا نارعہ بنت عقیل کا زور مجھ کو عنایت کیجیگا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کی برابر کسی عورت۔ کہ پاس قیمتی زور نہ تھا حضور نے فرمایا۔ اسے خلیہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ بنو یلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی عمر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خلیہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضور کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہو رہا ہے۔ تو میں اشک میں یہاں سے کوچ کا اعلان کروں حضور نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن عمار ج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ تھیرے ہوئے ہیں عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم ہے خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو حضور کی امداد کے واسطے آیا تھا عیینہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا۔ تو ایک عورت میں بھی لڑے گا شاید کہ اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کے مجھ کو دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ راوی کہتا ہے طائف کے محاصروں کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضور کیندست میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے۔ تو انہوں نے حضور سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا۔ اور مروان مسلمان ہو کر حضور کی مدد کو آئے تھے حضور نے ان سے فرمایا اسے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں کچھ لاؤ۔ پس مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے صفاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

### ان مسلمانوں کے نام جو طائف کی جنگ میں شہید ہوئے

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن امیہ اور عوف بن خیاب بن اسد بن غوث

سے ابن کا جلیف +

اور بنی تیم بن مرہ سے عبد اللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے شہید ہوئے۔ مدینہ میں ان کو حضور کی وفات کے بعد +

اور بنی مخزوم میں سے عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اور بنی عدی بن کعب سے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف +

اور بنی سہم بن عمرو سے ساریث بن حارث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبد اللہ بن حارث۔ اور بنی

بن لیث سے علیہ بن عبد اللہ شہید ہوئے۔ اور انصار میں سے بنی سلیس سے ثابت بن جندبہ  
 اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن ہبل بن ابی صعبہ۔ اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبد اللہ  
 اور بنی ادیس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لؤذان بن معاویہ یہ سب بارہ شخص صحابہ کرام  
 طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی  
 لیث سے تھے۔

## ہوازن کے غنیمت اور قیدیوں کا بیان

{ اور حضور کا مؤلف قلوب لوگوں کو اس میں سے بطور انعام غنیمت کرایا }

طائف سے واپس ہو کر حضور مقام جبرائیل میں تشریف لائے۔ اور ہوازن کے بہت سے قیدی  
 آپ کے ساتھ تھے۔ راوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ اے  
 پروردگار! فرمائیے حضور نے دعا کی۔ کہ اے خدا تعالیٰ کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج ۔

مقام جبرائیل ہی میں ہوازن کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پاس چھ ہزار  
 عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اذکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا جب یہ وفد ہوازن  
 حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ  
 شریف خاندان ہیں اور ہم میں بلا مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضور پر پیشینہ نہیں لے رہے ہیں حضور ہم پر  
 احسان فرمائیے خدا حضور پر احسان کر چکا۔ اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص نے عرض  
 کی کہ میں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر بن النعمان بن منذر والی خیرہ کہ دو وہ بلا تے  
 اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ اسیر رکھ سکتے  
 تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ حضور نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں  
 اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب بیان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو  
 مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو ہم ہمارے عورتیں اور اولاد ہم کو غنیمت  
 ہوئی ہے ہم کو زیادہ پیاری ہیں حضور نے فرمایا میرے اور بنی عبد المطلب کے حصہ میں جو  
 تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں۔  
 اسی وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہفج گردان کر  
 رسول خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اولاد اور عورتیں ہم کو واپس لے لیں۔ پس اس وقت میں تم کہہ دینا  
 چنانچہ جب حضور نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی۔ ان لوگوں نے حضور کی تعلیم کے موافق وہ  
 کلام لہا حضور نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبد المطلب کا حصہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے



بھی اپنا حصہ حضور کی نذر کیا۔ اقرع بن صاس نے کہا میں اپنا ادب بنی نعیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا ادب بنی فزیرہ کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ اور عباس بن مرواس نے کہا میں بھی اپنا ادب بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ بنی سلیم نے عباس کلہیہ قول سنکر کہا میں ہم اپنا حصہ حضور کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا۔ تم مجھے کو اس وقت سخت دلائی +

پھر حضور نے فرمایا اسے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اس پر چھ بائیس غرض ہوگی۔ یہ سبکدوش لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے حضور نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن خیوان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی +

اور ایک لونڈی حضرت عثمان کو دی تھی جس کا نام زینب بنت جحان بن عمرو بن حیان تھا۔ اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے نہیں لونڈی کو اپنے ناموں کے پاس بھیجا تھا۔ جو بنی جمح میں تھے تاکہ وہاں وہ اس کا بیٹا شکار کریں اور میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ پس جس وقت میں طواف کرنے کے سجدہ حرام سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا حضور نے ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بی بی جمح میں ہے اس کو بھی لیتے جاؤ۔ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے +

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک رعیالی بنی نادر کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی میر گزرتے کی ہے۔ اس کے ذریعہ میں بہت سارے پیہ میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب حضور نے ہوازن کو قیدی واپس کئے۔ تو عیینہ نے اس بڑھیا کے دینے سے اس سے کہا۔ نہ میرا بصر رہے اس سے کہا اسے عیینہ تو اس بڑھیا کو کیا گریبانہ اسکی لبوں میں بھٹک اور شیریں ہے اور نہ اس کی پٹنائیں تو خیر ہیں۔ نہ اس کا پیٹ چنے کے لائق ہے۔ عمر اس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو۔ تو کہیں نہ ملیگا۔ اور نہ اسکی چھالی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اسکو واپس کر دے +

راوی کہتا ہے حضور نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ دو طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ حضور نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اسے واپس کر دوں اور سواؤنٹ بطور انعام کے اور وہوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہوگی۔ تو ضرور مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور پہر بات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں جواز نہ یا مکہ میں پہنچ گیا۔ اور سلام سے مشرف ہوا اور بہت چھا سلام لایا۔ حضور نے حسب وعدہ اسکے اہل و عیال کو مع سواؤنٹوں کے اس کے



پھر حضور نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سفر کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور یہ قبائل شمال و وسط و جنوب تھے مالک بن عوف کو لیکر بنی ثقیف پر لوٹ مار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کون ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور ہولان کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے۔ لوگ نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضور ہم میں تقسیم فرمائیے یہاں تک کہ مدخت کے سایہ میں حضور سے اس بات کے بہت مصر ہوئے۔ اور حضور کی پادرو اس درخت سے ابجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادہ تو مجھ کو دو قسم ہے خدا کی اڑتھامزہ کے ملک کے درختوں کی گلتی کے برابر بھی نالی ہوتا۔ تو میں اسکو تمہارے درمیان میں تقسیم کر دیتا۔ اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کھان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔ اے لوگو میرے واسطے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے سو گھنٹہ کے آدھ کچھ نہیں ہے اور جس بھی پھر تمہیں پدا پس ہو جاتا ہے۔ پس اب تم سہی اور تمہارا یا جو جودنی چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کر دو اور پوچھا وہ کیونکہ خیانت حارن کے واسطے عار اور تار اور شہار ہے قیامت کے روز۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص نون کے تاکوں کا ایک ٹمٹھا لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان تاکوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا حضور نے فرمایا اس میں جب قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تمہیں اسکو نہیں لیتا۔ اور اس نے اس کو ڈال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اس مال غنیمت میں سے مولفہ قلوب کو جو اشارت لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سا مال ان کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ بوسلیان بن حرب کو اور سو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دئے۔ اور سو اونٹ سلیم بن خزام اور سو اونٹ حرت بن حریف بن کلابہ کو دئے اور سو اونٹ شہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اونٹ عاز بن جابر بن ثقفی کو اور سو اونٹ عقیبہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو اور سو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اونٹ صفوان بن امیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور نے سو اونٹ عنایت کئے۔ اور باقی قریش میں سے لوگوں کو سو سے کم اونٹ عنایت کئے۔ جن میں سے بعض لوگ یہ نہیں غزہ بن نوفل زہری اور عیس بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضور نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دئے تھے۔

سید بن یزید بن عکاش بن عمر بن مخزوم کہتا ہے کہ چچاس چچاس اونٹ دئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ نام عدی بن قیس ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرداس کو حضور نے چند اونٹ عنایت کئے کہ یہ ان کو کثیر

نہ ہمارا۔ او۔ بلکہ ناراض ہو کر اس نے چند اشعار کے عین میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے حضور  
نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس کو لیجا کر میری جانب سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لیجا کر اس کو اتنا مال  
دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن بشام کہتے ہیں عباس بن مرواس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا اے عباس  
تو نے یہ شعر کہا ہے

فَأَصْبَحَ نَهْبَىٰ فَهَبَ الْعَيْسَىٰ - بَيْنَ الْأَقْرَعِ وَالْعَيْسَىٰ

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ بَيْنَ الْعَيْسَى وَالْأَقْرَعِ ہے حضور نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔ ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ قریش وغیرہ تو ان سے حضور نے مقام جبرائیل میں بیعت لی۔ اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا +

بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ اور طلحہ بن سفیان بن اُمیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ کو دیا۔

اور بنی عبد الدار بن قطنی میں سے شیب بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار  
اور ابوالسائل بن بکاک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبد الدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن  
عبد مناف بن عبد الدار۔ اور بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن  
مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب  
بن ابی سائب بن خالد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن عاریہ  
ابو جہم حذیفہ بن عامر۔

اور بنی جحج بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف۔ اور اُحیجہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن فہر بن خلف۔ اور بنی اہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔ اور بنی عامر بن لوی سے حویطب بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبد ود اور حشام بن عمرو بن ربیعہ بن حوشب بن حذیب۔

اور دیگر قبائل عرب سے جی پکرتین عبد بنہ بن کنانہ سے تو فل بن معادیہ بن عروہ بن صخر بن  
رؤس بن عیمر بن نقاشہ بن عدی بن الدیل ۛ

اور سہتی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن منصہ سے علقمہ بن علاقہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن  
کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب ۛ

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصہ  
اور بن ہذہ بن ربیعہ بن عمرو - اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یزید بن

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر اور بنی غطفان کی شلخ بنی فزارہ سے  
عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن عبد اور بنی تمیم کی شلخ بنی جندلہ سے اقرع بن قالیس بن عقیل۔ ان سب  
لوگوں کو حضور نے اس مال سے عنایت کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اقرع بن عباس اور  
عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سو سو اونٹ عنایت کیئے اور جعیل تمام روئے زمین کے لشکر سے بہتر  
ہے جو عیینہ بن حصن اور اقرع بن عباس کی مثل ہوئے۔ فرمایا۔ ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کر دیا ہے  
وہ یا ہے اور جعیل کو آپ کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

میشم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور زبید بن کلثب لیشی ہم دونوں عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے پاس  
گئے اور دم ہاتھوں میں جوتیاں لئے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ  
وقت موجود تھے جب جنین کے دن تمہی شخص نے حضور سے گفتگو کی ہے۔ حید اللہ نے کہا ہاں۔ یہ  
موجود تھا کہ ایک تمہی شخص جسکو ذوالخویصرہ کہتے تھے حضور کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ اور حضور ان وقت  
لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اُس نے کہا اے محمد میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو حضور  
نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا۔ اُس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ حضور نے  
فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔ جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا۔ اور حضور کو اُس  
کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اکی گزن  
ماروں حضور نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ عنقریب اسکے سپاہی آئے لوگ ہو گئے جو دین کی باتوں  
میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل بکل جائینگے جیسے شکار سے شیر نکل جاتا ہے اور کچھ اثر شکار  
کے خون وغیرہ کا اسکے پیکان یا پہل یا پرول پر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور نے یہ بخشش فرمائی اور دیگر قبائل عرب پر  
اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان  
میں اس بات کی گفتگو میں ہونے لگیں کہ حضور نے اپنے اقرباؤں کو اس قدر مال عنایت کیا۔ اور ہم کو  
کچھ نہ دیا۔ جب بہت قلیل وقال ہوی تو سعد بن عبادہ نے حضور کی قدیمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ  
انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں حضور نے فرمایا اے سعد کیا تم بھی ان کے ساتھ ہو سعد نے کہا یا رسول اللہ میں  
لو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔ حضور نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو  
ایک خطیرہ میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا۔ اور حضور کو خطیرہ  
کی حضور شریف لائے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ  
تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تم سے پاس ایسے وقت میں  
نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے پھر خدا نے تم کو ہدایت کی۔ اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک  
دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنادیا۔ انصار نے کہا بیشک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان



اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اسے انصار مجہ کو جواب کیون نہیں دیتے ہو انصار نے عرض کیا یہ رسول اللہ تم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا آپ بڑا احسان اور فضل ہے حضور نے فرمایا اگر تم مجہ کو یہ جواب دے دو تو وہ کہے ہو۔ اہل اس میں تم سے ہو اور جو کہنے وہ تم کو سچا کہے تم مجہ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو اچھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی نہ ادب نے تمہاری ترک یاری کی۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اور لوگوں نے تم کو کھال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اب انصار کیا اس اسباب دنیا کے دینے سے جو ایک ذلیل چتر ہے تم نے اپنے دونوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی۔ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف رغب کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے شہر دیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اونٹ کو لیکر چلے اور کوئی بکری کو لیکر چلے اور تم رسول خدا کو اپنے ساتھ لیکر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس تم سے اس ذات کی جن کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اور اگر تمام لوگ ایک راستہ چلیں اور انصار ایک راستہ چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے۔ حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار اس قدر رشتے۔ کہ ان کی داہرے ان ترس گئے اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بدلہ دجان راضی ہیں۔ پھر حضور بھی تشریف لے آئے۔ اور انصار بھی چلے گئے۔

## رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرانہ عمر کیوسطہ کہ میں آنا اور عتاب بن اسید کو کہہ کا حکم مقرر کرنا پھر عتاب کا منہ کھج کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے باقی الی غنیمت کے مقام مجہ میں جو مظلومان کے قریب ہے لیجائے کا حکم دیا اور خود عمرہ کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو کہہ کا حکم کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور نے عتاب کو کہہ کا حکم مقرر کیا ہے تو ایک درم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو جس کو ایک درم روزانہ ملے اور پھر وہ بھوکا رہے خدا اس کا کبھی ساتھ نہ پھرے۔ حضور نے میرا ایک درم روزانہ مقرر کیا ہے۔ اب مجہ کو کہی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ عمرہ حضور کا وہی توہم سنہ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شریعہ درمچ میں حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مال غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ بیعت حدیبیہ میں تشریف فرما تھے میں تو چھ راہیں دیکھنے کی باقی تھیں۔



ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کرج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان سرفہ تک قائم رہے۔

## کعب بن زہیر کے اسلام قبول کرنے کا بیان

راوی کہتا ہے جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو بحیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ حضور نے مکہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے۔ اور قریش کے شعراء میں سے ابن ربیعہ بن اعدہ ہیر بن وہب بھاگ گئے ہیں۔ ان کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ حضور اس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو جہاں تمہارے سینک سمایش بھاگ جاؤ۔ جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا تو ہایت حیر بن ہوسے کہ کیا کروں۔ اور جو لوگ ان کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور ہاں جاتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہنا جس میں حضور کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر یہ مدینہ میں آن کر حنینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے انکی جان پہچان تھی پھیرے۔ وہ شخص جمع کے وقت ان کو لیکر مسجد شریف میں حاضر ہوا۔ اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس شخص نے ان کو اشارہ سے بتلایا کہ حضور وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضور کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا حضور ان کو پہچانتے تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر تو یہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے۔ تو آپ اسکی توبہ کو قبول فرمایا۔ اگر میں اسکو آپ کی خدمت میں حاضر کروں حضور نے فرمایا ہاں میں اسکی توبہ قبول کر دوں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن ماروں۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے بڑائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی۔ اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے مہاجرین کی تعریف کی ہے۔ اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذا عرج السود المتناہیل کہا اس شعر پر عیشک کعب نے ہماری ہجو کی ہے کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اس روز حضور کے سامنے اس کے حق میں اس کے برخلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب انہوں نے انصار

کی تعریف میں یہ شعار کے اشعار

مَنْ سَرَّ كَسَامَ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِي مَقْتَبِ مَنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ  
ترجمہ جس شخص کو عمدہ زندگی گزارنی منظور ہو پس اسکو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل رہے  
وَرَأَوْا الْمَكَارِمَ كَأَمْرٍ آتَمٍّ كَابِرٍ إِنَّ الْخِيَارَ هَهُنَ بَيْنَ الْأَخْيَارِ  
(۱۰) بزرگیوں کو انہوں نے باپ دار اسے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں +  
ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب بنہ نے حضور کو مدینہ میں اپنا قصیدہ بآئٹ سجاد بنایا ہے۔ تو حضور نے فرمایا اسے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ شعار کہے ہیں۔ اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں +

### غزوہ بتوک نامہ جب ہجرت میں

ابن ہشام کہتے ہیں وہی قعد سے لیکر جب تک حضور مدینہ میں تشریف فرما ہے پھر جب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ اور یہ عبادت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی۔ اور لوگوں کے ہاتھات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے گھروں اور سایہ میں رہنا چاہتے تھے +

راوی کہتا ہے جب حضور کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اس کے برخلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے مگر اس غزوہ بتوک کو حضور نے یہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آتی منظور تھی ظاہر فرما دیا۔ اور دشمن کی تعداد بھی اس طرف کثیر تھی۔ اسی واسطے حضور نے اسکا ظاہر کیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں۔ اور اچھی طرح سازد سامان درست کریں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے +

راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں حضور نے جند بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا منہ نہایا۔ اسے جند تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلیگا۔ اس نے کہا حضور مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ قسم ہے خدا کی میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤ گا اور ہرگز صبر نہ کر سکوں گا۔ حضور نے اس کا یہ جواب سنا اسکی طرف سے مومنہ پھیر لیا +

راوی کہتا ہے۔ جند بن قیس ہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ  
إِذَا نَادَىٰ وَكَانَ فَقِيقًا لَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنْ جِئْتَهُم بِالْحِجَّةِ يَأْكُلُهَا قِرِينَ سَافِقُونَ  
میں سے ایک وہ شخص ہے کہ کتاب ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں یعنی یہ جو رومیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گزرا

یہ حضرت کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا اور بیشک جہنم کا فرد کو گھیرے ہوئے ہے اور جب بعض منافقوں نے بعض منافقوں سے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو خداوند تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا لَيَفْقَهُونَ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكِوْا كَثِيرًا وَ هُمْ لَا يُعْلَمُونَ (ترجمہ) اور منافقوں نے کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ کہہ دو! تشدد و خش کی گرمی بڑی سخت ہے اگر وہ سمجھتے ہوں۔ پس لازم ہے کہ وہ نہیں تھوڑا اور وہیں بہت سراسر اسکی جو وہ کسب کرتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت زور سے حکم دیا اور تو گمراہ لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سواپیاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نئے اور حضرت عثمان نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کس نے دیکھا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں محمد کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمان نے عیش عشرت یعنی غزوہ بتوک میں ایک زار و نیاز و سرخ خرچ کئے تھے اور حضور نے دعا کی تھی کہ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے نام ان کے یہ ہیں بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمر اور بنی حارث سے علیہ بن زید اور بنی مالک بن نجار سے ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن عامر بن جوع اور عبداللہ بن مغفل اور بنی ادد بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزی بن ادھر جی بن عبداللہ واقفی اور عریاض بن ساریہ نزاری اور ان لوگوں نے حضور سے سواپیاں طلب کیں حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کر لوں پس یہ لوگ اپنی مجلس سے روتے ہوئے حضور کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمر بن کعب نضری نے ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم حضور کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ حضور فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ لیا۔ اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر حضور کے ساتھ گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور کے پاس عرب کے لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے ہیں زمین کا ذکر خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بتی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے ان بعض سے مسلمان بھی حضور کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوئے۔ لے گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں کعب بن مالک بن ابی کعب سلمیٰ اور رارہ بن ربیع اور



واقعی اور ابوخیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سب مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے شتم نہ کئے جاتے تھے۔  
 پھر جب حضور نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا۔ تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثقیف الاول  
 میں ٹھیرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں مبارح بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔  
 ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیحدہ حضور کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر بکھرا  
 کیا تمام منافقین اور اہل شک و شبہ کے ساتھ تھے جب حضور آگے روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی  
 منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور کے ساتھ گیا۔ حضور نے حضرت علی بن ابیطالب کو اپنے گھر  
 کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی کو حضور بوجھ بٹکا کرنے  
 کے واسطے چھوڑ گئے ہیں کیونکہ علی کے ساتھ جانے سے حضور پر بڑا بار ہوتا حضرت علیؑ اس بات کو نہ  
 بہت ناراض ہوئے۔ اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام حوف میں حضور کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
 کیا آپ میرے بار کو خیالی کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں حضور نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے  
 یہ بات کہی ہے چھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو نقطہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ہے  
 تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موٹے سے  
 ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہارون نبی تھے) پس حضرت علیؑ تو مدینہ کو چلے آئے۔ اور  
 حضور آگے روانہ ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے۔ ابوخیثمہ ایک دن  
 اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے واسطے پانی  
 خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابوخیثمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے۔ کہ  
 رسول خدا تو اس گرمی اور کوکے سفر میں ہوں اور ابوخیثمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوبصورت عورت کے  
 پاس بیٹھ کر کھاٹے ہرگز یہ انصاف نہیں ہے پھر اسی وقت ابوخیثمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان  
 سفر میرے واسطے تیار کر دو تاکہ میں حضور کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابوخیثمہ  
 اونٹ پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں مدائن ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب بھی مل گئے۔ یہ  
 بھی حضور کی تلاش میں جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ بتوک میں یہ دونوں حضور سے ملے۔ جب مسلمانوں  
 نے فکر سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آرہا ہے۔ حضور نے فرمایا ابوخیثمہ ہو گا جب  
 یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا حضور ہاں ابوخیثمہ ہی ہیں۔ اور ابوخیثمہ نے راستہ میں امیر بن وہب  
 سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی حضور کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا  
 چنانچہ جب یہ حضور کی خدمت میں آئے۔ اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا اے ابوخیثمہ تم پر افسوس ہے۔ جب  
 ابوخیثمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا حضور بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعا کی۔

رادی کہتا ہے اس سفر میں جب حضور مقام بھیر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں  
 کے کنوئیں سے پانی بھرا خیر نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے واسطے اس پانی سے وضو کرنا



اور جو آتا تم نے گوندھا ہو اسکو بھی اونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جاتے وہ تنہا نہ جاتے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لیکر جاتے ۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اذان میں سے ایک قضا پر حاجت کے واسطے رات کو تنہا گیا پس قین قضا پر حاجت میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلاش کرنے گیا تھا اسکو آندھی نے بنی ساعدہ کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دوڑتے پھینک دیا۔ جب حضور کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی واسطے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے پھر حضور نے اس شخص کے واسطے دعا کی جس کو خدا ہو گیا تھا خدا نے اسکو شفا دی اور دوسرا شخص جبکو آندھی نے بنی ساعدہ کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا۔ اس کو جب قبیلہ ساعدہ کے لوگ مدینہ میں حضور کی خدمت میں آئے تو اپنے ساتھ لیتے آئے۔ اور حضور کی خدمت میں ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے امدان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا اور عبد اللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں مگر اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانا ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اسی سبب سے عبد اللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مقام حجر سے گزرنے میں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھک لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے کھانوں سے روکتے ہوئے گزرنے کیلئے ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی حضور نے خدا سے دعا کی۔ خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی۔ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ اور پانی سے مشکیں بھر لیں ۔

بنی عبد الاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور شہداء کے نفاق کو جانتا تھا مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق حیر کا نفاق ظاہر تھا حضور کے ساتھ تھا۔ جب حضور کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کہ بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے اس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے۔ اور آپ کی سواری کی ساندلی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اس کو تلاش کرنے لگے تھے اور عمارہ بن مزمع آپ کے صحابی جو بیعت عقبہ اور جندبہ بن جابر کے ساتھ تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمارہ کے پیچھے ایک شخص زید بن عقیل نام منافق تھا۔ اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا معجزہ نہیں کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے

پھر کیا وجہ کہ انکی ساندنی گم ہو گئی۔ اور اس کی ان کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں حضور نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کدہ ہے کہ مجھ کہتے ہیں میں نہیں ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ یہ یہ نہیں جانتے کہ انکی آؤٹنی کہاں ہے اور قسم ہے خدا کی مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو آؤٹنی کی تمہارا ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اس ساندنی کو حضور کی خدمت میں لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم جے حضور نے ایک عجیب بات بیان کی جسکی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اس وقت خیمہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن حصیت نے ابھی کسی مٹی عمارہ بن حزم نے یہ سنتے ہی زید بن حصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر بچل مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے خبردار جواب تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن حصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی مٹی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی بائین کرتا رہا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے اس منزل سے کوچ فرمایا۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے صحابہ حضور سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا حضور فرماتے تم بھی اس کو پیچھو دو اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم سے اسکو نلادے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذر پیچھے رہ گئے۔ یہ اتفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے۔ بلکہ ان کا اونٹ ٹٹھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جنب یہ لاپار ہو گئے۔ تب اسبابانوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب حضور کے لشکر سے قریب پہنچے تو صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیدل چلا آتا ہے حضور نے فرمایا ابوذر ہوگا۔ جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا حضور ہاں قسم ہے خدا کی ابوذر میں حضور نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تمہارا پیدل چلتا ہے اندر تمہاری سرنگا اور تمہاری قبر سے اٹھیکا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عثمان لے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ابدہ کی طرف شریک کیا ہے اور وہاں یہ بیمار ہوئے ہیں۔ تو ان کے پاس اس وقت صرف ایک ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ اور انہوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تم مجھ کو نکلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہوا ملے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اے شخص تم ہمارے اسکے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نکلائے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا۔ اور کسی نیوالے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند مل عراق کے ساتھ اس طرف سے گزر رہے۔ اور قریب تھا کہ انکے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روک دیا۔ انکے غلام نے کھڑے ہو کر کہا یہ جنازہ ابوذر کے جنازہ کے صحابی کا ہے۔ انے جانے والا تم ان کے دفن کرانے میں ہمارے مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے یہ کہا۔ لا الہ الا اللہ اور بہت روئے۔ اور کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ کہ ابوذر تمہارا

پیدل چلتا ہے تنہا ہی مر گیا اور تنہا ہی قبر سے اٹھ گیا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں بابوذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور تبوک کو جا رہے تھے تو چند متاق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ کیا تم رؤسوں کی جنگ کو بھی مثل عرب کی جنگ کے سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے قسم ہے خدا کی ہم کل ہی تم کو رؤسوں میں شکلیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ اور ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف بن سہل اور مخش بن حمیر اشجعی میں سے اس گفتگو میں مخش بن حمیر نے کہا۔ میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں۔ کہ تمہارے اس کہنے کے بدلہ میں سو موکوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے بلیں۔ مگر قرآن ہمارے ہی اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ اور حضور نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ اور اگر وہ انکار کریں پس تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے۔ عمار ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر نامہ قبول کرنے لگے۔ اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور حضور اس وقت اپنی ساٹھٹی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں یہ آیت نازل فرمائی وَلَیِّنْ سَأَلَکُمْ لَیْقُوْا لَیْجِ اِنَّمَا کُنَّا نَخْوَضُ وَ نَلْعَبُ۔ اور مخش بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اسکی یہ نحوست مجھ پر ہے اور مخش ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخش نے اپنا نام عبدالرحمن رکھا اور خدا سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو چٹنا چٹنا میرا یہ جنگ میں یہ شہید ہونے کے اند کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔ راوی کہتا ہے جب حضور تبوک میں پہنچے یحییٰ بن یزید کا ایک لیلہ کا بادشاہ آپ کی جانبیت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا اُسے قبول کیا حضور نے اُس سے صلح کر لی۔ اور اہل حیران اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا حضور نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ امن ہے خدا اور محمد بنی رسول خدا کی طرف سے یحییٰ بن روثیہ اور اہل ایلہ کے واسطے کہ اہل کشتیاں اور ان کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد بنی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام ان میں اور سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں۔ اور جو شخص ان میں سے کوئی خلاف کار روائی کر لگا۔ پس اس کا مال اور خون حلال ہوگا۔ اور لوگوں میں سے جو شخص اُسکو لے لیا۔ وہ اُسکے واسطے حلال طیب ہوگا۔ اور یہ لوگ کسی چیز پر اترنے یا خشکی و تری میں گزرنے سے روکے نہ جائیں گے۔

**رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو اکیڈر روثیہ کی طرف روانہ فرمانا**

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر ان کے ساتھ کر کے اکیڈر بادشاہ بنی کنینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائیں کا شکار کرتا ہوا ملیگا یہ بادشاہ نصرانی تھا خالد



اسکی طرف روانہ ہوئے اور جب اسکے قلعہ کے اقتدار قریب پہنچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا تو یہاں پر واقعہ ہوا کہ اسکے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے بنے آکر ٹکریں مارنی شروع کیں ہاکیڈ کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگلی سے گائے اس طرح آئی کر بھلنے کے دروازہ پر ٹکر لے کر ہاکیڈ سے کہا میں نے کبھی ایسا معقولہ نہیں دیکھا اور اب میں اسکو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کرنے کے لانا ہوں پھر گلیڈ اور اس کا ایک بھائی حسان نام اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لیکر اس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی۔ بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے لشکر اسلام نمودار ہوا اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباچ کی قباحت تھی۔ جس میں بہت ساسونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اس قبیلہ کو انسی وقت حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اکیڈز کو لیکر روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ قبیلہ حضور کی خدمت میں پہنچا ہوا اسکو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے حضور نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اکیڈز کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے اکیڈز سے جزیہ قبول کرنے اس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اور پزدن راہیں بھیر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا۔ جن میں بہت سی تھوڑا پانی تھا۔ کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سلیں۔ حضور نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے شکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ پانی کو ہمارے پہنچنے تک کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب حضور وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا حضور نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا عرض کیا گیا کہ حضور فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا پھر آپ نے ان لوگوں پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددعا فرمائی اور اس چشمہ پر ان کو اپنا ہاتھ آپ نے اسکے اندر رکھا۔ اور پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں کڑاک اور گرج کی سی آواز آئی۔ اور پانی مثل نر کے چشمہ سے جاری ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہیگا۔ وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا پس ایک دفعہ رات کو جو میں اٹھا تو لشکر میں ایک طرفت میں نے روشنی دیکھی۔ میں اسکے قریب گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور اور ابو بکر اور عمر ہیں۔ اور عبد اللہ ذو البجادین مرنے کا انتقال ہو گیا ہے ان کے واسطے قبر کھدوا رہے ہیں پھر حضور قبر کے اندر آئے اور ابو بکر اور عمر نے اوپر سے لاش کو حنفی کے تئیں دیا۔ اور حضور نے قبر کے اندر لٹایا۔ اور دعا کی کہ اے خدا میں اس سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں نے اس وقت تمنا کی۔ کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔



ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہ مثنیٰ کا لقب تھا اور اس سبب سے ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجا دینے چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے آخر ایک روز موقع پا کر قوم میں سے یہ بھاگ نکلے اور جب حضور کے قریب پہنچے تو اس چادر کو پھاڑ کر دو حصہ کیا ایک حصہ کاٹ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اس روز سے دو جوار ان کا لقب ہوا یعنی دو چادروں والے پڑے۔

ابوہریرہؓ کلثوم بن حصین جو رسول خدا ﷺ کے صحابی اور بیعت الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا۔ اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ حضور کی سائڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند چلی آتی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ حضور کے پیروں کو نہ لگ جائے آخر مجھے اونگھ آگئی اور میرا کجاوہ حضور کے پیروں کو لگا۔ اور حضور نے میرے اونٹ کو ہٹایا اس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے مغفرت مانگئے حضور نے فرمایا کچھ ڈرنہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کی نسبت مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنکے رنگ سرخ قد دراز اور بال سیٹھے ہیں نے عرض کیا حضور وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر والے ہیں میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں فرمایا ہاں تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ لوگ تبایہ اہلہم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں حضور نے فرمایا کیا کسی نے ان کو اس بات سے بھی منع کیا تھا کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے۔ اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے ہمارے جہاد میں سے ہمارے جہاد میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور مجھے روک جائے۔

### غزوہ تبوک سے واپس آنیکے بعد پھر ار کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور تبوک سے واپس آئے تھے۔ نے مقام ذی آذان میں چوپائے جہان سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی حضور کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چھنے والوں کے آرام کے واسطے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم نہ بٹھا کر ایک دفعہ نماز پڑھیں۔ حضور نے فرمایا اب تو میں غریب کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ اب جو حضور تبوک سے آئے ہوئے مقام ذی آذان میں پہنچے۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے ابوبکر بن عمر اور معمر بن عذری یا ابن کے بھائی عاصم بن عذری ان دو شخصوں کو

حکم دیا کہ تم جاکر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور سہار کر دو پس یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معین بن جعدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھڑ سے آگ لے آؤں اور کھجور کی سیٹوں کا ایک ٹٹھا اپنے گھڑ سے جلا کر لاؤں۔ پھر دونوں نے ملکر اس مسجد میں آگ لگائی۔ اور اسکو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے اَلَّذِیْنَ اَتَّخَذُوا مَسْجِدًا اِضْرَارًا وَ کَفَرًا وَّ قَوْمًا یٰۤاٰمَنُ مِمَّنْ هٰۤاِذَا تَمَرَّتْکَ رَاۤوِی کَتَابَہِمْ حٰنَ لَوْ کُنْ لَہٗ فِی مَسْجِدِ بَنَی اٰمِیَۃٍ یَّہِیۡہِ یَا رَہُ شَخْصٌ لَّہٗ۔ جسکے نام یہ ہیں۔ خدام بن خالد بن عمرو بن عبد بن سے اور اسی نے اپنے گھر میں بے جگہ کال کر مسجد شقائق بنائی تھی۔ اور ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید اور عتبہ بن قیس بنی ضبیہ بن زید سے۔ اور ابو صبیہ بن ازعر بنی ضبیہ سے۔ نقاد اور عباد بن صیف سہل بن صیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔ اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ۔ اور بطل بن حرث بنی ضبیہ سے۔ اور بھرج بنی ضبیہ سے۔ اور سجاد بن عثمان بنی ضبیہ سے اور ودیعہ بن ثابت بنی امیہ سے۔

ابو ذی کھنا ہے جسٹور کی مسجدیں مدینہ سے بتوک تک مشہور و معروف تھیں چنانچہ ایک مسجد خاص بتوک میں تھی۔ اور ایک مسجد شیبہ بنی نضیر میں اور ایک مسجد ذات الذاریہ میں اور ایک مسجد مقام اخضر میں اور ایک مسجد ذات النخلی میں اور ایک مسجد مقام الایمیں اور ایک مسجد بشرار میں اور ایک مسجد شق نار میں اور ایک مسجد ذی الجیفہ میں اور ایک مسجد صدر حوضی میں اور ایک مسجد حجر میں اور ایک مسجد صعیہ میں اور ایک مسجد وادی القرئی میں اور ایک مسجد مقام رقیہ میں جو شقہ بنی عذرہ کے قریب ہے اور ایک مسجد ذی مروہ میں اور ایک مسجد قیفار میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔

اُن آدمیوں کا بیان غزوہ بتوک میں جانیسے گئے تھے

اور منافقین کا حضور کی حدیں نامعلوم کرنا

مسلمانوں میں سے یہ تین شخص بتوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اور یہ لوگ منافق یارین میں شاکس کئے واسے نہ تھے۔

جب حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں شخصوں سے بات نہ کرنا چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی۔ اور منافق حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نامعلوم عذر بیان کر لے لگے مگر حضور نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا اور رسول کے ہاں مقبول ہوا اگرچہ بظاہر حضور نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے واسطے دعا و مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک بتوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے رسیلے نہ کرا سکا۔ اور طرح بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ کئی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا۔

تھا سو لیک بد راوتبوک کے ادبدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے ان پر خدا اور رسول نے کچھ بلیغیت نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضور قریش کا قاتل لوٹنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا۔ اور میں نے مقام عقبہ میں حضور کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بعد کی شرکت سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

ادب اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ وقت نہ تھی یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا۔ اور حضور جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے اب جو آپ نے بتوکا کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور دور و دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ ان دنوں میں سایہ میں ہٹا پند کرتے تھے۔ اس سبب سے حضور نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں۔ اور خوب تیاری کر لیں اور فضل الہی سے مسلمانوں کی تعداد بھی اس وقت اس قدر ہو گئی تھی جو کسی دفتر میں نہیں مل سکتی۔ کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے۔ تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر بھی نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

پس جب حضور نے اس غزوہ کی تیاری کی میں بھی رد ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کدوں مگر کچھ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ حضور مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں پوئسی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور حضور کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر حضور سے جا ملوں گا یہاں تک کہ حضور تبوک میں پہنچ بھی گئے اور حضور کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو اب اسے ہی لوگ ہے دے مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب حضور تبوک میں پہنچے تو صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیشہ آرام نے اسکو آنے سے روک دیا معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا۔ کہ تم نے مدت نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ حضور خاشوش ہو گئے۔

کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضور تبوک سے واپس تشریف لارہے ہیں۔ تو میں اس ناکہ میں دا کر حضور سے کیا بہانہ کر ڈلگا۔ اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے واسطے سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضور تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی حضور سے عرض کر ڈلگا۔

حضور صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے واسطے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے چنانچہ اب بھی جو سفر سے آپ تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور بتانی جو حضور کے ساتھ نہیں گئے تھے خاسٹے



اقدس میں کھا کر اپنے عزیز بیان کرتے لگے حضور اُن کے واسطے دعا مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا۔ اور میں سلام کیا۔ حضور نے قسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تنہم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا۔ آؤ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے کیا تم نے اونٹ نیل میں خرید رکھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اگر میں کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا۔ تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اُسکے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر حضور کیندست میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید حضور راضی ہو جائیں مگر پھر خدا حضور کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کر ادیگا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں۔ اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں۔ کہ قدامیری عقیقہ کو پاک کر گیا۔ اور نجات دے گا۔ قسم ہے خدا کی کچھ عذر نہ تھا۔ بلا اس وقت میرے واسطے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میرے نہیں ہوئی۔ اور پھر میں حضور کے ساتھ نہ جا سکا۔ حضور نے فرمایا ہاں تو نے سچ کہا۔ اچھا جا یہاں تک کہ خدا کے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا۔ اور نبی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہوگا۔ تم اس بات سے عاجز تھے کہ حضور سے کوئی عذر بیان کر دیتے۔ اور حضور تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے واسطے کی ہے۔ اور وہی دعا تمہارے گناہ کے واسطے کافی ہو جاتی۔ کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قدر مجھ سے یہ بات کہی۔ کہ آخر میں نے قصہ کیا میں پھر حضور کیندست میں جا کر کچھ عذر کروں۔ اور دعا کروں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جس نے یہی بات کہی ہو۔ جو میں نے حضور سے عرض کی ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی حضور سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور حضور نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ایک ہلال بن امیہ واقفی ہیں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا۔ اور حضور سے کچھ عرض نہ کیا۔

کعب کہتے ہیں حضور نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ کہیں اپنے واسطے ٹھکانا نہ پاتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں حضور کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا جب میں حضور کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ حضور نے بھی جواب کے واسطے ہونٹ ہکا ہیں یا نہیں۔ میں حضور کے پاس ہی نماز پڑھتا تھا۔ اور نظر پھر کر دیکھتا تھا کہ حضور میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں۔ پس جب میں نماز میں ہوتا تو حضور میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ مونہ پھیر دیتے۔ جب اسی طرح بہت روز گزر گئے۔ اور ساتراہوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا۔ اور اب وقتا رہ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد تھا۔ تھے اور سے زیادہ مجھ کو اُن سے محبت تھی اور میں نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں



نے کہا اے ابوقتاہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا اور رسول سے مجتنب رکھتا ہوں۔ ابوقتاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ فاموش ہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے اتنا کہا کہ خدا اور رسول کو خیر ہے۔ اس وقت میں رونے لگا۔ پھر میں صبح کو بازار میں آیا میں نے دیکھا کہ ایک بظلی شخص شام کا رہنے والا لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا یہ شخص مدینہ میں تجارت کے واسطے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اس شخص کو مجھے بتلا دیا وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور بادشاہ عثمان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا میں نے اسکو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر ظلم کیا ہے اس واسطے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے واسطے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر سپناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس یا پانچ سو پر گزریں ایک شخص نے مجھ سے آن کر کہا کہ حضور تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں اس شخص نے کہا نہیں یہ حضور نے نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکہ چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصلہ نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھا شخص ہے۔ اور کوئی اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اس کی خدمت کر دیا کروں حضور نے فرمایا تم اس سے قرابت نہ کرنا۔ عورت نے کہا حضور وہ بہت بوڑھا ہے کچھ جس حرکت کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز استدر روتا ہے کہ مجھ کو اس کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے حضور نے اس عورت کو اجازت دیدی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ تم بھی حضور سے اپنی بیوی کے واسطے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں۔ جس کو حضور نے اجازت دی ہے وہ بوڑھا آدمی ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ پس کیونکر اجازت لوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں۔ تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی آواز آئی۔ جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سننے ہی میں سجدہ میں گر پڑا۔ اور سمجھ گیا کہ اب کشف الکی میرے واسطے ہو گئی۔

کعب کہتے ہیں۔ اس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے خبردار کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دیتے آتے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار



اور منافقوں کی شان میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: سَيَصْلَوْنَ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ أَيْدِيَهُمْ أَوْفَىٰ أَذْيَارِهِمْ وَلَهُمْ فِيهَا كَذِبٌ عَظِيمٌ ۖ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لَعْنُوا لَهُمْ وَأَعْنَتُمْ ۖ وَكَذِبُكُمْ عَلَيْهِمْ كَانَ لِيَكُفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلِيَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَ الْيَوْمِ ۚ إِنَّ تَرْجُوهَ أَهْلَهُمْ تَرْجُوهُمُ ۚ فَإِنَّ لِلَّهِ لَا يَرْمِي عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۚ  
اسے مومنوں جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھا بیٹھے۔ تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس تم ان سے موند پھیر لو بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ سزا ان اعمال کی جو وہ کما تے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس واسطے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو خدا ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا۔ کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَشَلَّىٰ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ خَلَفُوا۔ اور اسی سبب حضور نے ہمارے متعلق حکم الہی کا انتظار کیا بخلات منافقین کے کہ حضور نے ان کی قسموں اور عذروں کو سکر کچھ نہ فرمایا۔ پس اس آیت میں خدا نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرماتے کا ذکر کیا ہے۔

## ماہ مبارک رمضان میں ثقیف کے وفد کا آنا اور اسلام قبول کرنا

مختصر تبرک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب حضور طائف سے واپس آئے تھے تو راستہ میں عروہ بن سعود ثقفی آپ کو ملے یہ طائف کو جا رہے تھے حضور سے بلکہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں حضور جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے زمانے کے کڑے لوگ تھے اس لیے عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں۔ اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر وہ چیز تھی حضور خاموش ہو رہے۔ اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوت اسلام شروع کی۔ اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا۔ قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیرا سے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اس بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو ہم بن جابر بن عتاب بن مالک کے ایک شخص نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہا بنی ان میں سے کون سا ہے جو حقیقی دریاقت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ حضور کے صحابہ شہید ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو۔ اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دیتا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

رادی کہتا ہے۔ حضور نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے۔

جو کہ قرآن شریف کی سورہ یس میں خداوند تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینہ بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ



ہمارے چاروں طرف کے عربی مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمیں حضور سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔  
 راوی کہتا ہے کہ عمرو بن امیہ غلبی اور عبد یلیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی پس  
 ایک روز عمرو بن امیہ غلبی یلیل کے مکان پر گیا۔ اور ایک شخص کو اس کے بلائے کے واسطے بھیجا۔ اس شخص نے  
 عبد یلیل سے کہا کہ عمرو بن امیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ عبد یلیل نے کہا کیا عمرو بن امیہ نے تجھ کو بھیجا ہے اس  
 نے کہا ہاں دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یلیل نے کہا تجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن امیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر  
 جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن امیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پر سی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس  
 شخصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت میں ہم کو تم کو جدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو۔ کہ اب کیا کرنا  
 چاہئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ہم کو ان کے  
 مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آباد ہوئے۔ اور یہ صلاح  
 قرار پائی۔ کہ ایک شخص کو حضور کی خدمت میں روانہ کریں۔ جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور  
 عبد یلیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یلیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے جانے سے انکار کرنے لگے۔  
 کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح سے ان کو بھی قتل کر دیتے۔ آخر یہ اسے قرار پائی  
 کہ عبد یلیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے یہ سب چھ آدمی یہاں سے حضور کی  
 خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یلیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن دہب بن  
 معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور اوس بن عوث اور غیر  
 حضرت بن ریحہ۔ پس عبد یلیل ان لوگوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ اور یہی اس وفد کے سردار تھے  
 اور ان لوگوں کو ساتھ لیکر اسی سبب سے آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بددلی  
 نہ کریں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہونی سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کریگی ۔  
 پس یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن حضور  
 کے اونٹوں کے چرانے کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ حضور کے اونٹوں کو نوبت بنوٹ پھرایا کرتے  
 تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اونٹ ان کے پاس چھوڑ کے خود حضور کی خدمت میں ان کے  
 آنے کی خبر کرنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ان لوگوں کے آنے کا حال  
 بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم میں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے  
 جا کر حضور سے عرض کر آؤں مغیرہ ٹھہر گئے اور ابوبکرؓ نے حضور سے جا کر عرض کیا۔ کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان  
 ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی حضور سے اپنی قوم کے واسطے منظر بکرائی اور لکھوائی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی  
 ثقیف کے پاس چلے آئے۔ اور ان کو تعلیم کیا۔ کہ جب حضور کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا۔  
 اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تنبیہ نے کچھ اثر نہ کیا جب حضور  
 کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔ اور حضور نے مسجد کے ایک گوشہ  
 میں ان کے واسطے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص حضور کے اور ان کے درمیان میں گفتگو کرتے



بھتیہا تک کہ عہد نامہ تیار ہوا خاتمہ ہی نے اپنے ہاتھ سے اسکو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کچھ نا حضور کے ہاں سے ان کے واسطے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر حضور کی بیعت کی۔ اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی انہوں نے پیش کی تھی۔ کہ بڑا بختانہ جس میں لانت کا بیعت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے حضور نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے ایک سال تک کہا حضور نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ مدت کرتے کرتے یہ ایک عہد پر آ گئے۔ اس پر بھی حضور نے انکار کیا اور کسی مدت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔ اور اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ فوراً بختانہ کے منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اسکو منہدم کرینگے تو اس عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آجائیں گے مگر حضور نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں کیا۔ اور مخیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بخت خانہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک شرط ان لوگوں بنے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے۔ اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ حضور نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خبر نہیں ہے جس میں ناز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے۔ عثمان بن ابی العاص کو حضور نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نو عمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حرص پاتا ہوں۔ اسی سبب سے حضور نے ان کو سردار بنایا۔ اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی ہینہ کے ہم نے بھی حضور کے ساتھ روزے رکھے۔ اور بلال افطار اور سحری کے وقت ہمارے واسطے حضور کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے۔ پس بلال افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھل لو ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلال کہتے میں حضور کو روزہ افطار کر کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے ہیں ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب بلال آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔ بلال کہتے میں حضور کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب حضور نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر کر یا کرنا۔ کیونکہ مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کار باری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے ان لوگوں کو واپس ان کے شرکی طرت رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن حرب اور مخیرہ بن شعبہ کو بھی بختانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے۔ تو مخیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر مخیرہ کدال لیکر بختانہ پر چڑھے اور اس کو ڈھانا شروع کیا۔ اور مخیرہ کی قوم بنی مستبہ ان کے گرد آن کر کہے ہو گئے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیرنا اریں

اور ابوسفیان ذی ہرم میں جہاں اس کا مال تھا چلا گیا۔ پھر ان کو مغیرہؓ نے بتخانہ کے منہم کرنے میں شریک ہوا۔ سنی ثقیف کی عورتیں بتخانہ کو منہم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں مغیرہؓ نے تمام زلیو اور سونا جو اس بتخانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے ذمہ آئے۔ پہلے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملینگے حضورؐ نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو خدا اور رسولؐ سے محبت کرتے ہیں۔ اور انہیں کو اپنا ولی بناتے ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارا ہے ماموں ہیں انہوں نے عرض کیا حضورؐ ہاں ہمارے ماموں ہیں اب وہ حضورؐ نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہم کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ عروہ کے ذمہ میں قرض ہے۔ اگر حضورؐ حکم دیں تو اس بتخانہ کے مال سے وہ قرض ادا کر دیا جائے حضورؐ نے فرمایا اچھی بات ہے قارب بن اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں حضورؐ نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا حضورؐ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اس کا ویدار ہوں۔ پس حضورؐ نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بتخانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہؓ نے سب مال بت خانہ کا جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا حضورؐ نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا کرے۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دئے۔

### حضورؐ نے جو عہد نامہ بنی ثقیف کو لکھ کر دیا تھا اس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ ہے محمد بنی رسولؐ کا خدا کی طرف سے مومنوں کے واسطے یہاں کی گھاس اور نکل دی نہ کافی جائے اور نہ میاں کے جانور کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہو پایا جائیگا اس کے کورے لگیں گے اور کپڑے اتار لئے جائینگے اور اگر اور زیادہ زیادتی کریگا۔ تب وہ گرفتار کر کے محمدؐ رسولؐ خدا کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ یہ حکم محمد بنی رسولؐ خدا کا ہے۔ اور انہیں کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعیدؓ نے لکھا ہے۔ پس ہر شخص پر لازم ہے۔ کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمدؐ رسولؐ خدا جلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

### حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ساتھ میں مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا اور حضرت علیؓ کو حضورؐ

### کا اپنی طرف سے سیرت کا حکم دینے کے واسطے مخصوص کرنا اور سورہ برات کی تفسیر

بن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ رمضان اور شوال اور ذیقعدہ مدینہ میں تشریف فرما ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایاتہ میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورہ راء اور عم کے شکر





بھی قائم رہو۔ بیشک خدا پر ہیزگاروں کو دست رکھتا ہے۔

کَايَاتُ رَاٰتٍ يُظْهِرُ وَاَعْلٰیكُمْ لَا یُرِیْضُوْا فِیْكُمْ اِلَّا وَكَالِ ذِمَّةٍ یُّرْضُوْنَکُمْ بِاَقْرَابِهِمْ وَتَاٰیِ  
تُحْلُوْا بِیَسَدٍ اَلْبَرُّ هُمْ قَاسِقُوْنَ هُ اِشْتَرَوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِیْلِ  
اَللّٰهِ سَاءَ مَا یَكْسِبُ الْاٰیَاتِ الْعَمَلُوْنَ لَا یُرِیْضُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ لَّا وَكَالِ ذِمَّةٍ وَاَدْلٰیْکَ هُمُ  
اَلْمُتَنَادُوْنَ مَا فَاِنْ تَاٰیِ اَوْ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوْا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَفَصِّلُ  
اَلْاٰیَاتِ لِقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ هُ مشرکوں کے واسطے کیسے عہد ہو سکتا ہے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں۔ تو  
تمہارے مقدسہ میں نہ قرابت کو خیال رکھیں گے نہ وفاء عہد کو تم کو اپنی قربانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ  
اُن کے دل اُن باتوں کے خلاف ہیں جو وہ مومنوں سے کہتے ہیں۔ اور زیادہ تر اُن میں سے ناسق  
ہیں۔ آیات خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے پھر اُس کے راستہ سے  
لوگوں کو روکتے ہیں پڑے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت کا خیال  
کرتے ہیں نہ وفاء عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ پس اگر یہ تو یہ کر کے نماز پڑھیں اور  
زکوٰۃ دیں پس تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم آیتوں کو تفصیل دار اہل علم کے واسطے بیان کرتے ہیں۔  
حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر کے حج کے واسطے جانے کے  
بعد سورہ برائت حضور پر نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ابو بکر کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے  
روز اس کا اعلان کر دیں۔ حضور نے فرمایا یہ کام میرے اہلیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ اور پھر آپ  
نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا۔ کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منی میں جمع ہوں سورہ  
برائت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنادو۔ اور اعلان کرو کہ جنت میں کافرنہ داخل ہوگا۔ اور آئندہ سال  
سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا  
عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اُس مدت تک برقرار ہے۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر حضور کی سائڈنی پر جس کا نام مصباح تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اور  
راستہ ہی میں ابو بکر سے جا ملے جب حضرت ابو بکر نے حضرت علی کو دیکھا تو فرمایا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مانو  
ہو کر حضرت علی نے فرمایا میں امور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابو بکر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی جگہوں پر اترے ہوئے  
تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کو جمع کر کے  
حضور کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اسے لوگوں جنت میں کافرنہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے  
مشرک کعبہ کا حج کرنے پائیگا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا حج کرے گا۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا عہد  
کسی مدت مقررہ تک ہے وہ اُس مدت تک پورا کیا جائیگا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت  
ہے تاکہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے واسطے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے  
سوائے ان لوگوں کے جن سے حضور کا مدت معینہ تک عہد ہے۔ پس وہ عہد اُس مدت تک چلے گا۔ پس اس سال کے





کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے +  
پھر ان کے آگے خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا جو جنین کی جنگ میں مسلمانوں  
کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے +

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَمَسُّهُمُ الْمُحْسِنُونَ الْحَرَامُ كَعَدِّ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ  
عَيْنَهُمْ فَانْقَضِ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ لَا يَشْكُ شَرِكِينَ  
نا پاک نہیں۔ پس اس سال کے مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر تم اسے مسلمانوں مشرکوں کی آمد  
بند ہو نیسے نفرو فاقہ کا خوف کرو تو خدا تم کو غریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا۔ تو نگہ کر دے گا بیشک  
خدا اعلم وحکمت والا ہے +

قَاتِلُوا الَّذِينَ كَانُوا يَمُوتُونَ بِاللَّهِ قَبْلَ الْيَوْمِ الْآخِرِ تَكُنْ مِنْ مَوْتِهِمْ مَا حَرَّمَ اللَّهُ قِ  
سَاسُكُمْ وَلَا تَكُنْ مِنْ مَوْتِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجَنَّةَ عَنْ يَدٍ  
وَهُمْ صَادِقُونَ هَـ اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو خدا پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے  
ہیں۔ اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ حق کا دین رکھتے  
ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کریں +

پھر خداوند تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے :-  
إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْيَارِ وَالرُّهْيَانِ كَانُوا يَحْلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبِاطِلِ وَيَصُدُّونَ  
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَا يَكْنُزُونَ إِلَّا هَبَّ وَافِضَةً وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَبِيْرٌ  
هَـ لِيَقْتُلُوا أَبْنَاءَ الْيَهُودِ يَمُوتُونَ بِغَيْرِ عِلْمٍ سَنَ عَالَمٍ اذْهَبُوا يَدُورُ لَوْ كُنْ لَكُم مَّا حَرَّمَ اللَّهُ مِنْ طَرَفٍ سَ كِهَاتِهِ  
ہیں اور غریب جاہل لوگوں کو خدا کے راستے میں اسلام قبول کر نیسے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے  
اور چاندی کو گناہ کر رکھتے ہیں۔ اور ماہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں پس اسے رسول ان کو دردناک  
عذاب کی خوشخبری دو +

پھر نئی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے خدا نے حرام مقرر کئے  
ہیں۔ ان کو وہ حلال کر کے ان کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے +

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حَرَامٌ فَلَا تُظْلَمُوا فِيهِمْ أَنْفُسُكُمْ هَـ يَنْبَغِي بِكُمْ مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ  
ہے کتاب الہی میں جس دن سے کہ اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام  
ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی انکو حلال نہ کرو۔  
إِنَّمَا النَّبِيُّ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا خَلَوْا مِنْهُ عَامًا وَرَبِحُوا مِنْهُ عَامًا  
لِيَتَّخِذُوا عِدَّةً مَّا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَّا حَرَّمَ اللَّهُ هَـ اذْهَبُوا لَكُمْ لَكُمْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ كَالْبَهْقِ  
الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ہ بیشک نبی کا فعل کفر میں زیادتی ہے مگر وہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کا ایک









لو بعض ابن میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر خدا اپنے فضل سے ہم کو دیگا تو ہم صدقہ دینگے۔  
 محمد نیلوں میں سے ہو جائینگے۔ یہ ثعلب بن مالک اور معتب بن قیس بن عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ  
 نے فرمایا: **لَا الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا**  
**جَهَنَّمَ هَذَا فِيَصْنَعُونَ** **مِنْهُمْ تَحْسَبُ اللَّهُ مِنْهُمْ لَعْنَةً إِنَّ اللَّهَ يَلْعَنُ هَؤُلَاءِ** وہ منافق جو عیب کرتے ہیں۔  
 دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں یعنی عبدالرحمن اور عاصم کو کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے  
 مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں اُن مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مشقت کا پید کیا ہوا مثل اہل بیت  
 کے پس سخری کرتے ہیں منافق اُن سے سخری کر لیا خدا ان سے اعلان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔  
 یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضور نے غزوہ تبوک کے واسطے لوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت  
 دلائی تو عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم لئے اور عاصم بن عدی نے سو وستی کھجوریں لاکر ڈھیر کر دیں۔  
 منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے دیا اور دکھاوے کے واسطے دیا  
 ہے۔ اور ابو عبیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دیں۔ منافق  
 اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے اُسے انکی کچھ پرواہ  
 نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مضحکہ اڑایا۔

پھر جب حضور تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو منافقوں نے مسلمانوں کو ہلکانا شروع کیا۔  
 کہ میان اس سخت گرمی کے موسم میں جا کر کیا کر دے۔ **وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ جَهَنَّمَ أَشَدُّ**  
**حَرًّا لَّكُنَّ لَا تَعْلَمُونَ** آخر قصہ تک۔ یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اسے سول کہہ دو  
 کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مراہضہ کو اسکے  
 جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا حضور شریف نے گئے۔ اور جب آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ تو میں  
 آپ کے سامنے آن کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول  
 کی نماز پڑھاتے ہیں جس نے فلاں رو دیا یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اُسکے بیان  
 کرنے لگا۔ اور حضور بسم فرما رہے تھے۔ آخر جب میں نے بہت کہا تو حضور نے فرمایا اسے عمر تم ہٹ جاؤ۔  
 خدا نے منافقوں کے لیے کچھ کو اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہے **اسْتَغْفِرُ لَكُمْ أَذْ لَا تَسْتَغْفِرُونَ لَهُمْ**  
**سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ** یعنی اے سول تم چاہے منافقوں کے واسطے مغفرت کی دعا  
 کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے واسطے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے پس ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔ حضور نے فرمایا  
 اے عمر اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا۔ تو  
 میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے واسطے مغفرت کی دعا کروں۔ عمر کہتے ہیں پھر حضور نے اُس کے جنازہ  
 کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لیگے اور مجھ کو حضور کے ساتھ اپنی اُس حور و لیبری کرنے سے تعجب تھا۔  
 پھر تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں **وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ مَتَاتٍ ابْكُوا لَمْ يَكُنْ**

قبرہ ۱۱ اِنَّهٗذَکُمْ وَاٰیَ اللّٰهِ سُوْرَ سُوْلِهِ وَمَا تُوَادُّوْهُ فَاَسْقُوْنِہٖ فَاِنَّہٗ سَیَ شَکَّ اے رسول تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور فاسق مرے ہیں حضرت عمر کہتے ہیں پھر حضور کسی منافق کے جنازہ پر تشریف نہیں لگئے۔ اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَہٗ اَنْ اَمْرًا بِاِلٰہِ وَجَہِہٖذِ وَاَمْرًا سُوْلِہٖ اَمَّا ذَٰلِکَ اَوْ لَوِ الطَّوْلِ مِمَّا ہُذَہٗ اور جب کوئی سُوْرۃ اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے کہ خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو۔ تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں +

لٰکِنَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جَہِدُوْا فَاِذَا اَمَّا اِلَیْہِہٖہٗ وَاَنْفُسِہِمْ وَاَوْلٰئِکَ لَہُمْ اَلْجَنٰتُ رَاحَۃٌ وَاَوْلٰئِکَ شُہَدَ الْمُقْلٰتِیْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمْ جَنٰتٍ یَّجْرٰوْنَ مِنْ تَحْتِہَا اَنْہَارٌ مِّنْ حَیْلِ الدِّیْنِ فِیْہَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہِ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اور انہیں لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں وہ جہان کی اور یہی لوگ فلاحت والے ہیں تیار کی ہیں خدا نے ان کے واسطے جنتیں جنکے نیچے نہیں بہتی ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے +

وَجَآءَ الْمَعْدِنَیْرُوْنَ مِّنَ الْاَعْرَابِ لَیُؤْذِنَ لَہُمْ وَقَعَدَ الْاٰمِنُیْنَ کَذٰلِکَ یُؤٰی اللّٰہُ وِرَّسُوْلَہٗ اٰخِرَ قَیْمَہٖ تَک۔ اور اُسے واپس ہو نیچے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ انکے واسطے اجازت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے جھوٹ بولا تھا +

اور معذرون بنی عفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خثاف بن ابیاری بن خضہ تھے۔ اس کے آگے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جاسکے تھے۔ جن کا قصہ پر بیان ہو چکا ہے وَلَا یَعْلَمُ الْاٰمِنُیْنَ اِذَا مَا اَنۡزَلَ لَیُخَالِہُمْ قُلْتَ مَا اٰجِدُ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ لَتَوَلَّوْا وَاَعِیْذُ بِہُمْ لَقِیْضٌ مِّنَ الدَّامِیْعِ حَرَکًا اَلَا یَجِدُوْا مَا یَفْقُوْنَ ۝ اِنَّمَا اَنْۢبِیْلُہٗمُ الْاٰمِنُیْنَ یَسْتَاذِنُوْکَ وَہُذَہٗ اَخْبِیَآءٌ مَّرَضُوْا یَاۡمَنُ یُکُوْنُوْنَ مَعَ الْاَخِیَآءِ ۝ وَکَلِیْمٌ اللّٰہُ رَعٰی کُلُوْا بِہِہٖہٗ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اور انہیں ہے گناہ ان لوگوں پر جو اسے رسول تھا اسے پاس سواری ملنے کو آئے تھے ان سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کروں وہ روتے ہوئے اس غم سے لٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ ان لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں رضی ہیں وہ اس بات سے کہ ہو جائیں وہ مثل عورتوں کے اور خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ نہیں جانتے ہیں +

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسین کھانے اور عذرنا معقول پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے جنت پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے رضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً خدا ان فاسقوں سے رضی ہوگا

پھر سہانی عربوں اور ان کے مباحثوں کا ذکر فرمایا ہے وَمِنْ اَعْرَابٍ مِّنْ يَّتَخَذُونَ مَحْرَمًا مِّمَّنْ يَكُونُ  
بَيْنَهُمُ الدُّعَا يُرَوِّعُ عَلَيْهِمْ ذَا اِيْوةَ السُّعُوْطِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۷ عرب کے وہ قایمیں ہیں بعض وہ لوگ ہیں  
کہ جو کچھ وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اسکو قرض شمار کرتے ہیں نہ ادا تھا اسے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار  
کرتے ہیں انہی پر بڑی گردش ہے۔ اور اللہ سننے والا علم والا ہے۔

پھر ان اعراب کا ذکر کیا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے وَمِنْ اَعْرَابٍ مِّنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَتَخَذُونَ مِمَّا يَفِئْقُ قُرْبًا يَتَّخِذُ اللّٰهُ وَصَلُّوا بِتِ الزَّسْوَلِ اَلَا اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ذَا اَم  
عرب کے وہ قایمیں ہیں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور رب آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسکو  
خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا ان کے واسطے قربت کا باعث ہے۔  
پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں بیعت کی  
اور ان کی نصیحت اور ثواب کا ذکر فرما کے اُن کے تابعین کی نصیحت کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے احسان اور  
نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا پھر فرمایا ہے کہ خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔

پھر فرمایا ہے وَمِنْ يَّزُوْا كَثِيْرًا مِّنْ اَعْرَابٍ مُّتَّافِعُوْنَ ۝۱۸ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْنَ اَعْلَى الْاِثْقَانِ  
یعنی تہلے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض متافق ہیں۔ اور بعض مدینہ کے رہنے والوں میں سے  
بھی لائق پیادے ہوتے ہیں۔ سَتَعِدُّهُمْ مَّوَدِّعًا لِّكَ يَرْجُوْنَ اِلَى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝۱۹ عتق یہ ہم  
ان کو دوسرے عذاب کیلئے ایک عذاب یہ جسکے اندر دنیا میں گرفتار ہیں یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر رہ جاتے  
ہیں۔ اور دوسرا عذاب قبر کا ہے پھر ان دونوں عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب میں جو دوزخ کا ہے  
یہ متافق گرفتار کئے جائیں گے۔

وَاٰخِرُوْنَ اَعْلُوْا اِيْذًا لِّوَجْهِكَ خَلِطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخِرُ سِتْنًا ۝۲۰ اِنَّ يَتَذَكَّرُ لَكُمْ  
اِنَّ اللّٰهَ خَفُوْا مِّنْ رَّحْمَتِهِ ۝۲۱ اور دوسرے دو لوگ میں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور  
بڑے دونوں طرح کے عمل کئے امید ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک عذاب کھٹے والا مہربان ہے  
تَخَذُ مِنْ اَمْرِ الْاٰلِهَةِ صَدَقَةٌ ۝۲۲ كُطِّهْرُ هَمْزٌ يَّهْوٰ اَنْ يَّكْتُمُوْهُ وَصَلُّوا عَلَيْهِمْ اِنَّ صَدَقَ قَلْبُكَ سَكَنَ  
لَّهُمْ ۝۲۳ اسے رسول تم ان کے بالوں میں سے صدقہ لیا اسکے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ کرو بیشک تمہاری دعا  
ان کے واسطے سکون کا باعث ہے۔

وَاٰخِرُوْنَ مَّرْجُوْنَ ۝۲۴ اَمَّا يَتَذَكَّرُ عَلَيْهِمْ ۝۲۵ اور دوسرے پیچھے رہنے والے  
میں سے وہ لوگ ہیں جو حکم الہی کے خلاف دوسرے واسطے غفلت پڑ گئے ہیں یا ان کو عذاب کوئے یا ان کی  
توبہ قبول فرمائیے۔ پھر اس کے آگے مسجد ضرار کا ذکر فرمایا ہے۔

پھر فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْرًا اَلَمْ يَكُنْ لَّهُمُ الْاَمْسَةُ لَكُمْ تَابَاتُ  
فِي سَبِيْلِهِ فَيَقْتُلُوْهُ وَيُقْتَلُوْا ۝۲۶ اَعْلٰى حَقًّا فِي الثَّوْرَةِ فَاَوْفَىٰ لِقَابِ الْقُرْبَانِ ۝۲۷ فَاَمَّا سَبِيْلُهُمْ  
اَلَّذِي يَتَاكَبْتُمْ فِيْهِ ۝۲۸ وَذٰلِكَ هُوَ الْقَوْسُ الْعَظِيْمَةُ ۝۲۹ بیشک خدا نے ہومنہ راہ سے ان کے جان و مال کو







غفاری اور مقداد بن عمرو سیرانی میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حنات بن یزید مجاشعی میں حنات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں اس کے پاس انتقال کیا اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حنات کا وارث بن کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اسی سبب سے فرزوق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی بھجی ہے :

اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے دفع میں تھے نعیم بن یزید اور قیس بن حرت اور قیس بن عاصم۔ ابن ہشام کہتے ہیں عطار بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن غنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے اور حنات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک میں سے تھے۔ اور زبرقان بن بدر بنی بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم میں سے تھے۔ اور عمرو بن اہثم بنی منقر بن عبید بن حرت بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم میں سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید میں سے تھے :

اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن قزری بھی تھے۔ اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں حضور کے ساتھ شریک تھے :

جب یہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمد باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں حضور کو ان کے پیچھے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں تاکہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے حضور نے فرمایا میں نے اجازت دی تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے پس عطار بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اُس نے یہ خطبہ پڑھا :

### بنی تمیم کا خطبہ

اُس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے۔ جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اُس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سری کا دعوے کر سکے کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو خدا نے ہم کو دی ہیں خرم آتی ہے پس ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعوے ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں :

راوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سکر حضور نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے

ہو کر اسکے خطبہ کا جواب دوڑ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا :

### ثابت بن قیس کا خطبہ

اُس خدا کو حمد و ثناء سزاوار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم ان کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے پھر اسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا۔ اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا۔ جو تمام خلقت میں از روئے نسب کے بزرگ اور اندر سے حب کے افضل اور مبدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ خدا نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت کی مہاجرین جو رسول کے اقربا اور زری رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور جس صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسول کے حکم کو قبول کیا پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی پس ہم خدا کے انصاف اور اُس کے رسول کے وزیر ہیں تمام کفار و شرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو ان میں سے ایمان لایں گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیگا اور جو انکار کریگا ہم ہمیشہ اس پر جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہو گا اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور کل مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی اور تم پر سلام ہو :

راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبیر بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف اور تحریس ایک نظم پڑھی حضور نے حسان بن ثابت کو جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا حسان آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم اسکی نظم کا جواب دو حسان نے ایک طویل نظم فی البدیہہ سلام اور سلاموں کے فخر اور تعریف میں پڑھی جس کو سن کر قرعہ بن حابس تمیمی نے کہا قسم ہے میرے باپ کی ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل بہتر ہے۔ اور انکی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔ پھر اس مفاخرہ اور شاعرہ کے بعد سب لوگ سلمان ہوئے اور حضور نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمر بن اہتم نام تھا اسکو یہ اپنے ٹھکانا میں پھوڑ آئے تھے حضور نے اسکو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا تھا۔ اور بنی تمیم کی شان میں یہ کیت مازل ہوئی ہے اِنَّ الْكُوَيْنَ يَنَادُوْنَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ اَلَا تَكُوْنُ مَعَهُ لَكِ يَتَاوُنٌ طیعنے ہے رسول جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے

### عامر بن طفیل اور اربین قیس کا نبی عامر کی طرف سے

راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں سے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عامر بن طفیل اور اربین

قیس بن حذر بن خالد بن جعفر اور حبار بن سلمی بن مانک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے شیطین تھے اور عامر بن طفیل اس فتنہ میں حضور کے ساتھ بدری کے ارادہ سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے اس نے کہا میں نے قسم کھالی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں پھر عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچینگے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کر دوں گا۔ تو اُن پر تلوار کا وارنچو۔ پس جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے عامر بن طفیل نے کہا اے محمد مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ حضور نے فرمایا تو پہلے خدا اور رسول پر ایمان لا۔ پھر اس نے حضور کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اُس کو حکم دیا تھا اُس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا۔ اور حضور سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیادوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو پھر دوں گا حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر حضور کے پاس سے باہر نکلا اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمد کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق خفا ہوتا ہے جب میں نے یہ ارادہ کیا مجھ پر تو اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا؟

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا گردن میں اسکے ایک گانٹھ پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اسکے اسکو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کو کیا خبر لاؤ اربد نے کہا کچھ بھی نہیں قسم ہے خدا کی ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتی تو میں اسکے تیرا رتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اونٹ کو لیکر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اس نے اسکو مع اونٹ کے جلا دیا۔ یہ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا ماں مشرک بھائی تھا۔

ایں عباس کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اربد کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اللہ یُعَذِّبُ  
مَنْ يَشَاءُ مِنْ خَلْقِهِ سَعَةً وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ دَافِعٍ اِیہ آیت میں مُعَذِّبًا کے سے وہ فرشتہ مراد ہیں  
جو حکم الہی سے حضور کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں رب کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے فَرِیْضًا  
الْقَوَاعِیْنَ فِیْضِیْبِہَا مِنْ رِشَاءٍ وعلیٰ نے جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے جیسے اس وقت اربد پر گرائی ۛ

نبیِ محمدؐ پر کے فدا کا آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ حضور کی خدمت میں روانہ کیا مابن عباس کہتے ہیں جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے اپنے اونٹ کو مسجد شریف کے دروازہ پر بٹھا کر آپ اندر داخل ہوئے اور حضور اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے ضمام نے ان کو پہچانتے ہوئے لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں حضور نے فرمایا میں ہوں ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمد ہیں حضور نے فرمایا



انہی ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرتے چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں دریافت کروں حضور نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کروں ضمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہونگے قسم دیتا ہوں۔ اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر باری طرف بھیجا ہے حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے پھر اسی طرح قسم دیکر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم کیا ہے کہ خاص اپنی کی عبادت کریں اور کس کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ اور ان باتوں کی پرستش چھڑ دیں جن کو پہلے سے باپ دادا الہ جا کرتے تھے حضور نے فرمایا ہاں۔ ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں غاروں کو چھوڑیں حضور نے فرمایا ہاں غرضیکہ اس طرح ضمام نے تمام ارکان اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ حضور کو اسکی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلے مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب ضمام بن سب سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا اشہدان لا اکرالا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ اور پھر حضور کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ ضمام کے بال بڑے بڑے تھے اور ان کی رانہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں اب جو یہ رخصت ہوئے حضور نے فرمایا اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا :

راوی کہتا ہے ضمام اپنے اونٹ کا پیکر ڈھول کڑا کر پھر ہونے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ قوم ساری ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے قوم لات اور عری باطل ہو گئے۔ قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو مرض یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام نے کہا اے قوم تجھ کو خرابی ہو یہ بہت قسم ہے خدا کی کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے خدا نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس کے ساتھ تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے پھر ضمام نے کلمہ طبع اشہدان لا اکرالا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمد عبیدہ و رسولہ۔ اور اے قوم میں ان رسول سے تمہارے واسطے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جنکو تمہارے تئیں بجالانا چاہیے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیے وہ بھی :

راوی کہتا ہے پس قسم ہے خدا کی اسی روز شام سے پہلے تمام قوم مسلمان ہو گئی کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سنا :

### عبد القیس کے وفد کا آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے حضور کی خدمت میں جابر و بن عمرو بن غنم حاضر ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جابر و بن بشر بن معطلہ ہیں۔ اور یہ نصرانی تھے :

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جابر وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی حضور نے ان کو



اسلام کی دعوت فرمائی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ایک دین رکھتا ہوں اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑوں تو کیا آپ میرے واسطے ضامن ہوتے ہیں حضور نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ پس جارو اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہو گئے اور پھر حضور سے انہوں نے سواری مانگی حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر جارو حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے بڑے بکے دین دار تھے۔ جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی ہے تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے تمہارے لوگوں میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اس کے ساتھ کفر کرتا ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے حضور نے طلحہ بن الحضرمی کو منذر بن سادی عبیدی کے پاس بحرین میں دعوت اسلام کرنے بھیجا تھا منذر بن سادی نے اسلام قبول کیا۔ اور حضور کے وصال کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور طلحہ بن الحضرمی بحرین میں حضور کی طرف سے یہاں ہو کر رہتے تھے۔

### بنی حنیفہ کا سیکہ کذاب کے ساتھ حاضر ہونا

حضور کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا ہے سیکہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہیں میں تھا ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی بنجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیکہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور حضور صبحانہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی سنٹی تھی سیکہ نے حضور سے گفتگو کی اور کچھ مانگا حضور نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی سنٹی بھی مانگیگا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

اور ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے ہیں یہ تو سیکہ کو یہ اپنی فرد گاہ میں چھوڑ آئے تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ایک شخص ہم اپنی فرد گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے حضور نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے واسطے بھی حضور نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ حضور سے رخصت ہو کر سیکہ کے پاس آئے۔ تو جو اس کا حصہ حضور نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر یہ لوگ اپنے شہر یا مدینہ میں چلے آئے اور دشمن خدا سیکہ مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ حضور کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میری نسبت نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے محمدؐ نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک

ہو گا پھر اس مسئلہ مقتضی عبارتیں گھڑ گھڑ کے اپنی قوم کو ننانی شروع کیں اور کہا یہ میرے اور پروجی آتی ہے جیسے محمد پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور تمنا بھی معاف کر دی۔ اور باوجود ان باتوں کے حضور کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے ۛ

## بنی طے کے وفد کا حاضر ہونا

بنی طے کے سردار زید انخیل اس وفد کے ساتھ تھے جب حضور کنیزت میں پہنچے اور گفتگو ہوئی حضور نے ان پر اسلام پیش کیا یہ سب لوگ اسلام لائے اور حضور نے فرمایا عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملتا تو اس کی فضیلت سے میں نے اسکو بہت کم پایا سوا زید انخیل کے کہ انکی جہد و تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا اور پھر حضور نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔ اور ان کا نام زید انخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا اگر زید مدینہ کے بخار سے بچات پایا جائیگی جب بات ہے۔ راوی کہتا ہے جب زید بخد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پہ پہنچے جس کا نام قردہ ہے وہاں ان کو بخار سہا۔ اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ انکی بیوی نے اس فرمان کو جو حضور نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا ۛ

## عدی بن حاتم کا احوال

خود عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا سے نفرت کرنے والا نہ ہو گا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سامنے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمود موٹے اور فریہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمد کے لشکر کی اس طرف آنے کی خبر سے تو مجھ کو خبر کر دیجو غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اسے عدی تھو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کرے کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد کا ہے ۛ

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا۔ اور میں اپنے اہل عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اسکو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ لایا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی میرے جانے کے بعد حضور کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی حضور کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں حضور کی مسجد کے دروازہ کے آگے رکھا گیا۔ میں میری بہن بھی سختی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی ایک دن حضور جب اسکے خیمہ کے پاس سے گزرے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ والد ہلاک ہوا۔ اور واقعہ غائب ہو گیا اب حضور مجھ پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا حضور نے فرمایا تیرا واقعہ کون ہے اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی حضور نے

فرمایا وہی جو خدا و رسول سے بھاگ گیا ہے پھر حضور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر حضور کا اُدھر سے گزر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا حضور نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر حضور تشریف لائے تو میں نا اُمید ہو گئی تھی ایک شخص نے جو حضور کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کریں۔ میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظر کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی بہتر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آوے تو مجھ کو خبر کرنا۔ میں اس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔ کتنی ہی آپس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہی تھی یہاں تک کہ نبی قضاۃ کے چند لوگ آئے یہ شام کو جاتے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں حضور کے پاس گئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری قوم کے چند بہتر لوگ آئے ہیں جن پر مجھ کو بھروسہ ہے حضور مجھ کو جانے کی اجازت دیں حضور نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری بکے واسطے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آتی ہے۔ دل میں کہا کہ ہونہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم اے قاطع تو اپنے بال بچوں کو تلے آیا اور مجھ کو دہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتا ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن تم کو میرے تئیں ایسا کہنا چاہیے میں اُس وقت بالکل مجبور ہو گیا تھا ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم مجھ کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ میں نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم اُن سے جلد جا کر ملو اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو بیعت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آنے کا۔ میں نے کہا بیشک یہ تم سے بہت اچھی بات ہے عدی نے پھر میں حضور کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مایہ میں پہونچا اور مسجد میں داخل ہو کر حضور سے طاق ہوا اور سلام کیا حضور نے فرمایا کون ہو میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو اپنے مکان میں لیجانے لگے کہ ایک ضعیف عورت آگئی اور اس نے بڑی دیر تک حضور سے کچھ اپنی حاجت عرض کی حضور اُس کی خاطر سے کھڑے رہے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہیں بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے پھر حضور مجھ کو لیکر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گڈا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا۔ اور فرمایا اس پر بیٹھو میں نے عرض کیا حضور تشریف رکھیں فرمایا نہیں تم ہی بیٹھو آخر میں اُس پر بیٹھا اور حضور زمین پر بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی ہی نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم کو شئی نہیں کہتی ہیں۔ نے عرض کیا ہاں فرمایا ادھر تم اپنی قوم سے ملکر دھول کرتے تھے مالا مال یہ تھا اے مذہب میں حرام تھا میں نے عرض کیا بے شک



اور میں نے جان لیا کہ بیشک حضور نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے پھر فرمایا اسے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی یہ ان قدر مالدار ہونگے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہ کرتے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور دشمن ان کے بہت زیادہ ہیں قسم ہے خدا کی کہ تنقیر یہ تمہا عورت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی۔ اور یہ شہر ہمارا ہے کسی کا خوف نہ ہو گا۔ اور شاید تم اس وجہ سے تامل کرتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس مالک اور مذہب نہ ہیں پس قسم ہے خدا کی تم عنقریب سن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔ عیسیٰ بن عاتق کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے حضور کو فرماتے کے مطابق دیکھ لیں یتیم قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا مکہ کی زیارت کے دلھٹے بخوف و خطر آتے چھوٹے، بچھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے اب نقطہ تیسری بات یعنی مال کی کثرت نہ کہہ دیجئے کہ متناظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی +

### فردہ بن مسیکہ کی کا خدمت عالی میں حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن مسیکہ مرادی شاہان بنی کنندہ سے جدا ہو کر حنفہ در کیند مت میں حاضر ہوئے ظہر اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور قبیلہ ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الروم مشہور ہے اور اس جنگ میں بنی ہمدان کا سردار ہمدان بن مالک تھا اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ العرض جب فردہ بن مسیکہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اسے فردہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صد مہ یوم الروم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں۔ فردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہو گا۔ کہ جس کی قوم کو ایسا صد مہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اسے رنج نہ ہو حضور نے فرمایا مگر اس صد مہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر و نیکی میں زیادہ کیا +

پھر حضور نے فردہ بن مسیکہ کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور خالد بن سید بن عباس کو بھی اس کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ خالد حضور کی وفات تک وہیں رہے +

### بنی زبید کیساتھ عمر بن عبدی کرب کا حاضر ہونا

بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمر بن عبدی کرب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلتے سے پہلے انہوں نے قیش بن کثوح مرادی سے کہا کہ اسے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہونے میں نے نہا ہے۔ کہ اس میں سے ایک شخص نے ثبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تم بھی میرے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو



کہ وہ نبی ہیں یا نہیں اگر وہ نبی ہیں تو انکی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی۔ اور ہم ان کا اتباع کرینگے۔ اور اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائیگا قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا عمرو بن معدی کرب خود نبی زبیدی کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہونچی تو اس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اس کو جواب ترکی ترکی دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبیدی میں رہتا تھا جس کا حاکم حضور نے فرہ بن میک کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضور کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

### بنی کنذہ کے وفد کا حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کنذہ کے اسی آدمیوں کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ حضور کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں؟

حضور کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے ان کپڑوں کو بھاڑ کر ڈال دیا پھر اشعث بن قیس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی اکمل المزار کی اولاد ہیں اور حضور بھی اکمل المزار کی اولاد ہیں حضور نے تبسم کیا اور فرمایا یہ نسب تم عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حارث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دروازوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو؟ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے واسطے کہتے تھے۔ ہم اکمل المزار کی اولاد ہیں کیونکہ اکمل المزار بنی کنذہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

حضور نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نصر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیے۔ تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کنذہ کیا تم بھی فارغ ہوئے یا ہمیں قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنو گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے نہیں داخل کرتا ہے اسکو میں اسی کوڑے مار دوں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں اکمل المزار کی اولاد سے تھی اور اکمل المزار حارث بن عمرو بن جحر

بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن لؤی بن مرثع بن معاویہ کنذی کا لقب ہے۔ اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حارث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اسکے پیچھے عمرو بن ہبل غسانی نے اسکی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لوٹ کر اسکی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ام اناس حارث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہبل سے

کہا میں دیکھتی ہوں کہ ایک شخص سیلہ رنگ پیراس کے ایسے پیسے اونٹ کے مرلہ کا کھانے والا کن کرتی گروں کی طرح یہ تو قرینہ اس عورت نے اپنے خاوند حارث کی بیان کی تھی۔ اس دن سے حارث کا لقب اکمل المزار

ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن مروہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔  
اور بعض کہتے ہیں اکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اور یہ لقب اس کا اس سبب ہے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اس نے اور اس کے لشکر نے مرار کھایا تھا اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

### صرو بن عبد ازوی حضور کی تخت میں حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں صرو بن عبد ازوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اد لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے حضور نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔ چنانچہ صرو بن عبد ازوی حضور کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لیکر مشرکوں پر حملہ آور ہوئے اس شہر کی فاصل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ شمر کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے صرو بن عبد ازوی نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ کار بر آری نہ دیکھی ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنما والوں نے خیال کیا کہ صرو بن عبد ازوی سے مقابلہ کی تاب نہ لکے گا ہے ہم اس کا تائب کر کے اس کو قتل کریں چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔ اور اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے پس ایک دو دن یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کبش نام ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں حضور نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر حضور اس پہاڑ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اس کے پاس اس وقت مذکے اونٹن دبیح ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر یا عثمان نے ان سے کہا کہ یہ حضور نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے تم حضور سے دعا کرو کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو یہ دونوں کھڑے ہوئے اور حضور سے عرض کیا حضور نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ ان وقت اور اسی دن صرو بن عبد ازوی نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا جس وقت حضور نے مدینہ میں اس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔ پھر اہل جرش کا ایک گروہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا اور حضور نے ان کے واسطے ان کے شہر کے گرد ایک چراگاہ محدود معلومہ کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے واسطے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔

## شامان حمیرا کی بیٹی کا نام لیکر حاضر ہونا

جب حضرت نبوک سے واپس تشریف لائے ہیں اسی وقت شامان حمیرا کی بیٹی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں عبد کلل بن نعیم بن عبد کلل اور نعمان بن قریظ اور معاقر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زرہ ذویزن مالک بن مردہاوی کا نام بھی گذرانا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا حضور نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حریف بن عبد کلل اور نعیم بن عبد کلل اور نعمان بن قریظ اور معاقر اور ہمدان اور غیر شامان حمیرا کو معلوم ہو کہ میں اس خدا کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا بیٹی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب ہم رمیوں کے جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے بیٹی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی بیشک خدا نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔ اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو۔ اور خدا و رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے بخشو اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون اور تیس میں سے ایک بن لبون اور کچھ ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکاۃ کی دیا کرو۔ اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائے میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری و اگر بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دیکھا وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کر لیا۔ اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کر لیا۔ اس کے واسطے ذہبی منافع ہیں جو مومنوں کے واسطے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو ان کے واسطے ہیں اور خدا و رسول کی ان کے واسطے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اس پر بھی وہی احکام جاری ہونگے جو مسلمانوں پر جاری ہوئے ہیں۔ اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت و عدا واد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز ہیں جو یہ جزیہ رسول خدا کی خدمت میں ادا کر لیا اسکے واسطے خدا و رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے اور زرہ ذویزن کو معلوم ہو کہ محمد رسول خدا کے پیچھے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں۔ پس تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عہد امتدین تریدا اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ابن کے ساتھی ہیں۔ اور امیر ابن سب کے معاذ بن جبل ہیں۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ



میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا اور مالک بن مرہ رہادی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہونچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترک مدد نہ کرنا اور رسول خدا تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکاۃ محمد اور اہل بیت محمد کے واسطے حلال نہیں ہے یہ غریب مسلمانوں اور مساقیوں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا اور اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۛ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی تھی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متفرغ نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھینگے کہ جنت کی کتنی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کتنی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی گواہی ہے ۛ

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جسطرح حضور نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو جاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو کے اُس کے حق کے ادا کرنے میں کوشش کر عورت نے کہا اگر تم رسول خدا کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور ضرر ہوتی۔ کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کے نکساروں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اس کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو ۛ

### فردہ بن عمرو جذامی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم و شام کی طرف سے زمین معان میں اُن اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلم حضور کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری پہونچانے کے واسطے بھیجا اور ایک سفید فخر بھی تحفہ بھیجی روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی۔ اُس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا نام غفری تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النقفانی کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا ۛ

### خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی حرت بن کعب اسلام قبول کرنا

پھر حضور نے ماہ ربیع الاول ۳ ہجری میں خالد بن ولید کو بنی حرت کی طرف مقام نجران میں



زوات کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوت اسلام کرنا اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی حضور نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت محمد بنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ابابعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیک حضور نے مجھ کو نبی حضرت بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک انکو دعوت اسلام کروں پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں اُن میں رہ کر اُن کو احکام اسلام اور قرآن تعلیم کروں اور سنت رسول اُن کو سکھاؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں اُن سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسبِ حکم حضور کے تین روز تک ان کو دعوت اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اسے نبی حضرت اسلام قبول کر لو۔ مسلمان نہ ہو گئے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوصاف و نواہی اور احکامات ان کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم حضور کی جناب سے صادر ہو گا اُس کے موافق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور نے خالد کو یہ جواب روانہ فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ محمد بنی رسول خدا کی طرف خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ابابعد تم مارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ نبی حضرت بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ اسے پہلے لاکھ لاکھ اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذاب الہی سے خوف دلاؤ اور خود انکے پیچھے لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پس خالد اس فرمان کو دیکھ کر نبی حضرت کے ان لوگوں کو ساتھ لیکر خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ ان میں قیس بن حصین ذی غصنہ اور یزید بن عبد المذان اور یزید بن المجمل اور عبد اللہ بن قراذیادی اور شداد بن عبد اللہ قتانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبابی جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ انہی لوگ نبی حضرت بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے حضور کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں حضور نے فرمایا کہ میں تم کو اپنی قوم کے خدا کے ساتھ لے کر آؤں گا تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُسکو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے حضور نے پھر بھی فرمایا پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ حضور نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُسکو بھگا دیتے ہو۔ اس وقت یزید بن عبد اللہ ان سے عرض کیا کہ حضور ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں اُن کو بھگا دیتے ہیں اور یہ دفعہ اس نے بھی یہی کہا حضور نے فرمایا اگر خالد مجھ

کوینہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے پیروں کو تمہارے پیروں کے نیچے ڈلوادیتا  
 یزید بن عبد اللہ ان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر کس کو شکر گزار  
 ہو۔ عرض کیا ہم خدا کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ حضور نے فرمایا تم سچ کہتے  
 ہو پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے انہوں نے  
 عرض کیا حضور ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض  
 کیا کہ حضور ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشہ سی نہ کرتے تھے حضور نے فرمایا تم سچ  
 کہتا اور پھر حضور نے بنی خزیمہ کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور ثوال کے آخر یا ذیقعد کے شروع  
 میں ان لوگوں کو بخصت فرمایا۔ اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینہ بعد حضور نے انتقال فرمایا  
 اور حضور نے ان کے روادہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روادہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکام  
 اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کرنے کے حضور کی خدمت میں روادہ کریں۔ اور ایک وصیت نامہ مثل برنصلح  
 و احکامات لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ بیان ہے خدا اور اس کے رسول کی طرف  
 سے اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد بنی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے  
 واسطے جبکہ اسکو میں کی طرف روادہ کیا ہر کام میں اس کو خدا کا تقویٰ اور خوف لازم ہے پس بے شک خدا  
 ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اسکو یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ  
 لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے  
 اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے۔ کہ  
 قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگا دے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے  
 اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ خدا کے نزدیک ظلم مکروہ  
 ہے اور خدا نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنت کی  
 بشارت دے اور اس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بتائے اور حج کے احکامات اور فرائض  
 اور سنن سے ان کو مطلع کرے حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک  
 کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اس میں پڑھے اور ستر  
 کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدھی میں مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے  
 اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلائے جسے لوگوں کو منع کرے اور چاہیے کہ خدا کی  
 طرف یعنی جہاد کے واسطے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے واسطے اور جو اس بات کو نہ مانے  
 اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے مقرر ہو جائیں۔ اور چاہیے کہ  
 لوگوں کو اچھی طرح سے دھوکہ کرنے کا حکم کرے مومنوں کو دھوکہ دینے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو  
 ٹخنوں تک اور سروں پر سج کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور خشوع  
 کے ساتھ ادا کریں۔ حج کی نماز اول وقت پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج

مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے ٹپکنے سے پہلے اور غشا کی نماز رات کے پہلے  
 حصہ میں ادا کریں۔ اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے واسطے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے مل  
 کریں۔ اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں۔  
 بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور وہ اذنِ ثبوت کی زکوٰۃ  
 دو بکریاں اور غنیمت کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک  
 ہندو زیادہ وصول کریں اور چالیس بکریوں جنگل کی چرنے والیوں میں سے ایک بکری وصول کریں۔ یہ خدا کا  
 فریضہ ہے جو زکات میں اس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دیکھا اسکے واسطے بہتر ہے  
 اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے  
 دین پر قائم ہے پس ان میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم  
 ہے یا اسکی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی خدمت میں  
 ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کر گیا پس وہ خدا و رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ صلوات اللہ علی محمد و آلہ  
 بہرحمۃ اللہ وبرکاتہ ۹

### رفاعہ بن زید جذامی کا شہر ہونا

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم النصیبی حضور کبھی مدت میں حاضر ہوئے  
 اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی حضور کی نذر گزارنا حضور نے ایک نامہ ان کے واسطے انکی قوم کو بکھدیا  
 جس کا مضمون یہ ہے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے  
 ہے مشتمل برائیں سنے کہ میں نے ان کو انکی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ آتو خدا و رسول کی طرف مل جائیں۔  
 پس جو انکی دعوت کو قبول کرے مسلمان ہوگا وہ خدا و رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کر گیا اسکو دو مہینہ  
 کی ہمت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ساری قوم ان کی مسلمان ہو گئی۔ اور سب نے مقام  
 جبرہ الرحلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی ۹

### وفد ہمدان کی مختصری

جب حضور خروہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے ہمدان کا بڑا مذرت میں حاضر ہوا جس میں  
 یہ لوگ رؤساء قوم تھے مالک بن نطہ اور ابو ثعلبہ یعنی ذوالشعار اور مالک بن ایفح  
 مالک خازنی وغیرہم اور یہ لوگ صہری چادریں اور عدلی عمامے باندھے ہوئے بڑے اور بچے اور بچوں سے چلے  
 تھے۔ جب حضور کے سامنے آن کر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفح نے عرض کی کہ حضور ہمدان  
 مذرت عالی میں حاضر ہیں خدا کے معاملہ میں کسی کی امامت کا فکر نہیں کرتے بڑے بہادر



ہیں خدا و رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے عہد کے یہ لوگ بڑے بکے  
 ہیں کھجیان کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ میں حضور نے یہ عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واسطے غلوف  
 غارت اور اہل جناب المصیب اور خفاف الرل کے اور ذی الشعار ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نط کے  
 اور جن لوگوں۔ نہ انکی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی  
 ہے جب تک۔ یہ ناز کو قائم کریں اور زکاۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھائیں۔ اور اپنے جانوروں کو چرائیں  
 ان کے واسطے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور ہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے  
 گواہ ہیں۔

### دونوں کنڈالوں یعنی مسلمہ غنی اور اسود غنی کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں دو شخصوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا ایک مسلمہ بن حبیب  
 نے پیامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب غنی نے صنعاء میں۔  
 ابوسعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز حضور سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا  
 اے لوگو! میں شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے  
 کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ بڑے معلوم ہوئے ہیں میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اسکی  
 تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا پیامہ والا۔  
 ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ میں رجال  
 پیدا ہونگے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک سلطنت و حاکم میں و مال کو روانہ فرمانا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ ہاجرین اسیہ بن خیرہ  
 کو شہر صنعاء میں بھیجا اور اسود غنی نے ان پر خرمن کیا۔ اور زیاد بن ابیدیا صحتی انصاری کو شہر حضرموت کے  
 صدقات کی تحصیل کے واسطے روانہ کیا۔ اور عدی بن حاتم طائی کو بنی سلع اور بنی اسد پر حاکم بنایا۔ اور مالک بن نیرہ  
 یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل کے واسطے وہ شخص روانہ کئے ایک طرف زبرقان بن  
 بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم۔ اور عمار بن حفری کو حضور ہجرین پر بھیج چکے تھے۔ اور حضرت علی بن ابیطالب  
 کو اہل یمن کی زکاۃ اور جزئیہ تحصیل کرنے کے واسطے بھیجا۔

### مسئلہ کذاب حضور کنیت میں خط بھیجنا اور حضور کا جواب

مسئلہ نے اس مضمون کا خط حضور کو بھیجا یہ امر ہے مسلمانوں کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام کا حکم



ابا بعد میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں لہذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش مدبر ٹھٹھے ہیں۔ یہ خطایکریسلہ کے قاصد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یسے کرنا کہا ہے حضور نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کراتا پھر کرنا کہ یہ جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نام ہے محمد رسول خدا کی طرف سے سیکر کذاب کو سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ ابا بعد زمین خدا کی جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پر ہیزگاروں کے واسطے ہے۔ یہ واقعہ شہر کے آخر کا ہے۔

### حجۃ الوداع کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعدہ کا مہینہ آیا حضور نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے واسطے حکم دیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے پہلیوں ذیقعدہ کو حج کے واسطے سفر کیا اور مدینہ میں ابو وجاہہ عدی اور بقول بعض باع بن عرفطہ غفاری کو عالم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو حضور نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھے اور یہیں ٹھہرے کہ ایام آگئے۔ پس حضور میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی۔ اور انہوں نے کہا اے عائشہ کیا ہوا۔ تم کو ایام آگئے۔ میں نے کہا ہاں سفراتی ہیں اس وقت میں یہ کہتی تھی کہ کاش میں اس سفر میں حضور کے ساتھ جاتی حضور نے کہا ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا نقطہ بیت اللہ کا طواف نہ کرتا۔ گنتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا احتساب حلال ہو گئے تھے حضور کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔ پھر جب قربانی کا دن ہوا۔ تو بہت سا گائیں کا گوشت میرے گھر میں آیا میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے۔

میں نے واسطے نے کہا حضور نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیا۔ احتساب ہوئی حضور نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام خیم سے عمرہ کرانے کے واسطے بھیجا۔ اس عمرہ کے بدلے میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں حضور نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کیوں نہیں حلال ہوتے ہیں۔ فرمایا میں قربانی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اسکو ذبح کر کے حلال ہونگا۔

### حضرت علی کا مہینے آتے ہوئے حضور سے حج میں ملنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ حضور نے بخران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے میں حضرت علیؓ کو میرے آئے حضور حج کے واسطے پہلے سے آئے ہوئے تھے حضرت علیؓ اپنی زوجہ حضرت فاطمہ کے پاس تھے۔ ان کو دیکھا تو وہ حلال ہو گئی تھیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسول خدا کی صابریادی تم ابھی سے حلال ہو گئیں حضرت فاطمہ نے فرمایا میں حضور نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا ہم عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر حضرت علیؓ حضور کے پاس آئے اور جب

اپنے سفر کے حالات بیان کر نیسے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے اور لوگ حلال ہوئے ہیں تم بھی حلال ہو جاؤ۔ حضرت علی نے عرض کیا حضور میں نے یہ نیت کی تھی کہ اسے اللہ میں وہ احرام باندھتا ہوں۔ جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے حضور نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علی نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس حضور نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا۔ اور یہ اسی احرام کے ساتھ ہے اور حضور کے ساتھ حلال ہوئے اور حضور نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

مذہب بن رکنا نہ کہتے ہیں جب حضرت علی حضور سے ملنے کے واسطے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اس پر حاکم مقرر کیا تھا اس شخص نے تو بہت خانہ میں سے ایک ایک کپڑا انھیں نکال کر اسے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لو۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا حضرت علی ملنے کے واسطے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اس شخص نے جبکہ حاکم کیا تھا پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس واسطے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے حضرت علی نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جلد یہ کپڑے ان لوگوں سے لیکر تو شہر میں حضور کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر چنا پھر وہ کپڑے سارے لشکر سے لیکر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے حضور سے حضرت علی کے اس برتاؤ کی شکایت کی حضور نے فرمایا اسے لوگوں کی شکایت یہ مہم۔ رو علی عدل کے معاملہ میں بہت مضبوط ہے اس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج عینے حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے پھر حضور نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات امت کے واسطے بیان فرمائے چنانچہ حد و شمار کے بعد فرمایا اسے لوگو میری بات غور سے سنو شاید کہ آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اسے لوگو تمہارے خون بہا۔ تمہارے مال تمہارے آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں۔ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جان بچاؤ تمہارے اس دن کی ہجرت کے اور اس عید کی عزت کے۔

اور یہاں تک تم اپنے پروردگار کی حضور میں حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کر دے۔ اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز اس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود خارج کر دیا گیا ہے اور خدا نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے اور عباس بن عبد المطلب کا سود بھی خارج ہے اور جو قدر خون زمانہ جاہلیت کے نئے سب خارج ہو اور سب سے پہلے جو خون زمانہ جاہلیت کا ہیں خارج کرتے ہیں وہ خلیفہ ابن ربیع بن عرث بن عبد المطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا کرتا ہوں۔

اور اسے لوگو اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کے جانے سے ناامید ہو گیا ہے یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر اے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کر دے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے۔

اس نے لوگوں کی بدعت جو کفاروں نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے عینے حرام مہینوں کو حلال کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا خدا نے ہمیشہ سے بارہ مہینے رکھے ہیں جن میں سے چارہ

ہیں۔ تین پے درپے یعنی ذیقعد ذی الحج اور محرم اور ایک جب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔  
اور اسے لوگوں نے تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا عورتوں پر یہ  
حق ہے کہ وہ کسی سے زنا نہ کرائیں اور کوئی بخش یا نہ ظاہر نہ کریں۔ پس اگر وہ عیساکریں تو خدا نے تم کو حکم دیا ہے  
کہ تم ان کو اپنے سے جدا کر دو۔ اور ایسی ماریاں جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہوں۔ پھر اگر وہ ان باتوں سے باز آجائیں۔ تو  
ان کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے فہم میں ہے۔

اسے لوگوں نے عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتی  
ہیں۔ اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے۔ پس  
اسے لوگوں نے میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر اس کو تم مضبوط پکڑے  
رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

اسے لوگوں نے میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان  
ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینا حلال نہیں  
ہے جو اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا پھر آپ نے فرمایا اے اللہ  
کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیے۔ سب حاضرین نے عرض کیا حضور ہاں بیشک آپ نے  
احکامات الہی ہم کو پہنچا دیے حضور نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مقام عرفات میں حضور خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ  
کے پاس کھڑے تھے آپ ان سے فرماتے تھے۔ کہ تم لوگوں سے کہو کہ اسے لوگوں نے خدا فرماتے ہیں تم جانتے  
ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے۔ لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے حضور ربیعہ سے فرماتے۔ کہ ان  
سے کہہ دو کہ بیشک خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دئے ہیں جب تک  
کہ تم اپنے رب سے ملو مثل اس مہینہ کی حرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو کہ اسے لوگوں نے  
رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام  
ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام  
کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو مثل اس شہر کی حرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے  
کہ کہہ دو اسے لوگوں نے رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب  
دیتے کہ حج اکبر کا مذہب ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اسے لوگوں نے تمہارے مال اور خون تمہارے  
آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو مثل اس دن کی حرمت کے۔

عمر بن خطاب کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اسید نے کسی ضرورت کے واسطے حضور کی خدمت  
میں بھیجا تھا۔ میں جب حضور کے پاس آیا۔ آپ مقام عرفات میں سائڈنی پر سوار کھڑے تھے میں عتاب کا  
پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی سائڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اس کی تمہارے میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے  
سنا آپ فرماتے تھے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق پہنچا دیا لہذا وارث کے واسطے وصیت نہ



جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملیگی اور زانی کے واسطے پتھر ہیں اور جو شخص دوسرے کے نسب میں ملیگا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے تئیں منسوب کر لیا اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے فرمایا یہ سارا پہاڑ موقوف ہے۔ اب پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقوف ہے پھر مئی میں قربانی کر کے فرمایا سارا مئی قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح حضور نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز ہیں اور ناجائز ہیں سب بتائیں اسی سبب سے اس حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہیں اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ حضور نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

### حضور کا اسامہ بن زید کو ملک فلسطین کی طرف روانہ فرمانا

ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آن کر حضور ذی الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اسامہ بن زید کو اس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلتار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں صحابہ و اولین کثرت سے تھے۔

### حضور کے پیچوں کا مختلف بادشاہوں کے پاس جانا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہونچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آن کر ایک روز حضور نے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اسے لوگوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی بات کی طرف بلایا تھا۔ جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف اچھی بنا کر بھیجنے کے واسطے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور و دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا ان کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی خدا سے شکایت کی خداوند تعالیٰ نے ان کی زبانیں اس ملک کی کر دیں۔ چکی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ اسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے نامے لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے۔ اور ان کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ وحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبد اللہ بن خداقہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور عاصم بن ابی بلتہ کو متوقش بادشاہ



مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جیفہ اور عیاذ جندی کے دونوں بیٹوں کی طرف بھیجا یہ دونوں قوم اذو سے عمان کے بادشاہ تھے۔ اور سلیمان بن عمرو عامری کو ثمامہ بن اثال اور ہوزہ بن علی یامہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا اور عمار بن حفص بن مسعود بن سادی عبیدی بادشاہ بھونٹ کے پاس روانہ فرمایا۔ اور شجاع بن وہب سہمی کو حوٹ بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو حضور نے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف اور ہاجر بن اسیم مخزومی کو مرث بن عبد کلال میسرہ کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ ان کو ایک کتاب ملی جس میں حضور کے بادشاہان روئے زمین کی طرف ایچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور بطرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اس کتاب میں مندرج تھا۔ یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔ اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے اتباع بھی تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بوس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بوس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ اتباع میں سے تھا۔ اور منتا حواری کو اس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں اور توامس کو ملک بابل اور قیسلیس کو افریقہ کے شہر قرطاجہ اور بجنس کو افسوس کی طرف جو صحابہ کوفہ کا شہر ہے روانہ کیا اور یعقوب بن کوروشم کی طرف جو ملک الیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔ اور ابن شلمانی کو ملک حجاز میں بھیجا اور یمن کو بربریس اور یہودا کو اور یہ حواریوں میں سے نہ تھا یہودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

## کل غزوات کا اجمالی بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور سردار عالم جسے اللہ علیہ وسلم بہ ذات خاص ستائیس غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے غزوہ ابواء پھر غزوہ بواط مقام رضوی کی طرف پھر غزوہ عثیرہ۔ پھر غزوہ بدر اور ابی کرب بن جابر کی تلاش میں پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں خداوند تعالیٰ نے دارین قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوہ بنی سلیم جس میں آپ مقام کندہ تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ قنہ۔ ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بھران خاص حجاز میں۔ پھر غزوہ اُحد۔ پھر غزوہ حمرہ الاسد۔ پھر غزوہ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں۔ پھر غزوہ بدر الاخرہ۔ پھر غزوہ دومتہ الجندل۔ پھر غزوہ خندق۔ پھر غزوہ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحيان۔ پھر غزوہ ذی قرد۔ پھر غزوہ بنی مصطلق خراہہ سے پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا۔ اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوہ خیبر۔ پھر غزوہ القضا۔ پھر غزوہ فتح مکہ۔ پھر غزوہ مہین۔ پھر غزوہ طائف۔

پھر غزوہ تبوک

ان سب غزوں میں نے گل تو غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر اور احد اور خندق اور مرلیجہ اور  
مصطلق اور خیبر اور فتح مکہ اور حنین اور طائف میں۔

## ان لشکروں کا اجمالی بیان جو حضور روانہ فرمائے

سب چھوٹے اور بڑے اہل بیت لشکر حضور نے مختلف جوانب کی طرف روانہ فرمائے جنکی تفصیل  
یہ ہے:- عبید بن حریث کا لشکر ثنیہ ذی الروہ کی طرف۔ ابو حضرت حمزہ کا لشکر ساحل بحر کی طرف اور بعض  
لوگ حضرت حمزہ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ  
مقام خرار میں۔ اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں اور محمد بن مسلمہ  
کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ ربيع میں اور منذر بن عمرو کا غزوہ  
بیر معونہ میں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ تبی عام  
سے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ ین میں۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی لویح سے۔

## غالب بن عبداللہ بن کلبی طوح پر جہاد کرنا

جندب بن کھث جہنی کہتے ہیں حضور نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی  
لویح کی طرف جو مقام کدید میں بہتے تھے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں  
تھا۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے حوث بن مالک یعنی ابن ابی  
اللہشی ہم کو ملا۔ ہم نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اس نے کہا میں تو اسلام قبول کر کے حضور کی خدمت میں جاتا تھا۔ تم  
نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور حضور کے پاس جاتے ہو پس تم کو ایک رات ہمارے  
پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ ہو چنگا۔ اور پھر ہم نے اسکی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالہ کیا اور اس کو تاکید  
کر دی کہ اگر ایسی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت  
مقام کدید میں پہنچے۔ پس ہم جنگل کے ایک کنارہ میں اترے ہوئے تھے۔

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے واسطے بھیجا۔  
میں ایک باندھیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی لویح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔  
میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سپاہی  
نظر آتی ہے پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے بزنوں کو دیکھ کوئی چیز کم تو نہیں ہوئی ہے۔ اس نے  
سب چیزیں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز کم نہیں ہوئی ہے۔ مرنے کے کہا میری کمان اور دو تیر جھ کو دے عورت  
نے اس کو دے دیا۔ اور اس نے ایک تیر میرے پہلو پر لٹائی۔ میں نے اسکو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہاں  
سے حرکت نہ کی۔ پھر دو سرائیر اس نے میرے شانہ پر لٹائی۔ میں نے اسکو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیوی

سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا میرے دوتیر لٹکے لگے اور اس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے  
یہ کوئی چیز نہیں ہے شبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لائیو۔ اور پھر شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔  
جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا چین سے یہ سوتے رہے جب بھر کا وقت  
ہوا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے تمام مال و سباب اور جانور ان کے لوٹ کر ہم روانہ ہوئے  
پھر ہم اے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہم اُسے ان کے درمیان  
میں ایک جنگل تھا ہم اس کے پر لے کنارہ پر تھے اور یہ در لے کنارہ پر پہنچے تھے۔ کہ خدا جانے کہاں سے  
اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رو آئی کہ وہ لوگ اُس سے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے  
ہو کر ان کی مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے انکے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہکایا۔  
اور بہت جلد حضور کچھ مدت ہیں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بیچا سے وہیں روکے کنارہ پر کھڑے رہ گئے۔ اور  
اس غزوہ میں مسلمانوں کا شمار رات کے وقت آریٹ آریٹ تھا۔

### اب پھر ان لشکروں کا بیان تاہوں حضور روانہ فرمائے

حضرت علی بن عبد اللہ بن سعد اہل فذک پر جہاد کرنے تشریف لگے۔ اور ابو عوجا سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا  
اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ اور عکاشہ بن محسن نے غزوہ جہاد کیا۔ اور ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد نے  
نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قلمن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔ اور محمد بن مسلمہ  
سارثی نے مقام قرقار میں ہوازن سے جنگ کی۔ اور بشیر بن سعد بن مروہ نے فذک پر جہاد کیا اور بشیر بن سعد ہی  
نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا اور زید بن حارثہ نے مقام جوم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔ اور زید بن حارثہ  
ہی نے جندام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

### زید بن حارثہ کے جندام پر جہاد کرنے کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جندام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ زید  
بن زید جندامی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام حضور کا  
خط بھی لائے تھے جس میں حضور نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر  
تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گزرے۔ اور وحیہ  
قیصر روم کے پاس حضور کا نام لیکر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا جب یہاں پہنچے۔ تو ایک  
وادی میں جس کا وادی شہار نام تھا ٹھہرے۔ ہنید بن عوص اور اسکے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا  
اور یہ لوگ بنی صلیج میں رہتے تھے جو جندام کی ایک شاخ ہے۔ یہ خیبر بنی خبیب یعنی رقاہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی  
یہ ہنید اور اسکے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرۃ بن اشقر صفادی ثم الصلحی نے ایک تیرنمان بن ابی جہال  
کے مارا اور جب وہ تیرا مار کے گھٹنے میں لگا۔ تو کہنے لگا کہ۔ تیر کو بن لینی کی طرف سے ہے۔ یعنی تیرنمان کی ان کا نام تھا۔



اور حسان بن ملہ بنی جہہ کا صحبت یافتہ تھا اور وحیہ نے اسکو سورہ فاتحہ سکھائی تھی غرض کہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے وحیہ کلابی کا سارا مال ان سے لیکر وحیہ کے حوالہ کیا اور وحیہ حضور کنجد مت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اور مہینہ اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا :

اور جذام کی تلخ غطفان اور وائل اور سلمان اور سعد بن ہاشم کے لوگ جب رفاعہ بن زید کے پاس حضور کا نامہ لائے ہیں تو یہ سب مقام حرہ رحلا میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اور رفاعہ بن زید کو اربع ریحہ میں تھے زید کے لشکر کی انکو بالکل خبر نہ تھی اور بنی ضیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے۔ اور باقی وادی مدان میں تھے حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاد ج کی طرف سے زید کے لشکر نے ان کو مقام ماتفس میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور مہینہ اور اس کے بیٹے اور بنی الضیف کے وادی اور وادی حنیض کے قتل کر کے تمام اہل اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے جب یہ واقعہ بنی ضیب نے سنا یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیمہ دارمدان میں پڑا ہوا تھا روانہ ہوئے تھے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔ حسان بن ملہ بن زید بن زید کے گھوڑے عجائب نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رغال نام پر سوار تھا اور زید بن عمرو شمر نام گھوڑے پر وارتھا پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے ابو زید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان و لازی سے ڈر لگتا ہے انیف بن ملہ بھڑک گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے مگھوڑی دوڑ گئے ہوئے جو انیف بن ملہ کے گھوڑے تھے پیروں سے زید بن کھوڑی اور دنگا کرنا شروع کیا اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے تو ہو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا۔ اور یہ بات ان کے آپس میں تھی اور پانی کہ حسان بن ملہ کے سردار کوئی گفتگو نہ کرے :

وادی کو تاسہ ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلہ راجح تھا کہ اسکو سی لوگ پیستے تھے یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بوڑی۔ اب جو یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں۔ اور اول لشکر سے جو شخص انکی طرف آیا وہ اہم گھوڑے پر سوار تھا ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لیچلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بوڑی حسان نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کیجو پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو حسان نے سورہ فاتحہ پڑھ کر ثانی زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرادیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور انکی چیزیں لوٹ میں جو جو مسلمانوں کے پاس ہوں وہ واپس ان کو دیدو :

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جو ابی ویر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لیجاؤ۔ یہ سنکر ام فرات صلیحہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لیجاتے ہو۔ اور ان کو پھوڑ دیتے ہو۔ بنی ضیب میں سے ایک شخص نے ام فرات کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی ضیب ہیں۔ ان کی



جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکر ہی نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی زید نے اس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ میں اس عورت کو میں تمہارے کتبہ کی میں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرما دے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ہدایت کر دی۔ یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور سوتیلی کراؤں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں: ابو زید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بجد بن زید اور ہذیل بن زید اور حنظلہ بن عدی اور انیس بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے ہیں تو صبح کا وقت تھا اور رفاعہ حرقہ کی پشت پر ایک کنویں کے پاس بیٹھ رہے تھے حسان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھتے ہو بے گریوں کا درد وہ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکی ہیں تم جو نامہ لائے تھے۔ ان کو اس نے دھوکا میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سننے ہی فوراً اپنا اونٹ منگایا اور اس پر سوار ہو گئے۔ اور یہ لوگ بنی امیہ بن صفارہ کو جو اس وقت ول غصیبی کا بھائی تھا چکر زید کے لشکر نے قتل کیا تھا۔ اللہ لیکر رفاعہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔ جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دئے جائیں گے۔ لوگ اونٹوں سے اتر کر مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ صحرا میں ہیں اور دین ہر تہہ اس شخص نے نبی کہا تب رفاعہ بن زید نے کہا خدا اس شخص پر رحم کرے جو اس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر حلال کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ نامہ جو حضور نے ان کو دیا تھا حضور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حضور کا قدیم غلام نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی حضور نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اسے لڑکے اسکو بن آؤ لڑکے سے پڑھ۔ جب اس نے پڑھا اور حضور نے رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ حضور نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے۔ ان کے بارے میں میں کیا کروں۔ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور خوب واقف ہیں کہ ہم نہ حضور پر کسی حلال چیز کو مفرام کرنا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے بیٹے ہیں۔ ہم ان کے خون کا کچھ طلبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہ ہی ہمارے والد کر چکے جائیں حضور نے فرمایا ابو زید، نے سچ کہا ہے علی تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑاؤ۔ اور ان کا مال بھی دلو اور حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ زید بن حارثہ میرا گناہیں مانتے۔ حضور نے فرمایا تم یہ میری تاؤ دار بیٹا چھڑاؤ حضرت علی نے عرض کیا۔ حضور میرے پاس سولہ بھی نہیں ہے۔ جب حضور نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام کھال تھا سوار کر کے روانہ کیا جب یہ لوگ مدینہ کے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایٹھی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار میں کا نام شمر تھا چلا آتا ہے۔ ان لوگوں نے اس ایٹھی کو اونٹ پر سونے آواز کر اونٹ سے اس سے لے لیا۔ اس نے کہا اسے علی یہ کیا بات ہے حضرت علی نے فرمایا ان کا مال ہے انہوں نے کہا کہ

لے لیا۔ پھر لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام قیبار الفحائین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت بنی  
لے بیج قیبار کے ان کو دلوادیا۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے پیچھے بھی باندھ لیا تھا تو اس  
تک کو بھی گھٹوا کر دے دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اب پھر میں غزوات کی تفصیل کی طرف جود کرتا ہوں۔ چنانچہ زید بن حارثہ ہی  
ایک اور غزوہ میں عراق کی طرف گئے۔

### زید بن حارثہ کا بنی فزارہ جنگ کرنا

یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام وادی القرظی پر بنی فزارہ سے کیا پہلے اس غزوہ میں  
زید بن حارثہ کو شکست ہوئی یہ خود بھی زخمی ہوئے اور بہت سے ساتھی ان کے مارے گئے جن میں ایک  
دروہ بن عمرو بن ہاشم ہذلی بھی تھے بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس  
جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا  
چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو حضور نے پھر ان کو لشکر دیکر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قرظی  
میں زید نے بنی فزارہ کو خوب قتل غارت کیا اور قیس بن مخرنجر بنی مسعدہ بن مکہ بن مالک بن حذیفہ بن  
بدر کو قتل کیا اور ام قرقہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے  
پاس تھی اور اس کی بیٹی بھی لڑنے لگی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مخرنجر کو ام قرقہ کے قتل کا حکم دیا اور قیس  
نے اس کو قتل کیا پھر زید بن حارثہ ام قرقہ کی بیٹی کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن  
الکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا جب حضور کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی  
یعنی ام قرقہ کی بیٹی کو لیکر حضور سے مالک یا حضور نے دے دیا۔ سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب  
کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرقہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ بھی جاتی۔ کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرقہ کی سی  
عزت نصیب ہو۔

### عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ خیبر پر

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا ہے جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں سیر بن زرقم  
کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سیر بن رواحہ نے خیبر میں حضور کی جنگ کے واسطے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔  
حضور نے جب عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا جن میں ایک عبداللہ بن ابی اس تھے  
جب یہ صحابہ سیر بن زرقم کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو حضور کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا  
ہم تم سے پیچھے کو نہیں کی حکومت دلوانے کے بعد تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منکر کر لیا عبداللہ بن ابی اس نے  
اس کو اپنے آرنج پر مار لیا اور یہ چند یودیوں کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ

پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے یہ بچتا یا عبد اللہ بن انیس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبد اللہ بن انیس کے سر پر اسی دی جس سے اس کے سر میں خیف زخم آیا۔ پھر عبد اللہ نے ایسی تلوار اسکے ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الٹا جا پڑا اور صحابہ نے اسکے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبد اللہ بن انیس حضور کی خدمت میں آئے تو حضور نے ان کے زخم پر اپنی لب مبارک لگا دی جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر کھنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

اور ایک غزوہ عبد اللہ بن عتیک نے اور بن ابی الحقیق کے قتل کے واسطے خیبر پر کیا۔

### عبداللہ بن انیس کا غزوہ خالد بن سفیان بن بلیح کے قتل کے واسطے

خالد بن سفیان مقام نخلا یا غزوہ میں حضور کے مقابلہ کے واسطے لشکر جمع کر رہا تھا حضور نے عبد اللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبد اللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔ عبد اللہ بن انیس کہتے ہیں حضور نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن بلیح ہذلی میرے مقابلہ کے واسطے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلا یا غزوہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کر دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی علامات کچھ بیان فرمائیے تاکہ میں اس کو پہچان لوں حضور نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں تھوڑے پاؤں گے۔

عبد اللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لیکر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے واسطے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت شیعریہ کی حضور نے لرائی تھی۔ وہ میں نے اس میں دیکھی۔ پس میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسا نہ ہو کہ اسکے پاس مجھ سے دیر لگے اور عصر کی نماز میری فوت ہو جائے پس میں اس کی طرف چلتا جاتا تھا۔ اور سب کے اشارہ سے نماز پڑھتا تھا۔ جب میں اسکے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے میں نے کہا میں ایک عرب ہوں تمہارے پاس اس خیمہ کو ٹنگ آیا ہوں کہ تم ان شخص کے واسطے لشکر جمع کر رہے ہو خالد نے کہا ہاں ہیں اسی کو شمش میں ہوں عبد اللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دیر اس کے ساتھ چلا اور جب میں قابو دیکھ لیا تو ایک دار ایسا کیا کہ خالد کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا کامیاب آئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو قتل کر آیا حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر حضور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اس کو لیکر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیا ہے میں نے کہا حضور نے عنایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا لوگوں نے کہا تم جا کر حضور سے پوچھو کہ حضور یہ عصا کس کام کے واسطے ہے میں گیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ عصا کس کام کا ہے فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان میں نشانی ہوگا۔

راوی کو تاہم عبد اللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا ہے۔  
تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

### ابو بکر شکرانہ کا حال بیان کرتے ہیں جن کو حضور نے روانہ فرمایا

ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور عبد اللہ بن رواحہ کو حضور نے ایک شام کے شہر مدینہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہو گئے۔  
اور ابوبکر بن عمر غفاری کو ذات اطلاق کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعبہ اور ان کے سب سے بڑی شہید ہو گئے۔  
اور عیینہ بن حنظل بن حذیفہ بن بدر کو بنی عتبہ کی طرف جو بنی قریظہ کی ایک شاخ تھی روانہ فرمایا۔

### بنی عتبہ بن عیینہ بن حنظل کا جہاد

حضور نے عیینہ بن حنظل کو لشکر کے کو بنی عتبہ کی ہم پر روانہ کیا عیینہ نے چاہتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں لائے۔  
حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضور نے فرمایا آج ہی عیینہ بن عتبہ کے قیدی بکرا بیگا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دیدہ بیگا تم انکو آزاد کر دینا۔

جب عیینہ ان قیدیوں کو بیکار حضور کی خدمت میں آئے بنی قریظہ کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھوڑنے کے واسطے آئے بنی قریظہ کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رثیج اور سیروہ بن عمرو اور قنقاع بن عبد اور دردان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور قرع بن مالک ان سب نے حضور سے گفتگو کی حضور نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا ندر یہ لیا۔  
بنی عتبہ میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبد اللہ بن وہب اور اسکے دونوں بھائی اور شہاد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔

اور قیدیوں میں ان عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور بنو دہنت اور عیہ بنت قیس اور عمر بنت مضر۔ قادی بن جندب بنی عتبہ سے تھا اور عتبہ بن عمرو بن قیس۔

### غالب بن عبد اللہ کا غزوہ بنی امیہ پر

ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبد اللہ بنی امیہ کی سربراہی کرتے تھے اسماء بن زید اور ایک انصاری نے انکو دھوکا دیا کہ جو بنی امیہ میں سے بنی امیہ کا علیہ تھا قتل کیا بنی امیہ قبیلہ بنی عتبہ کی ایک شاخ ہے۔  
اسماء کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔



اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہُ ہنس اُس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اُس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم حضور کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے اَسامہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے کو تو نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا حضور اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا آپ نے فرمایا یہ تجھے کینہ مکر معلوم ہوا۔ اَسامہ کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا حضور نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کیجئے میں نے عرض کیا حضور کے بعد بھی قتل نہ کروں گا ۛ

### عمرو بن عاص کا غزوہ ذات اسکال پر جانا

عمرو بن عاص کو چننے والے نے بنی غدرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ماکہ شام پر جہاد کرنے کے واسطے جمع کریں۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی اسی سبب سے حضور نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے ماثوث اور مہینہ کرنے کے واسطے روانہ کیا جب عمرو بن عاص جہاد کے ایک چشمہ پر پہنچے ہیں کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات الساسل ہوا ہے عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا۔ اور حضور سے امداد طلب کی حضور نے ابو عبیدہ بن جراح اور ابو بکر اور عمر اور معا جریں اور اولین کو ان کی امداد کے واسطے روانہ کیا اور ابو عبیدہ کو حکم دیا کہ تم اختلاف نہ کرنا۔ پس جب ابو عبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے عمرو بن عاص نے کہا کہ میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہوا رہیں اپنی جگہ ہوں اور ابو عبیدہ ایک نرم دل اور پاک طبیعت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ حضور نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا پس عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی ۛ

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمرو کہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی شخص تھا اور میرا نام پہلے جسس تھا اور میں اس رگیستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں پانی بھر کے میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں سے اونٹوں کو ٹوٹ کر میں اس رگیستان میں پلا آتا تھا۔ پھر کوئی چمچہ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور ان انڈوں کو کھا لکڑ میں اُن میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا۔ تو حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں ہونا چاہیے پس میں ابوبکر کے پاس آیا اور ان کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابوبکر کے پاس فدک کا ایک کبیل تھا جب ہم منزل پر آتے تھے تو ابوبکر اسکو پچھا لیتے تھے اور جب سواہ ہو کر چلتے تھے تو اُسکا اڈھہ لیتے تھے ۛ

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابوبکر کی خلافت میں مرتد ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کبیل والے کی بیعت نہیں کرتے ۛ

راغب بن عمر کہتے ہیں جب وہی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں نے آپ کی  
 صحبت میں رہنا اس واسطے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے پس آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابوبکر  
 نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ سکھاتا ہوں کہ تم خدا کے سوا  
 کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اس کا شریک کرنا اور نہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا  
 حج کرنا اور تنہا بہت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکر میں امید کرتا ہوں  
 کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نہ نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کروں گا۔ اور اگر میرے پاس مال ہو گا تو زکوٰۃ بھی  
 دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاء اللہ کبھی نسا نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوگی تو ضرور حج  
 کروں گا اور حجاب سے غسل بھی کروں گا مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا میں تو دیکھتا ہوں کہ  
 لوگ جنت کی ذریت ہیں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں ابوبکر نے کہا۔  
 اس کا سبب یہ تم کو بتانا ہوں سنو خداوند تعالیٰ نے حضور کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا پس جس نے اسے جہاد کیا۔  
 اور لوگ طعن کرنا اس میں داخل ہوئے پس وہ مذاکی پناہ اور اسکے عہد میں داخل ہو گئے۔ پس تم کو لازم ہے  
 کہ خدا کے عہد کو شکست نہ کرے اور جب سردار ہو گا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے خصم اور ناراضی کا  
 باعث بنے گا +

راغب بن عمر کہتے ہیں ابوبکر سے جدا ہو گیا اور جب حضور کی وفات کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے  
 تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابوبکر تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں پر بھی سردار بننے سے منع کیا تھا اب  
 تم خود کیوں سردار بنے ابوبکر نے کہا ہاں میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس  
 خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول خدا کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا +

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں حضور نے عمر بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابوبکر  
 اور عمر کے ساتھ تھا۔ پس میرا ایک قوم کے پاس سے گزر رہا تھا جنہوں نے انہوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا  
 نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے  
 حصہ دو تو میں بنادوں۔ انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر ان کے حوالہ کیا انہوں نے  
 میرا حصہ چمک کر یا اس کو لیکر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا۔ اور ان کو بھی کھلایا جب کھا چکا  
 تو ابوبکر اور عمر نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے میں نے ان سے سارا واقعہ  
 بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اٹھ کر تھے کرنے لگے۔ جب ہم اس  
 سفر سے واپس ہوئے۔ تو سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ حضور اس وقت نماز پڑھ رہے  
 تھے جب فارغ ہوئے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں۔ میں نے عرض کیا سلام علیک یا رسول اللہ  
 درمختہ اللہ و برکاتہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا انہوں نے لے لے اور اس سے  
 زیادہ کچھ نہ فرمایا +

## ابن ابی حدرد کا غزوہ بطن اشعم میں اور ابن ابی شیبہ کا قتل ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے :

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو حضور نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ صرث بن ربعی اور معلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن اشعم کی طرف روانہ کیا جب ہم لوگ بطن اشعم میں پہنچے عامر بن ابی شیبہ اپنے چنناؤٹ اور دو دھڑے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا اور موافق طریقہ پر اہل اسلام کے اس نے ہم کو سلام کیا ہم سب لوگ تو اس سے ٹک گئے مگر محکم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور حضور سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فلیتوا ذلک تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنات بتمنوت عرض احمیاء الدنیا کا آخر آیت تک :

راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز ہوئے اور افرع بن عابس اور عیینہ بن حصن حضور کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے عیینہ بن حصن عامر بن ابی شیبہ کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور افرع بن حابس محکم بن جثامہ کی طرف سے اس قصاص کو دفع کرتے تھے کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا :

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عیینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ صبیحہ اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی قسم ہے خدا کی جب تک اسکی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اس کوچ نہ چھوڑوں گا اور حضور یہ فرماتے تھے کہ تم بچاؤ اور بچاؤ اب لے لو اور بچاؤ ہم مدینہ میں چل کر دیکھ عیینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے :

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام کثیر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریڑھیں سے جو بکری آگے ہو اسکو کوئی پتھر مارے تو بھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا :

حضور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا میں تم کو خونما ہی ملیگا بچاؤ اور بچاؤ اب لے لو اور بچاؤ مدینہ میں چکر دینگے آخر عیینہ وغیرہ نے خونما قبول کر لیا :

راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا اندام علیہ کہاں ہوا اسکو لاؤ حضور سے اس کے واسطے اعانے مغفرت کر لیں۔ پس ایک شخص دراز قد گندم گوں ایک حلقہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا یہ حلقہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے واسطے پہنا تھا پھر یہ شخص حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گیا حضور نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا محکم بن جثامہ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس امید میں تھے کہ حضور اس کے واسطے دعا سے مغفرت کرینگے مگر حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اسکی بخشش نہ فرما تین بار یہی ۔



راوی کہتا ہے محکم حضور کی اس بددعا کو سن کر اپنی چامہ سے آنسو پونچھتا ہوا اٹھا +  
 جن بصری کہتے ہیں جب محکم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا ہے تو حضور نے فرمایا میں نے تو اس کو  
 خدا پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا پھر آپ نے اس کے واسطے بددعا  
 فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کڑوا لیا  
 دیا۔ جن کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں حور کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن  
 کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر  
 پتھر اس پر ڈالے کہ اس کو ڈھک دیا۔ اور حضور نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی  
 ہے مگر خدا نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عظمت دکھلائی ہے جس کو اس نے تم پر حرام  
 کیا ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں گنگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا  
 اے قیس کے گروہ ایک مقتول کی بابت حضور فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو کیا تم اس بات  
 سے بے خوف و خطر ہو کہ حضور ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور حضور کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے  
 اور حضور کا تم پر غضب ہو اور پھر خدا کا بھی غضب ہو تم اس مقدمہ کو حضور کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح حضور  
 چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ نہیں تو میں سچا آدمی بنی تم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دینگے کہ تمہارا  
 آدمی لیٹے عامر بن ضبہ شرک کی حالت میں محکم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کبھی اس نے ہمارے نہیں پڑھی پھر یہ  
 تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو جائیگا تب عیینہ بن حصن نے غوہا لینا قبول کیا +

### عبد اللہ بن ابی حذر و کا غزوہ رفاعہ بن قیس جشمی کو قتل کروانے کے واسطے

عبد اللہ بن ابی حذر و کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں ایک عسکر شادی کی اور دو سو درہم اس کے مہر کے  
 مجھ کو دینے لازم ہوئے میں حضور کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے ادا مہر میں کچھ امداد طلب کروں حضور نے فرمایا  
 کیا کہ کس قدر مہر ہے میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میرے پاس نہیں ہیں۔  
 ورنہ میں دے دیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی  
 قوم کو ایک مقام غابہ میں آن کر اتر آیا یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو حضور کی جنگ پر آمادہ  
 کرنے آیا تھا۔ حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں  
 آن کر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سوار سے واسطے حضور نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے  
 سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اس سے اٹھا نہ گیا۔  
 ہر شکل لوگوں نے پیچھے سے ہمارا دے کر اس کو اٹھایا۔ ہم تینوں آدمی اپنے تئیں وکمان اور کل ہتھیاروں  
 سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی۔ اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں  
 نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ۔ ہمیں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور تم میری



تکبیر کی آواز سنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لیکر نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کسی عیبیت میں گرفتار ہوا میں اس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جانتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے تم یہیں رہو۔ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ اور پھر یہ ایک لالچ تھا کہ اسے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی حذر و کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میری تیرکی زد پر آیا۔ میں نے ایک ایسا تیر لڑا کہ مارا کہ اُسکے دل کے پار ہو گیا۔ اور وہ گرا میں نے اُسکو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور پھر اُس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کہ لہجہ کا لیکر بھاگ گیا۔ اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کی لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رفاعہ کا سر بھی میں نے حضور کے آگے پیش کیا۔ حضور نے اُس مال میں سے تیرپونٹ مجھ کو مہر ادا کر چیکے واسطے دے دیے۔ میں انکو لیکر اپنی بڑی کے پاس گیا۔

### عبدالرحمن بن عوف کا غزوہ دوسرے الجندل کی طرف

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمارہ کا شکار پشت پر لوکانے کی بابت دریافت کر رہا تھا عبداللہ بن عمر نے کہا میں سچ سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمن بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعید خدری اور دشواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان حضور کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے کون سے فضائل کو سننا چاہتا ہوں؟ اے خدا! اُس نے عرض کیا ہو شمار۔ اے خدا! کون سے فضائل کو یاد رکھنے والا اور اُسکے واسطے تیاری کرنے والا اُسکے آنے سے پہلے وہی ہو شیا ہے۔ وہ جوان خاموش ہو رہا۔ پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے گروہ مہاجرین کے بلکچ ہیں میں میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں میں قوم نے علانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے لیکن میں طاعون اور آپے در دام بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو ان کے باپ و دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ اور جو لوگ کم توانا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ محدود سالوں اور سختیوں اور ببادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر باریان رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی

سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے موافق فیصلہ نہیں کرتے خدا ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر حضور نے عبدالرحمن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا پس صبح کو عبدالرحمن ایسیہ عامہ باز کو حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شعلہ چار انگلی یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا۔ اور فرمایا اے عبدالرحمن اسطرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے پھر بلال کو حضور نے حکم دیا کہ نشان لے اور بلال نشان لائے حضور نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمن سے فرمایا اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اور کفاروں کو قتل کرو اور غیانت اور عذر نہ کرو نہ کسی کو مثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ خدا کا عہد اور اسی کے بنی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمن نے نشان کو لیا اور دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

### ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ سیف البحر کی طرف

حضور نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہ بن جراح کو سردار کر کے سیف البحر کی طرف روانہ کیا اور کچھ عرصہ گزارہ کے واسطے عنایت کی۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابو عبیدہ ان کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو خداوند تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اس کا گوشت خوب کھایا اور خوب اسکی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر مجاہد امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم حضور کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا حضور نے فرمایا اور رزق خدا نے تم کو عنایت کیا تھا۔

### عمرو بن امیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے قتل کی واسطے روانہ ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ میں حضور کے صحابہ میں سے ضعیف بن عدی اومان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد حضور نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبارة بن خوالصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا۔ اور خورات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے عمرو سے کہا کہ حلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آئے کیٹھے لیکن اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جب انہوں نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہو گا۔ پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن امیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور غارت کے واسطے آئے ہو عمرو کہتے ہیں میں نے ایسے

ساتھی سے کہا اب چلو یہاں بھیرنا اچھا نہیں ہے۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈھنے  
 آئے چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے۔ قریش ہماری تلاش میں اُمیہ ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے  
 ایک غار میں رات گزاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ  
 میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لے کر چلا جا رہا ہے میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا  
 تو ضرور غل مچا دے گا اور پھر ہم کو قریش کے قتل کر دینگے اس سے یہی بہتر ہے کہ پہلے اس شخص کو قتل کر دے  
 پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے واسطے تیار کیا تھا لیکر اس شخص کے پیٹ پر مارا اس نے ایک چیخ ماری  
 جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے اس میں کچھ رقی باقی تھی پوچھنے لگے تجھ کو کس نے  
 قتل کیا۔ اس نے کہا عمرو بن اُمیہ نے پھر اسی وقت یہ مر گیا تادمہ ہمارا نشان اُن کو نہ بتا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر  
 لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے  
 پس ہم اُن لوگوں کے پاس گزرے جو ضعیف بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور اُن میں سے  
 ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن اُمیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے اگر عمرو بن  
 اُمیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ پھر ساتھی  
 جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس کو اٹھا کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا ان سے لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے میرے  
 ساتھی نے اُس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا اور یہ لوگ اُس کے بھالنے سے عاجز ہوئے پھر میں نے اپنے  
 ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔ چنانچہ وہ تو مدینہ پہنچ  
 ہوئے اور میں مقام نجمان میں آن کر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی دہل میں  
 لے ایک شخص ایک چشم آس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا بنی بکر سے  
 پھر میں نے اُس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مریجا  
 خوب ہوا جو آپ تشریف لائے وہ شخص اس غار میں بیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا اے  
 وَلَسْتُكَ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا . وَكَأَيُّ يَدٍ يَدِي فِي الْمُسْلِمِينَ  
 یعنی جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا  
 عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں میں نے اُس کا یہ شعر سنا کہ اپنے دل میں کہا کہ وہ کہتا ہے میں تجھ کو اچھی طرح جانتا  
 ہوں اور جب وہ مٹ گیا میں نے اپنی کمان کا گوشہ اُس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ اُس کی آنکھ  
 جا پڑی اور میں وہاں سے بھاگ کر حین نقیج کے میدان میں پہنچا تو وہ شخص مجھ کو آتے ہوئے دیکھ  
 شخص قریش میں سے تھے اور قریش نے ان کو حضور کی خبر اخبار۔ کہ واسطے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبر  
 پہنچے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ ان نے انکار کیا۔ میں نے  
 ان میں سے ایک شخص کو تیرے قتل کر کے وہ میرے کو گرفتار کیا۔ اور مدینہ میں ان کو حضور کی خدمت میں  
 پیش کیا ۔



## ایز بن حارثہ کے لشکر کا مدین کی طرف روانہ ہونا

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر ویکندین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں ضمیر و حضرت علی کے آزاد غلام امدان کے بھائی بھی تھے اس لشکر نے جا کر اہل امنیہ کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سب مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ اب یہ مقام مندر کے کنارہ پر ہے پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا یہ قیدی روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ پسے ماں کو ایک بکے ہاتھ فروخت کرو اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ۔ نہیں بلکہ ماں اور بچہ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

## سالم بن عمیر کا غزوہ ابو عفاک کے قتل کو واسطے

ابو عفاک بنی عمرو بن عوف کی تلخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا اتفاق اس وقت ظاہر ہوا جب حضور نے حراش بن سوید بن صامت کو قتل کرایا ہے اور اس نے حضور کی رجم میں اشعار کے حضور نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس خبیث کو گمشالی ہے سالم بن عمیر جو بنی عمرو بن عوف میں سے ہے اس رجم پر روانہ ہوئے ابو عفاک کو قتل کر کے گئے۔

## عمیر بن خطمی کا غزوہ عصا بنت مروان کے قتل کو واسطے

عصا بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی چورہ تھی جہاں اس نے ابو عفاک کے قتل ہونے کا خبر کو پہنچا تو ہنگام اور سلام اور مسلمانوں کی جو پیش اشعار کہنے لگی حضور کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنہا کرے؟ عمیر بن عدی نے حضور کا یہ فرمان سنا راستہ کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو حضور کے پاس آن کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا نہیں پھر میرا بی بی قوم بنی خطمہ کے پاس آئے اب بنی خطمہ کی تہذیب لوگوں میں بہت تھی خاص اس عورت کے بارے میں جو ان ہتھے عمیر نے کہا اسے قوم میں لے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو میرا کر لو۔ راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اسی دن سے سلام ظاہر ہوا اور بہت سے لوگ قوم کے طور پر سے پوشیدہ مسلمان تھے جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا تو ان مسلمان ہو گئے اور یہ ہونے لگا۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہوں کا لقب تباری بھی ہے اور خزیمہ بن ثابت اور عبد اللہ بن ادیس اور بہت سے لوگ اس دن مسلمان ہوئے۔



## ثمامہ بن اثال حنفی کا قید ہو کر مسلمان ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کا لشکر جبار باقتدار آستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص بلایا اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہاں تک کہ اس کو حضور کی خدمت میں لائے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہو اگر بے وہ اس کے پاس لایا کرو۔ اور حضور نے اپنی اذنتی کے واسطے حکم دیا کہ اس کا دروازہ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اسے ثمامہ اسلام قبول کرے ثمامہ کہتا ہے محمد اگر تم مجھ کو قتل کر دو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں سگوادوں اپنی طرح چند روز گزر گئے آخر ایک روز حضور نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے۔ اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے شام کو جب حسب دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اس میں سے بہت کھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیایا مسلمانوں کو اس بابت سے تعجب ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا حضور نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتہی میں کھانا کھایا۔ اور شام کو مسلمان کی انتہی میں کافر سات انتہیوں میں کھاتا ہے۔ اور مسلمان ایک انتہی میں کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ میں گئے۔ اور وہاں جا کر انہوں نے لبیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہو کر لبیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا۔ اور قتل کرنے کے لیے ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو حضور سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مینوخص تھا۔ اور اب سب سے زیادہ مجھ سے ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے جڑے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں پھر اسکے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے واسطے گئے اہل مکہ نے کہا اسے ثمامہ گوبے دین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اسے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہونچے گا جب تک حضور حکم نہ فرمائیں گے چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہونچے اپنی قوم کو منع کر لیا۔ کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو حضور کی خدمت میں پہونچے۔ کہ آپ تو سلمہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کر دیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کر بیٹھے۔ حضور نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ نہ رہو۔ دستور خریدو فروخت جاری رکھو۔

## علقہ بن مخزوم کی شکرکشی

جب دقاص بن مخزوم مدیجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقہ بن مخزوم نے حضور سے درخواست کی کہ مجھ کو شکر و بیکر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں اُن سے بدلہ لوں۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں حضور نے جس شکر کے ساتھ علقہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اُس میں تھا جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اُس کے راستہ ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا اور علقہ کی طبیعت میں ہنسی اور ٹھٹھوں کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہو گئی تب قوم لینے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے سب نے کہا ہاں بیشک ہے علقہ نے کہا بس تو میں تم سے اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے تب علقہ نے کہا میں تم سے ہنسی کرتا تھا۔ جب یہ لوگ حضور کیندیت میں گئے اور حضور کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کر دے۔ رادی کہتا ہے اس شکرکشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

## کرز بن جابر کی شکرکشی

بنی ثعلبہ کے غزوہ میں حضور کے ساتھ ایک غلام یار نام آیا تھا حضور نے اس کو اپنے اونٹوں کے چرانے کے واسطے چار گاہ میں بھیج دیا۔ اور وہیں اونٹوں کے گلہ میں یہ غلام رہا کرتا تھا اسکے بوجھ قلیلہ بچیدہ کے چند لوگ حضور کیندیت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استقامت کا مرض ہو گیا حضور نے ان سے فرمایا اگر تم ہمارے اونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ سارے اونٹوں کا دودھ اور موت پیو تو اچھے سو جاؤ گے یہ لوگ گلہ میں آگئے اور دودھ اور موت پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا تب ایک روز انہوں نے حضور کے چرواہے بسا کو شہید کیا۔ اور اُس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور سب اونٹوں کو لیکر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے حضور کو جس وقت یہ خبر ہوئی۔ آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب حضور ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے حضور نے ان لوگوں کے ساتھ پاؤں کٹوا کر ہر کے میدان میں ڈلوادیا اور انکھیں ان کی پھوڑوا دیں۔

## حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن کی طرف

حضرت علی یمن کی ہم پیدہ مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علی کے رواتہ کوئے کے بعد حضور نے خالد بن ولید کو شکر دے کر رواتہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علی سے ملاقات ہو تو علی تمہارے سردار ہیں۔

اُس سامرین نے ایک مالک فلسطین کی طرف روانہ ہوتا

اور یہ آخری لشکر تھا جو حضور نے روانہ فرمایا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اُس سامرین زبیر بن عارضہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقا راور داروم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اُسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ حضور کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداءِ علالت کا بیان

آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں حضور کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جو رحمت پروردگار کی طرف نصبت فرمائی۔ اس علالت کا بیان بھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک شب حضور بقیع غرقہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے اہل قبور کے واسطے دعا و مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور اسی شب کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

ابو موسیٰ کہتے ہیں ایک شب حضور نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابو موسیٰ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعا و مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں حضور کے ساتھ ہولیا جب حضور قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا اَللّٰهُمَّ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْکُبْرِ جِسْ حَالَتِمْ مِیْنِمْ ہُوَ تَمَّ کُو مَبَارک ہے یہ حالت اُس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں اندھیری رات کی طرح سے فتنے اُن پر آنے والے ہیں۔ انھیں ان کا اول کے پیچھے ہوگا۔ اور آخر کا نیتہ اول کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو موسیٰ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں حضور پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہوں حضور نے فرمایا نہیں اے ابو موسیٰ میں نے تو خدا کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے پھر حضور اہل بقیع کے واسطے دعا و مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں وقت حضور بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی درام باہ لینے آئے سر کے درد حضور نے فرمایا اے عائشہ قسم بے خدا کی ملکہ



دارا گاہ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں خوب عیش کر لینگے حضور میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور حضور باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی۔ اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ میرے گھر میں تشریف لائے ۛ

### حضور کی ازواج مطہرات کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں حضور کی ٹولی بیاں تھیں۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ اور سودہ بنت زمعہ بن قیس۔ اور زینب بنت جحش بن رباب۔ اور میمونہ بنت حارث بن عزن۔ اور جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار۔ اور صفیہ بنت حی بن اخطب ۛ

اور کل حضور نے حیراں شادیاں فرمائی ہیں۔ پہلی شادی آپ کی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی سارے اولاد آپ کی انہیں سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ خدیجہ کی شادی حضور سے ان کے والد خویلد بن سعد نے کی تھی اور بنی اؤنٹ کا مہر بندھا تھا ۛ حضور کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں۔ اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے ۛ اور ابی ہالہ سے شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے ان کے ہاں عبد اللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاع نے شادی کی تھی ۛ

پھر حضور نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت فرمائی۔ اور عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی ابو بکر نے خود ان کی شادی حضور سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا ۛ

اور حضور نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لمیج سے شادی کی۔ یہ شادی سلیمان بن عمرو نے حضور سے کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک نے سودہ کی حضور سے شادی کی تھی اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا ۛ ابن ہشام کہتے ہیں ابی اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیمان اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے حضرت سودہ حضور سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود کے



پاس تھیں :

اور حضور نے زینب بنت جحش بن رباب اسدیہ سے شادی کی اور حضور سے انکی شادی ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کی تھی اور حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ حضور سے پہلے زینب زبیر بن حارثہ حضور کے متبھی کے پاس تھیں اور انہیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَكَلَّآ أَزْوَاجَنَا كَمَّا

اور حضور نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی فرمائی یہ شادی ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے حضور سے کی تھی اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ باندھا تھا کہ ایک تو شک جہیں کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجھڑ۔ ام سلمہ حضور سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی سلمہ اور عمرہ اور زینب اور قتیہ اور حضور نے حفصہ بنت عمر سے شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ان کے والد عمر نے کی تھی اور حفصہ حضور سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ اور حضور نے نام حبیبہ سے جن کا نام رملہ تھا شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ملک جحش میں خالد بن سعید بن حاص نے کی تھی اور نجاشی شاہ حبش نے حضور کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے تھے ام حبیبہ حضور سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں :

اور حضور نے جویریہ بنت حارث بن ابی خرازمیہ سے شادی فرمائی یہ نبی مطلق کے قیدیوں میں گرفتار رہ کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے :

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضور غزوہ بنی مطلق سے واپس ہوئے ہیں تو جویریہ بنت حارث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے پھرنے کے واسطے اونٹ فدیہ کے لیکر مدینہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لیکر حضور کنیہ مت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے واسطے لایا ہوں ان کو آپ قبول کیجئے اور جویریہ کو مجھے دیدیجئے حضور نے فرمایا اور وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں حارث بن ابی ضرار نے کہا قسم ہے خدا کی اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے ہمیشہ آپ خدا کے رسول ہیں اشدان لا الہ الا اللہ واسعد انک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حارث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حارث وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی حضور کی نذر کئے حضور نے جویریہ کو چھوڑ دیا جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضور نے ان کے باپ حارث کو ان سے شادی کا پیغام دیا انہوں نے حضور سے شادی کر دی حضور نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے اور حضور سے پہلے یہ اپنے چچا زاد عبداللہ کے پاس تھیں :



تھی جب یہ حضور کے پاس آئی حضور سے اس نے پناہ مانگی۔ پس حضور نے اسکو اسکے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہ پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچا زاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب حضور نے اس کو بلایا ہے تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جنکے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے میں حضور نے یہ جواب سنکر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریش میں سے حضور کی چھ بی بیوں تھیں خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد الغریٰ بن قحطی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن قحطی بن عبد اللہ بن قحطی بن رباح بن رباح بن لوی۔

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قحطی بن کلاب مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقطب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ اور سودہ بنت زحہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات بی بیوں تھیں :-

زینب بنت جحش بن رباب بن لعیز بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ اور سمیونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہرم بن زویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن حکمہ بن حصیفہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعیہ ثم المصطلقیہ۔

اور اسماء بنت نعمان کنذیہ۔

اور عمرہ بنت یزید کلابیہ۔

اور فیر عرب سے یہ بی بی تھی۔

صفیہ بنت شیبہ بن اخطب بنی نصیر سے۔

اب پھر ہم حضور کی علالت کا بیان کرتے ہیں

حضرت عائشہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت میں وہ آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے بن میں



ایک فضل بن عباس تھے اور سر کو کسا وہ باندھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے گھر میں تشریف لائے عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرے شخص کون تھے وہ علی بن ابیطالب تھے۔

پھر حضورؐ کے درویش بہت شدت ہوئی اور آپؐ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں کل کران سے عہدوں چنانچہ ہم نے حضورؐ کو ایک بڑے طشت میں جو حصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب حضورؐ غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔ ابوب بن ابیہؓ کی رہا یہ کہ اس طرح تھے کہ حضورؐ کو کسا وہ باندھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے تشریف لائے

اور پہلی گفتگو آپؐ نے یہ کی کہ اصحاب اُحد پر درود پڑھا اللہ ان کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے پھر فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس نعمت کے اختیار کرنے میں منع کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ حضورؐ اپنی نسبت فرما رہے ہیں۔ پس ابوبکر بہت شدت سے روئے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم آپؐ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اسے ابوبکر اتم اپنی جگہ پر بیٹھو پھر فرمایا مسجد میں یہ جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں۔ ان سب کو بند کر دو سو ابوبکر کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابہؓ میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بنی نضیر میں سے کسی کو خلیل بنانا تو ابوبکر کو بتانا مگر ابوبکر سے میری صحبت اور دین کا بھائی پناہ ہے یہاں تک کہ خدا ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضورؐ نے ابوسامہؓ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ تو لوگ کہتے تھے کہ حضورؐ نے ایک نو عمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے اس روز جو حضورؐ مہاجرین تشریف فرما ہوئے۔ تو خدا کی حمد و ثناء بیان کرنے کے کہ وہ لائق ہے فرمایا اس نے لوگو! اسامہؓ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اس میں جا کر ملو اور اگر تم اس کے امیر ہوئے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بیشک اسامہؓ سرداری کے لائق ہے۔ اور اس کا باپ بھی لائق تھا پھر آپؐ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اسامہؓ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور حضورؐ کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اسامہؓ مدینہ سے نکلا کہ تمام جہت میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہیں نے قیام کیا اور حضورؐ کی صحبت کی خبر کے منتظر رہے۔

حدایت ہے کہ جس روز حضورؐ نے اصحاب اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں ان کر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ تھی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو تو جو بد ہیں ان سے درگزر کرو۔ پھر آپؐ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور درود کی آپؐ پر اس قدر شدت ہوئی کہ آپؐ کو غش آگئی۔ اور آپؐ کی سب ازواج



اور مسلمانوں کی جو عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں انہوں نے اپنے ہاتھ میں اور حضرت عباس بھی موجود تھے  
پس حضرت عباس کی اور سب حاضرین کی یہ رائے قرار پائی کہ حضور کے کان میں دو آوازیں چنانچہ ڈال دی جب  
حضور وہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے سب نے عرض کیا حضور یہ دو آپ کے چچا عباس سے  
ڈالی ہے اور یہ دو امما جرات عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں حضور نے فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ عباس نے  
عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو خیال ہوا کہ حضرت یونسؑ ذات البیہ ہو حضور نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ خدا نفع کو اس مرض  
سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر حضور نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں بیقرار ہو جو وہیں نہوا میرے چچا کے سب کے  
کانوں میں یہ دو آوازیں چلائے۔ چنانچہ سیمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دو آوازیں گئی سب  
حضور کے حکم کے جو تہیہ آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا وہ

اسماء بن زید کہتے ہیں جب حضور کو علالت کی شدت ہوئی میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور  
حضور کینچہ دست میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوپر  
رکتے تھے میں سمجھا کہ آپ میرے واسطے دعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ  
ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کی بابت اختیار دیتا ہے۔  
چنانچہ آخر کلام جو حضور سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے بَلِ النَّارُ فِی الْآخِرَةِ لَمِنْ الْجَنَّةِ مَا مِیں  
نے اس کلام کو سنا کہ کہیں اب حضور ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھتی تھی کہ یہ حضور کو وہی اختیار دیا گیا ہے  
جن کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

### حضرت ابوبکر کا جماعت کے نماز پڑھانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور پر ضعیف غالب ہوا آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں  
کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور ابوبکر رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں جب  
قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر  
وہی عرض کیا حضور نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔  
حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضور سے اس غرض سے عرض کی تھی کہ میں جانتی  
تھی کہ لوگ حضور کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اسکو بدشگونی سمجھیں گے اور میں اچھا  
نہ سمجھتی کہ یہ بدشگونی ابوبکر کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں جب حضور زیادہ علیل ہوئے میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ  
آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو کہ  
لوگوں کو نماز پڑھائے عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں میں حضور کے پاس سے باہر نکلا۔ اور میں نے یہ کہہ کر  
لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکر اس وقت نہ تھے۔ میں نے عمر سے کہا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمر نے

ہوئے اور جس وقت عمر نے تکبیر کی بلند آواز کو حضور نے سُن کر فرمایا ابو بکر کہاں ہیں۔ خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابو بکر کو بلایا گیا۔ اور یہ نماز تو عمر نے پڑھا دی اس کے بعد ابو بکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی :

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں مجھ سے عمر نے کہا تجھ کو خرابی ہو تو نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو میں سمجھا کہ حضور نے تجھ کو میرے نماز پڑھانے کی بابت حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھتا میں نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابو بکر کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حقدار پایا۔ اس سبب سے تم کو حکم کیا :

انس بن مالک کہتے ہیں جب دو شنبہ کا روز ہوا جس میں حضور کی وفات ہوئی ہے جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی حضور پردہ اٹھا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے۔ اور مسلمان نماز میں حضور کی تشریف آوری کو دیکھ کر غرضی کے ماسے بے چین ہو گئے اور حضور نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا :

انس کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی حضور کی صورت بارونق اور خوب نہیں دیکھی تھی پھر اس کے بعد حضور واپس حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور لوگ سمجھے کہ اب حضور کو مرض سے آفاقہ ہو گیا چنانچہ ابو بکر بھی غرضی غرضی اپنے گھر گئے :

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمر کے تکبیر کہنے کے وقت جو حضور نے فرمایا کہ ابو بکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں یعنی ابو بکر کی موجودگی میں دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کلا پس اگر عمر اپنے انتقال کے وقت یہ نہ سمجھتے کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضور نے۔ تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ حضور نے ابو بکر کو خلیفہ کر دیا۔ اور عمر ابو بکر پر ہمت

لگانے والے نہیں تھے۔ اور عمر اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ حضور نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت حضور اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے لوگوں

نے حضور کی آہٹ منکر صف میں جگہ چھوڑ دی اور ابو بکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھے کہ حضور ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے اور ابو بکر پیچھے کو ہٹے حضور نے اپنا ہاتھ ابو بکر کی پشت میں لگا کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اور خود حضور نے ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو

لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد کے باہر تک جاتی تھی کہ اے لوگو! اگر روشن ہو گئی ہے اور نئے مثل اندھیری رات کے ٹکڑوں کے آگئے ہیں۔ اور قسم ہے خدا کی میں نے تمہارے واسطے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے۔ اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔ پھر حضور جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابو بکر نے عرصہ کیا یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے خدا کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں۔ اور آج کا دن بہت خارجہ کا دن





باہر آئے۔ عمر لوگوں سے قوسی گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکر نے کہا اسے عمر پیچھے ہٹو۔ اور خاموش رہو عمر حاضر نہ رہا۔ جب ابو بکر نے دیکھا کہ عمر خاموش نہیں رہتے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب ابو بکر کی گفتگو سنی سب ان کے پاس آگئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابو بکر نے خدا کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا اسے لوگو جو شخص محمد کی پرستش کرتا ہو تو بیشک خدا نذہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ پھر ابو بکر نے یہ آیت پڑھی وَمَا لِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَ مِنَ قَبْلِهِ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَا يَشْكُرُكَ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيكَ عَقِبَتِ قُلُوبُ كَيْفَ تَصِفُ اللَّهَ سُبْحَانَهُ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ اور محمد فقط رسول ہیں۔ کیا پس یہ اگر مر جائیگے یا قتل ہو جائیگے تم لوگ واپس بیٹھو کے بل کا فر ہو جاؤ گے اور جو اپنی بیٹیوں کے بل پھر جائیگا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور مقرب خدا شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیگا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ ابو بکر نے جب یہ آیت پڑھی لوگ ایسے ہو گئے۔ کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت ہی نہ سنی تھی اور اس وقت لوگوں نے ابو بکر سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمر کہتے ہیں جس وقت میں نے ابو بکر سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میرے پرکٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اسی وقت زمین پر گر پڑا۔ اور میں نے جانا کہ۔ منور کا وصال ہو گیا۔

### سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی کل صحابہ اور انسید بن حذیفہ بنی عبد الاشمل میں حضرت ابو بکر اور عمر کے پاس جمع ہوئے۔ اور اسی وقت ایک شخص نے آن کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم کو لوگوں کے امر کے ساتھ کچھ ضرورت ہے پس تم انصار کے پاس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام سنبھال کر لوگوں سے دور ہو جائیں۔ اور حضور کا جنازہ مبارک مجھ ہی میں تھا اور حمیزہ و کفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے ابو بکر سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو وہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر نے آخری حج کیا ہے میں بھی اس میں شریک تھا اور عبد الرحمن بن حوٹہ بھی منی میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں ان کو قرآن شریف پڑھاتا تھا ایک روز عبد الرحمن بن حوٹہ نے حضرت عمر کے پاس سے آن کر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے امیر المؤمنین کو آن کر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابو بکر کی بیعت بیکار ہے۔ یہی کہتی ہو وہ پوری ہو گئی۔ عمر اس کو سن کر بہت غصہ ہو گئے۔ اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو ان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبد الرحمن کہتے ہیں۔ میں نے کہا اسے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور ان میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں جو عقل



ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع ہو جائینگے اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں پھر جو آپ فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے پس مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرتا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہوگا۔ اہل عقل ہو جائیں گے جو کچھ آپ بیان کریں گے اُس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے ہمت کہا مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اسی بات کو بیان کر دوں گا +

ابن عباس کہتے ہیں پس آخر ذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں وہ پھر فرماتے ہی مسجد شریف میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو پیش نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا پس میں بھی اُن کو سامنے بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آتے ہوئے دیکھا اور سعید بن زید سے میں نے کہا آج عمر ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ منبر پر اُن کر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ میں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کہتی رکھی تھی۔ اور میں نہیں جانتا ہوں کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ پس جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جانشینک اس سے پودنچا یا بائے پہنچا دے اور جہاں کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ نہ چاہئے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولے نہ داؤدؑ نے حضرت محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور اُن پہاڑی کتاب نازل فرمائی۔ اور اسی کتاب میں آیت اللہ رحم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول خداؐ نے رحم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رحم کیا پس میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گزرے گا۔ تو کوئی کہنے والا یہ نہ سکے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرحمن نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ خدا کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رحم کتاب اللہ میں حق ہے زانی پر جبکہ وہ محسن ہو مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے

مَا تَزْعُمُونَ اَبَا يَكْسُ فَاَتَا كَفُّ يَكْسُ يَكْسُ يَكْسُ اَنْ تَزْعُمُونَ اَبَا يَكْسُ اَسْ لَوْ رَوَيْتَ لَكَ صَلَواتُ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو اس طرح سے نہ اڑانا جیسے عیسیٰ بن مریم کو لوگوں نے اڑایا ہے۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا +

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر عمر مرتے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ پس کوئی شخص اس دھوکا میں نہ رہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہوئی یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ نے اُسکے شرک سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کوئی تھا جس کی طرف ابو بکرؓ سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی ہیں +

پس جو شخص بیز سامانوں کے مشورہ کے کسی کی بیعت کر لیا دونوں واجب القتل ہونگے۔ اور ابو بکرؓ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں فتنہ مملو ہوئے اور انھوں نے ہم سے مخالفت کی۔ اور سب سرداران اشراف انکے پیچھے بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ علیؓ اور زبیرؓ اور جواہر کے حاکم تھے یہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور

صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پناہ باب ما لا بد بناؤ کیونکہ یہ تمہارا کفر ان فتنہ کا ہے +

اتمام ہماجرین ابو بکر کے پاس جمع ہوئے ہیں نے ابو بکر سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا۔ کہ تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جاتے ہیں انہوں نے کہا۔ اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر کہتے ہیں میں نے کہا تم سے خدا کی قسم ان کے پاس ضرور جائینگے اور ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو پاؤں سے ہٹے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہے میں نے کہا ان کو کیا ہوا لوگوں نے کہا دروہ ہے عمر کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی حمد و ثناء بیان کی پھر کہا ہم لوگ انہ۔ اور اسلام کے لشکر ہیں اور اسے ہماجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو متاھل کرنا چاہا۔ عمر کہتے ہیں اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انصار ہم کو بالکل جڑ سے اکھڑ کر ہماری خلافت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا۔ عمر کہتے ہیں میں نے گفتگو کر لی چاہی اور ایک شخصوں میں نے اپنے نزدیک بدت عمدہ گنا گنا کر رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اسکو ابو بکر کے سامنے بیان کروں اور اسی واسطے اسکو ریل ہی ریل میں خوب دھڑکا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابو بکر نے مجھ سے کہا اے عمر تم پیچھے رہو۔ پس میں نے مناسب نہ جانا کہ میں ابو بکر کو ناراض کروں۔ اور ابو بکر جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس قسم ہے خدا کی جو جو باتیں میں نے سوچی سمجھیں سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ اور تفصیل اور کہا اے انصار یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خباہتیں ہیں بیشک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے واسطے موزون جانینگے۔ کیونکہ یہ نسب اور دین میں سب سے افضل ہیں۔

عمر کہتے ہیں پھر ابو بکر نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کے آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمر کہتے ہیں ابو بکر کی یہ بات مجھ کو ناگوار گذری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابو بکر موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک امیر تم میں سے ہر اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمر کہتے ہیں اسکے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف پڑ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پس میں نے ابو بکر سے کہا۔ اے ابو بکر اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیا میں نے انکی بیعت کی اور پھر ہماجرین اور انصار سب نے انکی بیعت کی پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہم نے کہا سعد بن عبادہ کو خدا نے قتل کیا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابو بکر کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور حسن بن عذی تھے عویم بن ساعدہ کی بیعت ہم کو یہ بیعت پہنچی ہے۔ کہ جب ایک

نازل ہوئی یہاں یہاں اُن کے ہاتھوں سے اللہ کی عظیم الشان برکات نازل ہوئی۔ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھا شخص ہے۔

اور معن بن عدی کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب لوگ حضور کے واسطے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم حضور سے پہلے مر جاتے کیونکہ حضور کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑھائے گا خوف ہے۔ معن بن عدی نے کہا قسم ہے خدا کی میں حضور سے پہلے اپنا مرنا نہیں چاہتا۔ اس واسطے کہ میں بندوات بھی خدا کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا اور معن بن عدی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بمقام پیامہ سلیمہ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ روز حضرت ابوبکر کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابوبکر منبر پر آن کر بیٹھے اور عمر نے ابوبکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جیسا کہ میں نے کتاب اللہ میں پایا ہے حضور نے اس کے شائق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اسکو اس سبب سے کھانا کھا کر میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقرب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دیجئے اور بیشک خدا نے تمہارے درمیان میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے۔ جس کے ساتھ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ پس اگر تم لوگ اسکو مضبوط پکڑو گے خدا تم کو اُس کے ساتھ ہدایت کرے گا اور اب خدا نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بشخص رسول خدا کے صحابی ثانی انہیں ازہمائی الخاریزجس کیا ہے۔ پس تم کھڑے ہو کر انکی بیعت کرو۔ چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی پھر حضرت ابوبکر نے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان فرمایا کہ اے لوگو میں تم پر والی بنا یا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں پس اگر تم نیکی کروں تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں بُرائی کروں پس تم مجھ کو سیدھا اور قائم کرو و راستگوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُسکو دلوں گا۔ اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ اُس سے لوگوں کا حق و لواؤں کا بھروسہ جبرائیل علیہ السلام اے لوگو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا خدا اُس قوم کو ذلیل و خوار کرے گا ہے (جیسے اس ہمارے زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز اسی تحقیق کے واسطے چلے کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تنزل اور افلاس اور نذلت کے اسباب کیا ہیں۔ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی ملے گا۔ جو حضرت خلیفہ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں مگر دیکھا چاہیے کہ مسلمان اپنے اس مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اسکی دوا سے بھی واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں یا نہیں خدا انکو اپنی امت کے قائم کرنیکی توفیق دے اور اپنی امداد انکے شامل حال فرمائے) اور جس قوم میں فحش افعال عام طوے رواج پاتے ہیں۔ خدا اُن پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ اسے لوگ جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں۔ پس میری تم پر کچھ اطاعت نہیں ہے۔ اب جاؤ اپنی نماز پڑھو خدا تم پر رحمت کرے۔

لے اُس میں آئیے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اللہ خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔



ابن عباس کہتے ہیں حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ میں انکے ساتھ چار ہاتھ اور اپنے کسی کام کے واسطے جاتے تھے اور اپنے دل ہی دل میں کہہ باتیں کر رہے تھے میرے سوا اور کوئی انکے ساتھ نہ تھا اور ایک دُڑہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیر کی پھلی طرٹ دُڑہ کو مارتے تھے پس یکا یک میری طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جن روز حضور کی وفات ہوئی ہے میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے وغیرہ) ان میں نے کہا میں نہیں جانتا اب میرے امیر المؤمنین آپ ہی واقف ہو گئے عمر فرماتے لگے اس کا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا وَلَکَآیَکَ جَعَلْنَا لَکَ اُمَّةً وَ سَطَّآ لَکَ لُوَا شَہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکَ شَہِیْدًا اور میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے اعمال کے گواہ ہو گئے پس اس سبب میں نے اس دُڑہ گفتگو کی تھی +

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحمیر و کفین اور فن

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابو بکر کی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب لوگ حضور کی تحمیر و کفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی اور عباس اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور شقران حضور کا اذان و غلام یہ سب لوگ آپ کے غسل دینے میں شریک تھے اور اس بن خولی نے جو حضور کے صحابی انصاری اور بدری تھے ان کو حضرت علی سے کہا کہ اسے علی میں تم کو خدا کا انداس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو حضور سے ہم کو ہے حضرت علی نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔ حضرت علی حضور کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علی کے ساتھ کر دھڑ بدوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی حضور کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ اور حضور جو کرتہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ حضور کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور حضور کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں سے ہوا کرتی ہے +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ حضور کے کپڑے بدن پر سے اتاریں یا انہیں میں غسل دیں آخر جب بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو آؤنگے آگئی۔ اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں۔ اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا۔ اور اس نیند میں مکان کے ایک گوشہ سے آواز آئی۔ کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور خدا اس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت حضور کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر گریب کے اوپر ہی سے حضور کے جسم کو ملتے تھے +

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے حضور کو پہنائے گئے جن میں سے دو کپڑے صحاری تھے

۱۔ اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت و دنیا کی تاکم تمام لوگوں پر گواہ ہوا اور مولانا گواہ ہوں +



اور ایک چادر صبری تھی +

ابن عباس کہتے ہیں جب حضور کے واسطے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریق پر گڑھا کا دوتے تھے اور ابو طلحہ زید بن اہل اہل عربہ کے موافق لحد بناتے تھے۔ پس حضرت عباس نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس انکے بلانے کو بھیجا اور دعا کی کہ اے خدا اپنے رسول کے واسطے یہی قبر چاہے اختیار کرے۔ پس جو شخص ابو طلحہ کے پاس گیا تھا۔ وہ ابو طلحہ کیلے آیا اور انہوں نے حضور کے واسطے لحد تیار کی اور جب ششہ بنہ کے روز حضور کی تجویز تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کی بابت اختلاف ہوا بعض نے کہا حضور کو مسجد میں دفن کرنا چاہیئے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔ ابو بکر نے فرمایا میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے جن نبی کا انتقال ہوا۔ وہ اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں اُن کا انتقال ہوا تھا پس حضور کا پھوننا اٹھا کر اسکے نیچے قبر کھودی گئی۔ اور لوگ نماز پڑھنے کے واسطے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھ کے چلے جاتے تھے مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں نے بیچ بچوں نے پڑھی اور کسی نے حضور کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ پھر بڑھ کی نصف شب کے وقت حضور کو دفن کیا گیا +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم کو چار شنبہ کی شب کو حضور کے دفن ہونے کی اس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بڑھ کی ادھی رات کے وقت لوگوں کی آمد رفت کی آواز سنی +

حضرت علی بن فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور قرآن حضور کے غلام آپ کے دفن کرنے کے واسطے قبر میں اترے۔ اس بن خلی نے حضرت علی کو وہی قسم دی۔ حضرت علی نے فرمایا۔ تم بھی اتر آؤ۔ چٹنا بچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے۔ اور شہ تران نے حضور کی ایک چادر جس کو آپ اوٹھا اور پچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے اٹھ دھن کر دیا۔ اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا +

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں حضور کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبو میں گرا دی اور لوگوں سے کہا۔ میری انگوٹھی گر پڑی ہے حالانکہ میں نے اسکو قصداً اُس واسطے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں حضور کے جسم کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے +

عبداللہ بن حنظل کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی سے ساتھ حضرت عمرؓ حضرت عثمان کے زمانہ میں عمر کیا اور حضرت علیؓ اپنی بہن آمنہؓ بانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے۔ اور جب عمرو سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر اُن کے پاس عراق کے چند لوگ آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو خبردار کریں حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اُس نے سب کی نسبت حنفیہ سے نیا عہد کیا ہے۔ بعد سب سے آخر حضور کو ہاتھ لگایا ہے اب عراق نے کہا میں شک نہیں بات دریافت کرے۔ میں نے حضرت علیؓ

نے فرمایا وہ محمدؐ تھا ہے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے حضور کو اٹھ لگایا ہے ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ اپنی بیاد کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے ۔ آپ اپنا چہرہ اس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے خدا ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سوجھ بوجھ کیا حضورؐ اپنی امت کو ڈرنے کے واسطے ایسا فرماتے تھے ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد حضورؐ نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے

جائیں ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدر میں مبتلا ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مجھ پر آئے تھے اور یہود و نصاریٰ اور نصیرانیت کا زور ہونے لگا ۔ اتفاق منافقوں سے ظاہر ہوا ۔ اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے کیا اندھیری جاڑے کی رات میں پریشاں پھرتی ہیں ۔ اور ان سب باتوں کا باعث حضورؐ کا انتقال پر لال تھا یہاں تک کہ خدا نے سب لوگوں کو رات ابو بکر پر جمع کیا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضورؐ کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا ۔ یہاں تک کہ قتیبہ بن اسید جو حضورؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ۔ ان لوگوں کے خوف کے مایہ پوشیدہ ہو گئے ۔ تب انیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء بیان کی پھر حضورؐ کی وفات کا ذکر کیا ۔ اور فرمایا حضورؐ کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے ۔ پس جو شخص اسلام میں رشاک کرے گا ہم اس کی گردن مارینگے ۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے ۔ اور عنہ جابن اسید بھی ظاہر ہوئے ۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کی نسبت حضورؐ نے عمر بن خطابؓ سے ارشاد کیا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا ۔ کہ تم اس کو برا نہ کہو گے ۔ پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارشاد کیا ۔

سے روک دیا ۔ سیرت جو تہ ختم ہوئی **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْصَلَاكُمْ وَسَلَامًا عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَصَلَّى عَلَيْهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِيْنَ** ۵

۵

# اہم اے معاشیات

کے لئے

## معیاری کتب



نثار احمد سلیمی

جزوی معاشیات

منظف حسین ملاٹھوی

معاشی منصوبہ بندی

محمد عارف

مالیات عامہ

فاروق عزیز

شماریات

منظف حسین ملاٹھوی

معاشیات اسلام

منظف حسین ملاٹھوی

زرعی معاشیات

دولت صدیقی

معاشیات کل

منظف حسین ملاٹھوی

بین الاقوام معاشیات

ادیس احمد ادیب

زرعی و مالیاتی معیشت

منظف حسین ملاٹھوی

معاشی ترقی

منظف حسین ملاٹھوی

مقداری و حسابی معیشت

(اصول انتظام)

مینجمنٹ اکنا مکس

محمد ثنا صدیقی



## پہر معیاری کتب

راشد عمران

اسلامی معلومات

صلاح الدین خاں

عالمی معلومات

ذکی احمد ذکی

معلومات ہی معلومات

ذکی احمد ذکی

کتاب معلومات

ذکی احمد ذکی

سیرت کوثر

ذکی احمد ذکی

انبیاء کوثر

ذکی احمد ذکی

پاکستان کوثر

ذکی احمد ذکی

قائد اعظم کوثر

ذکی احمد ذکی

اقبال کوثر

ظہیر الدین فاروقی

تدریس سائنس بی ایڈ

ظہیر الدین فاروقی

تدریس زبان

محمد حامی الدین

تاریخ تعلیم

شیریں سرفراز

سعدیہ کادسترخوان

صہما بدر

بیت بازی

GENERAL KNOWLEDGE  
PARVEZ KAZMI



مبادی تعلیم انٹر سال اول

محمد یاسین شیخ

مبادی تعلیم انٹر سال دوم

محمد یاسین شیخ

تعلیم و عناصر تعلیم بی اے سال اول

محمد یاسین شیخ

تعارف تعلیم بی اے سال دوم

محمد یاسین شیخ

مسائل نفسیات انٹر سال اول

محمد ثانی

اختباری نفسیات انٹر سال دوم

محمد ثانی

PROBLEMS OF PSYCHOLOGY.  
PROF. M. FAIQ.

EXPERIMENTAL PSYCHOLOGY.  
PROF. M. FAIQ.

معاشیات انٹر سال اول — فاروق عزیز

معاشیات انٹر سال دوم — فاروق عزیز

معاشیات بی اے سال اول — فاروق عزیز

معاشیات پاکستان — شمیم سوری

ادبیات اردو لازمی بی اے و

بی ایس سی فائنل



بلا سود بینکاری — مظفر حسین ملاحوی

شرکت و مضاربت کے شرعی اصول

مظفر حسین ملاحوی

معاشیات اسلام — مظفر حسین ملاحوی

زکوٰۃ اور عشر کا اقتصادی نظام

مظفر حسین ملاحوی

عہد نبوی کا نظام تعلیم

محمد یاسین شیخ

تاریخ اسلام (حصہ اول)

شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ دوم)

شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ سوم)

شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ چہارم) شاہ معین الدین ندوی

حضرت ابوبکر صدیقؓ — ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت عمر فاروقؓ — ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت عثمان غنیؓ — ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت علیؓ — ڈاکٹر ایوب قادری

جو اچھے نوجوان — بیل احمد



Z. A. KHAN

BUSINESS COMMUNICATION.

KHURSHID SIDDIQI

XII  
COMMERCE

BANKING

تعارف تجارت	انتر کمرس سال اول	خورشید صدیقی
مبادیات بنکاری	انتر کمرس سال دوم	خورشید صدیقی
تعارف کاروبار	بی کام سال اول	خورشید صدیقی
معاشیات	بی کام سال اول	خورشید صدیقی فاروق عزیز

L. A. BURNEY.

INTRODUCTION TO BUSINESS.

شماریات	بی کام سال اول	فاروق عزیز
معاشیات اسلام	بی کام سال اول	خورشید صدیقی

قانون کاروبار	بی کام فائنل	لقمان بیگ
جدید منطیت	بی کام فائنل	خورشید صدیقی
جدید انتظام کاری	بی کام فائنل	محمد حسن خاں

I. A. BURNEY.

PRINCIPLES OF MANAGEMENT

I. A. BURNEY.

INCOME TAX LAW

اصول تنقیح	بی کام	ای اے برنی
قانون محصول آمدنی	بی کام	ای اے برنی
پاکستان کی صنعتیں	بی کام	فاروق عزیز
محاسبی لاگت		فاروق عزیز
اعلیٰ محاسبی		فاروق عزیز

LUQMAN BAIG

ADVANCED ACCOUNTING

LUQMAN BAIG

ADVANCED ACCOUNTING  
PROBLEMS AND SOLUTIONS.



کی معیاری کتب

- دبستان لکھنو — ڈاکٹر ابواللیث صدیقی  
 اردو کا عروض — حبیب اللہ خاں غصنفر  
 ہندی ادب — حبیب اللہ خاں غصنفر  
 زبان و ادب — حبیب اللہ خاں غصنفر  
 تنقید و تجزیہ — ڈاکٹر نعیم تقویٰ  
 تنقید و تعبیر — ڈاکٹر نعیم تقویٰ  
 تنقید و آگہی — ڈاکٹر نعیم تقویٰ  
 تنقید و تناظر — ڈاکٹر نعیم تقویٰ  
 کلیات افضل — ڈاکٹر نعیم تقویٰ  
 تذکرے و تبصرے — مراجع الاسلام  
 اردو شاعری پر ایک نظر — جمیل احمد  
 عورت اور اردو زبان — وحید نسیم  
 نکات سخن — حسرت موہانی  
 مشرقی تمدن کا آخری نمونہ — عبدالحلیم شرر  
 فردوس بریں — عبدالحلیم شرر  
 برصغیر میں اردو تہذیب کے اثرات — ڈاکٹر ساجد امجد  
 غالب و عصر غالب — ڈاکٹر ایوب تلوری  
 تاریخ ادب اردو — رام بابو مکسینہ  
 دانائے راز — محمد ضیاء الدین  
 جدید اردو ادب — ڈاکٹر محمد حسن  
 شناسا چہرے — ڈاکٹر محمد حسن  
 معاصر ادب کے پیش رو — ڈاکٹر محمد حسن

وحیدہ نسیم کے



اور دیگر کتب

- درد نہ جانے کوئی — ناول  
 ○ راوی کے اس پار — ناول  
 ○ ٹوٹے تارے — ناول  
 ○ غم دل کہا نہ جائے — ناول  
 ○ شبورانی — ناول  
 ○ زخم حیات — ناول  
 ○ ایک لڑکی — ناول  
 ○ لال باغ — ناول  
 ○ ساحل کی تمنا — ناول  
 ○ بیلے کی کلیاں — افسانے  
 ○ ویک عمل — افسانے  
 ○ داستان درد داستان — افسانے  
 ○ موج نسیم — شاعری  
 ○ نعت و سلام — شاعری  
 ○ عورت اور اردو زبان — ادب  
 ○ شاہانہ بے تاج — مذکر مرقیائے کلام

Other Books By  
**LUQMAN BAIG**

- |                                                   |           |
|---------------------------------------------------|-----------|
| 1. Income Tax Law                                 | RS. 50/-  |
| 2. Income Tax Law Problems<br>& Solutions         | RS. 70/-  |
| 3. Advanced Accounting                            | RS. 40/-  |
| 4. Problems & Solutions<br>On Advanced Accounting | RS. 50/-  |
| 5. Sales Tax - Wealth Tax                         | RS. 45/-  |
| 6. Mercantile Law                                 | RS. 50/-  |
| 7. Company Law                                    | RS. 60/-  |
| 8. Corporate Law Hand Book<br>THUMB INDEX.        | RS. 120/- |
| 9. Corporate Law Hand Book<br>PENALTIES.          | RS. 200/- |
| 10. CA. Inter: Accounting P & S Vol I             | 50/-      |
| 11. CA. Inter: Accounting P & S Vol II            | 50/-      |
| 12. کمپنی لاء (انڈو)                              | RS. 15/-  |



# READ YOURSELF & PRESENT TO OTHERS

## 1. The Holy Qur-an

Abdullah Yusuf Ali Tr.  
Arabic text with English Translation, Commentary and Notes.  
18 cm x 27 cm. xx+1854 pp. Complete in one volume Rs. 180/-  
in two volumes Rs. 190/- in three volumes 200/-  
News Paper edition Available in two bindings one vol. Rs. 115/-  
and two volumes Rs. 125/-

## 2. An English Interpretation of the Qur-an

Abdullah Yusuf Ali, Tr.—14 cm. x 21.5 cm. 982 pp. Rs. 60.00  
(Offset Paper 63 gm, Deluxe Edition) Rs. 85.00

## 3. Roman Transliteration of the Holy Qur-an

English translation by Allamah Abdullah Yusuf Ali, Arabic text and  
TRANSLITERATION of the Arabic text.  
18 cm. x 24 cm. xxxii+808 pp. (Offset Paper, Deluxe Binding) Rs. 115.00

## 4. Sahih al-Bukhari

Arabic text edited by Muhammad Ismail  
Bin al-Mughira al-Bukhari — with  
English translation by Dr. Muhammad  
Muhsin Khan—A collection of authentic  
traditions of Islam, revised edition, 9-volumes, set  
Rs. 1500.00

## 5. Sahih Muslim

M. Abdul Hamid Siddiq, Tr.—18 cm. x 24 cm. Rs. 300.00  
(4 Volumes) Each Volume Rs. 75.00

## 6. Mishkat al-Masabih—al-Hadith

Dr. James Robson, Tr.—18 cm. x 24 cm. 1474 pp. Rs. 250.00  
(2 Volumes) Vol. I, Rs. 140.00, Vol. II, Rs. 110.00

## 7. Muwatta' Imam Malik

M. Rahimuddin, Tr.—18 cm. x 24 cm. xxxii+480 pp. Rs. 150.00

## 8. Sunan Abu Dawud

Prof. Ahmad Hassan—18 cm. x 24 cm. lxi+1656 pp. 3 Vols. Rs. 400.00

## 9. MAARIF UL HADIS (IN FOUR VOLS) BY MAULANA MOHAMAD MANZOOR NOMANI (MEANING AND MESSAGE OF TRADITIONS) 14.5 cm x 22.5 cm 1650 PP.

CENTRE OF  
DOGMATIC DECOROUS BOOKS

MUHAMMAD ALI  
KARKHANA ISLAMI KUTUB  
Opp : Shobraj Hospital, Urdu Bazar Karachi - 1



